خطباتِ صفدر

مؤلف

مناظر اسلام ترجمان اہل سنت وکیل احناف

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

دوم

سلمان عثمان اینڈ کمپنی دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ صفدر

جلد دوم

افادات

مناظر اسلام، ترجمان اہل سنت، وکیل احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

ترتیب، تسہیل و تصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

سلمان عثمان اینڈ کمپنی دیوبند

خطبات صفدر

جلد دوم

......خطبات......

مناظر اسلام، ترجمان اہلسنت وکیل احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

......ترتیب تسہیل تصحیح......

مولانا نعیم احمد مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان شہر

باہتمام : سلمان مسعود رمزی

طباعت : رمزی آفسیٹ پریس

قیمت :

ناشر : سلمان عثمان اینڈ کمپنی دیوبند

موبائل:۔ 9897260543

پیش لفظ

بسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ! اما بعد:

برادرانِ اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ امم سابقہ سے تواتر کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو بھی اس فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ کیا ہے۔ الحمد للہ دورِ نبوی سے آج تک علماء وصلحاءِ اُمت نے اس فریضہ کو احسن طریقہ سے سرانجام دے کر دین کو اصلی شکل میں ہم تک پہنچایا۔ ان کے مقابلہ میں شیطان نے بھی آج تک منکرات کو مزین کر کے عوام کو ہر طرح سے گمراہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی اور کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ اہلِ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی اس کے مکر وفریب سے بچیں اور لوگوں کو بھی بچائیں، کیونکہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اگر شرعاً فرض ہے تو اُمت کا قرض بھی ہے جس کی ادائیگی علماءِ اُمت پر ضروری ہے۔ ماضی بعید کی طرح ماضی قریب میں اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں سے یہ کام لیا۔ کسی نے عیسائیت کے موضوع پر، کسی نے ہندوؤں کے خلاف، کسی نے مرزائیت، کسی نے رافضیت، کسی نے انکارِ حدیث، کسی نے ردِّ بدعت، کسی نے لامذہبیت کے رَد پر کام کیا، مگر ہر فن میں کمال پیدا کرنے والے تھوڑے ہی ہوئے ہیں جن میں سے ایک جامع علومِ ظاہرہ وباطنہ حاملِ علمِ لدنی مرجع عوام وخواص حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑویؒ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر مرضِ روحانی کا طبیب حاذق بنایا تھا۔ مرض کی تشخیص اور طریقِ علاج میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ بہت سے لاعلاج مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ شفا عطا فرمائی۔

ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک فطرتی جذبہ اُمت کی خیرخواہی کا رکھا تھا، پھر ان کے شیخ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ اور پھر یادگارِ اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اطال اللہ بقاءہٗ کے حکم پر ساری زندگی اسی کام میں کھپا دی، گھر کی دیکھ بھال کی طرف اتنی توجہ نہیں تھی۔ گھر میں یہ کہہ رکھا تھا کہ میں دین کی خاطر باہر اسفار میں جاتا ہوں، تم اولاد کی خبرگیری کرو گی تو تمہیں بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائیں گے اور میری محنت کا ثواب بھی تمہیں ملے گا۔

حضرتؒ سے اللہ تعالیٰ نے مناظروں، تقریروں، تحریروں اور انفرادی افہام و تفہیم کے ذریعہ بہت سے آدمیوں کو ہدایت عطا فرمائی۔ آپ کی اکثر کوشش یہ ہوتی تھی کہ عوام میں بجائے مناظرہ کے خطابِ عام کا انتظام کیا جائے۔ اس سے عوام کو فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ مناظرہ میں چونکہ منتظمین کا نظم ناقص ہوتا ہے، اس لئے شور وغل کی بنا پر اکثر عوام دین سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کو فنِ مناظرہ میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس فن کو زندہ رکھنے اور عوامی ضرورت پوری کرنے اور مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ ان کے علمی شہ پاروں کو زینتِ قرطاس کر کے عوام میں پھیلا دیا جاتا۔ الحمد للہ اس ضرورت کو مرحوم اوران کے ورثاء کے معتمد علیہ مولانا نعیم احمد صاحب مدرّس جامعہ خیر المدارس ملتان و مالک مکتبہ امدادیہ ملتان مال و جان اور وقت صرف کر کے باحسنِ وجوہ پورا فرما رہے ہیں۔ اس سے قبل وہ "تجلیاتِ صفدر" کی ضخیم چھ جلدیں اور جزء القراءۃ و جزء رفع الیدین للبخاری کا ترجمہ مع التشریح اور خطباتِ صفدر کی پہلی جلد شائع کر چکے ہیں جو عوام اور علماء کے دونوں حلقوں میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اب "خطباتِ صفدر" کی جلد دوم اور جلد سوم شائع فرما رہے ہیں۔ ان میں بھی عیسائیت کا رد اور حقانیت اسلام، نیز مرزائیت کو اس کے تمام پہلوؤں کے اعتبار سے بے نقاب کیا ہے اور اہلِ سنت کے مقابلہ میں دورِ حاضر کے تمام مبتدعین وملحدین مثلاً بریلویت، لامذہبیت، مماتیت، مسعودیت وغیرہ فرقوں کی اس طرح نقاب کشائی کی ہے کہ پڑھنے والا صرف یہ نہیں کہ اپنا ایمان بچائے گا بلکہ دوسروں کے ایمان کو بھی ان فرقِ باطلہ سے بچانے کی پوری صلاحیت رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ خطبات کو مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ اور ناشرین اور مستفیدین کے لئے دُنیوی اور اُخروی فلاح کا ذریعہ بنائے، آمین۔

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کتبہ: محمد انور اوکاڑوی عفی عنہ

فہرست

حقانیت اسلام

الحمد للّٰہ الذی شرفنا علیٰ سائر الامم برسالۃ من اختصہ من بین الانام بجوامع الکلم وجواھر الحکم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر الخلق الذی لا نبی بعدہ محمدٍ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین. اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ. صدق اللّٰہ العظیم.

بے شک اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین حق ہے، اس میں شک نہیں کہ ہر دین والا اپنے دین کو حق کہتا ہے لیکن سب دین یقیناً حق نہیں ہو سکتے دلائل کی روشنی میں صرف دین اسلام ہی حق ہے۔ جب روس میں خدا کا انکار کرنے والے پیدا ہوئے تو مصر میں ایک میٹنگ بلائی گئی کہ وہ سب دین والے اکٹھے ہوں جو کسی نہ کسی نام سے خدا کو مانتے ہوں خواہ اللہ کا نام لے کر پکارتے ہوں یا گاڈ کہہ کر مانتے ہوں یا پرویشن کہہ کر یا ماتما کہہ کر مانتے ہوں چنانچہ سب دینوں کے نمائندے جمع ہوئے تاکہ خدا کے منکروں کا مقابلہ کیا جائے ایک شخص نے کہا کہ پہلے ایک آدمی کو صدر بنا لیا جائے تاکہ اس کی قیادت میں بات شروع ہو اور ایک جب بات کرے سارے وہ بات سُنیں، چنانچہ ایک آدمی کو صدر مقرر کر دیا گیا صدر نے کہا کہ میں پہلے چند باتیں صاف کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ روس کے دہریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جمع ہوئے ہو لیکن آپ سب کے دین بھی الگ الگ ہیں تو یہ اتحاد کب تک رہے گا آج نہیں تو کل یہ ختم ہو جائے گا، اس

لیے پہلے آپس میں ہی کیوں نہ سوچ لیں کہ ہمارے دینوں میں سے کونسا دین حق ہے اس سلسلہ میں میرے چند سوالات ہیں ان پر سب حضرات غور کریں اور ان کا جواب دیں۔

سوال نمبر ا:

آپ سب مانتے ہیں کہ ساری دنیا کا خدا ایک ہے اور سب اسی کے بندے ہیں پہلے زمانے میں جب وسائل موجود نہ تھے تو ایک نبی کی تعلیمات کا ساری دنیا میں پہنچ جانا مشکل تھا اس لیے ان زمانوں میں عقل یہی مانتی ہے کہ مشرق میں ایک نبی ہو تو مغرب میں دوسرا تا کہ سب بندوں تک خدا کے احکام پہنچ سکیں لیکن اب پریس، ریڈیو، اور ہوائی جہازوں نے ساری دنیا کو ایک شہر کی صورت دے دی ہے اب خبر چند سیکنڈوں میں پوری دنیا کا چکر لگا جاتی ہے اس لیے اب الگ الگ نبیوں کی ضرورت نہیں، اب تو چاہیے کہ ایک خدا کے بندے سب مل کر ایک ہی شریعت کے مطابق ایک خدا کی بندگی کریں، اگر اب یہ بات امتیوں پر چھوڑ دی جائے تو ہر امتی یہی کہے گا کہ میرے نبی کی شریعت ساری دنیا میں پہلے اس صورت میں بحث بھی لمبی ہو جائے گی اور شاید کوئی نتیجہ بھی نہ نکلے اس لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ یہ پتہ چل جائے کہ وہ کونسا نبی ہے جس نے خود اعلان کیا ہو کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں، سوال کا خلاصہ یہ نکلا کہ آیا کوئی عالمگیر نبی ہے؟ اس بارہ میں سب سے پہلے یہودیوں سے پوچھا گیا کہ آپ اپنی تورات سے ایک فقرہ نکال کر دکھائیں کہ حضرت موسیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں، لیکن . . سے سارے یہودی عاجز رہے تورات میں صرف اتنا ہے کہ موسیٰ صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں، صدر مجلس نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ نے کبھی دعویٰ نہیں فرمایا کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں اب اگر یہودی چاہیں ساری دنیا موسیٰ کی تابعداری کرلے تو یہ مدعی سست گواہ چست والی بات ہوگی۔

صدر نے اس کے بعد عیسائیوں سے کہا کہ آپ اپنی چاروں انجیلوں سے ایک

فقرہ نکال دیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی یہ فرمایا ہو کہ مجھے اللہ نے ساری دنیا کا نبی بنا کر بھیجا ہے لیکن عیسائی کبھی یہ نہ دکھا سکے۔

فائدہ:

عیسائیوں کے بہت سارے فرقے شروع سے چلے آرہے ہیں جو فرقہ ان کا شروع سے آرہا ہے اس کا نام کیتھولک ہے، کیتھولک کا معنی ہے سواد اعظم جیسے آج کل بریلوی اپنے آپ کو سواد اعظم کہلاتے ہیں، یہ مریمؑ کا اور جبرئیلؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا بت بناتے ہیں گویا کہ یہ تین خداؤں کو مانتے ہیں، ان کا جو انچارج ہوتا ہے اسے فادر کہتے ہیں، ان میں ایک پوپ ہوتا ہے اور بہتر (۷۲) بشپ ہوتے ہیں ان کے ہاں ایک معافی کا مسئلہ ہوتا ہے کہ جو عیسائی کوئی گناہ کرلے وہ بشپ کو کچھ پیسے دیتا ہے وہ اسے معاف کردیتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ جو زمین پر باندھے گا وہی آسمان پر باندھے گا جسے زمین والا کھولے گا اسے آسمان والا کھولے گا یعنی جسے بشپ نے بخش دیا اسے اللہ تعالیٰ بھی بخش دیں گے، ان میں ایک بشپ تھا مارٹن لوتھر یہ جرمنی کا رہنے والا تھا یہ پوپ کا قریبی تھا اس نے کہا جو عورتیں گناہ بخشوانے آتی ہیں جتنے گناہ لیکر آتی ہیں اس سے زیادہ واپس لے کر جاتی ہیں کیونکہ اصل بات اسے معلوم تھی اس بات پر پوپ کے ساتھ اس کی ٹھن گئی پوپ نے اسے نکال دیا اس نے پوپ کے خلاف کتابیں لکھنی شروع کردیں اور ایک نیا فرقہ بنالیا جس کا نام پروٹسٹنٹ تھا جس کا معنی ہے احتجاج گویا اس نے بھی ان کے خلاف احتجاج کیا، ایک اور فرقہ ہے جو پینٹی کاسٹک کے نام سے جانا جاتا ہے یہ ایسے ہے جیسے ہمارے ہاں صوفیاء کرام یہ دم درود کرتے ہیں جن وغیرہ نکالتے ہیں، ایک اور فرقہ ہے جس کا نام وحدی فسٹ ہے جیسے ہمارے ہاں علماء ظاہر ہیں انہوں نے تینوں خداؤں کا انکار کیا ہے، یعنی یہ تثلیث کے قائل نہیں ہیں، خلاصہ یہ نکلا کہ ان کے ہمارے ہاں عام طور پر یہی چار فرقے پائے جاتے ہیں(۱) کیتھولک (۲) پروٹسٹنٹ (۳) پینٹی کاسٹک (۴) وحدی فسٹ۔

چنانچہ عیسائی بھی اپنی کتاب سے نہ دکھا سکے انجیل میں تو یہ ہے کہ ایک عورت حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی بنو کنانہ کی یہ عورت تھی اور کہا اے داؤد کے فرزند میں بیمار ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے لیکن چونکہ عورت بنی اسرائیل میں سے نہ تھی بنو کنانہ میں سے تھی اس لیے عیسیٰؑ نے فرمایا اے عورت میرے سامنے سے دور ہو جا میں بچوں کی روٹی کتوں کو ڈالنے نہیں آیا اور پاک تعلیم کے موتی خنزیروں کے سامنے پھینکنے نہیں آیا میں صرف اور صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا ہوں اس سے معلوم ہوا بنی اسرائیل کے علاوہ جتنے لوگ عیسائی ہیں وہ سب کتے اور خنزیر ہیں اور جو بنی اسرائیل میں سے ہیں وہ بھیڑیں ہیں۔

لطیفہ:

کالج میں ایک پادری کا لڑکا پڑھتا تھا اور ایک مولوی صاحب کا لڑکا بھی پڑھتا تھا مولوی صاحب کا لڑکا جہاں کہیں مسلمانوں کا جلسہ وغیرہ کا پروگرام ہوتا اُسے ساتھ لے جاتا، عیسائیوں کا ایک عقیدہ اعتراف ہے ہر سال کے بعد ان کا کنونشن ہوتا ہے جس میں عقیدہ اعتراف کو دُہرایا جاتا ہے جس سے پچھلے سال کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مرد اور عورتیں صفیں بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور پادری اونچی جگہ اسٹیج پر بیٹھا ہوتا ہے، باری باری سارے جاتے ہیں پادری کے سامنے سر جھکاتے ہیں وہ پوچھتا ہے آپ کون ہیں مرد ہو یا عورت سارے جواب میں کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت میں خداوند یسوع مسیح کی بھیڑ ہوں پھر وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے پھر دوسرا پھر تیسرا ایسے آتے جاتے ہیں جب ان کا پروگرام آیا پادری کے لڑکے نے مولوی صاحب کے لڑکے سے کہا کہ میں بھی تمہارے پروگراموں میں شرکت کرتا رہتا ہوں آپ بھی ہمارے پروگرام میں شرکت کریں چنانچہ مولوی صاحب کے لڑکے نے کہا کہ ٹھیک ہے میں بھی چلوں گا جب وہاں پر پہنچے اعتراف کا عقیدہ دہرانے لگے یہ بھی صف میں بیٹھ گیا جب اس

کی باری آئی یہ بھی چلا گیا پادری کا لڑکا بہت خوش ہو رہا تھا لیکن جب یہ پادری کے پاس پہنچا اس نے سر جھکایا نہیں بلکہ سیدھا کھڑا رہا پادری سمجھا کہ شاید یہ نیا آیا ہے اسے طریقہ نہیں آتا اس نے پوچھا کہ تم کون ہو مرد ہو یا عورت اس نے جواب دیا کہ میں تو محمدی مینڈھا ہوں یعنی یہ ساری بھیڑیں ہیں ان میں ایک تو مینڈھا ہونا چاہیے لہٰذا میں سب کے لیے محمدی مینڈھا ہوں۔جس سے پادری صاحب کی اور عیسائیوں کی کافی توہین وتذلیل ہوگئی، چنانچہ صدر مجلس نے کہا کہ جب عیسیٰؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں تو عیسائیوں کا یہ کہنا کہ ساری دنیا میں عیسیٰؑ کی تعلیم پھیلے یہ بھی وہی مثال ہے مدعی ست گواہ چست۔

الغرض:

کسی دین والا بھی یہ ثابت نہ کر سکا کہ ان کا پیغمبر ساری دنیا کا نبی ہے آخر میں صدر نے مسلمان عالم سے پوچھا کہ کیا آپ کے پیغمبر نے دعویٰ کیا تھا کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں تو مسلمان عالم نے قرآن مجید کو ہاتھ میں لیا اور کہا کہ قرآن مجید میں جس طرح اللہ تعالیٰ کو رب العٰلمین کہا ہے اسی طرح ہمارے نبی کو رحمۃ للعٰلمین کہا ہے وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین، جس طرح اللہ تعالیٰ کل کائنات کے رب ہیں اسی طرح حضرت محمد ﷺ کل کائنات کے نبی ہیں، پھر کہا جس طرح قرآن نے رب الناس کہا ہے کہ ایک ہی خدا ساری نسل انسانی کا رب ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے "کافۃ للناس بشیراً ونذیراً" صدر مجلس نے پھر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین والا کھڑا ہو، اور اپنے نبی کے بارے میں اپنی الہامی کتاب سے یہ دعویٰ دکھا دے کہ وہ ساری دنیا کا نبی تھا لیکن بار بار اعلان کے باوجود ہر طرف موت کی سی خاموشی تھی آخر صدر مجلس نے کہا کہ سارے نبیوں میں سے صرف ایک ہی نبی ہیں کہ جنہوں نے عالمگیر نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اگر ایسے دو نبی مل جاتے تو الیکشن کی ضرورت پڑتی لیکن اب سیٹ بھی ایک ہے اور امیدوار بھی ایک ہے اس لیے

فیصلہ ہو گیا کہ عالمگیر نبی ایک ہی ہیں اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال نمبر۲:

صدر مجلس نے کہا کہ اسلام کے مقابلہ میں کسی کو لب کشائی کا حق نہیں رہا لیکن میں بات کو مکمل کرنا چاہتا ہوں، آج کل کے لوگ اپنے آپکو پڑھے لکھے دانشور کہتے ہیں، اور وہ بغیر دلیل کے بات نہیں مانتے نبیوں کے ماننے والے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرماتے ہیں، اور یہی معجزات ان کی نبوت کی دلیل ہوتی ہے اب اگر میں یہ کہوں کہ سب لوگ اپنے اپنے نبیوں کے معجزات سناؤ تو وقت بھی بہت خرچ ہوگا اور یہ فیصلہ بھی مشکل ہو جائے گا کہ ان معجزات میں کس کا معجزہ زیادہ شان والا ہے اس لیے میں سوال یوں نہیں کرتا میرا سوال یہ ہے کہ کوئی اُمتی اپنے نبی کا ایسا معجزہ پیش کرے جو آج بھی دنیا کو دکھایا جا سکتا ہو اور آج بھی دنیا اس کے سامنے عاجز ہو یہودیوں سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰؑ کا کوئی معجزہ ایسا دکھاؤ کہ آج بھی دنیا اس کے سامنے عاجز ہو تو کوئی بھی نہ بول سکا عیسائیوں سے یہی پوچھا گیا لیکن سب کے سب ایسے بیٹھے تھے جیسے صم بکم والی آیت انہی کے لیے نازل ہوئی ہے، آخر ہر طرف خاموشی دیکھ کر مسلمان عالم کھڑا ہوا، اس کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا اس نے کہا میرے نبی کا معجزہ آج بھی موجود ہے اور آج ہی نہیں بلکہ قیامت تک دنیا اس کے مقابلے سے عاجز رہے گی، مسلمان عالم نے فرمایا کہ ساری دنیا کا اتفاق ہے کہ خدا کا کام وہ ہوتا ہے کہ ساری دنیا ملکر وہ کام نہ کر سکے جیسے آنکھ اور سر وغیرہ کا پیدا کرنا بالکل یہی پہچان خداوند قدوس کے پاک کلام کی ہے کہ ساری دنیا مل کر اس کی مثال لانے سے عاجز ہے یہاں بھی حضور ﷺ کے معجزہ کے مقابلے میں کوئی کھڑا نہ ہو سکا اور یہ بات سب پر واضح ہو گئی کہ پہلے وہ نبی جن کے ہاتھ پر معجزات ظاہر ہوئے وہ یقیناً برحق تھے لیکن آج ان کا کوئی معجزہ دنیا میں موجود نہیں ہے جس سے پتہ چلا کہ ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا آج اسی نبی کی نبوت

کا زمانہ ہے جس کی نبوت کا معجزہ قرآن مجید سورج کی طرح ہر جگہ پر چمک اور دمک رہا ہے لیکن جس طرح ساری دنیا خدا کے سورج جیسا سورج بنانے سے عاجز ہے اسی طرح ساری دنیا خدا کے قرآن جیسی ایک سورۃ لانے سے بھی عاجز ہے تو یہاں بھی الیکشن کی ضرورت نہ رہی۔

سوال نمبر۳:

صدر مجلس نے کہا کہ ہم نے وہ نبی اور پیغمبر تلاش کر لیا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ عالمگیر نبی ہے اور اس دعوے میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور وہی ایک پیغمبر ہے جس کی دلیل نبوت آج بھی دنیا میں موجود ہے، اب تیسرا سوال یہ ہے کہ پیغمبر کو اسی لیے ماننا ہے کہ اس کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کیا جا سکے تو کون کون سے وہ نبی ہیں جن کی تعلیمات مکمل طور پر آج بھی موجود اور محفوظ ہیں صدر نے پوچھا کہ یہودی تورات کھول کر دکھائیں کہ موسیٰ سجدہ میں کونسی تسبیح پڑھا کرتے تھے، لیکن یہ کہیں مذکور نہیں، عیسائیوں سے پوچھا گیا کہ آپ انجیل کھول کر دکھائیں کہ عیسیٰ جب خدا کے سامنے سجدہ کیا کرتے تھے تو کونسی تسبیح پڑھتے تھے، لیکن وہ بھی نہ بتا سکے، بلکہ ہم تو پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ آج اگر موسیٰ یا عیسیٰ کا نام محفوظ ہے تو وہ بھی قرآن کی برکت سے محفوظ ہے ورنہ کتنے نبی گزرے ہیں جن کے نام قرآن میں نہیں آئے اور دنیا ان کے نام تک بھول چکی ہے ان انبیاء علیہم السلام کا ایک فقرہ بھی اصل زبان میں تواتر اور شہرت سے تو کجا خبر واحد سے بھی ثابت نہیں ہے، بلکہ ہم اس سے بڑھ کر کہتے ہیں کہ اللہ نے ان زبانوں کو بھی مردہ کر دیا جن زبانوں میں تورات اور انجیل نازل ہوئی تھیں، ان میں سے کوئی بھی زبان بطور زندہ زبان کسی ملک میں نہیں بولی جاتی اب خدا کے مارے ہوؤں کو ساری دنیا مل کر بھی زندہ نہیں کر سکتی۔

جب مسلمان عالم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے نبی کی تعلیمات محفوظ ہیں اس

نے کہا کہ آپ عبادات کے متعلق صرف پوچھ رہے ہیں، ہمارے نبی کی تو آج تک عادات بھی محفوظ ہیں کہ جوتا پہنے تو کونسا جوتا پہلے پہنے اور کیسا پہنے، عالم نے فرمایا الحمدللہ ہمارے پیغمبر کی تعلیمات کا ایک نقطہ بھی ہم سے اوجھل نہیں ہوا آپ کی ہر ہر عبادت اور ہر ہر عادت بھی محفوظ ہے پھر اس نے نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن، ایک ایک بات تفصیل سے بتلا دی اور باقی سارے دینوں والے اپنے نبی کی تعلیمات بتلانے سے عاجز تھے اس سے ثابت ہوا کہ اس ایک نبی کی تابعداری ممکن ہے جن کی تعلیمات محفوظ ہیں اور جن کی تعلیمات محفوظ نہیں ان کی تابعداری ہو ہی نہیں سکتی مسلمان عالم سے جب پوچھا گیا کہ آپ کے نبی ﷺ کی یہ تفصیل وتشریح کس کتاب میں ہے؟ کیا کوئی کتاب تمہارے نبی نے لکھی ہے مسلمان عالم نے فرمایا کہ ہمارے نبی اُمی تھے وہ لکھ نہیں سکتے پھر پوچھا گیا کیا آپ کے نبی کے کسی شاگرد اور صحابی نے کوئی کتاب لکھی ہے۔ مسلمان عالم نے فرمایا کہ صحابہ کرام کی زندگیاں تبلیغ اور جہاد میں گزر گئیں ان کو ایسا موقع نہیں ملا وہ کوئی مفصل کتاب لکھ سکیں انہوں نے پوچھا کہ پھر یہ کون سے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی زندگی کو اتنے مکمل طریقہ پر مدون کیا کہ آج مسلمانوں کا سر تمام دینوں کے مقابلہ میں اونچا ہے تو مسلمان عالم نے فرمایا کہ وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں یہ سن کر ایک ربی رونے لگا اس نے روتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! کاش تو ایک ابوحنیفہ موسیٰؑ کی امت میں پیدا کر دیتا تو آج ہمیں یہ ذلت اور رسوائی نہ دیکھنی پڑتی یہی بات ایک عیسائی پادری نے کہہ ڈالی صدر مجلس نے کہا کہ رونے دھونے سے کچھ نہیں بنے گا امام ابوحنیفہؒ کی ضرورت صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کی امت میں تھی، کیونکہ اس کی شریعت کو قیامت تک باقی رکھنا تھا اور پہلی شریعتیں چونکہ ہمیشہ کے لیے آئی ہی نہیں تھیں اس لیے ان میں امام ابوحنیفہ کی ضرورت نہیں تھی۔

سوال نمبر۴:

اب صدر مجلس نے کہا کہ مسئلہ تو ان تینوں سوالوں سے ہی واضح ہو گیا لیکن ایک خدشہ باقی ہے کہ جب لوگ ایک نبی پر ایمان لے آئے ہیں تو جب تک اس نبی کا زمانہ باقی رہتا ہے وہ مومن خدا کے فرمانبردار کہلاتے ہیں لیکن جب بعد میں دوسرا نبی آ جائے تو اگر یہ اس پر ایمان نہ لائے تو کافر قرار دے دیئے جاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم جس نبی ﷺ پر ایمان لائیں اور اس کے بعد دوسرا نبی آ جائے ہم اس کو نہ پہچان سکیں اور اسی طرح کافر قرار دیئے جائیں، جیسے یہودی اور عیسائی، یہ خدشہ دل سے تب ہی نکل سکتا ہے کہ ایسے نبی پر ایمان رکھا جائے جس نے اعلان کر دیا ہو کہ میں خدا کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا تو سب دینوں والے اپنے نبی سے یہ اعلان دکھائیں کہ کیا موسیٰ نے یا عیسیٰ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں آخری نبی ہوں آخر یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے یہ اعلان صرف اور صرف ایک ہی نبی نے فرمایا ہے انا خاتم النبیین لانبی بعدی اور کسی نبی سے یہ اعلان ثابت نہیں صدر مجلس نے کہا کہ اب اس بارہ میں کوئی خدشہ باقی نہ رہا کہ دین حق صرف اور صرف اسلام ہے اور نجات بھی اسی دین پر عمل کرنے میں منحصر ہے۔ لکھا ہے کہ بعد میں یہ صدر بھی مسلمان ہو گیا تھا۔

اسلام سدا بہار پھول ہے:

کتب سابقہ کی حیثیت موسمی پھولوں کی سی ہے اور اسلام کی حیثیت سدا بہار پھول کی سی ہے چنانچہ پہلی کتب سماویہ کا دائرہ کار یہ ہے، تورات میں قانون ہے، زبور میں مناجات ہیں، اور انجیل میں اخلاق ہے، قانون پورے ملک کے لیے ہوتا ہے اخلاق جو اپنی ذات کے ساتھ خاص ہو اگر چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے معاف نہ کرے بلکہ بدلہ لے لے جو ذات کے متعلق ہوا سے اخلاقیات کہتے ہیں اگر پوری قوم کے متعلق

اور ملک کے متعلق ہو اسے قانون کہا جاتا ہے، قانون کے مجرم کو معاف نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قانون اجتماعی ہوتا ہے اخلاق انفرادی ہوتا ہے، چنانچہ تورات میں قانون تھا، انجیل میں اخلاقیات تھے، زبور میں مناجات اور دعائیں تھیں بعض دعائیں پیشین گوئی کی صورت میں تھیں جس طرح حضور ﷺ کی دعا اللھم اعز الاسلام لعمر بن الخطاب او کما قالؐ اس دعا میں پیشین گوئی تھی حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کی۔

آج کل ۱۵۰ زبوریں ملتی ہیں، اس کا نام گیت گانوں کی کتاب رکھ دیا گیا ہے چنانچہ جب بھی گرجا گھروں میں کبھی اشعار وغیرہ پڑھے جاتے ہیں تو اسی زبور سے پڑھے جاتے ہیں تو یہ تینوں کتابیں الگ الگ مضمون کی کتابیں تھی جیسے آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے دیکھتا نہیں ہے، ناک سونگھتا ہے، زبان چکھتی ہے لیکن یہ سارے دماغ میں اکٹھے ہو جاتے ہیں، ہر ایک ان میں سے اپنا اپنا اثر دماغ تک پہنچاتا ہے، ہاتھ میں قوت لامسہ ہے جب کوئی آپ کو سلام کرے ہاتھ ملائے تو آنکھ کے ذریعہ سے اس کی صورت، کان کے ذریعہ سے آواز، ہاتھ کے ذریعہ سے لمس دماغ میں پہنچ جائیں گے۔ گویا کہ دماغ سب کے لیے مرکز ہوا۔ اسی طرح قرآن بھی سب کے لیے بمنزلہ دماغ اور مرکز کے ہے اس قرآن میں سارا قانون اور اخلاقیات اور دعائیں سب اکٹھی ہوگئیں توحید سب میں تھی قرآن میں بھی ہے، رسالت بھی سب میں تھی قرآن میں بھی ہے، البتہ مسئلہ معاد ان میں نہیں ہے۔ تورات میں جنت دوزخ کا ذکر نہیں اس میں صرف اتنا ہے کہ جو اللہ کے احکام مانے گا اللہ تعالیٰ اس کی فصلوں میں برکت دے گا، اولاد میں برکت دے گا، زبور میں ایک جگہ قبر کا ذکر آتا ہے کہ اس میں عذاب ہوگا اور انجیل میں جو آخری کتاب ہے مکاشفہ اس میں جہنم کا ذکر ہے آگ کی ایک جھیل ہے جس میں بدکار لوگ ڈالے جائیں گے قرآن مجید میں ان تمام چیزوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے اتنی تفصیل دوسری کتابوں میں نہیں آئی، اسی وجہ سے قرآن مجید کا ایک نام ''مھیمن'' بھی ہے یعنی نگہبان پہلی کتابوں

کے لیے یہ نگہبان بھی ہے اُن میں جو عقائد ضروریہ اور وہ احکام جو باقی رہنے والے تھے وہ سارے کے سارے قرآن میں آگئے جیسے جب ہم سو تک گنتی شمار کریں تو اس میں ۷۰، ۸۰، ۹۰، ۹۵ سب آتے ہیں اسی طرح قرآن میں مناجات، عقائد، قانون، اخلاق آگئے، ان کی مثال موسمی پھول کی سی ہے یہ سدابہار پھول ہے، گرمی کا پھول گرمی میں خوب بہار دکھلاتا ہے، اسی طرح سردیوں کا پھول بھی اپنے موسم میں خوب بہار دکھاتا ہے لیکن جب ان کا موسم ختم ہوجاتا ہے ان کا نام ونشان باقی نہیں رہتا، اسی طرح تورات، زبور، انجیل یہ سارے موسمی پھول تھے انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں خوب بہار دکھائی، لیکن قرآن سدابہار پھول ہے اس کی خوشبو ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں بڑھتی اور چڑھتی چلی جارہی ہے یہ ایسا پھول ہے جس کے لیے خزاں نہیں ہے، جوں جوں دنیا علم میں ترقی کرتی جائے گی اس کی عظمت بڑھتی چلی جائے گی اگر کوئی شخص قرآن پر ایمان لے آئے تو گویا کہ اس کا باقی سب کتابوں پر ایمان ہوگیا، لہٰذا اب ہمیں یہ حسرت نہیں ہے کہ ہم نے زبور، انجیل، تورات دیکھی کیوں نہیں کیونکہ قرآن کی موجودگی میں ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

پادری سے مناظرہ کی ایک جھلک:

حضرت (مولانا محمد امین صاحب صفدرؒ) نے فرمایا کہ ایک پادری نے مجھ پر سوال کیا کہ جب قرآن مانتا ہے فیہ ھدی ونور پھر آپ اس سے نور حاصل کیوں نہیں کرتے میں نے جواب دیا کہ گیس سے روشنی اس وقت لی جاتی ہے جب سورج نہ نکلا ہو۔ گیس، موم بتی، لالٹین میں روشنی ہوتی ہے اس کا انکار نہیں لیکن جب سورج نکل آئے پھر اگر کوئی بتی لے کر بازار میں چلے تو سارے کہیں گے بے وقوف آدمی ہے، تورات واقعۃً اپنے زمانے میں نور تھی اور اس میں ہدایت تھی لوگوں کے لیے مفید تھی۔ شاعر کہتا ہے

رات محفل میں ہر اک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
صبح کو خورشید جو نکلا تو مطلع صاف تھا

کیونکہ سورج نے ساری ضرورت پوری کردی اب کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہی اسی طرح جب قرآن نے ضرورت پوری کردی اب کسی اور کی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت عیسیٰؑ کا انجیل میں دائرہ کار:

حضرت عیسیٰؑ کا دائرہ کار وہی تھا جو قرآن مجید نے بتلایا تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ اور دوسرا ان کی آمد کا مقصد مبشراً برسول یاتی من بعد اسمہ احمد وہ پیشین گوئی کرنے آئے تھے اسی وجہ سے ان کی کتاب کا نام ہی انجیل تھا انجیل کا معنی ہے خوشخبری اور پیشین گوئی، اللہ تعالیٰ نے نام ہی ایسا رکھا کہ جب بھی کسی کے سامنے انجیل کا ذکر کیا جائے گا تو سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ وہ یہ کونسی خوشخبری دینے والی ہے وہ پیشین گوئی یہی ہے کہ میرے بعد جو رسول آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔

تحریف فی الانجیل من النصارٰی:

ان کی عادت ہے کہ نام کا ترجمہ کردیتے ہیں جس سے اصل مقصود فوت ہو جاتا ہے، یوحنا کی انجیل کے ۱۴، ۱۵ باب میں یہ پیشین گوئی موجود تھی وہاں پر انہوں نے احمد کا ترجمہ کردیا جیسے عرب یہ ایک ملک کا نام ہے انہوں نے بائبل میں اس کا معنی جنگل کردیا ہے، اعرابی دیہاتی کو کہتے ہیں، اور جس طرح تورات کے سولہویں باب میں ہے کہ ہاجرہؑ کو فرشتہ ملا اور کہا کہ اے ہاجرہ پریشان نہ ہو اللہ تعالیٰ تجھے بیٹا دیں گے اس کا نام اسماعیل رکھنا "اِسما" کا معنی سُن لیا "عیل" بمعنی اللہ یعنی اللہ نے تیرے دکھ کو سن لیا اسے اللہ تعالیٰ بارہ بیٹے دیں گے جو بارہ قبیلوں کے سردار ہونگے اور وہ ایک بہادر عربی آدمی ہوگا انہوں نے عربی کا معنی جنگل کردیا یعنی اسماعیل ایک جنگلی آدمی ہوگا، ان کی عادت ہے ترجمہ کے ساتھ ساتھ لفظ کو بھی بگاڑ دیتے ہیں، چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا سارا واقعہ موجود ہے، چونکہ قربانی اسماعیلؑ کی ہوئی تھی یہ نہیں مانتے کہ قربانی اسماعیلؑ کی ہوئی بلکہ اب کہتے

ہیں کہ قربانی پلوٹھے کی ہوئی یعنی بڑے کی ہوئی اور بڑے اسماعیلؑ ہیں اب اسے خراب کرنے کے لیے کہا کہ ہاجرہ لونڈی تھی بیوی نہیں تھی، اس لیے بڑا اسحاقؑ مانا جائے گا کیونکہ وہ بیوی سے پیدا ہوا اسے پلوٹھا مانا جائے گا اسماعیل کو پلوٹھا نہیں مانا جائے گا یہاں مروہ کا لفظ آیا ہے یعنی قربان گاہ جہاں جبرئیل آئے اب انہوں نے مروہ کو مورا بنادیا ہے اور پھر نیچے لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے بڑی کوشش کی ہے کہ یہ جگہ کہاں ہے لیکن معلوم نہیں ہوسکی، وہاں یہ بھی ہے کہ اللہ نے ابراھیم کو کہا کہ اسماعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے انہوں نے یہ ترجمہ کردیا ہے تلبیہ کا یعنی جہاں پر جا کر، لبیک لبیک، کہا جاتا ہے پھر لکھ دیا یہ ایسا مقام ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کہاں ہے یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں عہد کا رسول آئے گا اور تما پہنچے گا۔ تما یہ مدینہ کا پرانا نام ہے۔ حضرت ابراھیم کا پہلا بیٹا اس کا نام کیدار تھا جو مکہ میں آباد تھا اور دوسرے بیٹے کا نام تما تھا جو مدینہ منورہ میں آباد تھا اب انہوں نے تما کے آگے نون بڑھا کر تمان بنادیا پھر لکھ دیتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ تمان کونسی جگہ ہے اور کہاں ہے۔

میرا ایک پادری سے مناظرہ ہوا میں نے اسماعیل کی قربانی کا تذکرہ کیا پادری نے کہا اس قربانی کی جگہ کا ہمیں پتہ نہیں چل رہا تو میں نے کہا کہ زبور میں موجود ہے میں نے زبور نمبر ۴۵ نکال کر سامنے رکھ دی اس میں یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ بیت المُسر میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کررہے تھے، یا اللہ وہ تیرا شوکت والا گھر ہے، جہاں چڑیوں نے گھونسلے بنالیے ہیں، وہاں ایک نبی آئے گا جو ہمیشہ تیری تعریف کرے گا تعریف حمد کا ترجمہ ہے یعنی سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھی جائے گی اور آگے ہے کہ اس کی کتاب سینوں میں محفوظ کی جائے گی تو وہ قرآن ہی ہے پھر آگے ہے کہ وہ وادی مکہ میں ہونگے پھر یہ کہ مکہ وہ جگہ ہے جہاں پر آدمی تیرے حضور تلبیہ پکارتا ہے کہ اے اللہ میں حاضر ہوں اب دنیا میں ایک ہی شہر ہے جہاں دنیا کے لوگ جا کر تلبیہ پڑھتے ہیں، وہاں پر وادی مکہ کا لفظ ہے اب اس کو بدلنا شروع کردیا ہے فوری اطلاع بھیجتے ہیں کہ یہاں سے مسلمانوں نے استدلال

کیا ہے وہ بڑے پادری فوری تبدیل کر دیتے ہیں اب انہوں نے مکہ کو بکاہ بنادیا ہے اب اگلے ایڈیشن میں ترجمہ کردیا ہے کہ وہ رونے کے جنگل میں رہتے تھے، الیسع میں یہ پیشین گوئی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ عربی زبان میں اپنے بندوں سے باتیں کریں گے حکم پر حکم، قانون پر قانون، قانون پر قانون تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسی کتاب عربی میں نازل ہوگی جو تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوگی تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں نازل ہوگا۔ دوجگہ یہ باب نمبر ۳۵ ہے الیسع کا باب نمبر۴۲ میں اس کی تشریح ہے کہ وہ کون سی جگہیں ہیں کیدار کے رہنے والے گیت گائیں گے، کیدار ابراہیم کا بیٹا تھا جو مکہ میں آباد ہوا۔ قرآن کا معنی ہے جو سب سے زیادہ پڑھا جانیوالا ہو یہ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے قرآن کا ترجمہ انہوں نے گیت کردیا ہے تو پتہ چلا کہ کچھ کیدار میں نازل ہوا ہوگا یعنی مکہ میں اور سلعہ کے رہنے والے خوشی سے للکاریں گے سلعہ وہ پہاڑی ہے جہاں غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کھڑا کیا تھا، اس پہاڑی کا نام سلعہ ہے سلعہ نامی پہاڑی دنیا میں بھی ہے اور کوئی پہاڑی سلعہ نامی نہیں، جب آپ ﷺ ہجرت کر کے آئے تو وہاں پر (پہاڑی) پر آپ کی نعتیں پڑھی گئیں تو مطلب یہ ہوا کہ وہ کتاب کچھ تو کیدار میں نازل ہوگی یعنی مکہ میں اور کچھ سلعہ پہاڑی پر یعنی مدینہ میں اب انہوں نے سلعہ کا ترجمہ کردیا ہے وہاں لکھ دیا ہے راک یعنی چٹان، چٹان تو کہیں بھی ہوسکتی ہے پاکستان میں بھی ہوسکتی ہے، اسی طرح انجیل جب عبرانی سے یونانی زبان میں منتقل ہوئی تو احمد کے لفظ کا انہوں نے ترجمہ کردیا پارہ کلیتھ چونکہ عبرانی میں اعراب ہوتے نہیں عبرانی کا جو "ح" ہے وہ اس طرح ہے یعنی دونوں نیچے والی لکیریں ملی ہوئی ہیں جو "خ" ہے وہ اس طرح ہے یعنی ایک لکیر کا تھوڑا سا فرق تو عبرانی میں لفظ آتا ہے شیلوخ جس کا معنی ہے رسول اسے "ح" بنادیا شیلوح اب نیچے لکھ دیا کہ عبرانی متن صاف نہیں پڑھا گیا، اس کا معنی ہمیں معلوم نہیں، چونکہ اعراب تو ہیں نہیں اب جھگڑا ہوگیا کہ یہ معروف کا صیغہ ہے یا

مجہول کا اگر یہ معروف کا صیغہ ہو تو معنی ہوگا احمد یعنی یہ لفظ احمد کا ترجمہ ہے احمد الحامدین سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ اگر مجہول کا صیغہ ہے پھر یہ لفظ محمد کا ترجمہ ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جاتی ہو جب معروف اور مجہول ہونے میں جھگڑا ہوگیا تو انہوں نے دونوں کو چھوڑ دیا اب کبھی اس کا ترجمہ تسلی دینے والا اور کبھی تسلی دہندہ کرتے ہیں کبھی مددگار، کبھی مدد کیا ہوا اسی چکر میں پڑے ہوئے ہیں، اسی طرح فارقلیط کا لفظ بھی باقی نہیں رہا، اس کے بھی ترجمے ہی ترجمے ہوتے چلے آئے۔ ربوہ میں ایک پادری ہے اس کے پاس ایک پرانا نسخہ ہے جس میں فارقلیط کا لفظ ہے جب اس نے مجھے دکھایا تو میں نے کہا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ اسم معرفہ ہے کیونکہ انگریزی میں جو لفظ اسم معرفہ ہوتا ہے اس کا پہلا حرف بڑا ہوتا ہے آپ نے جو ترجمے کیے ہوئے ہیں مددگار وغیرہ یہ سارے نکرہ کے ترجمے ہیں جب اصل لفظ معرفہ ہے تو معلوم ہوتا ہے یہ کسی کا نام ہے اس کا اس کے پاس جواب نہیں تھا، پھر کہنے لگا مجھے یہ دکھلانا نہیں چاہیے تھا آپ کو پتہ چل گیا، قاموس جو لغت کی کتاب ہے اس میں یہ لفظ چار جگہ موجود ہے، اسی طرح جو سلیمان علیہ السلام کے غزوات ہیں ان میں آپ ﷺ کی نعت موجود ہے کہ میرا محبوب سُرخ و سفید ہے، وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ جن کی میں تعریف کر رہا ہوں ان کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے، اے یروشلم کے رہنے والو! اب محمد یم کا لفظ عبرانی بائبل میں موجود ہے اب جھگڑا یہ ہے کہ انہوں نے جو اردو میں محمد یم کا ترجمہ کیا وہ یہ ہے کہ وہ سراپا عشق انگیز ہے، ترجمہ تو اچھا کیا ہے لیکن جو اصل مقصد ہے کہ لفظ محمد کا پتہ چلے وہ حاصل نہیں ہوتا، عبرانی میں بھی پہلا لفظ بڑا ہوتا ہے میں نے پادری سے کہا یہ اسم معرفہ ہے اب جھگڑا یہ ہے کہ محمد یم جمع کا صیغہ ہے واحد کا نہیں میں نے کہا کہ یہ جمع ادبی ہے جمع عددی نہیں جیسے عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد صاحب کہاں ہیں (اس میں لفظ "ہیں" قابل استدلال ہے) اب یہ مطلب نہیں کہ اس کے کئی باپ ہیں اسی طرح اگر کسی عیسائی

عورت سے پوچھا جائے کہ آپ کے شوہر کہاں ہیں وہ بھی جمع ادبی پر محمول کرے گی یہ مطلب نہیں کہ اس کے کئی شوہر ہیں۔ میں نے کہا یہ یہودیوں کی کتاب ہے اس میں جتنی مرتبہ اللہ کا نام ہے جمع کے ساتھ ہے اسی طرح آیا ہے کہ وہ فاران سے آئیں گے تورات میں ہے اب انہوں نے جغرافیہ بدل ڈالا حالانکہ فاران تو مکہ کا نام ہے یہ نقشہ بناتے وقت فاران کا لفظ دور لکھ دیتے ہیں، صحرا سینا میں لکھ دیتے ہیں میں نے کہا کہ یہ جو ادھر صاف لکھا ہے کہ اسماعیلؑ فاران میں رہتے تھے، جغرافیہ دان اس پر متفق ہیں کہ اسماعیلؑ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے وہاں فاران کیوں لکھا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل اسی طرح ہے کہ بہاولپور ایک شہر ہے اور ایک بہاولپور ریاست ہے بہاولپور ریاست تو فورٹ عباس تک کو کہتے ہیں لیکن جب صرف بہاولپور کہیں گے تو مراد شہر بہاولپور ہوگا نہ کہ فورٹ عباس اسی طرح جب فاران مطلق بولیں گے تو اس سے مراد مکہ ہوگا، خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عیسیٰ کو کتاب عطا کی اس کا نام انجیل رکھ دیا خوشخبری دینے والی "ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد".

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.



حقانیت اہل السنۃ والجماعت
حنفی دیوبندی

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيدالمرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين. امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا. وقال الله تعالى فى مقام آخر. وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا. وقال تعالى فى مقام آخر. هوالذى بعث فى الاميين رسولا يتلوا عليهم ايته ويذكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين. وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهوالعزيز الحكيم. ذلک فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذوالفضل العظيم. صدق الله العظيم.

جس طرح تمام دینوں میں سے سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہلانے والے فرقوں میں سے نجات پانیوالا صرف اور صرف اہل السنۃ والجماعت ہے وہ دائرہ تھا کفر اور اسلام کا یہ دائرہ ہے اہل السنۃ اور اہل بدعت کا، وہ عقائد جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے ان کو ضروریات دین کہا جاتا ہے اور وہ چیزیں جن پر اہل السنۃ والجماعت کا اتفاق ہے ان کو ضروریات اہل السنۃ کہا جاتا ہے وہاں (پہلے سبق میں) مسلم

کے مقابلے میں لفظ کافر تھا یہاں اہل سنت کے مقابلے میں اہل بدعت ہے بدعت سے مراد بدعات اعتقادیہ ہیں جیسے تقدیر کا انکار کرنے والے قدریہ اور اسی طرح جبریہ اور کرامیہ ہیں، اہل السنۃ والجماعت کی صداقت اور حقانیت پر اگرچہ بہت ساری ادلہ قائم کی گئی ہیں لیکن آسانی کے لیے یہاں پر بھی چار ادلہ پیش کی جائیں گی۔

دلیل اول:

اہل سنت والجماعت کی صداقت کی پہلی دلیل یہ ہے اس بات پر تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون اور آج ہمارے پاس ویسے ہی قرآن موجود ہے جس طرح حضور علیہ ﷺ پر نازل ہوا اور قیامت تک باقی رہے گا، حضرت عثمانؓ نے اس قرآن مجید کو جمع فرمایا لغت قریش کے مطابق اور ہزاروں نسخے دنیا میں پھیلائے اور پھر جن سات قُراء کے ذریعہ پوری دنیا میں قرآن پڑھا جارہا ہے وہ سب سنی ہیں، قرآن کو حضرت علیؓ بھی جمع کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کام حضرت علیؓ سے نہیں لیا اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جمع فرماتے تو جھگڑا پڑ جاتا سنی کہتے کہ قرآن سنیوں نے جمع کیا اور شیعہ کہتے کہ قرآن شیعوں نے جمع کیا، ہم جھگڑا نہیں کرتے بلکہ اب ہم شیعوں سے کہتے ہیں کہ تم کہہ دو کہ حضرت عثمان ذوالنورین شیعہ تھے ہم مان لیں گے کہ قرآن شیعوں نے جمع کیا ہے وہ اس بات کا اقرار ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سُنی تھے جس سے اتفاقی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی جامع القرآن سُنی ہیں، اس سے کوئی جھگڑا بھی نہیں پڑتا کیونکہ اہل سنت والجماعت جس طرح حضرت عثمانؓ کی صداقت کے قائل ہیں اسی طرح حضرت علیؓ کی صداقت کے بھی قائل ہیں بلکہ سُنی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اپنے سروں کا تاج سمجھتے ہیں اپنا پیر اور مرشد مانتے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قرآن کی حفاظت کا سہرا سُنیوں

کے سر پر سجا ہے، جس سے سُنیوں کی صداقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی۔

لطیفہ:

ایک دفعہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ لاہور میں قطب الدین ایبک کے مزار والی گلی سے تانگہ پر گزر رہے تھے آگے بعض شیعہ لوگ کھڑے تھے انہوں نے نعرے لگانے شروع کر دیے "یا علی مدد" جب شاہ صاحب قریب پہنچے تو اتر کر ان کو ڈانٹنا شروع کر دیا کہ تم بھنگ اور شراب پی کر میرے والد کو گالی دیتے ہو تمہارا باپ مر گیا ہے وہ منتیں کرنے لگے کہ جی غلطی ہوگئی شاہ صاحب پھر تانگے پر سوار ہوئے جب تانگہ پر تھوڑا سا آگے گئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کان پیچھے کی طرف رکھے وہ کہنے لگے کہ سُنی جل گیا، جب یہ بات شاہ صاحبؒ نے سُنی، تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ آگ پر تو تم بیٹھے ہو اور جل میں گیا جس طرح بازار میں سردیوں کے اندر لکڑیاں جلا کر اکٹھے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں وہ بھی اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔

برصغیر میں شیعہ کی کارستانیاں:

میاں میر رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں رہتے تھے ان کا نام نامی اسم گرامی ہے میاں میراں حسن زنجانیؒ یہ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ سے پہلے لاہور میں تشریف لائے تھے جب ان کے وصال کا وقت قریب ہوا تو فرمایا کہ مجھے غسل دے کر رکھ دینا جنازے کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی آدمی بھیج دیگا چنانچہ ان کی نماز جنازہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے پڑھائی تھی، جب ان کا زمانہ تھا تو اس وقت حکومت جہانگیر کی تھی اور جہانگیر کی بیوی نور جہاں شیعہ تھی اس نے بڑی کوشش کی کہ جہانگیر شیعہ ہو جائے چنانچہ اس نے ایران خط لکھا کہ جو سب سے بڑا مناظر ہو اسے بھیج دیا جائے، میں یہاں پر کہوں گی کہ اس کا کسی سُنی سے مناظرہ کروالیا جائے اور ساتھ ہی سازش یہ کی گئی کہ وہ سیدھا

آگرہ میں نہ آئے آگرہ اسوقت دارالحکومت تھا پہلے وہ ایک ہفتہ لاہور رہے پھر ایک ہفتہ دہلی رہے پھر آگرہ آئے، لاہور اس لیے رہے تاکہ وہاں پر جو بزرگ قسم کے لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کسی قسم کا مناظرہ کیا ہی نہیں ان کو مناظرہ کے اصولوں کا علم نہیں ان سے کوئی سوال کرے اس کا جواب ان کو آئے گا نہیں تو اس سے حکومتی سطح پر پروپیگنڈہ اچھی طرح ہو سکے گا کہ ایسا مناظر آرہا ہے کہ فلاں بھی لاجواب ہوگیا فلاں بھی لاجواب ہوگیا چونکہ بزرگ ویسے ہی مشہور ہوتے ہیں جب یہ پتہ چلے گا کہ فلاں فلاں لاجواب ہوگئے تو اس سے سُنی مناظر بھی گھبرا جائے گا کہ اتنا بڑا مناظر کہاں سے آرہا ہے آگرہ پہنچنے سے پہلے پہلے خوب پروپیگنڈہ ہو جائے گا یہ اس کا مقصد تھا چنانچہ جب وہ لاہور پہنچا اس نے پوچھا کہ یہاں پر کوئی سُنی بزرگ ہے، جواب میں کہا گیا کہ آپ نے کیا کرنا ہے اس نے کہا ہم متعصب نہیں ہیں ہم بزرگوں سے ملتے ہیں خواہ وہ سُنی ہی کیوں نہ ہو تو یہ بات سن کر سُنی بھی خوش ہوئے کہ بڑا اچھا آدمی ہے، چنانچہ جب صبح ہوئی تو کچھ سُنی اور کچھ شیعہ اس کے ساتھ چل دیے حضرت میاں میراں حسن زنجانیؒ اشراق کی نماز پڑھ کر مسجد کے اندر دھوپ میں ہی بیٹھے تھے کیونکہ سردیوں کا زمانہ تھا جب وہ باہر والے گیٹ سے اندر آرہا تھا حضرت موصوف نے جو چند مریدین پاس بیٹھے ہوئے تھے ان سے فرمایا کہ یہ جو آدمی آگے آگے آرہا ہے اس کا دل سیاہ اور کالا ہے وہ قریب آکر علیک سلیک کر کے بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں اور کیا کام کرتے ہیں اس نے کہا کہ ایران سے آیا ہوں اور تو کوئی کام نہیں کرتا، ہاں صرف رسول ﷺ کے اہل بیت کی شان بیان کرتا ہوں آپ نے فرمایا اہل بیت کی شان بڑھے سُنی کا ایمان بڑھے تو آج آپ ہمیں بھی اہل بیت کی شان سنائیں اس نے بیان کرنی شروع کردی شان بیان کرتے کرتے یہاں تک پہنچا کہنے لگا کہ جس جگہ پر حضرت حسینؓ مدفون ہیں وہاں سے چاروں طرف چالیس چالیس میل تک کا جو فاصلہ ہے اس کی حدود کے اندر جیسا بھی گناہ گار آدمی مدفون ہو جائے

اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں، حضرت نے فرمایا ماشاء اللہ ماشاء اللہ پھر سناؤ اس نے پھر سنایا حضرت موصوف نے پھر کہا ماشاء اللہ ماشاء اللہ پھر سناؤ اس نے پھر سنایا حضرت نے فرمایا چالیس کیا ہے اس سے زیادہ کی بھی بخشش فرما سکتے ہیں، آپ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت حسینؓ کو یہ شان کس طرح حاصل ہوئی وہ اس لیے کہ وہ حضور ﷺ کے نواسے تھے جب نواسے کی اتنی شان ہے کہ چالیس میل تک والوں کی بخشش ہو سکتی ہے کیا جو نانا کے ساتھ اردگرد سوئے ہوئے ہیں ابوبکر صدیقؓ اور عمر بن الخطابؓ کیا نانا کی برکت سے ان کی بخشش ہوئی یا نہیں؟ چالیس میل تو دور کی بات ہے یہ تو بالکل ساتھ ہی سوئے ہوئے ہیں اس کے پاس اس کا جواب نہیں تھا، اگر کہتا بخشیں جائیں گے مذہب شیعہ ختم ہوتا ہے اور اگر وہ کہتا ہے کہ نہیں بخشیں جائیں گے پھر اس کا فراڈ خراب ہوتا ہے اہل بیت کی محبت والا خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا اور کہا میں آگے نہیں جاؤں گا ایک درویش آدمی نے مجھے ایسا لاجواب کیا ہے کہ پوری دنیا شیعت کے پاس اس کا جواب نہیں ہے چنانچہ وہ واپس چلا گیا، پھر نور جہاں نے خط لکھا کہ نور اللہ شوستری کو بھیجو لیکن اب اسے راستہ میں ہوا بھی نہ لگے سیدھا آگرہ پہنچنا چاہیے یہ پہنچ گیا سُنی علماء کو معلوم تھا کہ حکومت جہانگیر کی تو برائے نام ہے اصل حکومت نور جہاں کی ہے یہ مناظرہ تو ایک لفظ ہی ہے انہوں نے انداز یہ اختیار کیا کہ جب مناظرہ کے لیے کھڑے ہوئے تو سُنی عالم نے پوچھا "در حق سلیم چشتی چہ میگوید" یعنی سلیم چشتی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ سلیم چشتی یہ جہانگیر کا پیر اور مرشد تھا اسی کی دعا سے یہ پیدا ہوا تھا اب شیعہ تو صحابہ کرام کو (نعوذ باللہ) گالیاں دینے سے باز نہیں آتے، اس نے سلیم چشتی کو گالیاں دینا شروع کر دیں جہانگیر نے پوچھا کہ کس کو گالیاں دے رہا ہے کہا کہ سلیم چشتی کو جہانگیر نے کہا کہ یہیں قتل کر دو تو اسے وہیں قتل کر دیا گیا اس کی قبر آگرہ میں ہے اسے یہ شہید ثالث کہتے ہیں۔

دلیل ثانی:

حضوراکرم ﷺ آخری نبی ہیں خاتم النبیین ہیں انبیاء کرام کے لحاظ سے حضور ﷺ آخری امانت ہیں اورآپ سب یہ جانتے ہیں کہ آپ کا مزار پاک مدینہ المنورہ میں ہے اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ہے، حضرت فاطمہؓ کے حجرے میں بھی بن سکتا تھا آپ ﷺ کو اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ سے اتنا پیار تھا کہ جب بھی سفر پر جاتے سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے جب سفر سے واپس آتے سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملتے اتنی محبت اور پیار تھا وہاں پر بھی بن سکتا تھا لیکن بات وہی تھی کہ اگر وہاں بن جاتا شیعہ کہتے کہ حضور ﷺ ہمارے گھر آرام کررہے ہیں اورسُنی کہتے ہمارے گھر میں آرام کررہے ہیں جھگڑا ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ اہل سنت کی صداقت کو داغ دار نہیں کرنا چاہتے سب جانتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں آرام فرماہیں اب ہم انہیں حق دیتے ہیں کہ تم مان لو کہ (معاذ اللہ) عائشہؓ شیعہ تھیں لیکن کوئی شیعہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں وہ کہتے ہیں وہ سنیوں کی ماں ہے تو دیکھو اس سے سنیوں کی صداقت کیسی واضح ہوگئی کہ منافق اگر مسجد بھی بنائیں مسجد ضرار تو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو اجازت نہیں دے رہے کہ وہاں جا کر قدم بھی رکھیں منافق جو مسجد کے نام سے کوئی مکان بنائیں پھر وہاں پر جانے کا وعدہ بھی فرمالیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی مسجد میں بھی جانے کی اجازت نہیں دی تو (نعوذ باللہ) اگر عائشہ صدیقہؓ اورسُنی اگر منافق ہوتے تو قیامت تک اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ان کے گھر میں کیوں آرام کرنے دیتے تو اس لیے جب وہ بھی کہتے ہیں کہ عائشہؓ سنی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ الحمد للہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نبی سنیوں کے گھر میں آرام فرماہیں تو کوئی اپنے دشمن کے گھر میں نبی کو نہیں بھیجتا تو معلوم ہوا کہ اہلسنت کی صداقت دوپہر کے سورج سے بھی زیادہ واضح ہے تو سنی جب سچے ہونگے تو وہ جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مانتے ہیں اسی

طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی مانتے ہیں دونوں ہمارے ایمان کی جان ہیں تو حضرت فاطمہؓ کی صداقت بھی برقرار اور سیدہ عائشہؓ کی صداقت بھی برقرار جب سُنی سچے ہو گئے تو ان کا مذہب بھی سچا ہے۔

دلیل ثالث:

یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور ﷺ کا مزار اکیلا نہیں ہے بلکہ ساتھ ابوبکر و عمرؓ کا مزار بھی ہے وہاں پر حسنین کریمین کا مزار بھی ہوسکتا تھا لیکن نہیں ہوا کیونکہ اگر ان کا مزار ہوتا تو شیعہ کہتے کہ حضور ﷺ کے قیامت تک پہرے دار ہم ہیں، سُنی کہتے کہ ہم سُنی قیامت تک پہرے دار ہیں اس سے جھگڑا ہو جاتا، اب ہم کہتے ہیں کہ تم مان لو کہ ابوبکرؓ شیعہ تھے عمرؓ شیعہ تھے لیکن کوئی شیعہ اسے ماننے کو تیار نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ سُنی تھے عمرؓ سنی تھے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے نبی کی حفاظت جو اللہ تعالیٰ نے کروائی ہے یہ خدمت بھی قیامت تک کے لیے سُنیوں سے لی ہے تو اب جب سُنی سچے ہو گئے تو جس طرح یہ شیخین کو مانتے ہیں اسی طرح حسنین کریمین کو بھی مانتے ہیں، ان کی صداقت بھی برقرار رہی یہ سنیوں کا گھر ہی ہے جیسے کہا گیا ہے روضۃ من ریاض الجنۃ.

دلیل رابع:

جس طرح وہ قرآن تھا اور یہ نبی تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دو گھر بھی ہیں: بیت المقدس اور بیت اللہ شریف۔ دونوں قبلے ہیں لیکن کعبہ ایک ہی ہے کعبہ کہتے ہیں ابھری ہوئی جگہ کو۔ کعبین بھی اسی سے ہے، بیت اللہ کو کعبہ بھی کہا جائے گا اسے کعبہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ پہلے سارا پانی تھا یہاں سے ایک بُلبلہ اٹھا اسی سے ساری زمین پھیلائی گئی اس لیے ساری زمین کا مرکز یہی ہے لہٰذا یہ کعبہ بھی ہے اور قبلہ بھی اور بیت المقدس صرف قبلہ ہے کعبہ نہیں ہے یہ بیت اللہ اللہ تعالیٰ کا دیوان خاص ہے اور وہ دیوان عام ہے اس لیے وہاں پر جو نبی بھیجے ان کو بادشاہی بھی دی جیسے سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے، داؤدؑ

بادشاہ تھے یہاں کسی کو بادشاہی نہیں ملی حضور ﷺ کو بھی مدینہ میں آ کر بادشاہی ملی ہے وہاں پر کسی کو شاہانہ طور پر آنے کی اجازت نہیں تھوڑی دیر کے لیے فتح مکہ کے موقع پر داخلہ کی اجازت ملی اس کے علاوہ کسی کے لیے شاہانہ داخلہ حلال نہیں کیا گیا چونکہ یہ دیوان خاص ہے اور وہ دیوان عام ہے اس لیے قیامت کے دن تخت عدالت وہیں بیت المقدس میں بچھے گا، بیت اللہ میں اللہ کی صفت محبت کی تجلی ہے اور وہاں صفت حکومت کی تجلی ہے اصل قبلہ تجلیات ہیں۔

ایک ہندوؤں کے رہنما نے شور مچایا کہ مسلمان ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ ہم پتھر کے بتوں کو پوجتے ہیں یہ بھی پتھر کے مکان کو سجدہ کرتے ہیں، تو مولانا قاسم نانوتویؒ مناظرہ کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا اگر سامنے سے بت اٹھالیا جائے تو تم سجدہ کرو گے اس نے کہا نہیں، حضرت نے فرمایا اگر بیت اللہ کو تعمیر نو کے لیے گرادیا جائے پھر بھی ہم ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھیں گے اصل میں ہم کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے اگر جہاز میں سفر کر رہے ہوں تو جہاز تو اوپر ہوتا ہے پھر بھی اسی جہت کی طرف نماز پڑھتے ہیں، یہاں اصل میں اللہ کی تجلی ہے یہ تو اس کے لیے کرسی ہے اگر کوئی چوہدری صاحب کے پاس جائے اور وہ کرسی پر بیٹھے ہوں تو سلام کرسی کو ہوگا یا کرسی پر جو بیٹھا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ جو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سلام اسی کو ہوگا تو ہمارا سجدہ اس تجلی کو ہے اللہ کی صفت محبت کو سجدہ ہے اس مکان کو سجدہ نہیں کرتے اگر شہید کر دیا جائے پھر بھی سجدہ اسی طرف ہوگا کیونکہ تجلی تو باقی ہے لہٰذا ہم پتھر کو سجدہ نہیں کرتے اس موضوع پر حضرت نے کتاب بھی لکھی ہے "قبلہ نما" شاید اس موضوع پر کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی۔

تو اللہ تعالیٰ کے دو گھر ہیں ایک گھر تو حضور ﷺ کے زمانے میں ہی فتح ہو گیا تھا دوسرا بیت المقدس تھا اس کے بارے میں حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ وہ بھی فتح ہوگا، تو وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں سے ہوا جو دلیل ہے اس بات کی کہ وہ آپ کے کامل وارث ہیں اگر حضرت علی کے ہاتھوں سے فتح ہوتا تو شیعہ کہتے کہ فاتح ہم ہیں سُنی کہتے

فاتح ہم ہیں اس لیے اللہ نے اپنے دونوں گھر سنیوں کو دیے خدمت کے لیے وہاں جو خدمت کرتے رہے وہ بھی اہل سنت والجماعت تھے اور یہاں بھی اہل سنت والجماعت خادم رہے۔ پہلے خلافت بنوامیہ ختم ہوگئی پھر خلافت عباسیہ آگئی چار سو سال عباسی حکومت رہی ہے، سارے قاضی اور امام حنفی ہوتے تھے، پھر دو سو سال سلجوقی خاندان حکمران رہا، سب حنفی تھے، پھر خوارزمی بھی رہے سارے حنفی تھے، پھر عثمانی رہے وہ سارے حنفی تھے اس طرح بیت المقدس ہمیشہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا البتہ اب بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور بیت اللہ سعودیوں کے پاس ہے اس کا جو ذکر ہوا یہ بھی حدیث میں بطور پیشین گوئی موجود تھا، کیونکہ آخری زمانہ میں دجال کا قتل ہونا تھا۔ دجال مسیح دو ہیں ایک سچا مسیح اور ایک جھوٹا مسیح، دجال کا لقب بھی مسیح ہے اور عیسیٰؑ کا لقب بھی مسیح ہے یہودی، عیسائی، مسلمان یہ سارے مانتے ہیں کہ مسیح دو ہیں، اور تینوں کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ سچا مسیح قتل نہیں ہوگا جھوٹا مسیح قتل ہوگا، اب یہودی کہتے ہیں کہ چونکہ مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو ہم نے سولی پر مار دیا ہے اس لیے معاذ اللہ وہ جھوٹا مسیح تھا دجال تھا سچا نہیں تھا اب قرب قیامت عیسیٰؑ نازل ہونگے۔ ایک ہے دلیل سے کسی دین کا سچا ثابت ہونا اور ایک ہے مشاہدہ سے جیسے آپ دیکھتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے فتح مکہ کے بعد "ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا" کیونکہ بہت سارے مشرکین اس انتظار میں تھے کہ اگر اس نے مکہ فتح کرلیا پھر یہ وہی نبی ہوگا جس کا پہلے ہم تذکرہ کرتے تھے پھر وہ تقریباً اکثر مسلمان ہوگئے یہ حسی اور مشاہدہ والی نشانی تھی خود آکر اسلام قبول کرتے ہیں اس وقت المسیح کے ۵۰ باب میں فتح مکہ کا واقعہ موجود ہے اسی طرح قرب قیامت حسیات سامنے آئیں گی اب ادھر سے اسرائیل کی حکومت بن گئی حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ لُد کے مقام پر دجال قتل ہوگا، پچھلی دو صدیوں سے جب یہ جہاز وغیرہ بن چکے تو کافر سارے شور مچا رہے تھے کہ اب تو ساری دنیا کے چپے چپے کا علم ہمارے پاس ہے لُد نام کا کوئی شہر دنیا میں موجود نہیں ہے یہ مسلمان ایسے ہی لُد لُد لکھتے

آرہے ہیں، مرزا کہتا تھا کہ لُد سے مراد لدھیانہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی باتیں غلط نہیں ہوتیں اب اسرائیل نے جو اپنا ائیر پورٹ (جہازوں کا اڈہ) بنایا ہے خود اس کا نام لُد رکھا ہے، تو چودہ سو سال بعد حضور علیہ السلام کا یہ معجزہ ظاہر ہوا اور اسی علاقہ میں بنا جہاں دجال نے آنا ہے۔

یہودیوں کے لیے قتل گاہ تیار ہو چکی ہے:

یہ لُد شہر ان کی قتل گاہ ہے اسی وجہ سے یہودی ادھر ادھر سے یہاں جمع ہو رہے ہیں، اپنے قتل کے لیے یہ پیشین گوئی بھی باقاعدہ احادیث میں موجود تھی کہ یہودی آپ خود اپنی قتل گاہ میں پہنچیں گے، یہاں عیسیٰؑ آئیں گے اور دجال وہیں پہنچے گا تو سب دیکھ رہے ہوں گے کہ وہ سچا مسیح ہے اور یہ جھوٹا مسیح ہے جس کو قتل کر دیا آنکھوں سے دیکھ کر پتہ چل جائے گا تو یہودیوں کا دین بھی غلط ثابت ہو جائے گا کہ یہ مسیح جھوٹے مسیح تھے عیسائیوں کا مذہب بھی جھوٹا ثابت ہو جائے گا کیونکہ کہتے تھے کہ وہ سولی پر مر گئے قادیانی بھی غلط ہو گئے کیونکہ ان کا بہروپیہ مسیح آ گیا تھا تو ان تینوں دینوں کا جھوٹا ہونا آنکھوں سے دیکھ کر ثابت ہو جائے گا کہ یہودی بھی جھوٹے، عیسائی بھی جھوٹے، قادیانی بھی جھوٹے اور مسلمان سچے اور آنکھوں سے دیکھ، حواس سے پتہ چلے گا کہ سچے ہیں، ان تینوں کو جھوٹا کرنے کے لیے عیسیٰؑ کافی ہیں لیکن مماتیوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے دو نبی جمع ہونگے، عیسیٰؑ حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں گے وہ سلام پڑھیں گے اور حضور علیہ السلام جواب دیں گے، جو حاضرین سنیں گے دو نبی گواہی دے رہے ہونگے کہ نبی اسی قبر میں زندہ ہیں اور سلام کا جواب دے رہے ہونگے واضح ہو جائے گا یہ بھی جھوٹے ہیں۔

دو ضدیں:

ایک فریق ضد کرتا ہے کہ "دم بدم پڑھو درود، حضور بھی ہیں یہاں موجود" دوسرا ضد کرتا ہے روضہ پاک میں بھی موجود نہیں ہیں یہ دونوں ضدیں ہیں اصل بات یہ ہے کہ وہاں ہیں یہاں نہیں ہیں حضرت پاک نے خود فرما دیا کہ اگر یہاں آ کر پڑھو گے تو خود

سنوں گا اگر دور سے پڑھو گے تو پہنچا دیا جائے گا۔ لہٰذا دونوں جھوٹے ہیں، خواہ وہ احمد سعید کاظمی ہو خواہ احمد سعید بلوچ ہو۔

خلاصہ کلام:

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے دو گھر ہیں: بیت اللہ و بیت المقدس۔ دونوں کی حفاظت اہل سنت والجماعت نے کی ہے۔ اب اگرچہ بیت المقدس پر قبضہ یہودیوں کا ہے، چونکہ قبضہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) قبضہ وارثانہ، (۲) قبضہ غاصبانہ۔ وارثانہ قبضہ ہمیشہ سنیوں کا رہا ہے خواہ وہ بصورت حنفی ہوں یا حنبلی وغیرہ ہوں۔ یہودیوں کا قبضہ بیت المقدس پر غاصبانہ ہے اور اس کی بھی احادیث میں پیشین گوئی ہے۔ یہ ایسا ہونا ہی تھا، لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آخر پھر ہمارے قبضہ میں آئے گا جب عیسیٰؑ آئیں گے، ان شاء اللہ۔

فاتح بیت المقدس

ذلک مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل:

حضور اکرم ﷺ کی یہ پیشین گوئی یعنی فتح بیت المقدس کی سیدنا فاروق اعظم کے ہاتھوں پوری ہوئی چنانچہ جب بیت المقدس فتح ہوگیا حضرت عمر فاروقؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا دوران خطبہ ایک آدمی نے آپ کو ایک پرچی دی آپ نے وہ پرچی پڑھ کر فرمایا نہ میرا ملک ہے اور نہ ہی میرے باپ کی وراثت ہے باقی موجود صحابہ کرامؓ حیران ہوئے کہ اس جملہ کا کیا مطلب ہے چنانچہ خطبہ کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے جو جملہ ارشاد فرمایا اس کا کیا مطلب ہے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ زمانہ اسلام سے پہلے میں نے اس علاقہ کا ایک مرتبہ بغرض تجارت سفر کیا تھا میں قافلہ سے جدا ہوگیا جب میں قافلہ سے بچھڑ گیا مجھے پیاس اور بھوک لگی ہوئی تھی اس وقت جو عیسائیوں کے گرجا گھر ہوتے تھے ساتھ ہی لنگر بھی ہوتا تھا تاکہ اگر کوئی مسافر ہو وہاں سے کھانا کھا لے گا چنانچہ میں بھی چل پڑا آگے ایک گرجا گھر آیا میں نے سوچا کہ یہاں چلتے ہیں کھانے بھی کھائیں

گے پیاس بھی بجھائیں گے اور کچھ دیر آرام بھی ہو جائے گا جب میں گرجا گھر میں پہنچا اس گرجا گھر میں ایک پادری بیٹھا تھا، اس نے کہا کہ کھانا تو ضرور ملے گا لیکن پہلے یہ کام کرو اس نے میرے ہاتھ میں کسی پکڑا دی اور کہا کہ بنیاد کھودو یہاں ایک کمرہ تعمیر کرنا ہے میں نے تھوڑی دیر تو کام کیا گرمی کے دن تھے بھوک اور پیاس کی انتہا ہو چکی تھی اوپر سے گرمی تھی مجھے غصہ آیا میں نے کسی سے اس کا سر اُڑا دیا اور اسی گڑھے میں پھینک دیا پھر وہاں سے بھاگا خوف کی حالت میں دوڑ کی کیفیت بھی اور ہوتی ہے چنانچہ بھاگتے بھاگتے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور گرجا گھر آ گے آ گیا میں اس میں چلا گیا وہاں کا پادری پہلے کے برعکس نکلا اس نے بڑے اخلاق، پیار سے مجھے بٹھایا اور اندر گیا ایک کاغذ اور قلم لے آیا کہنے لگا آپ اس پر لکھ دیں کہ جب میں اس علاقہ کا بادشاہ بنوں گا تو یہ گرجا گھر تیرے نام کردوں گا میں نے کہا کہ میرے پاس تو اپنا اونٹ بھی نہیں ہے میں تو اونٹ بھی کرایہ پر لایا ہوں تو کہتا ہے کہ اس علاقہ کا بادشاہ بن گیا تو گرجا گھر میرے نام کر دینا؟ خطاب کے بیٹے کے پاس اپنی سواری نہیں تجارت کے لیے جو سرمایہ لایا ہوں وہ بھی دوسرے کا ہے، اس نے کہا لکھنے میں کیا حرج ہے اگر آپ بادشاہ بن گئے تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کا کونسا نقصان ہے میں نے لکھ دیا پھر وہ اندر گیا اور ایک صندوقچہ اٹھا کر لایا اس میں تصویریں تھیں اس میں ایک تصویر تھی جو اس نے دکھائی کہ ایک آدمی کھڑا ہے اور دوسرا بیٹھا ہوا ہے اور کھڑے ہونے والے کی ایڑی پکڑے ہوئے ہے اس نے کہا کہ یہ آپ کے شہر میں نبی پیدا ہوگا میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ سے شکل ملتی ہے اور جو ایڑی پکڑ کر بیٹھا ہے اس کی شکل سیدنا صدیق اکبرؓ سے ملتی ہے اس نے کہا کہ اس صدیق کے بعد علاقہ تیرے قبضہ میں آئے گا اور میری بھی باقاعدہ اس نے تصویر دکھائی اور کہا کہ میں جو آپ کو پہچان رہا ہوں ایسے نہیں پہچان رہا میرے پاس آپ کی تصویر ہے اور یہ اس گرجا گھر میں شروع سے آرہی ہے آج وہ آدمی آیا تھا رقعہ لے کر وہی تحریر لے کر آیا تھا کہ آج آپ اس علاقہ کے بادشاہ بن گئے

ہیں تو آپ اپنے وعدہ کے مطابق میرے نام کر دیں میں نے کہا کہ عمر کی اگر ملکیت ہوتی تو میں دیتا یہ تو حکومت کی ملکیت ہے نہ یہ میری ملکیت ہے نہ میرے باپ کی وراثت ہے کہ میں تجھے دے دوں اس لیے جس طرح باقی مال فئی اور مال غنیمت تقسیم ہوگا اسی طرح یہ بھی تقسیم ہوگا یہ کسی کا حق نہیں ہے۔

یعرفونه کما یعرفون ابناءهم:

یہ حضور ﷺ کو پہلے سے پہچانتے تھے ان کے پاس تصاویر وغیرہ ہوتی تھیں دیکھو حضور ﷺ نے ابھی تک دعویٰ نبوت نہیں کیا لیکن وہ پہلے ہی پہچان رہا ہے، کہ وہ آنے والا نبی ہے اسی طریقے سے آپ کو کئی پادریوں نے بچپن میں پہچانا حضور ﷺ کی دعویٰ نبوت سے پہلے ہی بہت تشہیر ہو گئی تھی، دیکھو اگر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ محلہ والوں کو پتہ چل جاتا ہے اسٹیشن پر ہزاروں لوگ آتے جاتے ہیں لیکن کسی کا پتہ نہیں کہ کون ہے لیکن اگر کہیں صدر نے کسی جگہ پر آنا ہو تو کئی مہینہ پہلے اعلانات شروع ہو جاتے ہیں، اسی طرح بچے پیدا ہوتے ہیں لیکن تشہیر نہیں ہوتی لیکن حضور ﷺ کی آمد کے اعلانات پہلے شروع ہو گئے جب نبی نے آنا ہو پہلے اعلانات ہو جاتے ہیں اور اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ جنگلوں تک اور حتیٰ کہ بادشاہوں کے گھروں تک پہنچ جاتے ہیں۔

واقعہ غفیرہ

بادشاہوں کے القابات کا تعارف:

یمن کے بادشاہ کا لقب ہوتا ہے تبع، مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا فرعون، اور حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا نجاشی، فرعون نام نہیں بلکہ فرعون لقب ہے جس فرعون سے حضرت یوسفؑ کو واسطہ پڑا اس کا نام ردیون تھا جو زلیخا کا خاوند تھا اور جس کا موسیٰؑ سے واسطہ پڑا اس کا نام محیائی الاول تھا فرعون لقب۔ دنا تھا مصری زبان میں فارا سورج کو کہتے

ہیں چونکہ مصر والے سورج کی پوجا کرتے تھے اس لیے جو بادشاہ ہوتا اسے کہتے کہ اس پر سورج دیوتا خوش ہوگیا اس وجہ سے اسے فرعون کہتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ جس پر سورج خوش ہوتا ہے وہی بادشاہ بنتا ہے، تُبّع یمن کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا ایک تبع کا نام مرس سن کلال تھا اس نے خواب دیکھا خواب بڑا پریشان کن تھا اس نے نجومیوں کو بلایا کہ میں نے خواب دیکھا اس کی تعبیر دو اگر میں نے کچھ کہا تو تم بول پڑو گے میں تو اس کی تعبیر صحیح مانوں گا جو میرا خواب بھی اپنی تعلیم کے مطابق بتلائے اور اس کی تعبیر بھی دے انہوں نے کہا کہ ایسا تو ہم نہیں کر سکتے اس نے کہا کہ لوگوں کو تم لوٹتے ہو کہ ہم غائب جانتے ہیں میرے خواب کا علم نہیں چنانچہ اس نے ان کو جیل میں ڈال دیا،

لطیفہ:

یہ جو نجومی ہوتے ہیں ہمسایوں کے بچوں سے پوچھ لیتے ہیں کہ وہاں گھر میں کون رہتا ہے اس کا نام کیا ہے اس کے بچے کتنے ہیں ان کے نام کیا کیا ہیں پھر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اسی طرح ایک نجومی عورتوں کو کچھ غائب کی باتیں بتلا رہا تھا وہاں ایک طالب علم آیا اس نے کہا کہ تو غائب دان ہے اس نے کہا دیکھا نہیں کتنی باتیں بتلا چکا ہوں طالب علم نے جوتا اتارا اور ہاتھ میں پکڑ کر کہا اب بتلا میں تجھے ماروں گا یا نہیں اب وہ پھنس گیا اگر کہتا ہے کہ نہیں مارے گا تو یہ مار دے گا اور اگر کہوں کہ مارے گا تو یہ نہیں مارے گا کافی دیر سوچ و بچار کے بعد منت وسماجت کرنے لگا کہ میں غائب نہیں جانتا پھر اس کی جان چھوٹی،

لطیفہ:

اسی طرح ایک طالب علم جا رہا تھا تو راستے میں اس کی ایک دہریہ سے ملاقات ہوگئی دہریے نے کہا کہ خدا نہیں ہے اس نے کہا کہ موجود ہے دہریے نے کہا اگر ہے تو دکھا کہاں ہے طالب علم نے دہریے کا تہبند (دھوتی) کھول دیا اور اسے ننگا کر دیا دہریے نے

کہا تجھے شرم نہیں آتی طالب علم نے کہا دکھلا کہاں شرم ہے اس نے کہا شرم تو نظر نہیں آتی طالب علم نے جواب دیا اسی طرح خدا موجود تو ہے لیکن نظر نہیں آتا جس کا اس کے پاس جواب نہیں تھا۔ چنانچہ کافی عرصہ کے بعد بادشاہ نے شکاری لباس پہنا اور شکار کرنے کے لیے نکلا شکار کے پیچھے جو لگے یہ بادشاہ ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور ہرن کے پیچھے لگا رہا آخر کار دوپہر کے وقت جبکہ ہرن بھی تھک چکا تھا اس نے اسے شکار کرلیا اور باندھ دیا چونکہ خود بھی تھکا ہوا تھا اور بھوک و پیاس بھی لگی ہوئی تھی اس لیے وہ ایک درخت کے نیچے سو گیا تا کہ کچھ دیر آرام کرلیا جائے، یہ سویا ہوا تھا کہ ایک بڑھیا آئی اور اسے جگا کر کہا کہ بادشاہ سلامت اٹھیں کھانا تیار ہے کھانا کھالیں یہ گھبرایا کہ اسے کیسے پتہ چل گیا کہ میں بادشاہ ہوں حالانکہ میں نے بادشاہی لباس بھی اتارا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے بھوک بھی لگی ہوئی تھی اور یہ ڈر بھی تھا کہ کھانے میں زہر وغیرہ نہ ملا دیا گیا ہو کیونکہ بادشاہوں کے دشمن بھی عام ہوتے ہیں، آخر کار میں ساتھ چل پڑا جب ان کے گھر میں پہنچا تو گھر میں ایک یہ بڑھیا رہتی تھی اور ایک لڑکی تھی جب وہ لڑکی کھانا لے کر آئی اس نے کہا بادشاہ سلامت آپ کھانا کھائیں بعد میں آپ کو میں آپ کا خواب بھی بتلاؤں گی اور اس کی تعبیر بھی بادشاہ نے کہا کہ وہ خواب تو بہت پرانا ہے لڑکی نے کہا میں بتلاؤں گی جب کھانا کھالیا تو بادشاہ نے کہا کہ بتلاؤ لڑکی نے کہا کہ آپ نے خواب یہ دیکھا ہے کہ رات کا وقت ہے بادل چھائے ہوئے ہیں آندھی چل رہی ہے آندھی میں مٹی یا ریت نہیں اُڑ رہی بلکہ آگ کے انگارے ہیں کہیں کوئی نظر تو نہیں آتا لیکن چیخ وپکار کی آواز ہر طرف سے آرہی ہے، بادشاہ نے کہا کہ ایسے ہی ہے لڑکی نے کہا اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ پانی کا ایک تالاب ہے اور اس کے پاس ایک آدمی سفید لباس میں کھڑا ہے وہ پانی کے چھینٹے جس طرف مارتا ہے اس طرف نہ آگ رہتی ہے اور نہ ہی چیخ وپکار کی آواز۔ بادشاہ نے کہا کہ خواب تو ایسے ہی ہے اب اس کی تعبیر بھی بتلا دیں، لڑکی نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے کہ رات کے وقت جو بادل چھائے ہوئے ہیں یہ تو دنیا میں کفر کی تاریکی اور اندھیرا ہے اور جو آگ

کے انگارے اڑ رہے ہیں یہ امیروں کا غریبوں پر ظلم ہے اور جو چیخ وپکار ہے یہ مظلوم غریبوں کی آوازیں ہیں، اور جو آدمی سفید لباس میں کھڑا ہے یہ ایک نبی آنے والا ہے محمد رسول اللہ ﷺ اور جو تالاب ہے یہ اس پر نازل ہونے والی کتاب قرآن ہے جب وہ نبی آئے گا تو اس قرآن کے ذریعہ وہ کفر کی تاریکی کو ختم کردے گا اور امیروں کے غریبوں پر ظلم کو ختم کردے گا، بادشاہ نے کہا کہ یہ میری زندگی میں ہی ہوگا لڑکی نے کہا کہ نہیں بلکہ تیری نسل میں سے چودہ آدمی تیرے بعد حکومت کریں گے پھر یہ نبی آئے گا اور جو چودھواں حکمران ہوگا اس وقت یمن کو وہ فتح کریں گے پھر ان کی حکومت قائم ہوجائے گی، تو دیکھو ابھی چودہ نسلیں باقی ہیں حضور ﷺ کی آمد کے اعلانات پہلے ہی سے ہورہے ہیں اور جنگلوں میں بھی ہورہے ہیں کہ آنے والا آرہا ہے۔

مرزا قادیانی:

کی طرح نہیں کہ میرے اوپر بیس سال وحی آتی رہی لیکن میں تردد میں تھا کہ آیا میں نبی ہوں یا نہیں پھر جب وحی بارش کی طرح شروع ہوئی پھر اس بارش میں میرا پاؤں پھسلا تب میں نے نبوت کا دعویٰ کیا، باقی انبیاء کرام پر تو ان کی اپنی زبان میں وحی آتی تھی لیکن مرزا پر تین زبانوں میں وحی آتی تھی کبھی انگریزی میں اور کبھی عربی میں اور کبھی اردو اور پنجابی میں یہ بیچارا آٹھ جماعتیں پڑھا ہوا تھا انگریزی آتی نہیں تھی تو اس انگریزی وحی کا ترجمہ ایک ہندو لڑکی سے کرواتا تھا، ایک پنجابی شاعر نے خوب کہا کہ:

پنجابی نبی تے وحی انگریزی وچ
ہر کم اس اُوت دے اُوت دا اے
دیسی ٹٹو دلتیاں خراساں دیں
لتاں دھریک دیاں تھیں سر توت دا اے

لطیفہ:

ہندوستان سے میاں بیوی حج کرنے کے لیے گئے وہاں دونوں آپس میں

لڑ پڑے مقدمہ عدالت میں درج ہوگیا، چونکہ گواہ پنجابی تھے، ان کو عربی آتی نہیں تھی اب وکیل ان کو گواہی کے لیے تیار کر رہا ہے وکیل کہہ رہا ہے کہ اس عورت کو ھذہ کہنا اور مرد کو ھذا کہنا اس نے چار کے مارے ہیں چار کو اربعہ کہنا اور پانچ لاتیں بھی ماری ہیں تو پانچ کو خمسہ کہنا یہ وکیل نے گواہوں کو عربی سکھلائی جب جج کے سامنے پیش ہوئے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی جج نے کہا شاہد یعنی گواہ کہاں ہیں جواب ملا نعم یعنی لبیک حاضر ہیں اب وکیل نے ان سے کہا کہ گواہی دو۔ گواہ صاحب بولا "ھذ امارے اس ھذہ کو اربعہ مکے وخمسہ لتاں" جج نے وکیل سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے چونکہ جج تو عربی تھا اسے سمجھ نہیں آئی وکیل نے کہا کہ جج صاحب یہ اس ملک کا باشندہ ہے جس ملک کے نبی پر تین زبانوں میں وحی آتی ہے۔

لطیفہ:

یہ لطیفہ بھی پچھلے لطیفہ سے ملتا جلتا ہے جس طرح اُس میں کئی زبانیں جمع ہو گئیں اسی طرح اُس میں بھی۔ ہندوستان میں ایک سکھ ریلوے اسٹیشن پر گارڈ تھا پہلے زمانہ میں رات کے وقت پھاٹکوں وغیرہ پر بتیاں جلا کر رکھتے تھے آج کل بھی ایسا ہوتا ہے تو رات کے وقت سخت آندھی چل پڑی جس سے بتیاں بجھ گئیں اب یہ پچھلے اسٹیشن والوں کو فون کر کے یہ صورت حال بتلا رہا ہے۔ The نھیری is coming ذمہ دار nots لہٰذا گارڈ and. the بجھنگ R بتیاں and the یعنی دی نھیری از کمنگ اینڈ دی بتیاں آر بجھنگ اینڈ لہٰذا گارڈ ناٹ از ذمہ دار۔ یہاں پر بھی اس نے انگریزی پنجابی اور اُردو کو جمع کر دیا مرزا بھی ایسا ہی تھا کہ کبھی کسی زبان میں اس پر وحی آتی کبھی کسی میں جو نبی اپنی وحی نہ سمجھ سکتا ہو ترجمہ کے لیے ہندو لڑکی منتخب کی ہو یہ کیسا نبی ہے جھوٹا اور کذاب ہی ہو سکتا ہے سچا نہیں ہو سکتا۔

کامل اہلسنت والجماعت کون ہیں:

مسلمان کہلانے والے فرقوں میں سے نجات پانے والا فرقہ اہلسنت والجماعت

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور حضور ﷺ کی تعلیمات اور پیشین گوئی کا محافظ انہیں کو بنایا ہے کوئی اور فرقہ محافظ نہیں ہے، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہاں پاک و ہند میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو اہلسنت والجماعت کہلواتے ہیں اور بریلوی بھی اپنے آپ کو اہلسنت والجماعت کہلواتے ہیں حالانکہ ان کے نظریات میں کافی اختلاف دیکھنے میں آتا ہے اب ان دونوں میں سے کون سا فریق سچا ہے اور کون سا فریق جھوٹا ہے کونسا فریق کامل اہلسنت والجماعت ہے اور کونسا ناقص ہے، ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سنت میں دو پہلو ہیں ایک فعل کا یعنی کرنے کا پہلو اور دوسرا ترک کا یعنی نہ کرنے کا پہلو، جو حضور اکرم ﷺ نے کیا ہے اس کا کرنا سنت ہے اور جو نہیں کیا اس کا نہ کرنا سنت ہے جیسے آپ دیکھیں پانچ نمازوں کے شروع میں اذان بھی دی جاتی ہے اور اقامت بھی کہی جاتی ہے اور جمعہ ایک ہفتہ کے بعد آتا ہے اس میں دو اذانیں دی جاتی ہیں عید سال کے بعد آتی ہے اس میں نہ کوئی اذان ہے اور نہ اقامت اگر یہاں اذان اور اقامت کہہ لی جائے تو کیا کوئی گناہ کا کام ہے بیان تو اس میں توحید ہی ہوگی رسالت کا بیان ہوگا **حی علی الصلوٰۃ** ہی کہیں گے نماز کی طرف بلانا کوئی گناہ ہے اسی طرح اذان کے آخر میں اگر **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ **محمد رسول اللہ** کہہ لیا جائے تو حضور کی رسالت کا اقرار ہی ہوگا اس کے بغیر تو ہم مسلمان ہی نہیں ہو سکتے پھر یہ کیوں نہیں کہا جاتا اگر ہم یہاں **محمد رسول اللہ** کہیں گے تو **محمد رسول اللہ** ناراض ہو جائیں گے، کیونکہ حضور نے ایسا نہیں کیا، پس معلوم ہوا کہ جہاں کرنا ثابت ہے وہاں کرنا سنت ہے جہاں ترک ثابت ہے وہاں چھوڑنا سنت ہے۔

اسی طرح درود و سلام کا مسئلہ ہے جہاں ثابت ہے وہاں پڑھنا سنت، جہاں نہیں پڑھنا ثابت وہاں چھوڑنا سنت، چونکہ اذان کے شروع میں درود نہ پڑھنا ثابت ہے تو درود نہ پڑھنا سنت ہے نماز میں اور روضہ پاک پر کھڑے ہو کر درود پڑھنا ثابت ہے لہٰذا

وہاں پڑھنا سنت ہے عید سے پہلے اذان نہ دینا ثابت ہے تو وہاں یہ سنت ہے کہ اذان نہ دی جائے، بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے کان میں اذان دینا ثابت نماز سے پہلے اذان دینا اور اقامت کہنا ثابت تو یہاں پڑھنا سنت ہے، اب جو دونوں پہلوؤں کو اختیار کرے گا وہ کامل اہلسنت والجماعت ہوگا اور وہ دیوبندی ہیں الحمد للہ لہٰذا یہ کامل اہلسنت والجماعت ہوئے، بریلوی کہتے ہیں جو حضور ﷺ نے کیا ہے اگر وہ نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں جو نہیں کیا اس کا کرنا ضروری ہے جیسے کوئی شخص متقی پرہیزگار اپنے مال کی پوری زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے ایک پیسے کی بھی خیانت نہیں کرتا اور دوسرا شخص زکوٰۃ تو نہیں دیتا لیکن گیارھویں شریف کا ختم، جمعرات کا ختم، تیجہ، چالیسواں کا ختم دیتا ہے یہ قضا نہیں ہوتے لیکن زکوٰۃ کا پتہ نہیں کہ یہ بھی فرض ہے تو ان کے ہاں پہلا شخص جس نے وقت پر زکوٰۃ ادا کر دی وہ تو گستاخ رسول اور گستاخ اولیاء اللہ بن جائے گا اور دوسرا شخص جس نے زکوٰۃ تو نہیں دی لیکن گیارھویں کا ختم فوت نہیں ہوا یہ بڑا عاشق رسول اور محب اولیاء اللہ کہلائے گا، تو انہوں نے اس کام کو ترجیح دی جو حضور ﷺ نے نہیں کیا جسے حضور ﷺ نے ترک فرمایا انہوں نے اس کے کرنے کو ثواب سمجھا اور جس کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا اس کے نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا تو معلوم ہوا انہوں نے دونوں پہلوؤں کا خیال نہیں رکھا اس لیے یہ ناقص اہل سنت والجماعت ہوئے اور دیوبندی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامل و مکمل اہل سنت والجماعت ہوئے، کیونکہ انہوں نے ہمیشہ دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اتباع سنت میں زندگی گزاریں گے اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

ہم اہلسنت والجماعت کیوں ہیں:

پہلا درس اس بات پر ہوا تھا کہ اسلام ہی دین برحق ہے اور درسِ ثانی اس پر ہوا تھا کہ جب اسلام کے دائرہ میں آجاتے ہیں تو نجات پانے والی جماعت کا نام اہلسنت

والجماعت ہے، جس طرح ہم میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی نام ہے اسی طرح ہماری جماعت کا نام اہلسنت والجماعت ہے، جس طرح ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے نام کے معنی کا پتہ چل جائے کہ زاہد کا معنی کیا، ہے امین کا معنی کیا ہے، انور کا معنی کیا ہے اسی طرح ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری جماعت کے معنی کیا ہیں،

اہلسنت: پہلا لفظ اہلسنت ہے اب آپ اس کا مطلب اور معنی سمجھیں گے اس سے پہلے یہ سمجھیں کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور کامل کتاب ہے قرآن مجید یہ الفاظ میں ہے اور الفاظ میں لوگ اختلاف کرتے رہتے ہیں کہ یہاں معنی حقیقی مراد ہے اور یہاں پر معنی مجازی مراد ہے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے جھگڑوں سے بچانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس پر عمل کر کے بھی دکھادیں تا کہ عمل سے قرآن پاک کا معنی اور مطلب متعین ہو جائے تو اب ہمارا عقیدہ یہ ہے یہ قرآن لفظی قرآن ہے، اور حضرت محمد ﷺ اسی قرآن کی چلتی پھرتی عملی تفسیر تھے، حضرت نماز ادا فرماتے ہیں تو آیات نماز کی تفسیر ہو رہی ہے، حضرت حج ادا فرمارہے ہیں تو آیات حج کی تفسیر بیان ہو رہی ہے، اور اگر میدان کارزار میں جہاد فرمارہے ہیں تو آیات جہاد کی تفسیر ہو رہی ہے حضرت تبلیغ فرمارہے ہیں تو آیات تبلیغ کی تفسیر ہو رہی ہے اگر صلح فرمارہے ہیں تو آیات صلح کی تفسیر ہو رہی ہے تو ہمارا عقیدہ وہی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کے اخلاق و عادات کیا ہیں تو آپؓ نے فرمایا کہ قرآن آپ ﷺ کا اخلاق ہے جو قرآن میں لفظوں میں لکھا ہوا ہے وہ حضور پاک ﷺ کی اداؤں میں ڈھلا ہوا تھا اس لیے حضور ﷺ کی ہر عادت اور ہر عبادت قرآن کی تفسیر ہے تو یہ چلتے پھرتے قرآن تھے تو آپ نے جو قرآن پر عمل کر کے عملی نمونہ دکھایا اسی عملی نمونہ کو سنت کہا جاتا ہے، تو اب اہلسنت کا معنی بھی سمجھ آ گیا کہ اہلسنت وہ لوگ ہیں جو قرآن پر عمل کرتے ہیں، لیکن قادیانی، پرویز اور مودودی کی طرح اپنی طرف سے قرآن کا مطلب نہیں نکالتے بلکہ حضور ﷺ کے

پیش کردہ عملی نمونہ کو سامنے رکھ کر قرآن پر عمل کرنے والے اہلسنت کہلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف الفاظ کا محتاج نہیں رکھا، بلکہ عملی نمونہ حضور کا سامنے ہوا پھر آپ نے بھی اپنی ایک جماعت تیار کر دی صحابہ کرامؓ کی جو آپ کے عملی نمونہ پر عمل کرنے والے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا عملی نمونہ کر کے دکھلا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی پوری نگرانی تھی یہ تشریح سب کچھ اللہ کی جانب سے آتی تھی چنانچہ فرمایا ان علینا جمعه وقرانه، فاذا قرانه فاتبع قرآنه، ثم ان علینا بیانه جس طرح الفاظ قرآن من جانب اللہ ہیں اسی طرح بیان قرآن بھی من جانب اللہ ہے چنانچہ فرمایا الرحمٰن علم القرآن پھر آپ نے آگے صحابہ کرام کو سکھایا یعلمهم الکتب والحکمة.

تعلیم کے تین طریقے ہیں: قول، فعل، تقریر

(۱) زبان کے ذریعہ سمجھانا اور بتانا جیسے ہم نے کسی کو وضو کا طریقہ بتانا ہو تو ہم اسے کہیں کہ پہلے نیت کرو پھر تین مرتبہ ہاتھ دھوؤ پھر کلی کرواؤ اسے قول کہتے ہیں (۲) فعل سے یعنی ہم خود وضو کر کے دکھائیں کہ میری طرف دیکھتے رہو جیسے میں وضو کر رہا ہوں ایسے ہی وضو کیا جاتا ہے اسے فعل کہتے ہیں (۳) دو چار آدمیوں سے کہا جائے کہ تم وضو کرو جو غلطی ہوئی میں بتلا دوں گا اسے تقریر کہتے ہیں:

والجماعت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو قرآن کی تعلیم مذکورہ تینوں طریقوں سے دی حضور نے صحابہ سے عمل کروا کر بھی دیکھا، جب صحابہ کرامؓ کو قرآن وسنت کا عملی نمونہ بنایا جا رہا تھا تو دو نگرانیاں تھیں ایک اللہ تعالیٰ کی اور دوسری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے جب رزلٹ سنایا تو فرمایا رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رزلٹ سنایا تو فرمایا اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم گویا کہ نتیجہ سو فیصد نکلا سارے کے سارے صحابہ کامیاب قرار دیے گئے تو جو صحابہ کرام کی صورت میں عملی

نمونے تیار کیے گئے انہی کو والجماعت کہا جاتا ہے تو اب اہلسنت کا معنی یہ سمجھ میں آیا قرآن پر اس طریقہ سے عمل کرنا جو حضور ﷺ نے کر کے دکھایا صحابہ کرام نے اسے اپنایا، اسی کو مزید سمجھنے کے لیے ایک لطیفہ حاضر خدمت ہے۔

لطیفہ:

مطالعہ کرنے والوں کو عام طور پر نزلہ رہتا ہی ہے نزلہ، زکام، کھانسی قومی نشان ہمارا یہ تو ہر کسی کو رہتا ہے حضرت مولانا محمد امین صاحب مدظلہ نے فرمایا چونکہ مجھے بھی نزلہ رہتا ہے تو مجھے کسی نے کہا کہ اگر آپ خمیرہ ابریشم کھائیں تو آپ کو مفید ہوگا، تو ایک جگہ پر میں تقریر کے لیے گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتلائیں، میں نے کہا کہ حکیم صاحب نے خمیرہ ابریشم بتلایا ہوا ہے اگر وہ مل جائے تو بڑی بات ہے انہوں نے طلباء کو بھیجا کہ جاؤ پتہ کر کے آؤ طالب علم سستی میں مشہور ہوتے ہیں وہ گئے اور ادھر ادھر سے ہو کر آ گئے اور کہا کہ نہیں ملا تو انہوں نے سوچا کہ اس دفعہ انہوں نے مانگا اگر نہ دیا تو ہوسکتا ہے کہ اگلی دفعہ تاریخ ہی نہ دے آپس میں کہا کہ خاموش ہو جاؤ بولو نہیں تو انہوں نے کہیں سے گُڑ لیا اسے گرم کیا اور اس میں خوشبو ملا کر مجھے دے دیا اب میں اسے چاٹ رہا ہوں کہ مجھے خمیرہ ابریشم مل گیا اگر وہ حکیم جس نے مجھے خمیرہ ابریشم بتلایا تھا اگر وہ مجھے تھوڑا سا کھلا بھی دیتا تو پوری دنیا خمیرہ ابریشم کے نام سے مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی تھی اب مجھے لفظ تو یاد تھا لیکن دیکھا ہوا نہیں تھا جو بھی مجھے لا دیں گے میں خوش ہوتا رہوں گا کہ میں خمیرہ ابریشم کھا رہا ہوں تو جس طرح ایک لفظ خمیرہ ہے ایک بنا ہوا خمیرہ ہے، ایک لفظ مسجد ہے ایک بنی ہوئی مسجد ہے یہ قرآن پاک الفاظ ہیں اور حضرت محمد ﷺ انہی الفاظ کی جامع عملی تفسیر ہیں، اس لیے ہر آدمی کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ جو چاہے قرآن کا مطلب سمجھے، نہیں بلکہ اهدنا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیهم تو معلوم ہوا کہ سیدھا راستہ رجال اللہ کی تقلید کے بغیر نہیں ملتا۔

انعام یافتہ چار جماعتیں ہیں:

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین۔ جو بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نبی کے علاوہ کسی کو نہیں مانتے وہ تو قرآن کی سورہ فاتحہ کے بھی منکر ہوئے۔ صدیقین بھی ہمارے لئے عملی نمونہ ہیں شہداء وصالحین بھی ہمارے لئے عملی نمونہ ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے تراجم پر بنیاد نہیں رکھی وہ صحابہ کرامؓ جن کی مادری زبان عربی تھی قرآن عربی میں نازل ہوا وہ بھی قرآن کو سمجھنے میں حضور ﷺ کے محتاج تھے اگر آج کوئی لغت کی ایک آدھ کتاب لے کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں قرآن سمجھ جاتا ہوں یہ بات بالکل غلط ہے لغت دیکھنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا ایک لفظ کے معانی موقع کے اعتبار سے بدلتے رہتے ہیں، جیسے انگلش کا لفظ ہے ''بریک'' اس کا معنی ہوتا ہے ''توڑنا'' اس کی جتنی پریپوزیشن بدلتی جائے گی اس کا معنی بدلتا جائے گا ''بریک اپ'' کا معنی اور ہے ''بریک ان'' کا معنی اور ہے ''بریک روف'' کا معنی اور ہے ''بریک آؤٹ'' کا معنی اور ہے جس کو انگریزی میں پریپوزیشن کہتے ہیں۔ عربی میں اسے صلات کہتے ہیں تو لفظ کا صلہ بدلنے سے معنی بدلتا جاتا ہے مثال کے طور پر صلوٰۃ کا معنی نماز دیکھ لیا لغت میں تو آپ معنی یہ کریں گے کہ اللہ بھی اور فرشتے بھی حضور ﷺ پر نماز پڑھتے ہیں اسی طرح ولکن شبہ لھم اس میں شبہ کا صلہ لام ہے۔ مرزا نے یہی دھوکہ دیا کہ ان البقر تشابہ علینا وہاں صلہ علی تھا کہ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی مرزا بھی کہتا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ صلیب پر عیسیٰؑ کی حالت مُردوں جیسی ہوگئی تھی صلیب پر چڑھائے گئے ہیں لیکن مرے نہیں غلطی اس نے یہ کی کہ صلہ کا اس نے لحاظ نہیں کیا لہٰذا جو صرف لغت پر اکتفا کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے قرآن نے خود کہا کہ بعض اس سے ہدایت پاتے ہیں اور بعض گمراہ ہوتے ہیں لیکن گمراہوں کی نشانی بتلا دی وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۔

فاسق کون:

حضرت نے فرمایا کہ غیر مقلد فاسق ہے کیونکہ فسق کا لغت عربی میں معنی ہے وہ جانور جو رسی تڑوا کر بھاگ جائے کبھی اسے سینگ مارتا ہے، کبھی اُسے، کبھی کھیتی خراب کرتا ہے ہر روز لڑائی کا سبب بنتا ہے۔ اسے فاسق کہتے ہیں دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا وما یضل بہ الا الفٰسقین اب فاسق کون ہیں آگے فرمایا الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ یعنی جن سے اللہ نے ملنے کا حکم فرمایا نبیوں سے، صدیقین سے، شہداء سے، صالحین سے ان کی تقلید سے جو نکل کر بھاگے وہ فاسق ہے تو معلوم ہوا کہ جو رجال اللہ کی صحبت اور تقلید میں رہ کر قرآن سمجھے گا اس کے لئے ہدایت ہی ہدایت ہے جو ان سے بھاگ کر قرآن سمجھنا چاہے گا اس کے لئے گمراہی ہی گمراہی ہے اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عملی نمونہ بنایا پھر صحابہؓ عملی نمونہ ہیں ان کے بعد صدیقین عملی نمونہ ہیں، شہداء و صالحین عملی نمونہ ہیں اور قیامت تک رہیں گے ہم نے قرآن سے صرف الفاظ دیکھنے ہیں مفہوم متعین کرنا ہے رجال اللہ کو دیکھ کر یہ کس طرح نماز پڑھ رہے ہیں، متواتر نماز کس طرح آرہی ہے۔ جس طرح حج کے الفاظ ہم تک تواتر سے پہنچ چکے ہیں اسی طرح عملاً حج بھی ہم تک تواتر سے پہنچ چکا ہے تو جو اس نمونہ کو سامنے رکھ کر قرآن پر عمل کرتے ہیں ان کو کہتے ہیں اہلسنت۔

لطیفہ:

گندم کی کٹائی کا موسم تھا تین چار آدمی جا رہے تھے تیتر کے بولنے کی آواز آرہی تھی آپس میں کہنے لگے یہ کیا کہہ رہا ہے تو ایک ان میں مولوی صاحب بھی تھے وہ کہنے لگے یہ کہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت، باقیوں نے اعتراض کر دیا کہ مولوی صاحب آپ کو کچھ بھی آتا ہے مسجد میں ہوں تب باہر ہوں تب سبحان اللہ تو سبحان اللہ آپ کو ذہن میں ایسی رچ بس گئی ہے کہ جو بھی آواز آئے آپ کہتے ہیں یہ سبحان اللہ کہہ

رہا ہے تو یہ آواز کا مطلب نہیں بلکہ آپ کے ذہن کا مطلب ہے تو دوسرا قصائی تھا وہ کہنے لگا یہ کہہ رہا ہے بسری پائے ڈھک رکھ، آواز ایک تھی ذہن دو ہو گئے۔ تیسرا تھا سبزی بیچنے والا، کہتا ہے کہ وہ تو صاف کہہ رہا ہے آلو، میتھی، ادرک آواز ایک تھی ذہن تین ہوئے۔ چوتھا پہلوان تھا، اس نے کہا واہ بھئی واہ سارے اپنے اپنے ہانکے لگا رہے ہیں وہ تو انسان کا بڑا ہمدرد پرندہ ہے وہ صحت کے اصول سمجھا رہا ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ کھا تھی کر کثرت اچھا کھانا کھا کر ورزش کریں تو صحت بنتی ہے اب چاروں لڑ رہے ہیں ایک کہتا ہے میں یہ سمجھا وہ کہتا ہے میں یہ سمجھا تیسرا کہتا ہے کہ

ساری لڑائی انا (میں) کی ہے:

میں یہ سمجھا یاد رکھو ساری لڑائی کی بنیاد مَیں ہے۔ شیطان اسی مَیں کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا ہے انا خیر منہ انا خیر منہ ہمیں اہل سنت والجماعت نے اللہ کے پیغمبر سے سکھایا کہ مَیں مار دو مَیں کی جگہ ہے والجماعت۔

بہتر (۷۲) فرقے ہیں ان کے پاس مَیں مَیں ہے قرآن پڑھے گا مطلب میں سمجھا حدیث پڑھے گا مطلب میں سمجھا وہ سب میں میں بتائیں گے لیکن اہلسنت والجماعت کہے گی کہ نبی کی حدیث ہے سمجھانا صدیق ؓ کا ہے، فرمان نبی پاک ﷺ کا ہے سمجھانا فاروق اعظم ؓ کا ہے ذوالنورین ؓ کا ہے، علی المرتضیٰ ؓ کا ہے عشرہ مبشرہ کا ہے، بدر والوں کا ہے، اُحد والوں کا ہے بیعت رضوان والوں کا ہے ان سب کو کہتے ہیں والجماعت۔

دُنیا والوں نے کسی کو نہیں بخشا:

اس دنیا نے آج تک کسی کو معاف نہیں کیا اگر ایک طرف علماء خیر ہیں تو مقابلے میں علماء سُوء بھی ہیں، اگر ایک طرف صوفیاء کرام ہیں تو مقابلے میں ملنگ وغیرہ بھی ننگے بیٹھے ہوتے ہیں، اگر ایک طرف سچے نبی ہیں تو مقابلہ میں جھوٹے نبی بھی ہیں دُنیا نے خدا کو معاف نہیں کیا خدا کے مقابلے میں جھوٹے خدا بنا لئے جب دنیا نے خدا کو بھی معاف نہیں

کیا تو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری سنت کو بھی معاف نہیں کریں گے ایک سنت کی بہتر نقلیں بنیں گی اور سارے میرا نام لیں گے کہ ہم نبی کو مانتے ہیں جس طرح سارے کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں لیکن صحیح طریقہ وہی ہے خدا کو ماننے کا جس طرح نبیؐ نے مانا اسی طرح سارے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نبی کو مانتے ہیں لیکن صحیح طریقہ وہی ہے جس طرح صحابہ کرامؓ نے مانا ماانا علیہ و اصحابی اس لئے والجماعت صرف ہمارے نام میں ہے اور کسی کے نام میں نہیں ہے۔

کبھی کسی نے نہیں کہا میں اہل اعتزال والجماعت ہوں میں اہل شیعہ والجماعت ہوں میں اہل قرآن والجماعت ہوں میں اہل حدیث والجماعت ہوں کیونکہ سب کے ہاں نہیں ہے، اپنی طرف سے مطلب بیان کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ نہیں بلکہ ہم الفاظ کو دیکھ کر صحابہ کے عملی نمونہ کو دیکھیں گے اسی وجہ سے ہم اہلسنت والجماعت ہیں۔

سوال:

جب قرآن کامل کتاب ہے ناقص نہیں ہے اس کا عملی نمونہ سنت یہ بھی کامل ہے ناقص نہیں ہے پھر اہلسنت بھی نام کامل ہوا نہ کہ ناقص پھر ساتھ والجماعت کیوں جوڑا ہوا ہے۔ بہتر (۷۲) فرقوں کا اس نام پر اعتراض ہے۔

جواب:

والجماعت سے مراد ہمارا اور کوئی مطلب نہیں ہے اس کا مطلب وہی ہے جو آپ دکانوں پر لکھا ہوا پڑھتے ہیں نقالوں سے ہوشیار رہیے اصل چیز صحابہ کرامؓ کے پاس ہے جو صحابہؓ کے واسطے سے نہیں سمجھتا اس کے پاس کامل چیز نہیں بلکہ ناقص ہے وہ نقال ہیں اصل صحابہؓ کے پاس ہے۔ اس لئے والجماعت کا یہی مطلب ہے جو ہم نے بیان کر دیا فلا اشکال علیہ۔

ہم حنفی کیوں ہیں:

ہم اہلسنت والجماعت ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی بھی ہیں وہ اس لئے کہ ہمیں

اللہ کے نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ کرامؓ کا فہم چاہیے دین کے لئے اب وہ کہاں سے ملے گا ہم میں سے کوئی صحابی نہیں ہے اور تابعی بھی نہیں ہے کہ ہم براہ راست نبی سے نماز وغیرہ حاصل کریں امام ابوحنیفہؒ نے ہمارے لئے نبی کی سنت اور صحابہؓ کے فہم کو ہمارے لئے آسان کر دیا اس وجہ سے ہمیں امام صاحبؒ کی ضرورت ہے تاکہ ہم صحیح معنوں میں سنت پر عمل پیرا ہو سکیں اہلسنت میں ہماری نسبت خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے تو جو لوگ قرآن آگے رکھ کر درس دیتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں کہ حنفی نبی کو نہیں مانتے ان کو یہ نظر نہیں آتا کہ اہلسنت تو ہے ہی وہی جو نبی پاک ﷺ کے طریقہ پر چلتا ہے پھر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ اگر نبی کے بعد کسی کو ماننا ہی تھا تو ابوبکر صدیقؓ کو مان لیتے ابوحنیفہؒ کو ضروری ماننا تھا ان کو یہ نظر نہیں آتا کہ جب ہم والجماعت بھی ہیں تو سب سے پہلے ابوبکرؓ مانے جاتے ہیں ابوبکر صدیقؓ اس جماعت کے سردار ہیں ہم نے تو تمام صحابہؓ کو مانا ہے اسی وجہ سے ہم اہلسنت والجماعت کہلواتے ہیں عجیب بات ہے کہ جن کی جماعت میں الجماعت کا لفظ نہیں وہ تو صحابہ کو ماننے والے بن بیٹھے اور جن کا نام اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ان کو کہتے ہیں کہ یہ تو امام ابوحنیفہؒ کو مانتے ہیں ابوبکرؓ کو نہیں مانتے.

ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں:

کوئی مولوی صاحب اگر ۴ گھنٹے بھی تقریر کرے آخر میں یہی کہتا ہے باقی پھر کسی کبھی مولوی صاحب کی تقریر پوری نہیں ہوئی۔ یہی حال پہلے انبیاء کرامؑ کا تھا کہ باقی پھر کسی ایک ہی نبی میں جو بات کو پورا کر کے گئے ہیں وہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اعلان فرما دیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً جس نے بھی انبیاء کی سیرت کا معمولی سا بھی مطالعہ کیا ہو اس کو آپ کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی ابراہیم علیہ السلام کو نبی مانتا ہے کہ آپ کا معجزہ تھا کہ آگ نے آپ کو نہیں جلایا واقعۃً بڑا معجزہ ہے جس سے ابراہیم

علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن حضور ﷺ کے جسم مبارک کی بات نہیں کرتے ہم کہتے ہیں کہ جس رومال سے آپ کا پسینہ مبارک لگا ہے اس پر آگ نے اثر نہیں کیا مراد حضرت انسؓ کا روٹیوں والا رومال ہے جسے آگ میں ڈالا اور اُجلا ہو کر نکلا۔ اسی طرح ایک ہے آگ کا اثر نہ کرنا اور ایک ہے اُلٹا اثر کرنا یہ بڑا معجزہ ہے اگر آپ دیگچی میں پانی ڈال کر آگ پر رکھیں گے تو تھوڑی دیر بعد پانی کم ہو جائے گا لیکن اگر حضور ﷺ حضرت جابرؓ کی ہانڈی میں لُعاب مبارک ڈالیں تو سالن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے ایک دو کا کھانا ہزاروں کھاتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زمین پر عصا مارنے سے چشمہ جاری کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے آسمانوں پر چاند کے ٹکڑے کر دیے اگر سورج کو ٹکڑے کرتے وہ بھی کر سکتے تھے لیکن پھر سائنسدانوں کی زبانیں نہ رُکتیں وہ کہتے کہ یہ گرم کرہ ہے گرم چیز پھٹ ہی جاتی ہے جیسے بلب، ٹیوب پٹاخہ مار جائیں اسی طرح یہ بھی ہو گیا لیکن چاند تو کرۂ ماء ہے یعنی پانی کا کرہ ہے پانی کی اصل میں ملنا ہے نہ پھٹنا اس کو ٹکڑے کرنا بڑا معجزہ ہے۔ عیسیٰؑ اگر اندھے کی آنکھیں ٹھیک کر دیں جبکہ اس کے سارے کنکشن ملے ہوئے ہیں یہ بھی معجزہ ہے لیکن اس سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ حضرت قتادہ کی آنکھ جو باہر نکل کر گر گئی سارے کنکشن ٹوٹ گئے اسے جوڑ دینا اور اس کی خوبصورتی میں کمی نہ آنے دینا یہ بڑا معجزہ ہے یہ میدان اُحد کا واقعہ ہے۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے کنپٹی پر تیر لگا اور آنکھ نکل گئی تھی۔

تو اہلسنت میں ہماری نسبت نبی ﷺ کی طرف ہے جن کے ذریعہ دین کو تکمیل نصیب ہوئی والجماعت میں ہماری نسبت صحابہ کرامؓ کی طرف ہے جن سے دین کو تمکین حاصل ہوئی یمکن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم اللہ کا دین دنیا میں مضبوطی سے جم گیا۔ عجیب بات تھی کہ اللہ کا دین ہے اللہ کی زمین ہے لیکن اللہ کے پیغمبر کو زمین پر چار انچ جگہ نہیں ملتی جہاں وہ اپنے رب کے سامنے سجدہ کرے، کافر مارتے ہیں، پتھروں کی پوجا

جائز ہے لیکن خدا کے نبیؐ کو خدا کی زمین پر خدا کے سامنے پیشانی رکھنے کی اجازت نہیں ہے بالآخر ہجرت کرنا پڑی وہاں ایک دشمن تھا یہاں تین ہو گئے کیونکہ ابھی تک تمکین حاصل نہیں ہوئی یہودی مستقل دشمن، منافق مستقل دشمن اور مکہ والے بھی پیچھا نہیں چھوڑتے صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم سوچتے تھے کہ مدینہ میں چین ہوگا لیکن ہم اور پریشان کہ حضور ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچے رات کو بستروں پر لیٹتے تو خیال آتا کہ یہاں بھی لیٹنا ہے کیوں نہ جا کر حضور ﷺ کا پہرہ دیں تو آ کر حضور ﷺ کے دروازے سے دور بیٹھتے تاکہ وہاں باتیں کرتے رہیں کہ نیند نہ آئے اور حضور ﷺ تک باتوں کی آواز نہ پہنچے تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ ہو۔ ایک دن ہم آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ اللہ کا دین سچا ہے لیکن اسے ابھی مکان حاصل نہیں ہوا مکہ سے یہاں آئے یہاں سے پتہ نہیں کہاں جانا پڑے ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ حضور ﷺ گھر سے نکلے آدھی رات کا وقت تھا فرمایا جاؤ سارے اپنے اپنے گھروں میں جا کر سو جاؤ۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ:

اللہ نے وعدہ فرمایا کہ میں آپ کی حفاظت کروں گا لوگوں سے اس لئے اب تمہارے پہرے کی ضرورت نہیں ہے جاؤ جا کر آرام فرماؤ ساتھ فرمایا کہ اللہ نے خوشخبری بھی بھیجی ہے۔

ليظهره على الدين كله:

یہ دین ساری دنیا میں پھیلے گا ہر جگہ پہنچ کر رہے گا۔ سارے دینوں پر غالب آجائے گا گویا کہ دین کو دنیا میں تمکین حاصل ہوگی خوشی خوشی صحابہ کرامؓ گھروں کو لوٹے اور صبح کو جو صحابہؓ وہاں نہیں تھے ان کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ منافق دیکھ کر ہنس رہے ہیں کہ دیکھو ان کو اپنے نبی پر کتنا یقین ہے ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں انصار کھانے کو دیتے ہیں اور اپنے پاس مکان نہیں لیکن یقین دیکھو ان کو یہ معلوم نہیں کہ آج ان کو یہاں سے

نکال دیا جائے کل نکال دیا جائے ہر وقت دشمن ان کی گھات میں ہے۔ لیکن اللہ کے نبی کی یہ پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے ایسی پوری ہوئی کہ مسلمان تو کجا کافر بھی انکار نہیں کرسکتا ابھی صبح بستر پر انگڑائیاں لے رہا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ کی توحید کانوں میں سنائی دیتی ہے نبی کی رسالت کی آواز آتی ہے کوئی کافر بھی اپنے کانوں کو اس آواز سے بچا نہیں سکتا اب اس کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی یہ ہے دین کی تمکین۔ تو الجماعت یعنی صحابہ کرامؓ کے ذریعہ دین کو جماؤ نصیب ہوا چنانچہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں دین کو مکمل تمکین حاصل ہو چکی لہٰذا نبیؐ کی ذریعہ دین کی تکمیل ہوئی صحابہؓ کے ذریعہ تمکین حاصل ہوئی اور اب ہم حنفی بھی ہیں تو امام صاحب سے دین کو تدوین حاصل ہوئی۔

تدوین دین:

صحابہ کرامؓ وضو کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے لیکن آسان ترتیب سے لکھی ہوئی پوری نماز ہو ایک ایک فرض الگ الگ سمجھا دیا گیا ہو، ایک ایک واجب، ایک ایک سنت الگ الگ لکھی جا چکی ہو یہ تدوین نہیں ہوئی تھی کیونکہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا اکثر حصہ میدان جہاد میں گزرا، قرآن پاک تو انہوں نے جمع کر لیا لیکن قوانین سنت وقوانین فقہ جمع نہیں کیے البتہ انکا متواتر عمل تھا ہر روز پانچ مرتبہ نماز بھی پڑھتے تھے۔ جب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے علم حاصل کر لیا تو پختہ ارادہ کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بندہ کا مقصد ہی بندگی ہے لہٰذا اب میں دن بھر روزہ رکھوں گا اور رات کو نوافل پڑھوں گا اس مقصد کے لئے ایک حجرہ کا انتخاب بھی ہو گیا چنانچہ آپ نے دن کو روزہ رکھا رات کو کچھ نوافل ادا کیے چونکہ ابھی پہلی رات تھی جاگنے کی عادت نہیں تھی نیند آ گئی اور سو گئے تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوحنیفہؒ میری امت میں ہزاروں لوگ روزے رکھ رہے ہیں ہزاروں نوافل پڑھ رہے ہیں ایک اہم کام ہے کہ میری سنت کی تدوین ہو جائے تاکہ قیامت تک آنے والوں کو میری

سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے یہ کام ہے کرنیکا امام صاحب فرماتے ہیں کہ میری خوشی سے آنکھ کھل گئی وضو کیا اور نوافل پڑھے لیکن دن بھر یہ سوچتا رہا کہ میرے سامنے کوئی نمونہ ہوتا وضو پر بھی کوئی رسالہ ہوتا تو اسے سامنے رکھ لیتا کہ یہ ترتیب ہونی چاہیے۔

سارا دن اسی سوچ و بچار میں گزرا اگلی رات پھر کچھ نوافل پڑھے پھر نیند آ گئی پھر سو گیا پھر خواب دیکھتا ہوں کہ میں حج پر گیا ہوں پھر مدینہ شریف پہنچ کر حضور ﷺ کے روضہ پر حاضری دی کیا دیکھتا ہوں کہ روضۂ پاک کے چاروں طرف لوگ بیٹھے صلوٰۃ وسلام عرض کر رہے ہیں کوئی کھڑا ہے، کوئی بیٹھا ہے، میں بھی صلوٰۃ وسلام عرض کرتا رہا اچانک دیکھتا ہوں کہ روضۂ پاک کھل گیا باقی سارے باہر کھڑے ہیں میں اندر چلا گیا اور حضرت پاک کے جسم کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں کوئی وہاں کوئی وہاں میں ان کو اٹھا کر جوڑ رہا ہوں کہ یہ یہاں ہونی چاہیے یہ یہاں آپ کی خاک مبارک کو میں نے پھونک ماری وہ دور اڑتی ہوئی چلی گئی پہلی رات خوشی سے آنکھ کھلی تھی اب چیخ ماری اور آنکھ کھل گئی اب بڑے پریشان کہ یا اللہ میرے اوپر کون سا بڑا امتحان آنے والا ہے چنانچہ ابن سیرین کے پاس آدمی بھیجا کہ خواب بتلانا لیکن میرا نام نہ بتلانا تعبیر پوچھ کر آؤ کوئی صدقہ خیرات کریں اور توبہ واستغفار کریں۔ وہ آدمی گیا اور ابن سیرین کو خواب سنایا۔

خواب کی تعبیر عن ابن سیرینؒ:

ابن سیرینؒ نے دو تین دفعہ اس آدمی کی طرف غور سے دیکھا فرمایا تیرا چہرہ تو نظر نہیں آتا کہ تو یہ خواب دیکھ لے اس نے کہا کہ میرا خواب تو نہیں ہے آپ نے پوچھا کہاں سے آیا ہے اس نے کہا کہ کوفہ سے تو آپ نے فرمایا علم غیب تو اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن میں اپنی فراست سے کہتا ہوں کہ یہ خواب کوفہ میں ابوحنیفہؒ کے علاوہ کسی کو نہیں آ سکتا۔ اس نے کہا حضرت اس کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا اس کی تعبیر یہی ہے کہ حضرت پاکؐ کا جسم تو ویسے ہی الآن کما کان معطر ہے یہ جو آپ کی ہڈیاں بکھری نظر آئیں یہ آپ کی سنت

بکھری ہوئی ہے تو جس شخص نے یہ خواب دیکھا ہے وہ آپ کی سنت کو ترتیب دے گا تو جس طرح جسم میں ساری چیزیں آجاتی ہیں اس طرح اس میں سارے فرض، سنن، مستحبات جمع ہو جائیں گے۔ تو جس شخص نے یہ خواب دیکھا ہے اللہ اس سے تدوین سنت کا کام لیں گے اور جو آپ کی خاک مبارک کو پھونک ماری ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ سنت دنیا کے کونے کونے تک پہنچے گی۔

ابن سیرین اس فن کے امام تھے چنانچہ ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں انڈہ توڑ کر اس کے اندر جو باریک سی جھلی ہوتی ہے اسے اتار کر جا رہا ہوں حضرت نے فرمایا تیرا خواب ہے اس نے کہا جی تو نے دیکھا ہے جی فرمایا شاگردوں کو اس کی پٹائی کرو چنانچہ اس کی مرمت شروع ہوگئی کہنے لگا حضرت کیا بات ہے فرمایا تو کفن چور ہے وہ واقعی کفن چور تھا۔

ایک اور آدمی آیا اس نے آکر کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری دیوار پر مرغ کھڑا ہو کر اذان دے رہا ہے تو آپ نے فرمایا تجھے اس سال حج نصیب ہوگا۔

ابھی یہ بیٹھا تھا کہ ایک اور آدمی آیا اس نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ میری دیوار پر پھر رہا ہے فرمایا تیری چوری ہوئی ہے اس نے کہا ہاں فرمایا موذن چور ہے چنانچہ اس سے چوری مل گئی۔

تیسرے نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ مرغ میری دیوار پر پھر رہا ہے کبھی ادھر اذان دیتا ہے اور کبھی ادھر اذان دیتا ہے فرمایا اسے پکڑ لو یہ خود چور ہے وہ چور نکلا۔

ایک آدمی بڑا پریشان حال آیا کہ حضرت میں خواب دیکھتا ہوں بڑی پریشانی ہے کئی دفعہ دیکھ چکا ہوں کہ مرد اور عورتیں بالکل ننگے لیٹے ہوئے ہیں اور میں ان کے منہ پر اور شرمگاہوں پر پورے لگا رہا ہوں فرمایا تو موذن ہے کہا جی ہاں فرمایا تو وقت سے پہلے اذان دے دیتا ہے۔ زبیدہ کو خواب آیا بڑی نیک عورت تھی خواب میں دیکھتی ہے کہ وہ

بالکل ننگی لیٹی ہوئی ہے کوئی انسان گزرتا ہے وہ بدکاری کرتا ہے، کوئی جانور گزرتا ہے وہ بدکاری کرتا ہے، کوئی پرندہ آتا ہے وہ بدکاری کرتا ہے، بہت پریشان ہوئی، لونڈی کو بھیجا ابن سیرین کے پاس کہ میرا نام نہ لینا تعبیر پوچھ کر آؤ یہ بیچاری بیٹھی رو رہی ہے جب خواب سنا فرمایا یہ تیرا خواب تو نہیں ہے یہ تو زبیدہ کا خواب ہے اس کی تعبیر کیا ہے فرمایا کہ وہ دنیا میں ایسا کام کر جائے گی جس سے انسان بھی، حیوان بھی، پرندے بھی فائدہ اٹھائیں گے چنانچہ اس نے نہر زبیدہ کھدوائی جس سے حاجی بھی پانی پیتے تھے، جانور بھی، پرندے بھی۔

بہر حال امام صاحب کا حوصلہ بڑھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے تدوین کی خدمت لیں گے۔

چنانچہ:

آپ نے پہلے چالیس مجتہدین کی جماعت تیار کی پھر ان میں بیٹھ کر دین کی تدوین کی اور الحمد للہ پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کا کوئی فرض نہیں، واجب نہیں، سنت و مستحب نہیں بلکہ مباح بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ ایک ایک چیز آج محفوظ ہے۔ تو امام صاحب سے دین کو تدوین دین حاصل ہوئی اسی وجہ سے ہم اہلسنت والجماعت حنفی ہیں یہ ہماری متصل سند بھی ہے اہلسنت میں نسبت نبی کے ساتھ جن سے دین کی تکمیل ہوئی والجماعت میں نسبت صحابہ کی طرف جن سے تمکین دین ہوا اور حنفی میں نسبت امام اعظمؒ کی طرف جن سے دین کی تدوین ہوئی۔

امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں:

امام صاحب نے صحابہؓ کا زمانہ پایا ہے صحابہؓ کا دور ۱۲۰ھ تک ہے صحیح بخاری ص ۳۶۲ ج ۱ کا پہلا حاشیہ وہاں خیر القرون کی حدیث ہے وہاں پر ابن حجرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحابہؓ کا دور ۱۲۰ھ تک، تابعین کا ۱۷۰ھ تک اور تبع تابعین کا ۲۲۰ھ تک۔ یہ زمانہ خیر القرون کا ہے تو آپ بھی خیر القرون میں ہوئے اور آپ نے خیر القرون میں دین کی تدوین فرمائی تو سچا سنی بننے کے لئے صحابہ کو ماننا ضروری ہے امام صاحبؒ صحابہؓ

سے ملے ہیں امام صاحبؒ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے معلوم نہیں ہوتا یہ بڑا ہو کر کیا بنے گا اس وجہ سے تاریخ پیدائش کا اہتمام نہیں کیا جاتا ایک قول یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی پیدائش ۶۱ھ ہے۔ اگر تاریخ پیدائش ۶۱ھ مانی جائے تو امام صاحبؒ نے ۵۹ سال زمانہ پایا ہے صحابہ کرامؓ کا دوسرا قول یہ ہے کہ ۷۰ھ میں پیدائش ہے آپ کی اس قول کے مطابق ۵۰ سال صحابہ کا زمانہ پایا ہے اور تیسرا قول ۸۰ھ کا ہے یہ زیادہ مشہور ہے یہ اس لئے کہ تاریخ کی کتابیں زیادہ شوافع نے لکھی ہیں انہوں نے اسی قول کو زیادہ لیا ہے کہ ہمارے اماموں نے تو زمانہ نہیں پایا چلو یہاں کچھ کی تو ہو اس لحاظ سے ۴۰ سال زمانہ پایا اصول کے مطابق زیادہ والا معتبر ہونا چاہیے لیکن اگر اس (۸۰) والا قول بھی مانا جائے پھر بھی امام صاحبؒ نے ۴۰ سال صحابہؓ کا زمانہ پایا ہے۔

احناف کی متصل سند:

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف والے ان کی ملفوظات کی کتاب ہے راحت القلوب اس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے چند مریدین سے جو پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ہر ایک سے باپ دادا کا نام پوچھا آپ نے فرمایا جس طرح تمہیں اپنے نسب کی سند یاد ہے اپنے دین کی سند بھی یاد کرو مریدین نے عرض کیا کہ یاد کروا دو آپ نے فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ شاگرد ہیں حضرت انس بن مالکؓ کے اور حضرت انس بن مالکؓ شاگرد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ امام ابوحنیفہؒ خود سند کے ساتھ مناقب صیمری میں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا رَاَیْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یُصَلِّیْ چنانچہ نماز کے بعد میں نے آپؓ سے سجدہ سہو کا مسئلہ پوچھا آپ کی داڑھی مبارک کو مہندی لگی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک طرف سلام پھیر کر تشہد کے بعد دو سجدے کیے جائیں پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا جائے وہی طریقہ بتلایا جو حضرت حمادؒ نے بتلایا تھا۔

فضائل امام ابو حنیفہؒ:

مریدین نے عرض کیا کہ حضرت پھر آپ امام صاحب کے کچھ فضائل بھی بیان فرمادیں تو حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمایا فن والا فن کو جانتا ہے وہی تعریف کر سکتا ہے کہاں فرید اور کہاں امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ ڈاکٹر کی تعریف ڈاکٹر ہی کر سکتا ہے میں اور کچھ نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ جب امام صاحبؒ کے چھوٹے شاگرد امام محمدؒ گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تھے تو امام شافعیؒ رکاب پکڑ کر ساتھ بھاگتے تھے۔ مجتہد ہی مجتہد کے بارے میں رائے دے سکتا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت تک آنے والے فقہ میں امام صاحبؒ کی عیال ہیں جب تک امام صاحبؒ کو ابو نہیں مانو گے فقہ حاصل نہیں کر سکتے۔

حنفی نماز کی تصدیق صحابہؓ نے کی:

اگر امام صاحبؒ نے سات سال کی عمر میں بھی نماز پڑھنی شروع کی ہو پھر بھی ۳۳ سال صحابہ کرامؓ کے سامنے امام صاحب نے نماز پڑھی صحابہ کو پڑھتے ہوئے امام صاحب نے دیکھا اور صحابہ نے امام صاحب کو دیکھا اگر امام صاحب کی نماز صحیح نہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ درست کرواتے آج چودہ سو سال کے بعد اگر بچہ غلط نماز پڑھتا ہے تو مسلمان ٹھیک کرواتا ہے اگر وہ بچہ سر پر ہاتھ باندھے تو ٹھیک کرواتے ہیں، اگر امام صاحب کی نماز غلط ہوتی تو کیا صحابہ کرامؓ، تابعین ٹھیک نہ کرواتے وہ سنت پر زیادہ عمل کرنے والے تھے یا آج چودہ سو سال بعد والے صحابہ کرامؓ امام صاحب کے استاد ہیں، تابعین ساتھی ہیں اور تبع تابعین شاگرد ہیں۔

امام صاحب نے پچپن حج کیے ہیں ہر سال حج پر جاتے تھے کیا وہاں پر جا کر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اگر آج کل کوئی ایک حج کرلے نمازی بن جاتا ہے اگر یہاں نہ پڑھے وہاں ضرور پڑھتا ہے اگر امام صاحبؒ کی نماز غلط ہوتی تو مکہ والے بتلاتے یہ ٹھیک نہیں ہے بلکہ مکہ والوں نے امام صاحبؒ کی نماز کی تعریف کی ہے وہ کہتے ہیں مَارَأَیْنَا اَحْسَنَ

مِنْ صَلٰوۃِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ" حافظ ابن حجر شافعیؒ نقل کر رہے ہیں اس عبارت کو اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جتنا خشوع وخضوع حنفیوں کی نماز میں ہے کسی اور نماز میں نہیں ہے۔ جیسا علم کثیر کا واضح مفہوم احناف نے بیان کیا ہے باقیوں میں نہیں ہے۔ مشاہدہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ حضرت مولانا محمد امین صاحب فرماتے ہیں کہ یہی بات میں نے ایک دفعہ گجرانوالہ میں کہی ایک غیر مقلد نے کہا کہ ہماری نماز کی تصدیق بھی ہوئی ہے حکیم صادق نے صلوٰۃ الرسول کتاب لکھی ہے اس کی تصدیق جنگ اخبار نے کی ہے اور نوائے وقت نے اور قادیانیوں کے شہاب رسالہ نے کی ہے میں نے کہا کہ جنہوں نے ہماری تصدیق کی ہے ان کی تصدیق عرش والے نے کی ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور تم بھی قرآن کی کوئی آیت پڑھو جس میں عرش والے نے جنگ اخبار کی تصدیق کی ہو نوائے وقت کی کی ہو۔ اگر یہ ماننے پر آئیں تو قادیانیوں کے شہاب رسالہ کی تصدیق کو مان لیتے ہیں نہ مانیں تو صحابہ کی تصدیق نہیں مانتے۔

واقعہ:

ایک دفعہ مولانا محمد علی جالندھری شیخوپورہ میں ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے دوران تقریر ایک غیر مقلد کھڑا ہوا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں آٹھ رکعات تراویح کا بیان ہے حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جا تقریر ختم نبوت پر ہو رہی ہے یہ دوسرے سوال کر رہا ہے تھوڑی دیر بعد جب پتہ چلا کہ اب سامعین کو بات بھول گئی ہوگی فرمایا سنت پر عمل کرنے والی حضرت عائشہؓ تھی یا یہ غیر مقلد ہیں سامعین نے کہا حضرت عائشہؓ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے ساتھ چھیالیس سال تک بیس رکعات تراویح ہوتی رہیں۔ انہوں نے تو کبھی بھی نہیں کہا کہ ایک روایت میرے پاس تمہارے خلاف ہے جس میں آٹھ رکعات ہیں اگر آٹھ والی روایت سے مراد آٹھ رکعات تراویح ہوتی تو وہ ضرور کہتیں جبکہ انہوں نے یہ کہا نہیں۔ معلوم ہوا اس روایت کا مصداق نماز تراویح نہیں

ہم تو امی عائشہؓ کی بات مانتے ہیں نہ کہ تمہاری۔ دوسرا کھڑا ہو گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تا کہ ہماری جان چھوٹے بریلویوں کے پیچھے پڑ جائیں آپ نے اسے بھی بٹھا دیا کہ تقریر ختم نبوت کے موضوع پر ہو رہی ہے پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ یہ جو سامنے پلاٹ ہے میرا ارادہ ہے کہ یہاں پر آدھے میں مسجد بنائی جائے اور آدھے میں روضہ پاک بنا لیا جائے پوچھا کہ شہر میں کتنی مسجدیں ہیں جواب ملا بہت ساری ہیں فرمایا روضہ پاک بھی کیا ہے کوئی ؟ جواب ملا نہیں، آپ نے فرمایا چلو ایک روضہ تو ہونا چاہیے انہوں نے کہا روضہ تو نہیں بن سکتا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہیں لہٰذا اس کا گھر ہر جگہ بن سکتا ہے حضور (ہر جگہ موجود نہیں ہیں لہٰذا ان کا روضہ ہر جگہ نہیں بنایا جا سکتا وہ مدینہ میں ہیں انکا روضہ مبارک بھی مدینہ میں ہے۔

سچا سُنی کون ہے:

سچا سنی ہونے کے لئے صحابہؓ کو ماننا ضروری ہے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں ابوبکری نہیں ہم نے حضور کا کلمہ پڑھا ہے ابوبکرؓ کا نہیں لیکن اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے وہ سچا محمدی بن سکتا ہی نہیں جو ابوبکری نہ ہو، جو عمری نہ ہو، جو عثمانی نہ ہو، جو علوی نہ ہو، جو صحابہ کو نہ مانے وہ عبداللہ بن ابی جیسا یزید جیسا محمدی تو بن سکتا ہے عبداللہ بن مسعود جیسا، امام ابوحنیفہؒ جیسا محمدی نہیں بن سکتا تو سچا محمدی بننے کے لئے صحابہؓ کو ماننا ضروری ہے۔ تو صحابہ کے ذریعہ سے جس دین کو تکمیل حاصل ہوئی اس کے لئے ہمیں ائمہ اربعہ کی ضرورت ہے اس دین کی تدوین امام ابوحنیفہؒ نے کی اس کو مزید سمجھنے کے لئے قرآن پاک کی طرف رجوع کرتے ہیں قرآن پاک نے عجیب انداز اختیار کیا ہے۔

للفقراء المهاجرين :(سورۃ حشر)

امام باقرؒ ان کا نام محمد تھا محمد بن علی بن حسین بن علی ان کا لقب باقر تھا یہ بہت بڑے عالم تھے تو یہ بیٹھے تھے عراق کے کچھ شیعہ آئے کہ اگر اپنی تلوار پر سونے کا پانی پھیر لیا

جائے تو یہ جائز ہے فرمایا جائز ہے اس کی دلیل کیا ہے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا پانی پھیرا تھا وہ تو عراقی شیعہ تھے ان کو تو آگ لگ گئی کہنے لگے کہ آپ ان کو صدیق کہتے ہیں فرمایا وہ صدیق ہیں، وہ صدیق ہیں، وہ صدیق ہیں۔ جو ان کو صدیق نہیں مانتا وہ دنیا میں بھی جھوٹا ہے اور آخرت میں بھی جھوٹا ہے چنانچہ آپ نے قرآن مجید سے سورۃ حشر کھولی اور یہ آیت پڑھی اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو مہاجرین میں سے ہو جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے انہوں نے کہا نہیں جی، پھر انصار والی آیت پڑھی والذین تبوؤا الدار والایمان الخ۔ فرمایا تم میں سے کوئی انصاری بیٹھا ہے، جس نے آنے والے صحابہؓ کو سنبھالا ہو صرف انہوں نے صحابہ کو نہیں بلکہ ایمان کو گھر دیا ہے تم میں سے کوئی ہے کہنے لگے نہیں نیز اللہ نے فرمایا ان سے محبت رکھنا بھی مستقل نیکی ہے جب تم میں سے کوئی ایسا نہیں تو دیکھو تم نے خود کہا کہ ان دو آیتوں میں سے کسی میں بھی تم شامل نہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم تیسری آیت میں بھی داخل نہیں اگلی آیت یہ ہے: والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان الخ۔ کہ دعا کرتی ہے کہ اے اللہ جو پہلے مؤمن گزرے ہیں ان کے بارے میں دل میں میل نہ آئے۔

نجات پانے والی تین جماعتیں:

مہاجرین وانصار اور تیسری وہ جماعت جن کا دل ان کے بارے میں میل کچیل سے پاک اور صاف ہو وہ ان پر تبرا نہیں بلکہ ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں تو یہ تین جماعتیں نجات پانے والی ہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم تیسری جماعت میں بھی نہیں ہو بلکہ تم چوتھی جماعت میں ہو تو آگے منافقوں کا ذکر ہے لہٰذا تم منافق ہوئے اگر کوئی یہ

سوال:

کرے کہ حضورؐ کے زمانے میں منافق بھی تھے اب کیا معلوم کہ جسے ہم منافق سمجھ رہے ہوں وہ صحابی ہو اور صحابی کو نعوذ باللہ منافق سمجھ لیں۔ امام ابوحنیفہ ایک دفعہ حج

کرنے کیلئے گئے امام مالکؒ سے ملاقات ہوئی امام مالکؒ نے کہامن این انت فرمایامن العراق امام مالک نے کہاالعراق دار النفاق امام صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایامیں قرآن پاک کی آیت سنانا چاہتا ہوں آپ سن لیں اگر کوئی غلطی ہوتو بتلا دینا فرمایا سناؤ، سنایاومن اھل العراق مردوا علی النفاق فرمایانہیں ومن اھل المدینۃ جب دوبارہ پڑھا ومن اھل العراق توامام مالکؒ سمجھ گئے کہ میری بات کا جواب ہورہا ہے کہ قرآن نے اہل مدینہ کومنافق کہااہل عراق کومنافق نہیں کہاامام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ کے استدلال پر بڑے حیران ہوئے۔

جواب:

یہ ہے کہ یہ علیحدہ گروپ تھاسورۃ حشر اور سورۃ توبہ کی ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علیحدہ تھےکوئی مہاجر،کوئی انصاری منافق نہیں تھامتبعین بالاحسان میں کوئی منافق نہیں تھا یہ الگ ٹولہ تھایہی وہ جماعت ہے جوہمارے نام میں شامل ہے۔یعنی صحابہ کرام کی جماعت۔

صحابی کی شان:

بعض صحابی ایسے بھی گزرے ہیں کہ نماز پڑھنے کا موقع بھی نہیں ملالیکن پھر بھی صحابی ہیں جیسے حجۃ الوادع کے موقع پرایک آدمی اونٹ پرسوار ہوکرآیااور پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں صحابہ نے بتلایااس نے آپ سے پوچھا کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں آپ نے فرمایاہاں، وہ مسلمان ہوگیااور پیچھے ہٹااس کی اونٹنی کاپاؤں گھڑے میں اٹکا،گرا اورمرگیا،حضور ﷺ جلدی سے اس کے پاس آئے اسے دیکھا پھر دوسری طرف منہ کرلیا صحابہ نے پوچھایارسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایااس کی بیویاں حوریں اس کے منہ میں سیب نچوڑرہی ہیں جبرئیل امین نے بتلایا ہے کہ اس نے نذرمانی ہوئی تھی کہ جب تک حضور ﷺ کی زیارت نہیں کروں گا کچھ کھاؤں پیوں گانہیں۔ تین دن سے بھوکا تھا،صحابی کے لئے بالاحسان کی شرط نہیں لیکن تابعی کے لئے بالاحسان کی شرط ہے لہٰذایزید

کو تابعی نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ شرط اس میں مفقود ہے۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم:

رسول تو کل تین سو تیرہ ہیں لیکن یہاں بالاتفاق مراد حضور ﷺ ہیں کیونکہ آیا ہے فی الامیین یعنی جوامُّ القریٰ میں آیا مکہ میں صرف ایک ہی نبی آیا لہٰذا جب بھی نبی اُمی کہا جائے گا تو اس سے مراد حضور ﷺ ہوں گے اسی آیت میں صحابہ کا ذکر بھی آ گیا ویزکیھم ان کو پاک کیا، کفر والے کفر سے پاک ہو گئے، شرک والے شرک سے پاک ہو گئے، یہ والجماعت ہو گئے۔

فضیلت فقہ حنفی قرآن سے ثابت ہے:

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (سورۃ جمعہ)

اس میں حنفیت کا ذکر ہے "امیین" سے مراد تو عرب ہیں "آخرین" سے مراد بہرحال عجم ہوگا کیونکہ اس کے مقابلے میں لفظ ہے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کی پیشین گوئی ہے جو اہل عجم میں سے ہوگا اس سے بھی اللہ دین کی خدمت لیں گے لمایلحقوا بهم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک آیا نہیں لیکن صحابہ سے ملے گا ضرور۔ اب دیکھئے اللہ کے نبی کے دین کی تدوین چار اماموں نے کی ہے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ، امام احمد بن حنبلؒ بھی عربی ہیں عرب کے شیبانی قبیلہ سے ہیں لہٰذا یہ اخرین میں شامل نہیں کیے جا سکتے اور امام شافعیؒ یہ عرب کے مطلبی قبیلہ سے ہیں ان کو اخرین میں شامل نہیں کیا جا سکتا امام مالکؒ بھی عرب کے اصبحی قبیلہ سے ہیں ان کو بھی اخرین میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ہی امام ابوحنیفہؒ ہیں جو اہل فارس میں سے ہیں اہل عجم میں سے اتنی بات تو قرآن سے معلوم ہوگئی کہ وہ عجمی ہوگا بخاری شریف میں سورۃ جمعہ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لو کان الدین عند الثریا لتناوله رجل من اهل فارس او کما قال

پہلے دین فرقہ فرقہ ہو کر ختم ہو جاتے کوئی بھی صحیح نہ رہتا پھر نئے نبی کی ضرورت پڑتی لیکن اس دین کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا اگر دین اٹھ کر ثریا ستارہ تک بھی پہنچ جائے ایک آدمی آئے گا جو وہاں سے بھی لے آئے گا یہاں حدیث میں تناول کا لفظ آیا ہے تناول اس وقت بولا جاتا ہے جب کھانا ممکن طور پر تیار ہو صرف کھانا باقی ہو تو وہ آدمی بھی اتنی تشریح کر دے گا ہر چیز کی کہ صرف عمل کرنا باقی ہوگا کسی تحقیق کی ضرورت نہیں رہے گی تو یہاں دین کا لفظ آیا ہے بعض میں ایمان کا آیا ہے دین کہتے ہیں جو پیدائش سے لیکر مرنے تک کے لئے ہو ایمان عقائد کو کہتے ہیں سب سے پہلے عقائد پر کتاب امام ابوحنیفہؒ نے لکھی ہے اس وقت ایمان کی حقیقت پر بھی لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے امام صاحب نے اس لڑائی کو ختم کیا ایمان کی جامع مانع تعریف کی ایمان کامل اور ایمان ناقص یعنی تصدیق تو ہو اعمال نہ ہوں مؤمن کامل مؤمن فاسق یہ امام صاحب کا کمال تھا۔

بھٹو دور میں گرفتاری کی کہانی......خود ان کی زبانی:

حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دن میری گرفتاری ہوئی اسی دن ۲۵ مودودی بھی گرفتار ہوئے جب ساہیوال جیل میں پہنچے تو ہماری بیرک میں سارے وکیل ہی تھے سارے پڑھے لکھے لوگ تھے تو میں فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیتا، ظہر کے بعد حدیث کا اور عصر کے بعد والی بال کھیلتے تھے، مغرب کے بعد فقہ کا درس دیتا، عشاء کے بعد تصوف کا، پھر کچھ ذکر اذکار ہوتا اور سو جاتے۔ ایک دن مودودیوں کے امیر نے کہا کہ مولوی صاحب ہماری جماعت کا جو اوکاڑہ کا جنرل سیکرٹری ہے یہ شیعہ ہے ذاکر حسین اس کا نام ہے بڑا نیک آدمی ہے ضدی نہیں ہے ہم نے آپ کے درس سنے ہیں امید ہے کہ اگر آپ اسے سمجھائیں تو یہ سمجھ جائے بزرگوں کی صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے میں نے کہا کہ جو مودودیوں کو دوست بنالے اسے کسی دشمن کی ضرورت نہیں ہوتی یہ دوست بن کر ایسی دشمنی کرتے ہیں کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی ایسا نہیں کرتا اب مجھے یہ مشورہ دے رہے ہیں باہر جا کر پروپیگنڈہ کریں گے کہ مولوی اندر جا

کر بھی لڑائی کرواتا ہے میں نے کہا یہاں مناسب نہیں ہے اگر ضروری ہے تو ہم رات کو جب سارے سو جائیں گے چھ سات آدمی بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ چنانچہ رات کو ایک بجے ہم بیٹھ گئے وہ مجھے کہتا ہے کہ آپ کی تحقیق میں سب سے بڑا اختلاف شیعہ سنی کے درمیان کونسا ہے میں نے کہا کہ تحریف قرآن کا، کہنے لگا نہیں جی امامت کا، امامت کا، میں نے کہا میری اور آپ کی بات میں تطبیق ہو سکتی ہے اختلاف نہیں ہے اصل اختلاف وہی تھا جو آپ بتلا رہے ہیں لیکن جب اہلسنت کی جانب سے سوالات شروع ہوئے کہ جو اصول دین ہیں وہ قرآن میں اتنی وضاحت سے ذکر ہوتے ہیں کہ قرآن کی وہ آیات جن میں توحید کا ذکر ہے دونوں کے ہاں اصول دین میں سے ہیں اگر ان کو کافر عربی دان کے سامنے رکھ دیں تو وہ بھی اس سے توحید ہی سمجھے گا کچھ اور نہیں سمجھے گا اسی طرح رسالت والی آیات جو کہ اصول دین میں سے ہیں اگر کافر عربی دان کے سامنے رکھ دیں وہ بھی رسالت ہی سمجھے گا کچھ اور نہیں اسی طرح قیامت کے متعلق جو آیات ہیں ان سے بھی قیامت ہی سمجھے گا اگر امامت کا مسئلہ توحید و رسالت اور قیامت کی طرح اصول دین کا مسئلہ ہے تو آپ قرآن سے وہ آیات پیش کریں جن میں امامت کا مسئلہ بھی اسی طرح صراحت سے ثابت ہو بارہ اماموں کا نام بھی ہوتا کہ کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اب اہلسنت والجماعت کا یہ سوال بڑا معقول تھا اس کے دو جواب ہی ہو سکتے تھے یا تو وہ آیات دکھادی جاتیں یا اسے اصول دین میں سے نہ مانا جاتا لیکن شیعوں نے تیسرا راستہ اختیار کیا اور کہا کہ امامت کا مسئلہ تو قرآن میں صراحۃً مذکور تھا تحریف کر کے ان آیات کو نکال دیا گیا اس لئے اب انہوں نے اپنا عقیدہ امامت کو بچانے کے لئے تحریف قرآن کا عقیدہ گھڑا، اب اصل اختلاف تحریف پر ہے اگر قرآن محرف ہوگیا ہے پھر تو امامت پر بحث کی ضرورت ہے کہ شاید کچھ آیات کہیں سے مل جائیں غار سے نکل آئیں کسی زمانے میں اس کا انتظار کریں علامہ خالد محمود صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم صلح کرنے والے لوگوں سے لڑائی جھگڑا نہ کرو جب تک تمہارا امام نہیں آتا تم غائب رہو ہم سے لکھوالو کہ جب وہ آئے گا ہم اسے مان لیں گے ان شاء اللہ چاہے غار سے نکل آئے یا

کہیں اور سے اس میں لڑائی نہیں ہوگی لہٰذا آپ بھی اس وقت تک غائب ہو جائیں ہم تو ہمیشہ صلح کی بات کرتا ہوں اس پر حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے ایک واقعہ سنایا جو کہ حاضر خدمت ہے ملاحظہ ہو۔

غیر مقلدوں کا مناظرہ بمقابلہ قادیانی:

مناظرہ شروع ہوا شرط میں لکھا گیا تھا کہ قرآن وحدیث کے سوا کوئی بات پیش نہیں کی جائے گی عبداللہ روپڑی غیر مقلدوں کی طرف سے مناظر تھا جس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جنہوں نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی عربی عبارت کی غلطیاں نکالی تھیں وہ مناظر تھا جب وہ مرزا کی کتاب اٹھائے وہ قادیانی مناظر شور مچادے یہ کوئی حدیث ہے رکھ دے اسے وہ رکھ دیتا اسی طرح ہوتے ہوتے بارہ بج گئے دن کے اب انہوں نے کہا کہ ہم سے تو قابو نہیں آتے علامہ خالد محمود صاحب دیوبندی کو بلاؤ۔

غیر مقلدین دیوبندی کے دروازے پر:

علامہ خالد محمود صاحب کے پاس گئے صورت حال بتلائی چنانچہ علامہ صاحب تشریف لے آئے۔ اب قادیانی مناظر نے دیکھا کہ اب دیوبندی آگیا ہے کہنے لگا علامہ صاحب پہلے شرطیں پڑھ لیں شرطیں فرمایا سناؤ سُنادی گئیں علامہ صاحب نے مرزا کی کتاب اٹھائی قادیانی مناظر کہتا ہے کس کی کتاب اٹھائی ہے فرمایا مرزا کی کہنے لگا آپ نے شرطیں نہیں سنی فرمایا سنی ہیں ایک مرتبہ پھر سناؤ دوبارہ پھر سنائیں کہ قرآن وحدیث کے سوا کوئی بات نہیں کرنی تو آپ نے فرمایا میں تو سمجھتا تھا کہ تو پڑھا لکھا ہے تو تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہے نبی کی بات کو حدیث کہتے ہیں میں تیرے نبی کی بات تو سنا رہا ہوں تو نے اس کے نبی ماننے سے انکار کر دیا ہے تیرے نبی کی حدیث ہے سن، جب بات مرزا کی کتاب پر آجائے تو قادیانی نہیں چل سکتا۔ اب انکا مقصد تھا کہ کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے ہماری جان چھوٹے۔ مناظرہ غیر مقلدوں اور قادیانیوں کا تھا مسجد بریلویوں کی تھی اس میں

لکھا ہوا تھا یا اللہ، یا محمد، اس نے کہا علامہ صاحب یہ جو لکھا ہے یا اللہ یا محمد کیا یہ لکھنا جائز ہے علامہ صاحب نے فرمایا مسلمانوں کے پاس دو ہی تو دولتیں ہیں یا اللہ ہے اور یا محمد ہے اور ہمارے پاس کیا ہے اب اس کا مقصد پورا نہ ہوا کہا علامہ صاحب یہ عربی الفاظ ہیں آپ نے پنجابی مطلب بیان کر دیا ہے علامہ صاحب نے فرمایا یہ پنجاب کی مسجد میں لکھا ہوا ہے پنجابی میں ہی ترجمہ ہوگا جب عرب کی مسجد میں ہوگا اس وقت دیکھا جائے گا اب جناب قادیانی مناظر جمال الدین شمس کتابیں اُٹھا کر بھاگنے لگا۔ علامہ صاحب نے فرمایا پڑھو بلند آواز سے إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. ادھر نماز کا وقت ہوگیا۔ عبداللہ روپڑی پہلے مصلے پر جا بیٹھا جماعت کروانے کے لئے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ جماعت میں کراؤں گا۔ اس نے کہا نہیں نہیں میں جماعت کراؤں گا۔ علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر تیری وجہ سے ایک آدمی کی نماز ٹھیک ہو جائے تو کتنی بڑی ثواب کی بات ہے۔ دیکھو آپ آگے کھڑے ہوں گے میں پیچھے کھڑا ہوں گا۔ میں نے فاتحہ نہیں پڑھنی۔ آپ کہیں گے تیری نماز نہیں ہوئی۔ اگر میں آگے ہوا امام بن کر، میں بھی پڑھوں گا، آپ پیچھے پڑھ لیں گے، میری بھی ہو جائے گی آپ کی بھی۔ تو یہ خیال رکھا کریں کہ جہاں حنفی اور غیر مقلد جمع ہو جائیں وہاں مقلد کو امام بنایا کریں۔ اس کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔ وہ اُٹھ کر پیچھے ہوگیا اور میں نے جماعت کروادی۔ اسی طرح ایک دفعہ تقریر فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے چٹ بھیجی کہ صحابہ کرام آپس میں لڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کون کہتا ہے کہ لڑائی باقی رہی۔ اُنھوں نے تو صلح کر لی تھی۔ یہ شیطان بیٹھے ہیں جو ابھی بھی لڑائی کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی پیشین گوئی تھی کہ صلح ہو جائے گی اور صلح ہو بھی گئی تھی۔ لہٰذا اب صلح کی باتیں کیا کریں، لڑائی کی باتیں نہ کیا کریں۔

اسی طرح مولانا روم لکھتے ہیں کہ ایک عربی ایران پہنچا۔ دس محرم تھی۔ لوگ پیٹ رہے تھے۔ وہ کبھی اِدھر دیکھتا ہے، کبھی اُدھر دیکھتا ہے کہ یہاں کیا ہوگیا ہے؟ لوگوں

نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ امام حسینؓ شہید ہو گئے۔ اس نے کہا اچھا یہاں آج اطلاع آئی ہے.........

لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ عرض کر رہا تھا کہ یہ امام صاحب کی پیشین گوئی کا ذکر ہے۔ اگر سوال کرے کہ یہ تو جمع کا صیغہ ہے۔ حدیث میں کہیں رجل واحد کا صیغہ ہے، کہیں رجال جمع کا صیغہ ہے۔

جواب: یاد رکھیں جمع کا صیغہ صرف یہیں آ سکتا ہے، کہیں اور نہیں آ سکتا۔ کیونکہ امام مالکؒ نے فقہ اکیلے بیٹھ کر مرتب کی۔ کوئی جماعت ساتھ نہیں تھی۔ امام شافعیؒ نے اکیلے بیٹھ کر مرتب کی ہے اور اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اکیلے بیٹھ کر مرتب کی ہے۔ ایک ہی امام ہے جس نے پہلے شوریٰ بنائی ہے اور اس شوریٰ میں بیٹھ کر فقہ مرتب کی ہے جہاں واحد کا صیغہ آتا ہے وہاں سردار مراد ہے۔ جہاں جمع کا صیغہ آتا ہے وہاں سارے مراد ہیں۔

وھوالعزیز الحکیم :

اللہ تعالیٰ نے نبی کا، صحابہ کا، امام صاحب کا ذکر فرمانے کے بعد دو صفتیں بیان فرمائیں۔ عزیز، حکیم کہ اللہ ان کو قیامت تک غالب رکھیں گے۔ نبی کی سنت بھی، صحابہ کی عظمت بھی، حنفیت بھی غالب رہے گی۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء :

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ آمنہ کے لال ﷺ نے درخواست نہیں دی تھی کہ یا اللہ ختم نبوت کا تاج میرے سر پر رکھ دے۔ صدیق نے درخواست نہیں دی کہ صداقت کا تاج میرے سر پر سجا دے۔ امام صاحب نے درخواست نہیں دی کہ تدوین کا سہرا میرے سر سجا دے بلکہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

واللہ ذوالفضل العظیم :

جس پر فضل عظیم ہو امام اعظم کا لقب اسے ہی فٹ آتا ہے۔ جس پر فضل عظیم ہوگا اسے ہی امام اعظم کہا جائے گا۔ چنانچہ اپنے بھی کہتے ہیں بیگانے بھی کہتے ہیں۔

چنانچہ اہل سنت والجماعت اور حنفیوں کا تذکرہ آ گیا۔ ماقبل میں جو آیات گزریں اُن میں پہلے مہاجرین کا ذکر، پھر انصار کا، پھر تبعین کا تھا، چوتھے نمبر پر منافقین کا تھا۔ یہاں پر چوتھے نمبر پر گدھوں کا ذکر ہے۔ کمثل الحمار یحمل اسفارًا. ترتیب ہے اہل سنت، پھر والجماعت، پھر حنفی، پھر چوتھے نمبر پر گدھے۔ یہ تینوں کام دین کے تعمیری کام تھے: تکمیلِ دین، تمکینِ دین، تدوینِ دین۔ عوام کو سمجھانے کے لئے یوں تعبیر اختیار کیجئے کہ اللہ کے نبی دین کو لانے والے، صحابہ کرام دین کو پھیلانے والے ائمہ دین کے لکھوانے والے یہ تینوں کام جو تعمیراتی تھے یہ خیر القرون میں مکمل ہو گئے۔ اب تخریب کاروں کی باری آ گئی تو پھر کچھ گدھے بھی ہو گئے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھایا کریں گے۔ الفاظ پر مدار رکھیں گے، رجال اللہ پر دین کا مدار نہیں رکھیں گے۔ ترجمہ دیکھ کر کوئی کچھ مطلب بیان کر رہا ہے کوئی کچھ، تو پھر گدھے بھی آ جائیں گے۔ ایک مولوی صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ قرآن کی تفسیر حدیث سے چاہئے۔ میں نے کہا کہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں حدیث ہے کہ جو امام سے پہلے رکوع وسجدہ میں چلا جائے خطرہ ہے کہ اس کا سر گدھے جیسا نہ بن جائے۔ تو امام کی مخالفت کرنے والے کو اللہ کے نبی گدھا فرماتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ایک اس مسجد کے امام کی مخالفت کرتا ہے، وہ چھوٹا گدھا ہوگا اور ایک پوری دنیا کے امام اعظم کی مخالفت کرتا ہے وہ اُتنا ہی بڑا گدھا ہوگا۔ گدھے میں جو اس کا سب سے بڑا وصف ہے وہ ہے ضد۔ غیر مقلدوں میں بھی ضد بہت ہوتی ہے۔ یہ تو اس کی اصل وصف ہے اور اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس کی کمر پر دو تین من بوجھ رکھ دیں، وہ برداشت کر لیتا ہے، لیکن سر پر کپڑا برداشت نہیں کرتا۔ وہ ننگے سر رہتا ہے۔ اب کوئی گدھے سنت سے ضد کریں گے، کوئی گدھے صحابہؓ سے ضد کریں گے، کوئی گدھے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ضد کریں گے۔ تو ہیں یہ سارے درجہ بدرجہ گدھے، یحمل اسفارًا. کتابیں خوب ہوتی ہیں، کمرہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن تکبیر تحریمہ کا مسئلہ نہیں آتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی ترتیب رکھی ہے، اب ان گدھوں کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند کو ہمت دی تو

نبی پاک سے دین کو تکمیل حاصل ہوئی، صحابہ سے تمکین حاصل ہوئی، امام ابوحنیفہ سے دین کو تدوین حاصل ہوئی۔

ہم دیوبندی کیوں ہیں؟

علماء دیوبند سے اللہ تعالیٰ نے تطہیر دین کی خدمت لی جب اس سچے دین میں بدعات اور الحاد ملنے لگا تو ان علماء دیوبند نے قربانیاں دے کر سنت اور دین کے چہرے کو نکھار کر سامنے کردیا تو انکے ذریعہ دین کو تطہیر دین حاصل ہوئی اس وجہ سے ہم علماء دیوبند سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں جو انکا عقیدہ ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے اب ترتیب یوں ہوگی کہ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو تکمیل نصیب ہوئی اور صحابہ کرامؓ سے تمکین اور ائمہ سے تدوین دین اور علماء دیوبند سے تطہیر دین حاصل ہوئی۔ عام فہم ترتیب یوں ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دین کو لانے والے، صحابہ کرامؓ دین کو پھیلانے والے، ائمہ دین کو لکھوانے والے اور علماء دیوبند دین کو بچانے والے، ہمارے نام کے ایک ایک لفظ کا الگ الگ مقصد ہے۔

لطیفہ:

مولانا محمد انور صاحب مہتمم جامعہ دار العلوم کبیر والہ، انہوں نے سنایا کہ ایک درزی ہے وہ نماز تو اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھتا ہے لیکن جمعۃ المبارک دار العلوم میں پڑھتا ہے اس نے کہا کہ ایک سکول میں عربی ٹیچر ہے وہ مجھ سے کافی کپڑے سلواتا ہے جتنے میں پیسے مانگوں اس سے دس روپے زیادہ دیتا ہے اب وہ مجھے یہ اشتہار دے گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اہل حدیث ہوں میں نے اسے کہا کہ تیرا کپڑوں والا کام خراب ہوجائے گا اس نے کہا کہ بے شک ہوجائے تو میں نے کہا کہ جب وہ آئے تو مجھے بلالینا، جب وہ آیا تو درزی نے لڑکا بھیجا جب مولانا صاحب وہاں پہنچے تو درزی کھڑا ہوکر ملا اور وہ بھی ملا درزی نے کہا یہ حضرت بڑے نیک آدمی ہیں عربی ٹیچر ہیں اور اہل حدیث ہیں، میں نے

حیران ہو کر کہا یہ اہل حدیث ہے، اہل حدیث؟ اس نے کہا کہ سن کر حیران کیوں ہو گئے ہو میں نے کہا کہ اہل حدیث کا لفظ تو اسلامی کتابوں میں محدث کے معنی میں آتا ہے جس کو حدیث کی سند کا ایک ایک راوی یاد ہو اس کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات یاد ہو استادوں کے نام یاد ہوں شاگردوں کے نام یاد ہوں اگر آپ بھی وہی اہل حدیث ہیں تو آپ بھی ایک دو حدیثیں سنائیں اور راویوں کے حالات سنائیں کہنے لگا کہ میں وہ اہل حدیث نہیں ہوں میں نے کہا اچھا آپ پھر دوسرے اہل حدیث ہیں اس نے کہا کہ دوسرے کون ہوتے ہیں میں نے کہا کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کو کپورے (خصیے) کھانے کا شوق ہوتا ہے کیونکہ حنفی کہتے ہیں کہ یہ نہیں کھانے چاہئیں حنفیوں کے نزدیک خصیوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے تو یہ ضد میں آ کر کھاتے ہیں اور کپورہ اہل حدیث بن جاتے ہیں ان کی دو پکی نشانیاں ہوتی ہیں کیونکہ کپورے گرم ہوتے ہیں تو یہ خود ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑے ہوتے ہیں تا کہ جو پسینہ وغیرہ آیا ہوا ہے وہ خشک ہو جائے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ جب گرمی کا اُبال اٹھتا ہے تو سر پر کپڑا نہیں لیتے اُوپر کپڑا نہیں رکھ سکتے کیونکہ جب خصیوں کی گرمی کا غبار اوپر جاتا ہے تو سر برداشت نہیں کر سکتا یہ انکی دو پکی نشانیاں ہیں اس لیے وہ محدث المحدیث نہیں ہوتے بلکہ کپورے اہل حدیث ہوتے ہیں وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگا جب جمعہ کو درزی آیا میں نے پوچھا سناؤ اب آیا وہ اس نے کہا اب وہ دوبارہ نہیں آیا میں نے کہا اب وہ آئے گا بھی نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ چراغ ہدایت ہیں:

ہماری متصل سند کو دوسرے طریقے سے سمجھیں اہل سنت میں ہماری نسبت آفتاب نبوت کی طرف ہے وہ سراجاً منیراً ہے والجماعت میں نسبت صحابہ کرامؓ کی طرف ہے جو نجوم ہدایت ہیں، حنفی ہونے کی نسبت امام اعظم کی طرف ہے جو نجوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ فرمایا لو کان الدین عندالثریا یعنی جو چراغ ہدایت ہے۔ چراغ کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں سورج کی روشنی نہ آ رہی ہو جہاں پر سورج کی روشنی ہو وہاں

چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ چونکہ چراغ ہر جگہ پر نہیں جلایا جاتا بلکہ وہاں جلایا جاتا ہے جہاں پر چراغ کی ضرورت ہو، اسی طرح اجتہاد کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں قرآن وحدیث کی صراحت نہ ہو چراغ کا کام روشنی کرنا اور صرف چیز کو ظاہر کرنا ہوتا ہے جیسے آپ اندھیرے میں آج چراغ جلائیں اور کتاب دیکھیں تو کتاب میں صفحہ پر جتنی سطور ہیں جتنے الفاظ اور حروف ہوتے ہیں اتنے ہر چراغ دکھلاتا ہے ایک نقطہ میں بھی کمی بیشی نہیں کرتا نہ کوئی نقطہ کم کرتا ہے اور نہ ہی بڑھاتا ہے اسی طرح مجتہد نہ کوئی مسئلہ دین میں بڑھاتا ہے اور نہ ہی کوئی مسئلہ کم کرتا ہے ہاں دین کے وہ مسائل جو بغیر روشنی کے نظر نہیں آتے وہ دکھلا دیتا ہے امام صاحبؒ چراغ ہدایت ہیں، صحابہ کرام نجوم ہدایت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ہدایت ہیں علماء دیوبند محافظ ہدایت ہیں۔

لطیفہ: ایک آدمی انگلینڈ چلا گیا کمائی وغیرہ کرنے کے لئے ایک دن وہ بازار میں ایک طرف بیٹھ کر رونے لگ گیا لوگ اس سے پوچھتے ہیں کہ بھائی کیا ہوا کیوں روتے ہو وہ بتلاتا کچھ نہیں رو رہا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کے ساتھیوں کو بلاؤ وہ پوچھیں اس سے کہ رونے کی وجہ کیا ہے جب ساتھی اس کے پاس آئے ایک نے پوچھا کیوں رو رہا ہے اس نے جواب دیا بس تو بھی رو وہ بھی رونے لگ گیا دوسرا آیا اس نے پوچھا اسے کہا بس رو وہ بھی رونے لگ گیا اسی طرح پانچ چھ ساتھی رو رہے ہیں لوگوں نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو ایک نے کہا یہ رو رہے تھے میں بھی رونے لگ گیا دوسرے سے پوچھا تو کیوں روتا ہے اس نے کہا یہ رو رہے تھے میں بھی رونے لگ گیا، آخر کار بات اسی پر آ گئی اس سے پوچھا بات تو بتلا اس نے کہا بات بتلانے والی ہو تو بتلاؤں لوگوں نے کہا آخر بات کیا ہے اس نے کہا کہ ہمارے گاؤں سے نائی خبر لے کر آیا ہے کہ تیری بیوی بیوہ ہو گئی لوگوں نے کہا کہ تو یہاں بیٹھا ہوا ہے تیری بیوی بیوہ کیسے ہو گئی اس نے کہا سمجھ تو مجھے بھی یہ بات نہیں آئی لیکن نائی ہے بڑا معتبر اس کی بات پر یقین ہے وہ نہایت ہی معتبر اور سچا ہے۔

یہی حال غیر مقلدین کا ہے کہ ان کو بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے کہتے ہیں کہ

روپڑ سے جو نائی (عبداللہ روپڑی) آیا ہے وہ ہے بڑا معتبر۔

حنفیوں کی نماز خشوع وخضوع والی ہے:

اہل مکہ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی نماز دیکھ کر کہا ما رأینا احسن من صلوۃ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ مولانا محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے صرف یہ کتابوں میں پڑھتا تھا ما رأینا احسن من صلوۃ ابی حنیفۃ جب عمرہ پر گیا پھر آنکھوں سے مشاہدہ ہوا کہ جو نماز امام صاحب نے ہمیں دی ہے اس نے بیاری اور کوئی نماز نہیں کیونکہ باقیوں کے ہاں عمل کثیر کی کوئی واضح تعریف نہیں کیونکہ دیکھا ہے کہ نماز شروع کی، بٹن کھول رہا ہے پھر بند کر رہا ہے دوسرے کو دیکھا اللہ اکبر کہا جیب سے مسواک نکالی مسواک شروع کر دی، امام صاحب نے یہاں اللہ اکبر کہا جب رکوع جاتا ہے تو سپیکر درو ہے وہاں جا کر اللہ اکبر، پھر یہاں آ کر رکوع میں جاتا ہے تقابل کے وقت پتہ چلتا ہے کہ کونسی نماز میں سکون زیادہ ہے حنفیوں کی نماز سے زیادہ سکون کسی کی نماز میں نہیں۔

غیر مقلدوں کی نماز میں سکون نہیں ہوتا:

اللہ اکبر کہیں گے خارش شروع کر دیں گے جب تک نماز پڑھتے رہتے ہیں ان کی خارش ختم نہیں ہوتی۔ نہ نماز سے پہلے ان کو خارش ہوتی ہے نہ نماز کے بعد۔ ایک مولوی صاحب فرمار ہے تھے کہ اللہ نے ان کو عذاب دیا ہے کہ ان کی نماز میں خارش پیدا کر دی ہے، غیر مقلدوں کے آدمی ہیں محمد اسحٰق بھٹی صاحب ابھی زندہ ہیں انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے "نقوش عظمت رفتہ" کے نام سے اس میں بزرگوں کے حالات لکھے ہیں اس میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ

علماء دیوبند میں ادب کمال درجہ کا پایا جاتا ہے:

ایک دفعہ مولانا عبیداللہ سندھی صاحبؒ بیٹھے ہوئے تھے دو تین عالم دین آئے مولانا نے ان کو گالیاں دینی شروع کر دیں، مولانا گالیاں دے رہے ہیں اور وہ آگے سے

جی جی کررہے ہیں اور زبانیں خشک ہورہی ہیں ذرا بھر ادب میں فرق نہیں آیا، میں بیٹھا دیکھ رہا تھا میں نے سوچا کہ یہ ہے علماء دیو بند کا حال۔

غیر مقلدین انتہائی درجہ کے بے ادب ہیں:

محمد اسحٰق بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارا یہ حال ہے کہ جو ہم سے چھ مہینے پڑھ لے وہ سب سے پہلے ہمارا مقابلہ کرتا ہے ہماری غلطیاں نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا استاد جہنمی ہے یہ بالکل غلط بات ہے، معلوم ہوا کہ غیر مقلد اپنے استادوں کا ادب بھی نہیں رکھتے۔

اور لکھتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک نیا رواج پیدا ہو گیا ہے کہ نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے میں نے اس پر بڑا سوچا کہ آخر کیا وجہ ہے حالانکہ پہلے تو اہل حدیث دعا مانگا کرتے تھے، میاں نذیر حسین نے بھی فتاویٰ نذیریہ میں لکھا ہے کہ نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے، فرضوں کے بعد بھی۔ فتاویٰ ثنائیہ میں اور فتاویٰ اہل حدیث میں لکھا ہے کہ آج کل کیا ہو گیا ہے میں سوچتا رہا آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ پہلے اہل حدیث غریب ہوتے تھے وہ اللہ سے مانگتے تھے نماز کے اندر بھی اور بعد میں بھی اور ہاتھ اٹھا کر بھی اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی، اب یہ لوگ لاکھوں میں کھیلتے ہیں، کروڑوں کے خواب دیکھتے ہیں ان کو کیا ضرورت ہے اللہ سے مانگنے کی، لکھتے ہیں کہ میں یہ بھی غنیمت سمجھتا ہوں کہ بیچارے وقت نکال کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں اور مصروفیات کا یہ حال ہے کہ جسم پر خارش کرنے کا موقع نماز میں ملتا ہے نماز کے اندر جسم کے ایک ایک حصہ پر خارش کی جاتی ہے خود لکھتا ہے کہ کھرک فی الصلوٰۃ یہ آج کل ہمارے ہاں مستقل مسئلہ بن چکا ہے۔

خلاصہ کلام: حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ہدایت ہیں اور صحابہؓ نجوم ہدایت ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہؒ چراغ ہدایت ہیں یہ ہماری متصل سند ہے اور غیر مقلدین بے سندے ہیں ان کی کوئی سند نہیں، لہٰذا جب کسی غیر مقلد سے ملاقات ہو تو کہنا چاہئے کہ بے سند آ گیا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقام

خطاب: امام اعظم کانفرنس، بمقام جامعہ مدنیہ فاروق اعظم رحیم یار خاں

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم

يسبح لله ما في السموات وما في الارض وهو العزيز الحكيم. هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم. ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم. صدق الله العظيم. وبلّغنا رسوله النبي الكريم، رب اشرح لي صدري ويسرلي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي. رب زدني علما وارزقني فهما.

دوستو بزرگو! آج آپ کے اشتہار میں جلسے کا عنوان ہے امام اعظم کانفرنس (امام اعظم کون ہیں) ان سے ہمیں کیا چیز ملی ہے ہم ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں۔

لفظ امام کی تحقیق:

امام کا لفظ جو ہے آپ روزانہ استعمال کرتے ہیں ابھی آپ نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہے تو جو آگے مصلی پر کھڑے تھے آپ ان کو کہتے ہیں امام تو مصلی پر امام ایک تھا یا چار تھے اگر ایک تھا تو پھر یہ تقلید شخصی ہو جائے گی چار ہونے چاہئیں ایک

رکعت ایک امام کے پیچھے دوسری دوسرے کے پیچھے تیسری تیسرے کے پیچھے چوتھی چوتھے کے پیچھے ہم نے تو ساری نماز ایک کے پیچھے پڑھ لی یہ شرک تو نہیں ہو گیا؟ اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کے امام نے ملکر عبادت کس کی کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی، اگر کوئی آپ کو یہ کہے بھائی! اس مسجد میں ایک امام جو تھا وہ اللہ کو سجدہ کر رہا تھا اور پچھلے سارے مقتدی اللہ کو سجدہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنے امام کو سجدہ کر رہے تھے تو یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے؟ جھوٹ، کبھی آپ کے دل میں وسوسہ بھی پیدا ہوا کہ ہم خدا کو سجدہ نہیں کر رہے ہا اپنے امام کو سجدہ کر رہے ہیں یہ اللہ کی عبادت ہے امام بھی خدا کی عبادت کر رہا ہے اور مقتدی بھی خدا کی عبادت کر رہا ہے لیکن امام کے پیچھے۔ پیچھے اس کی تابعداری میں، یہی نماز اگر آپ گھر پڑھتے تو آپ کو ایک نماز کا ثواب ملتا ایک سجدہ کا ثواب ملتا یہی سجدہ آپ امام کے پیچھے اسی مسجد میں کریں جہاں پانچ وقت نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔ لیکن جمعہ نہیں ہوتا تو ایک نماز کا ثواب ستائیس نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ اور اگر ایسی جامع مسجد میں جا کر نماز پڑھیں جہاں جمعہ ہوتا ہو کوئی بھی نماز ہو پانچوں میں سے تو ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ جب آپ نے گھر سجدہ کیا تھا، سجدہ تو کیا اللہ کا، امام کے پیچھے سجدہ کیا تو کس کو کیا۔ جواب ملا۔ اللہ کو۔ وہ گھر میں ایک سجدہ کا ثواب یہاں پانچ سو کے برابر۔ تو امام کے پیچھے ہونے کی قیمت اللہ بڑھا رہا ہے۔ یا ہم بڑھا رہے ہیں۔۔۔ اللہ بڑھا رہا ہے۔ تو تقلید اور اتحاد کا مسئلہ یہی ہوتا ہے۔ یہاں ہم امام کے پیچھے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ کے ساتھ مل کر ہم خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

وہاں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے جیسے یہاں امام بھی اور مقتدی بھی اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح وہاں امام ہمارا اعظم ابوحنیفہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور ہم ان کی تابعداری میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو یہ امام صاحب مسجد میں یہاں مقرر ہیں۔ اللہ نے مقرر کر کے

بھیجے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے یا مقامی لوگوں نے۔۔۔؟ جواب: مقامی لوگوں نے مقرر کیے۔ مقرر آپ نے کیے لیکن جب ان کو امام مان لیا۔ ان کے پیچھے نیت باندھ لی اب اس امام کی مخالفت کرنے سے ناراض اللہ تعالیٰ ہوں گے اور اللہ پاک کے رسول ﷺ ناراض ہوں گے۔

مثلاً: امام صاحب ابھی رکوع میں ہیں آپ سجدہ میں چلے گئے آپ کو کھڑے کھڑے قرآن کی آیت یاد آ گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا چاہئے۔ تو ابھی امام رکوع میں ہے آپ نے سوچا کہ سجدہ بھی نیکی ہے گناہ تو نہیں ہے۔ امام کو رکوع میں چھوڑ کر آپ سجدہ میں چلے گئے۔ اب کیا آپ کو ہزار گنا زیادہ ثواب ملے گا؟ پانچ سو سے بھی زیادہ؟ کیونکہ آپ نے امام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا۔ زیادہ ثواب ملے گا؟ مولانا صاحب کہتے ہیں نہیں کہ خطرہ ہے کہ اس کا منہ گدھے کی طرح نہ بن جائے۔

اب دیکھئے امام کی مخالفت کرنے والے کو گدھا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں یا ہم خود کہہ رہے ہیں؟ جواب ملا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔

وضاحت آیت:

یہ جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں پہلے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا تذکرہ ہے ان آیات میں۔

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم" پھر آپ کے پاکباز صحابہ کا تذکرہ ہے جن کا آپ ﷺ نے تزکیہ فرمایا "ویزکیھم" جن کو ہم والجماعت کہتے ہیں۔ اور پھر "و آخرین منھم لما یلحقو بھم" اس میں ہمارے امام صاحب کی پیشین گوئی ہے۔

ان تینوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں "ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء" آمنہ کے در یتیم ﷺ پر ختم نبوۃ کا تاج سجانا یہ اللہ کا ہی فضل ہے۔ آمنہ کے در یتیم ﷺ نے درخواست نہ دی تھی اور صحابہؓ میں کسی کو صداقت کا تاج۔ کسی کو عدالت کا تاج۔ کسی کو سخاوت کا تاج۔ کسی کو شجاعت کا تاج۔ کسی کو سیاست کا تاج۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا

فضل ہے اور سیدنا امام اعظمؒ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ قرآن پاک میں ان کی پیشین گوئی کا ذکر آ جائے اور اسی فیصد امت محمدیہ آپ کی تقلید میں خدائے تعالیٰ کی عبادت کر رہی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تو یہی فرمایا ”ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ”تو نبی پاک ﷺ کا ذکر بھی آ گیا۔ صحابہؓ کا بھی اور امام صاحب کا بھی اور آخر میں گدھوں کا ذکر بھی آ گیا”یحمل اسفارا ”تو یہ تین پہلے ذکر آئے تو انہوں نے دین کے کام کیے نا۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ دین کو لانے والے۔ اور صحابہؓ دین کو پھیلانے والے۔ امام اعظمؒ دین کو لکھوانے والے۔ تو یہ تینوں کام، دین کو لانا، پھیلانا، اور لکھوانا مکمل ہو گئے، جو تعمیر دین سے تعلق رکھتے ہیں تو بعد میں تخریب کار آ ہی جایا کرتے ہیں۔ تو تخریب کار کوئی نبی ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔ کوئی صحابہؓ کی مخالفت کرتے ہیں اور کوئی امام اعظمؒ کی مخالفت کرتے ہیں۔

دیکھئے آج کل سعودی حکومت کی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دین کی کتابیں پھیلائی جائیں قرآن پاک زیادہ پھیلایا جائے۔ اب موقع تھا اس بات کا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ترجمے صحیح ہیں وہ آگے آئیں۔ سب ترجمے اردو زبان کے ان کے سامنے رکھے گئے ان کا باقاعدہ ایک بنچ بیٹھا مفتی صاحبان کا، کہ انہوں نے اس کے ترجمے عربی کرا کے سنے۔ انہوں نے کسی غیر مقلد کا ترجمہ پاس نہیں کیا سوائے تفسیر عثمانی کے۔ یہ جو میرے ہاتھ میں ہے، یہ دیکھئے باقاعدہ شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اس پر۔ ساری دنیا میں تقسیم ہوتا ہے اب موقع تھا یہ کہنے کا کہ حنفیوں کو قرآن و حدیث نہیں آتا ہمیں آتا ہے تو چاہیے تھا کہ وہ اپنا ترجمہ پیش کرتے کہ ہمارا ترجمہ یہ ہے۔ تو سارے ترجمے چیک ہوتے وہاں کے لوگ جو تھے حالانکہ اس بنچ میں ان کے لوگ بھی موجود تھے لیکن ان سب نے کہا اگر صحیح ترجمہ قرآن پاک کا ہے تو شیخ الہند کا ہے اور اگر صحیح حاشیہ ہے تو مولانا شبیر احمد عثمانی کا اب یہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو رہا ہے شاہ فہد اس کو تقسیم فرما رہے ہیں جو آیت کریمہ

میں نے پڑھی ہے اس پر دیکھئے کیا لکھا ہے جس کو شاہ فہد تقسیم کر رہے ہیں و آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں نے کہا نا کہ امام صاحب کی پیشین گوئی ہے یہ لکھتے ہیں یعنی یہی رسول دوسرے آنے والے لوگوں کے واسطے بھی ہیں جن کو مبدأ معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان پڑھ ہی کہنا چاہئے مثلاً فارس، روم، چین اور ہندوستان برادری میں شامل ہوگئیں اور پھر انہی میں سے ہوگئیں۔

قرآن میں امام صاحب کی پیشین گوئی:

شاہ عبدالقادر محدث دھلویؒ لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کئے اس دین کو تھامنے والے عرب نے قربانیاں دیں صحابہ نے جان مال وطن تک قربان کر دیا، پیغمبر پاک ﷺ کیلئے برادریاں تک چھوڑ دیں فرمایا اول حق تعالیٰ نے عرب پیدا کیے اس دین کو تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے جب آپ سے و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسیؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے تو اس کی قوم کا فرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ جلال الدین سیوطیؒ جو شافعی مذہب ہیں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق امام اعظم ابوحنیفہؒ نعمان ہیں اب یہ وہ تفسیر ہے جس میں امام اعظم لکھا گیا ہے اس پیشین گوئی کا مصداق امام اعظم کو قرار دیا گیا ہے اور شاہ فہد پوری دنیا میں اسی قرآن کو پھیلا رہے ہیں اس قرآن مجید میں دوسری جگہ سورۃ محمد کے آخر میں لکھتے ہیں آیت کریمہ یوں ہے۔

ھا انتم ھؤلاءِ تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ سنتے ہو تم لوگ کہ تم کو بلاتے ہیں خرچ کرو اللہ کے راستہ میں فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا اپنے آپ کو واللہ الغنی وانتم الفقراء اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تم محتاج ہو وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل دے گا اللہ اور لوگ تمھارے سوا وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح۔ اس پر مولانا لکھتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جن حکمتوں سے

بندوں کو مصلحت پر خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں اس کا حاصل ہونا تم پر کچھ منحصر نہیں۔

مقولہ شیخ سعدیؒ:

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان می کنی　　منت ازو شناس کہ بخدمت بداشتت

اگر تجھے بادشاہ نے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمالیا ہے تو اس پر احسان نہ کرنا کہ اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کو پانی کون پلاتا اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کا بستر کون بچھاتا اگر میں نہ ہوتا بادشاہ کے جوتے کون اٹھاتا فرمایا کہ تو ایک طرف تو ہو ہزار آدمی یہیں اس کی خدمت کے لئے آنے کو تیار ہیں تیرا بادشاہ پر احسان نہیں بلکہ بادشاہ کا احسان ماننا چاہئے کہ بادشاہ نے تجھے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمالیا ہے۔

اس طرح مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو دین پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تو وہ اللہ پر احسان نہیں ہم پر احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کچھ خدمت جو ہے قبول فرمائی ہے، اور ہمیں موقع دیا ہے تو فرمایا فرض کیجئے اگر تم بخل کرو اور اس کے حکم سے روگردانی کرو تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کھڑی کردے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے راستے میں خرچ کرے گی۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت پوری ہو کر رہے گی ہاں تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حدیث میں ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا خدا کی قسم اگر ایمان ثریا (ستارے) پہ جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے، الحمد للہ صحابہ کرامؓ نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم لانے کی نوبت نہ آئی فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا

وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات سرانجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو لاچار اقرار کرنا پڑا کہ بیشک حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق یہ قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی ہزار ہا علماء و ائمہ سے قطع نظر کر کے تنہا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا وجود اس پیشین گوئی کی شرط پر کافی ہے، بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اول مصداق امام صاحب ہی ہیں، رضی اللہ عنہم وارضاہم، اب آپ اندازہ لگائیں قرآن پاک کی ان دو پیشین گوئی کا مخاطب صرف حنفی نہیں بلکہ شافعی بھی اور شافعی حنبلی ہے جو یہ قرآن کو تقسیم کر رہا ہے تو وہ صحیح کر رہا ہے یا غلط کر رہا ہے؟ صحیح کر رہا ہے۔

امام اعظم دُرِّ یکتا ہیں:

حرم پاک میں بیٹھ کر تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کو اللہ نے وہ شرف عطا کیا ہے کہ ان کی پیشین گوئی قرآن مجید میں موجود ہے جبکہ کسی اور امام کی پیشین گوئی کا اشارہ قرآن پاک میں موجود نہیں اور یاد رکھو کہ خلفاء راشدین کی پیشین گوئی قرآن میں ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے، لیکن کسی خلیفہ کا نام نہیں کہ وہاں صدیق اکبر کا نام ہو، فاروق اعظم کا نام ہو لیکن اس پیشین گوئی کے مطابق جب یہ خلفاء بنے تو سب نے مان لیا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق یہی تھے اس طرح اس پیشین گوئی میں اگرچہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کا قرآن میں نام نہیں لیکن اس دن سے لے کر آج تک ایسا بڑا امام پیدا ہوا ہی نہیں جس نے دین کو مکمل طور پر مرتب اور مدون کرایا ہو صرف چار امام ہیں جنہوں نے مکمل طور پر دین کو مرتب اور مدون کرایا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ پھر ان کے شاگرد امام مالکؒ پھر ان کے شاگرد امام شافعیؒ پھر ان کے شاگرد امام احمد بن حنبل ان میں امام احمد بھی شیبانی قبیلے کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں۔ امام شافعی بھی مطلبی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں امام مالک بھی اصبحی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں، ایک ہی امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ جو ان چاروں میں فارسی النسل ہیں، اگر ان چار میں دو فارسی النسل ہوتے شاید پھر الیکشن یا سلیکشن کی ضرورت پڑتی کہ اس پیشین گوئی کا مصداق کون ہے اب جگہ بھی ایک ہے سیٹ

بھی ایک ہے امیدوار بھی ایک ہے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ تو جن کا ذکر یعنی امام صاحب کا قرآن پاک میں آئے تو ان سے بڑا امام کس کو کہا جائے گا اور جو آپ کے نام کے ساتھ امام اعظم کا لفظ آتا ہے ساتھی حیران ہوں گے کہ یہ ایسا مشہور ہے کہ شیعہ کی کتابوں میں ملتا ہے، حنفی کتابوں میں ملتا ہے مالکی کتابوں میں ملتا ہے، شافعی کتابوں میں بھی ملتا ہے، اور حنبلی کتابوں میں بھی ملتا ہے، گویا سب اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا اعتراف:

ہمارے غیر مقلدوں کی یہ کتاب سبیل الرسول تقریباً ہر گھر میں ہوتی ہے دیکھئے اس نے بھی یہی لکھا ہے حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ جب خدا کسی سے کام لینا چاہتے ہیں تو اس کی طبیعت میں رجحان اور میلان پیدا کردیتے ہیں آپ کی طبیعت نے یک لخت پلٹا کھایا آپ تحصیل علم کی طرف مائل ہو گئے حافظہ بلا کا تھا طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی تھی جیسے آپ پانی کو۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا ان کو دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے اور زمانہ کا مجتہد بنائے آپ کی طبیعت کی صفائی پاکیزگی دین کی رسائی مشہور تھی دماغ بڑا مضبوط، حافظہ بلا کا، قوت استدلال بڑی زبردست تھی۔ تائید ایزدی سے آپ علم کی معراج کو پہنچ گئے آپ کے ہم عصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے بہت سے لوگوں نے آپ کے علم کی دولت پائی آپ کے شاگرد امام کے علم کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ جن میں امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفر رحمہ اللہ مشہور ہیں۔

امام اعظم کا تقویٰ:

آپ بڑے عابد، زاہد، خدا ترس متقی پرہیزگار تھے دل ہر وقت خوف الٰہی سے لبریز رہتا تھا اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے تھے اور بہت کم بولتے تھے بڑے سلیم الطبع، بلند اخلاق، پسندیدہ طبیعت، مفکر مزاج، ملنسار، بردبار، عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے۔ تقویٰ اور خوف خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا دیانت آپ کی مسلم تھی

اسلئے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کس درجہ کے با کردار نیک متقی خدا ترس اور خشیت ایزدی سے لرزہ براندام رہنے والے انسان تھے کیا ان سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ انہوں نے دانستہ حدیث کے خلاف قیاس اور آراء کے دفتر تیار کیے ہوں ہرگز نہیں اب یہ حکیم صاحب کی کتاب ہے کہ ہمارے غیر مقلد دوستوں کے ہر گھر میں موجود ہے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم لکھا ہے اور ساری خوبیاں اس نے تسلیم کی ہیں اب آپ بھی حیران ہوں گے کہ آپ کو امام اعظم کہا جاتا ہے وہ اس لیے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اعظم الناس نصيبا فى الاسلام اهل فارس (اعظم النصيب فى الاسلام اهل فارس) لو كان الايمان عندالثريا لتناوله رجال من اهل فارس او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ایک اور روایت نقل ہے:

ان الايمان لو كان معلقابالعرش كان منكم من يطلبه

پھر سلمان فارسی کو مصداق کر کے فرمایا:

لو كان الدين معلقا بالثريا لتناول ناس من اهل فارس يتبعون سنتى يتبعون آثارى ويقيمون الصلوة لى.

يا سلمان اجب المجاهدين واجب المرابطين احب الفقراء. ابونعيم نے اپنی تاریخ میں سولہ صحابہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو پاک پیغمبر ﷺ نے شان یہ بتائی تھی جن کا ان کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہو گیا تو قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا۔ سکندر اعظم اور بھی بہت سے بادشاہ گزرے ہیں ان کے بارے میں کسی مؤرخ نے نہیں لکھا کہ ان کو دودھ پلانے والی عورت کا نام کیا تھا لیکن جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن بھی دودھ پلا لیا اس کا نام بھی قیامت تک زندہ رہ گیا۔ حلیمہ کی بچی نے لوریاں دیں ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اس بچی کا نام بھی زندہ رہ گیا ہے قیامت تک کے لئے رسول

پاک ﷺ کی زبان مبارک سے جو بھی کوئی جملہ نکلا ہے وہ بھی قیامت تک محفوظ ہو گیا ہے۔

ایک صحابی بلا یا بلی ہاتھ میں لے کر آ رہے تھے آپ نے فرمایا یا اباھرؓ علماء کرام جانتے ہیں یہی ان کی کنیت مشہور ہوگئی اور کنیت اتنی مشہور ہوگئی کہ نام کے اندر اشتباہ ہو گیا ہے کوئی محدث کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے۔ اس طرح حضرت علیؓ کو فرمایا: قم یا ابا التراب. اسی طرح ان کی کنیت ابوتراب پوری دنیا میں مشہور ہوگئی، اس طریقہ پر آپ نے جس امام کے ساتھ امام اعظم فرما دیا تو اس امام کے ساتھ اعظم بھی لازم ہو گیا اپنے بھی امام اعظم کہتے ہیں بیگانے بھی امام اعظم کہتے ہیں حضرت کی زبان سے نکلا ہوا جملہ ایسا ثابت ہوا واقعات میں کہ امام مالک بھی امام ہیں۔ امام شافعی بھی امام ہیں۔ امام احمد بھی امام ہیں اور ان کے مقلد کہیں صرف ایک ایک ملک یا دو دو ملک میں ہیں وہ امام جس کے مقلدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں جس طرح پہلے نبی برحق تھے لیکن وہ ایک ایک بستی کے لئے تھے اور ہمارے نبی ساری دنیا کے نبی۔ اسی طرح دوسرے امام ایک ایک علاقہ کے امام ٹھہرے اور ہمارے امام سیدنا امام ابوحنیفہؒ پوری دنیا کے امام ٹھہرے۔ اسی لیے ان کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔

حنفی اور شافعیوں کا مکالمہ:

ایک مرتبہ حنفیوں اور شافعیوں میں گفتگو ہوئی کہ کن کا امام شان والا ہے شوق ہوتا ہے نہ ہر کسی کو اپنے امام کا شان بڑھانے میں ایک محدث بیٹھے تھے اس نے کہا ایک بات کرتا ہوں تم میں سے دوسرے شور مچاتے ہیں تو بات ہمیں کیا سمجھ آئے گی ایک بات کرے وہ ہم سنیں پھر دوسرا بات کرے وہ ہم سنیں ایسے فیصلہ ہو سکتا ہے اس نے کہا پہلے میرے بھی چند سوال ہیں پہلے ان کا جواب ہو جائے پوچھا جی کیا ہے اس نے کہا کہ تم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہو۔ تم امام شافعیؒ کے مقلد ہو تو مقلدین کیا بیان کریں کس کا امام شان والا ہے پہلے دیکھیں امام نے نہ بیان کر دیا ہو تو حنفیوں سے پوچھا امام شافعی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کوئی رائے دی ہے فرمایا ہاں امام شافعیؒ فرماتے ہیں جتنی کتابیں دو اونٹ اٹھاتے

ہیں اتنی کتابیں میں نے امام محمدؒ سے امام ابوحنیفہؒ کی پڑھیں تو پڑھنے کے بعد کوئی نتیجہ نکالا فرمایا ہاں امام شافعی نے فرمایا قیامت تک آنے والے لوگ دین کی سمجھ کے اعتبار سے امام ابوحنیفہؒ کی نسل ہیں اور وہ اصل ہیں۔

دین سمجھ نہیں آسکتا جب تک امام ابوحنیفہؒ کو امام جی نہ کہا جائے کہتے ہیں نا ولی راولی را شناسد مجتہد کو مجتہد ہی پہچان سکتا ہے ہمیں کیا پتہ مجتہد کیا ہے پھر حنفیوں سے پوچھا بھائی کوئی امام ابوحنیفہؒ نے رائے امام شافعیؒ کے بارے میں دی ہو انہوں نے کہا امام ابوحنیفہؒ نے امام شافعی کو دیکھا ہی نہیں جس رات امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہے اس رات امام شافعیؒ کی پیدائش ہے۔

لطیفہ:

بعض کتابوں میں عجیب لطیفہ لکھا ہے کہ حنفی شافعی بات کرنے لگے بھائی دیکھو ہمارا امام آیا تو تمہارا امام چلا گیا حنفی کہنے لگے جب تک ہمارا امام تھا تمہارا امام ڈرتا تھا آتا نہیں تھا یہ گیا تو وہ آیا ہے۔ ایک دوسرے بزرگ بیٹھے تھے انہوں نے کہا یہ ائمہ کی توہین ہے یوں کہو ایک امام گیا تو اس کی جگہ دوسرا آ گیا تا کہ کام چلتا رہے تو ایسی باتیں نہ کرو۔

تو پھر اس محدث نے کہا شافعیو! بات تو سامنے آ گئی جب تمہارے امام اس کو امام مان رہے ہیں تو تم کیوں مقابلہ کرتے ہو کہا چلو آگے بات بڑھالیں کہ بڑی مشہور بات ہے دنیا اس کو مانتی بھی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے امام شافعیؒ کے شاگرد کتنے ہیں اور کیا کر رہے ہیں کہ جی دو شاگرد ہیں مشہور مزنی اور ربیع بن سلیمان مدرسوں میں پڑھا رہے ہیں ٹھیک ہے۔

اچھا جی امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد کتنے ہیں اور کیا کر رہے ہیں بتایا گیا کہ چار سو تو عدالتوں میں جج ہیں اور چھتیس شاگرد وہ ہیں جو قاضیوں کو ٹریننگ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں اور دنیا کے کسی کونے میں کوئی مدرسہ ایسا نہیں جس میں امام صاحب کا شاگرد امامت یا درس حدیث یا درس فقہ نہ دے رہا ہو تو انہوں نے فرمایا بھائی! مقابلہ تو بنتا ہی نہیں کس بات پر بحث کر رہے ہو تو اسی لیے امام اعظم ابوحنیفہؒ کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت پاک کی

زبان مبارک سے اعظم کا نکلے ہوئے جملہ کو اللہ نے اتنی شرف قبولیت فرمائی کہ اللہ نے ہر مقام پر امام اعظم کو امتیازی شان عطا فرمائی۔

عبادت میں دیکھو تو چار اماموں میں صرف ایک امام ملے گا جس نے چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اب یہ کرنا مشکل ہے لیکن کرنے والے پر اعتراض آسان ہے گزشتہ سال میں کراچی گیا تو میں اندر بیٹھا ہوا تھا ایک غیر مقلد دوست باہر تھا اس نے کسی سے کہا میں نے اندر جانا ہے سنا ہے مولانا امین صاحب آئے ہوئے ہیں میں نے ان سے باتیں پوچھنی ہیں اس نے کہا پہلے مجھ سے پوچھ بعد میں ان کے پاس جانا اس نے کہا امام صاحب جو ساری رات عبادت کرتے تھے یہ بدعت نہیں ہے اس نے کہا قرآن میں ہے" واللذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما" اس کا ترجمہ تم سنادو کہ اللہ کے نیک بندے ساری رات قیام اور سجدہ میں گزارتے ہیں امام صاحب نے اگر اس آیت پر عمل کر لیا تو کون سا گناہ ہو گیا تم اگر عمل نہیں کر سکتے تو کم از کم کرنے والے کو تو برا نہ کہو اس نے کہا یہ تو ہو گئی ٹھیک بات میں نے کہا میری ایک بات کا جواب دو وہ یہ ہے کہ امام بخاری جب بھی حدیث لکھتے تو غسل کرتے اور دو رکعت نفل پڑھتے بتاؤ یہ سنت ہے یا بدعت ہے کیا کسی حدیث سے ثابت ہے کہ حضورﷺ کوئی بات کہنے سے پہلے غسل کرتے ہوں اور نفل پڑھتے ہوں یہ تم بتادو سنت ہے یا بدعت ہے تو اب اسے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں رہی وہیں سے واپس چلا گیا"

تو خیر ایک دوست مجھ سے کہنے لگا ابھی چالیس سال عبادت کرتے رہے تو بیوی کے حقوق کیسے ادا کیے ہوں گے میں نے کہا آپ ان کی بیوی ہیں یا بیوی کے وکیل ہیں آپ کو کیا ہے مطالبہ تو وہی کرے جس کا حق ضائع ہو رہا ہو کیا کبھی امام صاحب کی بیوی نے فرمایا کہ میرا حق پورا نہیں ہو رہا ہے اور امام صاحب کی اولاد ہوئی یا نہیں؟ ہوئی ہے تو یہ حق ادا کیے بغیر ہوئی ہے تو مقصد یہی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے اس کام پر اعتراض کرنا آسان ہوتا ہے خود سے تو کام ہوتا نہیں لیکن کرنے والے کو برا ثابت کر دیا جائے ہمارے پاک پیغمبرﷺ کا

لقب صادق اور امین مشہور تھا ایسے ایماندار تھے کہ کافروں نے آپ کے پاس امانتیں رکھیں اور امام صاحب کا وصال جس دن ہوا ہے اس دن پانچ لاکھ کی امانتیں امام صاحب کے گھر میں پڑی ہوئی تھیں، اور اعتراض امام صاحب کی امانت پر وہ کرتا ہے جس کو کوئی پانچ روپے دے کر اتنا اعتماد نہیں کرتا کہ وہ واپس کر دے گا، وہ اس آدمی پر اعتراض کرتا ہے کہ جس کے زمانے میں پانچ لاکھ کی امانتیں رکھی ہوئی تھیں اور امام صاحب محدثین پر خرچ کرتے تھے۔

امام صاحب کا استغناء:

ایک دفعہ خلیفہ نے کہا کہ امام صاحب کو پیسے بھیجے جائیں امام صاحب کو پتہ چلا آپ نے فرمایا ان کو کہہ دینا امام صاحب نے آج بولنا نہیں چپ کا روزہ رکھا ہے وہ ہزار روپیہ لے کر آیا امام صاحب خاموش رہے وہ رکھ کر چلا گیا امام صاحب نے اس کے جانے کے بعد اس میں پرچی لکھ کر رکھ دی یہ خلیفہ کی امانت ہے اس کو امانتوں میں رکھ دیا جائے بیٹے کو وصیت فرما دی جب میرا انتقال ہو جائے جیسے باقی امانتیں واپس کرو گے ویسے یہ خلیفہ کی امانت واپس کر دینا۔

امام صاحب نے آخری وصیتیں دو فرمائی تھیں ایک یہ کہ مجھے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا دوسرا یہ کہ یہ ہزار روپیہ واپس کر دینا تو جب وہ ہزار روپیہ لے کر پہنچا اور پیش کیا تو ساتھ یہ بھی کہہ دیا امام صاحب نے یہ وصیت کی ہے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا یہ غصب کیا ہوا ہے تو خلیفہ منصور کہتا ہے امام صاحب تو زندہ تھا پھر بھی ہم تجھ سے بچ نہیں سکتے تھے اب تو مرگیا ہے لیکن پھر بھی تو نے معاف نہیں کیا اب یہ تیری وصیت قیامت تک زندہ رہے گی اور ہماری یہ بددیانتی ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی یہ لوگ غاصب تھے تو نے مر کر بھی ہمیں معاف نہیں کیا آپ نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے جس کا زیادہ رعب دبدبہ ہو جائے حکومت اس کو دبانے کی کوشش کرتی ہے کہیں یہ حکومت کے لئے مسئلہ نہ بن جائے جیسے کافر انگریز کہتے ہیں اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا ہے فقہ حنفی حکومت کے ذریعے پھیلی ہے۔

عجیب بات:

عجیب بات یہ ہے امام صاحب نے دونوں دور پائے ہیں اموی دور بھی، عباسی دور بھی۔ اموی حکومت نے بھی آپ کو کوڑے لگائے ہیں عباسیوں نے بھی آپ کو زہر دے کر شہید کیا ہے وجہ کیا تھی حکومتیں نہیں چاہتی تھیں امام صاحب کی فقہ اتنی پھیل جائے اور ان کا اثر رسوخ ہو جائے لیکن فقہ حنفی زمانے کی ضرورت تھی جس طرح مدرس کو نصاب کی ضرورت ہے قاضی کو فیصلوں کی ضرورت تھی حکومت کی مخالفت کے باوجود ہر مسجد میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی ہر عدالت میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی ہر جگہ فقہ حنفی پہنچ رہی تھی حکومتیں مخالفت کر رہی تھیں ابھی آپ نے مجھ سے پہلے سنا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور پوری نماز کا حساب ہوگا امام صاحب کو چھوڑ کر یہ اپنی پوری نماز نہیں ثابت کر سکتے۔

تبلیغی دوست کا مکالمہ:

ہمارا ایک تبلیغی ساتھی تھا لاہور ہوسٹل میں جگہ نہیں ملی تو الگ کہیں جگہ ملی تو اس کے قریب ہمارے دوستوں کی مسجد تھی تو وہ ایک آدھ نماز اور چھٹی کے دن اس کو دو تین نماز پڑھنے کا موقع ملتا بہت بڑی مسجد تھی کہتے ہیں ایک دن جب میں گیا نماز پڑھنے لگا تو دو تین ساتھی میری طرف غور کر کے دیکھنے لگے میں نے کہا آج خیر نہیں ہے میں نے سوچا یہ مجھے بلائیں گے مناسب ہے میں خود ہی کیونکر نہ چلا جاؤں میں نے جا کر السلام علیکم کہا کہنے لگے بڑی خوشی ہے تم جوانی میں نماز پڑھتے ہو لیکن یہ نبی والی نماز نہیں ہے امتی والی نماز ہے اس نے کہا جی آپ کو ہوئی غلط فہمی، میں نبی ہوں نہیں امتی ہوں، تو امتی والی نماز پڑھوں گا، اس نے کہا نہیں یہ نماز مکہ مدینہ والی نہیں کوفہ والی ہے اس نے کہا یہ خیر مجھے نہیں پتہ ہر شہر کی نماز الگ ہوتی ہے مکہ کی اور ہے، مدینہ کی اور ہے، کوفہ کی اور ہے میں تو اوکاڑہ رہتا ہوں مجھے اوکاڑہ والی نماز سکھا دیں کہتا ہے جب اوکاڑہ کا نام سنا تو کہا اچھا تو شیطان کے پاس جاتا ہوگا اس نے کہا آپ نے اس کو کیسے شیطان کہا وہ تو فقہ کو مانتا ہے حدیث میں ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد شیطان تو فقہ کا انکار کرتا ہے وہ تو مانتا ہے۔ تو

آپ نے ماننے والے کو کیسے شیطان کہہ دیا اس نے کہا دیکھا ہے نا! تو اس کے پاس جاتا ہے کہتا ہے اس کے پاس جاتا ہوں تو حدیث ہی سن کے آیا ہوں کچھ اور سن کر تو نہیں آیا اس نے کہا بس بحث نہ کرو تم صحیح نماز سیکھ لو میں نے کہا سکھاؤ اس نے صلوٰۃ الرسول سیالکوٹی صاحب کی کھولی اور رفع یدین کرنے کی دو تین حدیثیں دکھادیں میں نے کہا ٹھیک ہے عصر کے وقت میں آیا بیٹھے ہیں میں نے نماز باہر پڑھ لی اور نماز پڑھنے کے بعد باہر چلا گیا جا کر چار دفعہ رفع یدین کیا۔ چار رکوع کیے اس کے بعد آ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے کہا نماز پڑھ لی میں نے کہا جی پڑھ لی انہوں نے کہا پوری تو نہیں نا پڑھی میں نے کہا پوری تو اتنی والی تھی آپ نے اتنی بتائی ہے میں نے سوچا میرے لیے تو کام آسان ہو گیا دو رکوع کر لیا کروں گا چار مرتبہ رفع یدین پوری تو آپ نے بتائی نہیں پہلے مجھے نماز کی شرطیں بتادو کتنی ہیں کہنے لگے دیکھا ہے نا اس کے پاس جاتا ہے جا مولانا درخواستی کو لا اس نے کہا جی مجھے سکھادیں پھر میں مولانا اوکاڑوی کو لے آؤں گا مولانا درخواستی کو تو آتی ہے جاؤ مولانا عبیداللہ انور کو لاؤ، کہا مولانا نماز میں نے سیکھنی ہے میں حاضر ہوں اور سکھائیں پوری، پہلے شرطیں بتائیں نماز کی شرطیں کتنی ہیں وہ کہاں سے آئیں امام اعظم کا دامن پکڑیں تو شرطیں آئیں۔ چلے جاؤ۔ خیر وہ چلے گئے اب یہ کالج کے لڑکے ان کو کوئی چھیڑے تو اللہ بچائے تو شام کے وقت ہم ڈیڑھ سو (۱۵۰) لڑکے چلے گئے اقامت ہو رہی تھی ان کے آگے صف سے آگئے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا دیکھو پہلے ہم نماز پڑھتے تھے آپ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اب ہمیں صحیح نماز سکھاؤ تو پھر نماز پڑھنے دیں گے اب وہ منتیں کریں جب دیر زیادہ ہو گئی مصلی پر ہمارا لڑکا کھڑا ہو گیا ہم نے نماز پڑھائی انہوں نے علیحدہ پڑھی اور سنتیں نہیں پڑھیں چلے گئے ہم نے کہا سنتیں وغیرہ پڑھیں گے ہم پھر مکمل نماز سیکھیں گے پھر عشاء کے وقت ہم چار سو آدمی چلے گئے انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا ہم باہر کھڑے ہو گئے مولوی چار بھی ہوں تو چار سو دیکھنے والے ہو جاتے ہیں کہ بھائی مولویوں کو ہو کیا گیا ہے ادھر بازار کے آدمی بھی آ گئے کیا ہو گیا ہے ہم ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں کہ خدا کے لئے اللہ کے نبی والی نماز سکھادیں

اور وہ اندر سے ہاتھ جوڑ رہے ہیں اللہ کے لئے ہماری جان چھوڑ دو ہم کہتے ہیں تم کہتے تھے تمہاری نماز ہوتی نہیں کہنے لگے تمہاری نماز نہیں ہوتی ہمیں آتی نہیں۔ تو بھائی یہ حال ہے۔

دوسرا واقعہ:

ملتان میں ایک مرتبہ ایک لڑکا میرے پاس آ گیا جی ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں ایک دن اس سے بات کرلو۔ آپ کا کیا مقصد ہے؟ یہی مقصد ہے نا اہلحدیث بن جاؤ تو تم ایک مرتبہ کہو میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں اہلحدیث ہونے آ گیا ہوں غصہ سے بات نہیں کرنی لیکن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے کہا جس دن تکبیر اولیٰ سے سلام تک نماز سکھا دو گے اس دن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے، میں ابھی بیٹھا ہوں ابھی آپ سکھا دیں ابھی میں اہلحدیث بن جاؤں گا آپ سال کے بعد سکھائیں میں سال کے بعد آ جاؤں گا لیکن اتنی دیر غلط نماز پڑھوں تو گناہ آپ کو ہوگا اور مولانا نے ان سے پوچھا کہ امام تکبیر تحریمہ اونچی کہتا ہے اس کو میں نے بتایا کہ کہتا میں اکثر نماز میں تو اکیلا پڑھتا ہوں اکیلا تکبیر تحریمہ اونچی کہے یا آہستہ ذرا اس کی حدیث سنا دو وہاں تو اذا کبر فکبروا ہے یہاں تو اتنا بھی نہیں سنا سکتا اگر چہ اگلے مسئلے کی حدیث انہیں نہیں آئی چار دن کے بعد وہ لڑکا میرے پاس آیا کہنے لگا مولوی صاحب پہلے وہ میرے پیچھے پیچھے پھرتے تھے اب میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں میں کہتا بھائی جس دن تم مجھے پوری نماز حدیث سے سنا دو گے میں اہلحدیث ہو جاؤں گا مجھ سے حلفیہ بیان لے لو اسٹام لکھوا لو جیسا چاہتے ہو کر لو اور پہلے میں یہی بات پوچھتا ہوں جب آدمی اکیلا نماز پڑھتا ہے تو فرض سے پہلے سنتیں پڑھنی پڑتی ہیں تو تکبیر اولیٰ میں اونچی کہوں یا آہستہ وہ مجھ سے لڑ پڑتے ہیں میں فون کرتا ہوں ان کے مدرسے میں بھائی اس مسئلہ کی حدیث کہاں ہے مجھے بتا دو تو وہ مجھے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں خدا کے لئے مجھے اہلحدیث بنا لو اللہ کے واسطے مجھے اہلحدیث بنا دو لیکن اب وہ مجھے اہلحدیث نہیں بناتے پتا نہیں بات کیا ہوئی گالیاں میں نے ان کو نہیں دیں اور ان سے صرف اتنی بات کہتا ہوں خدا نے پوری نماز کا حساب لینا ہے۔

تیسرا واقعہ:

ایک دن دو لڑکے آ گئے کہنے لگے جی بیٹھے ہیں وہاں مولوی صاحبان صرف قرآن مجید اور بخاری شریف لے کر بیٹھے ہیں کہتے ہیں آج صرف اس پر فیصلہ ہونا ہے آپ چلیں یا کسی کو بھیجیں میں نے کہا کسی کو جانے کی ضرورت نہیں نماز آپ نے سیکھنی ہے آپ سیکھ آئیں پھر بعد میں ہم چلیں جائیں گے کہ جی وہ کہتے ہیں پوری نماز نہیں سکھانی میں نے کہا باقی کہاں سے سیکھو گے۔

چار باتوں کا ثبوت دیں:

چلو میں نے کہا یہ چار باتیں سیکھ آؤ باقی بعد میں سہی لیکن اسی ترتیب سے جس طرح نماز کی ترتیب ہے پہلا اختلاف سینے پر ہاتھ باندھنے کا ہے یہ بخاری شریف سے دکھا دیں ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اب وہ بخاری لے کر بیٹھے تھے جی حدیث کا پہلا اختلاف یہ ہے اب بخاری میں کہاں آپ تو کہتے تھے قرآن اور بخاری سے سب کچھ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ تو پہلے مسئلہ کا حل نہیں ہوا دوسرا مسئلہ جو ہے وہ قرآن کا ہے جی ۱۱۳ سورتیں آپ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے صرف ایک پڑھتے ہیں تو پہلے بخاری سے دکھائیں جی ۱۱۳ سورتیں پڑھنی منع ہیں کہاں سے دکھائیں بیچارے اب ان کو بخاری کھول کر دکھائیں کہنے لگے جی رکھ دو، رکھ دو آپ ہی لے کر بیٹھے تھے، ہم نے کہا تیسری بات آمین کا جھگڑا ہوتا ہے زیادہ رکعتیں ہم اکیلے پڑھتے ہیں اکیلا آدمی آمین بلند آواز سے نہ کہے ذرا س کی حدیث دکھا دیں اور امام کے پیچھے ہم سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں اور یہ گیارہ میں آمین آہستہ کہتے ہیں یہ ایسی حدیث دکھا دیں کہ مقتدی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہے تیسری یہ دکھا دو چھ میں بلند آواز سے کہیں۔ کہنے لگے جی نہیں حضور ﷺ نے آمین اونچی کہی تھی جی مقتدی بن کر یا امام بن کر، امام بن کر اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہم تو مقتدی ہیں ہمیں مقتدیوں والے مسئلے کی ضرورت ہے اکیلے نماز پڑھنے کا ہمیں طریقہ آنا چاہیے امام والی نماز کی ضرورت ہمیں نہیں ہے کیونکہ ہم مقتدی ہیں ہمیں مقتدی والی نماز کے بارے میں پوچھا

جائے گا نہ ہم امام ہیں نہ ہمیں امام کی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

چوتھا یہ کہ آپ چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور اٹھارہ جگہ نہیں کرتے تو اٹھارہ زیادہ ہیں تو اٹھارہ کی نفی دس کا اثبات اور ساتھ ہمیشہ کا لفظ ہو مجھے کہنے لگے جی آپ نے ہمیں یہ اچھا نسخہ بتا دیا وہ روزانہ بخاری بخاری پکارتے ہیں پہلے سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث دکھاؤ کہ یوں ترتیب ہونی چاہیے کیونکہ ترتیب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی صحیح ہے۔ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ والی ترتیب کو مانتا ہے وہ اسی ترتیب پر بات کرے گا جو اللہ اور رسول والی ترتیب نہیں مانتا وہ اس ترتیب پر بات کرنے کو تیار نہیں ہوگا۔

تو عرض کر رہا تھا امام صاحب کو سب نے امام اعظم مانا۔

سوال نمبر (۱) وجواب:

کسی نے سوال کر دیا آپ امام صاحب کی تعریف بیان کرتے ہیں حالانکہ آپ کے لوگ بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں بخاری میں ہے بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی آپ بھی اپنے مسلک پر کوئی دلیل دیں تو بھائی ہم نے کس دن کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں کبھی کسی حنفی نے کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں جو ہم کہتے ہیں وہ دیکھو جیسے روایت میں ہے **لاجمعة الا بخطبة** کہ جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں ہوتا آپ سارے خطبہ پڑھتے ہیں؟ نہیں پھر آپ باہر جا کر کہتے ہیں میں بغیر خطبہ کے نماز پڑھ کر آیا ہوں؟ بلکہ آپ کہتے ہیں خطبہ والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں جس طرح مؤذن کی اذان سب محلے والوں کی طرف سے ہو جاتی ہے کوئی نہیں کہتا ہم نے بغیر آذان کے نماز خلاف سنت پڑھی ہے ایک اقامت پوری جماعت کے لئے کافی ہے۔ ایک سُترہ پوری جماعت کے لئے کافی ہے تو کبھی ہم نے نہیں کہا ہم نے نماز بغیر فاتحہ کے پڑھی ہے جیسے خطیب کا خطبہ ہماری طرف سے ہو جاتا ہے یہ ہم نہیں کہتے بلکہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے **من کان له امام فقراءة الامام له قراءة** جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی طرف سے پڑھی ہوئی فاتحہ اور سورت اس کی طرف سے بھی ہو جاتی ہے، ہاں ان کے ذمہ یہ ہے کہ امام کی قرأت ایک سو تیرہ

میں ہو جاتی ہے اور ایک سو چودھویں میں نہیں ہوتی چونکہ ایک سو تیرہ سورتیں یہ بھی نہیں پڑھتے۔

ختم فاتحہ کا واقعہ:

پچھلے رمضان میں آخری عشرہ کے اندر ختم قرآن ہوتا ہے اور بعض جگہوں میں تقریریں بھی ہوتیں ہیں میری بھی ایک جگہ تقریر تھی ساتھ قریب ان کی مسجد بھی ہے یہ میرے ساتھ پھر رہے تھے کہنے لگے جی آج ہمارے ہاں ختم قرآن ہے میں نے کہا ختم قرآن ہے یا ختم فاتحہ؟ میں نے کہا آپ نے تو فاتحہ پڑھی ہے قرآن تو اکیلے امام نے پڑھا ہے دعا یوں کرنی چاہیے یا اللہ امام صاحب کا پورا قرآن اور ہماری سورۃ فاتحہ قبول کرنا کہنے لگے نہیں جی جو امام نے پڑھی وہ ہماری طرف سے بھی ہو گئی میں نے کہا پھر ایک سو چودھویں نے کون سا قصور کیا ہے وہ نہیں ہوتی ایک سو تیرہ ہو جاتی ہیں تو ایک سو چودھویں بھی ہو جاتی ہے، دیکھو بھائی کبھی کسی حنفی نے کہا ہم نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی ہے ہم نے کہا میں بغیر اذان بغیر اقامت بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کے آیا ہوں ہم تو کہتے نہیں پتہ نہیں ہمارے پر جھوٹے الزام کیوں لگا دیئے جاتے ہیں۔ تو بھائی ہم اپنے مسئلہ کے ذمہ دار ہیں اس کے نہیں۔

سوال نمبر (۲) آپ کی فقہ حنفی میں گندے ترین مسائل ہیں کہ ماں بہن سے نکاح کرلو حد شرعی نہیں حالانکہ زانی پر حد ہے جواب دیں؟

جواب: دیکھئے مسئلہ پورا سامنے آ جائے تو بات ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے ہماری فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ ماں بہن سے نکاح کرنا تو اپنی جگہ پر رہا صرف اتنا کہنا کہ ماں بہن سے نکاح جائز ہے وہ اسی وقت کافر مرتد اور واجب القتل ہے کسی حنفی سے پوچھ لیں۔

اب اگلی بات سمجھیں فقہ حنفی اس پر زنا کی حد نہیں لگواتی بلکہ مرتد سمجھ کر قتل کرواتی ہے اور یہ کہتے ہیں نہیں مسلمان ہے حد لگائی جائے زنا کی قتل نہ کیا جائے۔

دلیل:

درمختار کے یہ الفاظ ہیں ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلاً امرأۃ لا تحل لہ۔ ابوداؤد میں بھی یہی سزا ہے قتل کی۔ حضرت ابو بردہؓ کو حضور علیہ ﷺ نے بھیجا

فلاں آدمی کو قتل کرآؤ اس نے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے تو قتل کرنا زنا کی حد نہیں ارتداد کی حد ہے اب یہ کہتے ہیں کسی غیر مقلد نے اپنی بہن سے نکاح کرلیا تو دونوں کو سو سو جوتے مارو تا کہ دوسری مرتبہ وہ پھر کرلے اور اگر خدانخواستہ فقہ حنفی نافذ ہو جائے اسی وقت دونوں کو قتل کردیا جائے گا۔ تو باقی بہنیں کس کا منہ دیکھیں گی تو غیر مقلدوں کی پیداوار ہی بند ہو جائے گی اس لیے وہ بچارے پریشان ہو جاتے ہیں اب دیکھیں پورا مسئلہ بتائیں تو وضاحت ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ دو مولوی صاحبان آ گئے دس بارہ اور آدمی بھی تھے درمختار کھولی دیکھو لکھا ہوا ہے حد نہیں ہے میں نے کہا آگے دیکھو کیا لکھا ہوا ہے تعزیر ہے میں نے کہا تعزیر کیا ہے؟ کہ دو تین طمانچے مار دو؟ کہنے لگا جی تعزیر تو اتنی ہوتی ہے میں نے کہا یہ قانون کی کتاب ہے یہاں اتنا ہے اگلا باب تعزیر کا ہے اس میں لکھا ہوا ہے قتل کیا جائے گا وہ کہنے لگا جی اسی کتاب میں لکھا ہے میں نے کہا جی ہاں اسی کتاب میں آگے لکھا ہے کہنے لگا وہ اب تک جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ ان کی کتابوں میں ایسے مسائل لکھے ہوئے ہیں پھر حد نہ ہونے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

مناظرہ راولپنڈی:

راولپنڈی کے مناظرہ میں انہوں نے یہ عبارت پیش کی اس قسم کی عبارتیں پیش کرتے رہتے ہیں حد نہ ہونے کا معنی کبھی تو کہتے ہیں جائز ہے اور کبھی کہتے ہیں گناہ نہیں تو میں نے وہاں بھی پوچھا آپ سے بھی پوچھتا ہوں کوئی آدمی شراب پی لے کتنی حد ہے اسی (۸۰) کوڑے اور اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حد ہے کوئی نہیں، اب اندازہ لگاؤ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حدیث میں کوئی حد نہیں۔ میں نے کہا یا تو حدیث دکھاؤ حد ہے یا پھر پی کر دکھادو کیونکہ آپ کا مطلب یہ ہوتا ہے اگر حد نہ ہو تو کام جائز ہے۔ تو دیکھئے پورا مسئلہ ہمارا یہی ہے نکاح کو اگر جائز کہہ دے تو کافر ہے مرتد ہے واجب القتل ہے علماء حضرات موجود ہیں فتح القدیر میں لکھا ہوا ہے ہمارے کسی مدرسہ سے فتویٰ منگوالیں لکھا

ہوا ہے وہ مرتد کا فرواجب القتل ہے، دوسری بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ نماز پانچ وقت پڑھتے ہیں فرض ہے اس کا حساب ہوتا ہے وہ تو آتی نہیں ان کو اور یہاں کسی نے ماں یا بہن سے نکاح کیا ہے؟ رقعہ آ گیا ہے ماں یا بہن سے نکاح جائز کہا ہے، کسی نے کیا ہے؟ تو اللہ کے بندو تم سے پوچھا جاتا ہے جو تم کر رہے ہو نماز سب سے پہلے پوچھی جاتی ہے نماز سکھا دو کیا ہے اور کس طرح پوری نماز پڑھی جانی چاہیے۔

سوال نمبر (۳)

امام شافعیؒ کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین فرض ہے اس کو ترک کرنے والا امام شافعیؒ کا منکر نہیں ہوگا اور اگر امام شافعیؒ کی تقلید کی جائے تو امام کی خلاف ورزی ہوگی اس سے بہتر ہے کسی کی تقلید نہ کی جائے، تو مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑ دی جائے یا حنفیوں والا شافعیوں والا مالکیوں اور حنبلیوں والا طریقہ ان کا تو آپ کو پتہ لگ گیا ہے نا کہ تقلید چھوڑنے کا مقصد یہ ہے نماز چھوڑ دی جائے دین اسلام کو خیر آباد کہہ دیا جائے۔

باقی دیکھئے اللہ پاک نے جتنے نبی بھیجے ہیں سارے برحق ہیں موسیٰ علیہ السلام برحق ہیں، عیسیٰ علیہ السلام برحق ہیں حضور ﷺ ہفتہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھتے تھے؟ نہیں تو موسیٰ علیہ السلام ہفتہ کی عبادت کرتے تھے آپ بھی ہفتے کی عبادت کرتے ہیں؟ نہیں کیوں وہ برحق نہیں تھے؟ اچھا آپ اتوار کو عیسیٰ علیہ السلام والی عبادت کرتے ہو؟ نہیں کیوں وہ برحق نہیں تھے؟ دیکھو برحق ہونا علیحدہ چیز ہے۔ برحق ہم سب کو مانتے ہیں جن مسائل میں ہمارا اماموں سے اختلاف ہے ہم ان میں اپنے مسائل کو ناسخ اور ان کے مسائل کو منسوخ اپنے مسائل کو راجح اور ان کے مسائل کو مرجوح کہتے ہیں۔

جس طرح منسوخ پر عمل جائز نہیں اسی طرح مرجوح پر عمل جائز نہیں چاروں اماموں کی تقلید چھوڑنے پر تو نماز ہی باقی نہیں رہے گی یہ تو آپ کو پتہ چل گیا نماز ہے ہی نہیں۔

سوال نمبر (۴)

غیر مقلدوں کے بانی کا نام مذہب کی اشاعت تاریخ کے حوالہ سے بتائیں؟

جواب:

ان کے بانی کا نام عبدالحق ہے جو بنارس میں رہتا تھا عبدالحق بنارسی۔ میاں نذیر حسین کے استاد مولوی عبدالخالق نے تنبیہ الضالین میں لکھا ہے سو بانی مبانی اس نئے بدعتی مذہب کا عبدالحق بنارسی ہے جو دھوکہ کے لئے شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں شامل ہوا تھا اور شاہ اسماعیل شہید نے اس کو جماعت سے نکال دیا تھا۔

بانی غیر مقلد کا عقیدہ:

دو باتیں اس کی شاہ اسماعیل شہیدؒ کو پہنچیں پہلی یہ کہ صحابہ کرامؓ سے ہمارا علم زیادہ ہے۔ (استغفر اللہ) اس لیے کہ حدیث کی کتابوں میں کسی صحابی سے ایک حدیث مروی ہے کسی سے دس مروی ہیں کسی سے بارہ مروی ہیں ہمیں تو ہزاروں حدیثیں یاد ہیں دوسری بات اس نے یہ کہی اگر حضرت عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر بے توبہ مری تو مرتد مری (معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ)۔

ایک دوسرے کا علم ناپنے کی ان کو عادت ہوتی ہے اس لیے یہ اکثر کہا کرتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کو تین حدیثیں یاد تھیں، کوئی کہتا ہے گیارہ یاد ہیں، کوئی بڑا ہی احسان کرے تو کہتا ہے سترہ یاد تھیں۔ میں کہتا ہوں منکرین حدیث بچے ہیں اگر امام صاحب کو سترہ حدیثیں یاد تھیں تو اس زمانے میں کسی کو اٹھارہ یاد نہیں تھیں بالکل پکی بات ہے کیوں اموی حکومت کی بھی کوشش یہ تھی امام ابو حنیفہؒ وزیر قانون بن جائیں عباسی حکومت کی کوشش بھی یہی تھی امام ابو حنیفہؒ قاضی القضاۃ کا عہدہ لے لیں تو حکومت اپنی رعایا میں جو سب سے تھوڑا پڑھا ہوا ہو اس کو وزیر قانون بناتی ہے؟ نہیں۔ جو سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ تو اگر کوئی امام اٹھارہ حدیثیں پڑھے ہوتے تو حکومت کو کیا ضرورت تھی امام ابو حنیفہؒ کی منت کرنے کی۔

لطیفہ: ایک غیر مقلد کہنے لگا امام صاحب کو تین حدیثیں آتی تھیں میں نے کہا تمہیں تیرہ سال تک نہیں نکلنے دیا اگر چار آتی ہوتیں تو تمہیں قیامت تک نہ نکلنے دیتے اب رہا یہ کہ امام صاحب کو آتی کتنی تھیں امام صاحب کا وصیت نامہ چھپا ہوا ہے ’’وصایا امام

اعظمؒ" کچھ امام یوسفؒ کو وصیتیں فرمائیں کچھ اپنے بیٹے حماد کو وصیتیں فرمائیں جو بیٹے کو وصیتیں فرمائی ہیں اُن میں اکیسویں وصیت میں فرمایا بیٹا اہلسنت والجماعت کو لازم پکڑنا یہی جماعت نجات پانے والی ہے (سبحان اللہ)

تیئس نمبر میں امام صاحب نے بیٹے کو پانچ حدیثیں سنائیں۔ پہلی حدیث سنائی کہ بیٹا ہمارے باپ حضور ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور انسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ اور دوسری حدیث سنائی کہ بیٹا اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اسلام لایعنی اور فضول باتوں سے روکتا ہے۔ تیسری حدیث سنائی بیٹا اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو (سبحان اللہ) پھر چوتھی حدیث سنائی کہ بیٹا حلال کھلا کھلا سناؤ کہ یہ حلال ہے حرام کھلا کھلا سناؤ کہ یہ حرام ہے بعض چیزوں میں شبہ ہوتا ہے دین بچاتا ہے تو شبہ والی چیزوں سے بھی بچیں۔ اور پھر پانچویں حدیث سنائی کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ پانچ حدیثیں سنانے کے بعد فرماتے ہیں بیٹا ان پانچ حدیثوں کو آئینے کی طرح رکھنا اور اپنے اعمال کا ان پانچ حدیثوں پر محاسبہ کرتے رہنا یہ پانچ حدیثیں ان پانچ لاکھ حدیثوں کا نچوڑ ہیں جو مجھے یاد ہیں۔

ایک کہنے لگا جی امام صاحب کو حدیث کم آتی تھیں امام بخاریؒ کے بارے میں سنا ہے ان کو تین لاکھ یا چھ لاکھ آتی تھیں میں نے کہا پھر جس کو چھ لاکھ آتی تھیں ایک رکعت نماز کا طریقہ تو بتا کر نہیں گیا اور جس کو تین لاکھ آتی تھیں ساری نماز پڑھنی سکھا گیا ہے تو اول تو نماز پوچھی جاتی ہے تو اگر چہ تین آتی تھیں ہمیں نماز پوری سکھا گیا ہے چاہے ایک بھی آتی ہو وہ ہمیں خدا کی عبادت مکمل طریقہ سے بتا گیا ہے اور ان کی کتاب میں ایک رکعت کا طریقہ بھی مکمل نہیں تو ہمیں کس کے پاس جانا چاہیے جو پوری نماز سکھائے یا جو تکبیر تحریمہ سے بھاگ جائے کیا خیال ہے پوری نماز سکھانے والا۔

واقعہ:

مولانا نے جو ابھی واقعہ سنایا ہے اس میں یہ بھی ہے جو پہلے مجھے سنایا ہے قاری

یحییٰ نے نماز حنفی امام کے پیچھے پڑھی پھر بعد میں لوٹائی اب دیکھیں ان کے بعض دوست ہماری مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان کو یہ بھی بتانا چاہیے کہ نماز تمہاری نہیں ہوتی مولوی صاحب کی نہیں ہوتی تو ان کی بھی نہیں ہوتی ہے حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان کا فتویٰ یہ ہے کافر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے (نزول الابرار) میں لکھا ہے اس لیے مولانا ثناء اللہ صاحب کا فتویٰ تھا مرزائیوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک مرزائیوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے:

مرزائی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے نزول الابرار میں صاف لکھا ہوا ہے کہ امام بے وضو ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو امام پر غسل فرض ہو پھر بھی پڑھ لیا کرو ہمارے مولانا معین الدین لکھنوی جو اوکاڑہ کے ان کے امیر ہیں ان کا ایک قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے ان سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا میں سفر میں تھا ایک مسجد نظر آئی میں وہاں چلا گیا نماز پڑھنے کے لئے جب صف میں کھڑا ہو گیا جماعت کے لئے سامنے لکھا ہوا تھا (مسجد احمدیہ) تو آٹھ دس آدمی وضو کر رہے تھے میں نے سوچا اگر چھوڑ کر چلا جاؤں یہ کہیں پٹائی نہ کریں میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اب نماز میری ہو گئی یا نہیں یا آئندہ کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو کیا کیا جائے مولانا نے فرمایا نماز ہو گئی کیونکہ ہماری نماز کا تعلق امام کی نماز سے ہوتا ہی نہیں ہم علیحدہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

نزول الابرار میں لکھا ہوا ہے ایک آدمی نے جماعت کرائی اور جماعت کے بعد کہا دیکھو بھائی میں کافر ہوں اب نماز ہو گئی لیکن یہ نہیں سمجھ آیا قاری محمد یحییٰ صاحب اس حنفی کو کافر سے بھی زیادہ بدتر سمجھتے ہیں اگر واقعۃً سمجھتے ہیں تو پھر اپنے دوسرے دوستوں کو بھی سمجھائیں کہ حنفیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے ان کی نہیں ہوتی تو ان کی کیسے ہو جاتی ہے اگر ان کی ہو جاتی ہے تو کم از کم نماز گھر آ کر دہراتے لوگوں کے سامنے تو نہ دہراتے جس مذہب کا مسئلہ ہو کہ کافر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اس کو نماز دہرانے کی کیا ضرورت ہے۔

سوال نمبر (۵) وقت غسل میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کیے جائیں اس کی کوئی حدیث ہے؟

جواب: مولانا نے فرمایا میرے علم میں نہیں۔

سوال نمبر (۶)

چار رکعت والی نماز میں احناف دو رکعت میں سورۃ فاتحہ کو واجب نہیں کہتے اگر کوئی آدمی صرف تسبیح پر اکتفا کرلے تو جائز ہے تو پھر لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر عمل کیوں نہیں؟

جواب:

لا صلوٰۃ ہے لا رکعۃ تو نہیں ہے نماز تو ایک ہوتی ہے اس لیے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے دوسری رکعت میں جو ہم واجب کہتے ہیں یہ بطور دلالۃ النص سے کہتے ہیں کیونکہ دو رکعتیں سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتیں تیسری چوتھی رکعت میں ہمارے پاس دلائل میں یہ نہیں کہ ابوحنیفہؒ نے کہا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت موجود ہے کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیح پڑھ لیا کرتے تھے اور ہمارا مسئلہ کیا ہے پہلی دوسری میں واجب ہے تیسری اور چوتھی میں سنت ہے، اگر کسی نے تیسری اور چوتھی میں نہ پڑھی تو خلاف سنت ہے ہاں اگر مسئلہ بتانے کے لئے نہ پڑھی تو گنجائش ہے۔

سوال نمبر (۷)

بخاری میں ہے حضور ﷺ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے آپ نے سجدہ کی نفی کا مطالبہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے آپ کو حدیث نہیں آتی ہے رفع یدین کے منع کی حدیث سنائیں؟

جواب:

بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور مجھے بخاری نہیں آتی یہ وضاحت کہ سجدہ کو جاتے ہوئے اور آتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ سوائے ابن جریج کے کسی اور کی روایت میں نہیں ہے، مدینہ، مکہ کا شان زیادہ ہے یا کسی اور شہر کا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفعل ذالک فی السجود یہ ترجمہ نہیں سجدہ کو جاتے آتے نہیں کرتے تھے۔ جیسے

آپ نے کئی مرتبہ دیکھا بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ مصیبت اور پریشانی ہو تو سجدہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس کی نفی ہے نہ کہ سجدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی۔

مکہ کے راوی اس حدیث کے سفیان ابن عیینہ جس کے الفاظ یہ ہیں لا یرفع بین السجدتین۔ بین السجدتین وہ جگہ ہے جہاں آپ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگا کرتے تھے تو معلوم ہوتا ہے رقعہ لکھنے والے کو بخاری نہیں آتی ہمیں الحمد للہ بخاری یاد ہے مکہ و مدینہ والی حدیثوں کو چھوڑ کر یہ بھاگ رہے ہیں۔

پچھلی دفعہ جب میں آیا تھا تو ایک مضمون لکھا تھا جس میں دس حدیثیں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور ان حدیثوں کو خود ان کے علماء نے صحیح کہا ہے۔ ہیں بھی آخری عمر کی حضرت وائل بن حجر اور حضرت مالک بن حویرث کی ہیں اور وہ فوٹو اسٹیٹ کرالیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ دس حدیثیں صریح ہیں اس بات کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور یہ صریح بھی نہیں اور آپ ان دس کو چھوڑ کر کیوں ان پر عمل کر رہے ہیں۔

سوال نمبر (۸)

آپ کے اشتہار میں لکھا ہوا ہے کہ آپ لالوکھیت میں شمشاد سلفی سے مناظرہ کے خوف سے فرار ہو گئے تھے۔ اگر یہ غلط ہے تو اس کے بارے میں کیس کیا جائے۔

جواب:

بات دراصل یہ ہے کہ لالوکھیت میں گیا تھا وہاں میری تقریر تھی جب میں نے تقریر ختم کی تو دو آدمی میرے پاس آگئے انہوں نے کہا آپ وقت دیں شمشاد سلفی سے مناظرہ کا میں نے کہا شمشاد سلفی کو نماز نہیں آتی اس لیے وہ نہیں سکھاتا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ آئیں اور جائیں اسٹام پر لکھ دیں کہ اگر شمشاد سلفی پوری نماز نہ سکھا سکا ہم حنفی ہو جائیں گے میں بھی لکھ دیتا ہوں اگر اس نے پوری نماز سکھا دی تو میں غیر مقلد ہو

جاؤں گا بس اتنی بات ہوئی ہے ادھر جب یہ بات ہوئی تو ان کے رنگ فق ہو گئے کیونکہ ہم انہیں بھی نماز پوری نماز آتی نہیں آپ دیکھو میں لالوکھیت میں تقریر کرنے کے لئے گیا تھا وہاں اگر میری شادی کر دیتے تو میں وہاں رہ جاتا آخر تقریر کر کے گھر تو جانا ہی ہوتا ہے اب میں تقریر کر کے گھر جاؤں پیچھے سے یہ اشتہار چھاپ دیں کہ فرار ہو گیا ہے اب اس کا کیا کیا جائے اس کا کوئی حل ہو گا کیا کیا جائے؟ مفتی لطیف صاحب کو پتہ ہو گا کیا کیا جائے۔

چیلنج

میرا چیلنج ہے ان کو نماز نہیں آتی حدیث سے اپنی نماز ثابت نہیں کر سکتے کسی مناظرہ کی کیسٹ سنا دیں. جس میں انہوں نے تکبیر تحریمہ سے لے کر آخر تک حدیث سے نماز ثابت کی ہو تو "یہ جیتے میں ہارا" میرے کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور یہ تکبیر تحریمہ سے ہی بھاگ جائیں. جس طرح یہاں بھاگ گئے ہیں تو میں ہارا کس چیز سے دیکھو جی میں کہوں وہ بھاگ گئے اور یہ کہیں میں بھاگ گیا تو بات برابر رہی نا، بات تو ہے نماز کی. جس میں انہوں نے تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک نماز حدیث سے دکھا دی ہو پھر مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور تمہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہارے تھے یا نہیں بلکہ مجھے یہ رقعہ لکھو تم ابھی غیر مقلد بنے ہو یا نہیں ٹھیک ہے نا، لیکن اگر وہ ایسی کیسٹ نہ دکھا سکیں پھر آپ پوچھیں بھائی کس بات پر ہارا ہے وہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوتا ہے بارہ سال ہو گئے بشیر حسیم صاحب نے ان چھ حدیثوں میں سے ایک کا جواب بھی نہیں دیا میں نے تین چار مرتبہ یاد دہانی کرائی جوان کو اگر بارہ سال میں مل گئی ہو تو لا دیں اور اگر نہ دیں میرا ان پر یہ قرض ہے مولانا بیٹھے ہیں ان کا جنازہ جائز ہو گا؟ اور کوئی ڈر نہیں تو اپنا جنازہ جائز کرا لو وہ حدیثیں پیش کر دو تا کہ میرا قرض اتر جائے اور آپ کا جنازہ جائز ہو جائے ورنہ میں آپ کی قبر پر بھی کھڑا ہو کر کہوں گا جنازہ جائز نہیں ہے یہ لوگ میرے مقروض مرے ہیں تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے ہم الحمد للہ اہلسنت والجماعت ہیں ہمارے امام کی پیشین گوئی قرآن مجید میں ہے شاہ فہد مکہ سے جھوٹ شائع کر رہا ہے یا سچ شائع کر رہا ہے؟ اس میں دو جگہ میں نے آپ

کو پڑھ کر سنا یا شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اب مخالف جو بات مان رہا ہو وہ بھی بات ہوتی ہے یا نہیں سیدنا امام اعظمؒ کو جو شان اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اب اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔

بخت نصر کا خواب:

کتاب التعلیم میں لکھا ہے۔ بخت نصر نے ایک دن خواب دیکھا میرے صحن میں ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا ہے اوپر سے ایک پتھر گرا اس نے درخت کو چورا چورا کر دیا نہ اس کی شاخ نظر آتی ہے نہ ٹہنی نظر آتی ہے نہ جڑ۔ ایک پتہ گرا ہوا ہے کہتا ہے میں دیکھتا ہوں وہ پتہ سبز ہو گیا تھوڑی دیر بعد اور پھیلنا شروع ہو گیا اتنا پھیلا کہ میں نے اس کے سائے میں ہر قوم کو کھڑا دیکھا بڑا حیران ہوا عجیب خواب ہے حضرت دانیال علیہ السلام سے تعبیر پوچھی آپ نے فرمایا وہ جو درخت اور جڑ ہے تو اور تیری قوم ہے اور وہ جو پتھر گرا تھا وہ خدا کی آخری کتاب ہے جو تیرے دین کو ختم کر دے گی اور وہ جو پتہ سبز ہوا تھا وہ تیری نسل میں ایک بچہ پیدا ہو گا جو امام ہو گا ساری دنیا اسی کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی چنانچہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی کی اولاد اور نسل میں سے ہیں تو جن کی اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمت بنائی ہو ثریا ستارے سے تشبیہ دی ہو۔ بھائی چاند پر تھوکنے سے تھوک اپنے اوپر ہی آتی ہے ساری دنیا دھول اڑانا شروع کر دے کیا چاند گدلا ہو جائے گا؟

مجدد الف ثانی کا قول:

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں امام اعظم کی گستاخی کرنے سے باز آ جاؤ سواد اعظم کا دل دکھتا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ثریا ستارہ کہا ہے اور ساری دنیا مل کر یہ عزت ان سے چھین نہیں سکتی۔

امام شعرانی کا واقعہ:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں شافعیؒ المذہب ہیں ایک دن انہیں کے مذہب کا آدمی آیا اس نے تین چار کاغذ دیئے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو

انہوں نے خود اپنا یہ واقعہ میزان الکبری میں لکھا ہے فرمایا کہ یہ کاغذ دے کر اس نے کہا میں نے کئی سال امام رازی کی کتابیں رکھ کر فقہ حنفی کی چند غلطیاں نکالی ہیں امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کی۔ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کیا فائدہ ہوگا تجھے، اوّل تو تیرے غلط کہنے سے غلط نہیں ہوگی۔ کیونکہ اگر دوسرے مجتہد کا اجتہاد خلاف ہو تو پہلے مجتہد کا اجتہاد غلط نہیں ہوتا اپنا اپنا اجتہاد ہے اور تیرا کہنا تو ایسے ہے جیسے جج کے فیصلہ کو تیلی جھوٹا کہے اس کی کیا قدر رہوتی ہے چلو بالفرض غلط بھی ہوں امام ابوحنیفہؒ کو تو اس میں اجر ملے گا۔ تو کیوں اپنا منہ کالا کر رہا ہے۔ حدیث میں ہے مجتہد کو خطاء پر بھی اجر ملتا ہے۔

لطیفہ:

ایک بادشاہ بڑا سخی تھا لیکن اس کا وزیر بڑا کنجوس مکھی چوس تھا تو ایک آدمی گیا دکان پر ہوٹل سے ایک پیسے کی دال لی تو اس میں مکھی مری ہوئی تھی اس نے کہا اس میں مکھی مری ہوئی ہے دکاندار نے کہا ایک پیسے کی دال ہے اس میں تو مکھی مرے گی ہاتھی تو نہیں مر سکتا تو امام غزالیؒ نے بڑے عجیب وغریب واقعات لکھے ہیں ایک کنجوس دوسرے کنجوس کو ملا پوچھا بھائی کیا حال ہے اس نے کہا میں بڑا فضول خرچ ہوگیا ہوں اس نے کہا کتنا کہنے لگا ہر مہینہ میں ایک پیسہ کا گھی لیتا ہوں اور اسے برتن میں ڈال لیتا ہوں اسے دکھا دکھا کر لقمہ کھاتا رہتا ہوں کھانا کھا کر ڈھکن اتار لیا اور انگلی لگا کر تھوڑا سا مونچھوں کو لگا لیا تاکہ دماغ تر رہے دوسرے کنجوس نے کہا کمبخت تیری دنیا بھی گئی تیرا دین بھی گیا قرآن میں نہیں پڑھا فضول خرچ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں تو اپنا بھی دشمن ہے اپنی ستر نسلوں کا بھی دشمن بن گیا ہے فضول خرچی کر رہا ہے اس نے کہا میں نے آج تک ایک پیسے کا گھی نہیں لیا۔ کیوں کیا تیرا دل نہیں کرتا اس نے کہا کرتا ہے پھر کیا کرتا ہے کہنے لگا روٹی بغل میں لے لیتا ہوں گلیوں میں پھرتا ہوں جہاں اچھے مصالے کی خوشبو آتی ہے وہاں روٹی کھاتا ہوں اور خوشبو سونگھتا رہتا ہوں تو وزیر جو تھا جب بادشاہ ایک دن پیسہ خرچ کرتا اس کو سات دن چیکس لگتے خود نہیں کیا بادشاہ نے خرچ کیا ہے۔

ایک دن شاعر آیا اس نے بادشاہ کی شان میں نظم پڑھی بادشاہ خوش ہوا اس نے کہا اس کو ایک ہزار روپیہ انعام میں دو جب ادھر وزیر پر نظر پڑی تو وہ بیچارہ ہاتھ پیٹ پر رکھ کر بیٹھا تھا اور کہا اچھا میں مر رہا ہوں بادشاہ نے کہا بھرے لوگوں میں میری عزت رکھواؤ اس نے کہا ٹھیک ہے دے دو میں مر رہا ہوں بادشاہ کو کہا شاید یہ شاعر کسی کی نظم چوری کر آیا ہو پھر بادشاہ نے کہا بتاؤ کیا حل ہے وزیر نے کہا شاعر کو کہو وزیر کی ایک بات کا جواب دو پھر پتہ چلے گا تو عقلمند ہے پھر ہزار روپیہ ملے گا بادشاہ نے کہہ دیا اس نے کہا ٹھیک ہے جی وزیر صاحب سوال پوچھ لے سوال کیا کہ بادشاہ کے سارے جسم پر بال ہیں ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں اس نے کہا جی اللہ نے بادشاہ کو بڑا سخی پیدا کیا ہے سخاوت کر کے بال جل گئے ہیں یہ بھی بادشاہ کی تعریف تھی بادشاہ نے کہا بھائی اس کو دو ہزار ملنے چاہئیں ''یک نہ شد دو شد'' وزیر نے کہا جی ایک اور سوال رہتا ہے میری ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں اس نے کہا بادشاہ سخاوت کرتا ہے تو جلتا ہے تو حسد سے ہتھیلیاں ملتا ہے اس لیے بال سارے جل گئے ہیں۔ اور اسی طرح یہاں یہی حال ہے اللہ تعالیٰ امام صاحب کو اجر دے رہے ہیں امام صاحب اجر لے رہے ہیں اور یہ بیچارے حسد کی وجہ سے ہتھیلیاں مل رہے ہیں قیامت کو کیا بنے گا ہم تکبیر تحریمہ سے بھاگنے والے وہ پوری نماز سکھا گیا کیسے کھڑے ہوں گے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کہ مقابلہ میرا کرتے اور آتی تکبیر تحریمہ نہیں تھی عجیب بات ہے مقابلہ کے لئے ہمت تو ہونی چاہیے لیکن گھر جا کر بیچارہ کہتا ہوگا اور مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی بھی یہی شعر پڑھتے آئے ہوں گے ؎

کیا شوخیاں دکھائے گا اے نشتر جنوں
مدت سے ایک زخم جگر ہی نہ چھل، سکا

مولانا عبدالغنی طارق ان کے مذہب پر تکبیر پھیر آئے ہیں اب وہ انشاء اللہ قیامت تک زندہ نہیں ہوسکتا اشتہار جھوٹے دے سکتے ہیں یہ بھی بھاگ گیا وہ بھی بھاگ گیا۔

سوال نمبر (۹)

یہ لکھا ہے امام ابوحنیفہؒ سے پہلے لوگ کن کی تقلید کرتے تھے؟

جواب:

میں آپ سے پوچھتا ہوں امام صاحبؒ سے پہلے کون سی کتاب پڑھتے تھے بخاری مسلم ترمذی؟ یہ تو تھی نہیں حدیثیں یقیناً تھیں لیکن ان کو رواہ البخاری نہیں کہا جاتا تھا رواہ مسلم نہیں کہا جاتا تھا انہوں نے جمع کر دیا۔ قاری عاصم کی قراءۃ ضرورت تھی اس وقت بھی لیکن قاری عاصم تھے نہیں جیسے بخاری کی حدیث کہنا درست ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں بخاری سے پہلے حدیث تھی ہی نہیں کوئی مانتا ہی نہیں تھا۔

دیکھو حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں حضرت معاذؓ کی تقلید ہوتی رہی یا نہیں؟ یمن والے عربی تھے ہم سے زیادہ قرآن کو سمجھتے تھے لیکن وہ بھی حضرت معاذؓ کی تقلید کر رہے ہیں اپنی طرف سے اجتہاد نہیں کر رہے حضرت کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تقلید ہوتی رہی مکہ میں ہزاروں فتویٰ ان کے ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں موجود ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مسئلہ بتایا ہے بطور دلیل کے قرآن وحدیث بیان نہیں کیا اور سننے والوں نے بغیر مطالبہ کے عمل کیا اسی کا نام تقلید ہے مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید ہوتی تھی بخاری شریف میں ہے کہ مدینہ کے لوگ حج کرنے گئے ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے حضرت زیدؓ کے خلاف بتایا انہوں نے کہا ہم اپنے امام زید بن ثابت کا قول نہیں چھوڑیں گے یہی تقلید شخصی ہے۔

کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید ہوتی رہی ان کے اقوال سینکڑوں موجود ہیں بصرہ میں حضرت انسؓ کی پھر تابعین ہیں ان میں حضرت عطاء کی مصنف عبدالرزاق بھری ہوئی ہے حضرت عطاء کے فتویٰ سے اور کوفہ میں ابراہیم نخعی کی، کتاب الآثار ابی یوسف اور امام محمد بھری ہوئی ہے۔ بصرہ میں حضرت حسن بصری کی، اور مدینہ میں حضرت مجاہد اور سعید بن مسیبؒ کی تو پہلے ان کی تقلید ہوتی تھی مگر چونکہ فقہ مدون نہیں ہوئی تھی جیسے بخاری مسلم وغیرہ لکھی ہوئی نہیں تھی تو بخاری مدون ہونے کے بعد بخاری کے نام سے پڑھائی جانے لگی اور اسی طرح جب فقہ مدون ہوگئی پھر اسی نام سے پڑھائی جانے لگی۔

سوال نمبر (۱۰)

سعودیہ والی کتاب تو مانتے ہیں لیکن سعودیہ والی نماز کیوں نہیں مانتے سعودیہ والے رفع یدین تو کرتے ہیں۔ وہ تو شافعیؒ المسلک ہیں مولانا نے فرمایا جب میں عمرہ کرنے کے لئے گیا تو پہلی صف میں صرف چار آدمی رفع یدین کر رہے تھے کتنی لمبی صف ہوتی ہے اور ان چار میں شاید کہ ایک شیعہ ہو ایک شافعی ہو ایک حنبلی ہو ایک غیر مقلد ہو باقی ساری صف والے نہیں کر رہے تھے دیکھو مکہ اور مدینہ مرکز ہے سب کا۔ حاجی صاحبان بیٹھے ہیں وہاں ہاتھ چھوڑنے والے بھی جاتے ہیں ہاتھ باندھنے والے بھی جاتے ہیں کیونکہ مرکز میں سب چلے جاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ مکہ کو بنے ہوئے دس سال ہوئے ہیں یا پہلے سے آرہا ہے؟ امام صاحب کے دور سے لے کر ۱۳۴۵ تک پورے تقریباً بارہ سو سال وہاں حنفی خدمت کرتے رہے ہیں عباسی دور میں سب ائمہ مدرس قاضی حنفی رہے ہیں اس دور میں مکہ مکہ تھا ہم تاریخ سے دکھاتے ہیں نمبروار حنفیوں نے حج کرائے وہاں رہے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد کہ وہ کان لایجتھد و لایقلد نہ اجتہاد کرنا جانتا ہو اور نہ وہ تقلید کرتا ہو امام خطیب نہیں مدرس نہیں مسجد کا خادم نہیں کسی گلی کا عام آدمی ہو آپ ثابت کریں فی آدمی ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اس کے بعد دو سو سال خوارزمی رہے دو سو سال سلجوقی رہے وہ بھی کٹر حنفی تھے ایک فرق سمجھیں کہ بڑوں کے حوصلے بڑے ہوتے ہیں چھوٹوں کے حوصلے چھوٹے ہوتے ہیں حنفی کیونکہ بڑی جماعت تھی انہوں نے چھوٹوں کے مصلی بچھا دیئے چھوٹے آئے تو انہوں نے بڑوں کے مصلی اٹھا دیئے تو حوصلہ کی بات ہے اس کے بعد پانچ سو سال خلافت عثمانیہ رہی ترکی خلافت وہ سب کے سب حنفی تھے۔

ایک کہنے لگا جی اللہ کا شکر ہے آٹھ سو سال تک چار مصلے رہے ہیں اب ایک ہو گیا ہے۔ میں نے کہا چار تھے اس وقت بھی تمہارا کوئی نہیں تھا اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔

جب چار تھے تو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی تھے اب ایک ہے تو حنبلی ہے کبھی وہاں کے کسی آدمی نے یہ کہا ہو حنفی نماز صحیح نہیں پڑھتے کہا ہو تو لاؤ۔

یہ جو یہاں شور مچاتے ہیں وہاں سے لکھوالائیں حنفی جو نماز پڑھتے ہیں صحیح نہیں ہے لکھوالائیں پھر ان کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے دیکھو ایک ہوتا ہے خاصہ ایک ہوتا ہے عرض عام رفع یدین ان کا خاصہ نہیں عرض عام ہے۔ یہ تو شوافع میں بھی ہے خاصہ ان کا آٹھ تراویح ہے لیکن وہ آٹھ کو نہیں مانتے خاصہ ہے اونچی نماز جنازہ پڑھتے ہیں لیکن وہ اس کو نہیں مانتے۔

لطیفہ:

مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی خان پور والے سنا رہے تھے ایک جنازہ پر گئے امام نے اونچی اونچی فاتحہ پڑھنی شروع کر دی لوگ جو کھڑے تھے وہ پریشان ہوئے بعض لوگوں نے آوازیں دینا شروع کر دیں مولوی جی نماز نہیں جنازہ ہے نماز نہیں جنازہ ہے انہوں نے سمجھا مولوی صاحب نے نماز شروع کر دی ہے حاجی صاحبان بیٹھے ہیں ان سے پوچھو وہاں اونچی آواز سے جنازہ پڑھتے ہیں؟ نہیں آہستہ پڑھتے ہیں وہ تین طلاق کے بعد بیوی کو حرام کہتے ہیں اور یہ حلال کہتے ہیں ان میں اور ان میں تو حلال حرام کا فرق ہے آج تک انہوں نے تقلید کو شرک نہیں کہا اور یہ شرک کہتے ہیں۔

انہوں نے آج تک حنفی لوگوں کی نماز کو غلط نہیں کہا ایک دو باتیں تو ان کی بھی مرزائیوں سے ملتی ہیں تو جب ان کی باتیں مرزائیوں سے ملتی ہیں تو کیا ایک دو باتوں سے مرزائی بھی ان کو کہا جائے گا، خاصوں پر فیصلہ ہوا کرتا ہے عرض عام پر فیصلہ نہیں ہوتا۔

لطیفہ:

ایک دو باتوں سے دھوکہ دینا تو ایسے ہے جیسے ایک آدمی بچارہ پہلی مرتبہ سیر کے لئے جا رہا تھا ٹکٹ لیا اس نے۔ تو ٹکٹ لے کر پوچھا نشانی کیا ہوتی ہے میں نے گاڑی دیکھی نہیں ہے اس نے نشانی بتلائی کالا انجن ہوتا ہے اور دھواں نکلتا ہے وہ باہر نکلا تو دیکھا آدمی کالا سوٹ پہنے سگریٹ پی کر دھواں نکالتا ہوا جا رہا تھا۔

چھلانگ لگائی اور اس کے اوپر بیٹھ گیا وہ بچارہ دیکھے اس نے کہا اتر اس نے کہا ٹکٹ دیکھ ٹکٹ لے کر چڑھا ہوں بغیر ٹکٹ کے نہیں چڑھا تو کیا واقعی وہ گاڑی بن گئی تھی ہمارا

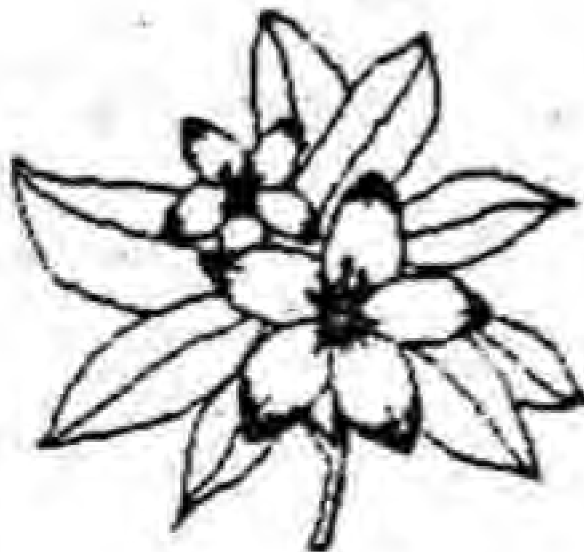
تو ان سے بڑا مطالبہ یہ بھی ہے کہ ان کا نام بھی حدیث میں نہیں ہے۔

سوال نمبر (۱۱)

کسی نے سوال کیا حضور ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ترکت فیکم امرین تو اس میں کسی امام کا ذکر تو نہیں ہے یہی ترکت امرین جو ہے بغیر سند کے موطا میں ہے اور اس سے اگلی حدیث ہے سند کے ساتھ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ہم نے دونوں کو مانا کہ کتاب وسنت پر عمل کر لیں جس طرح فقہاء نے بتایا، اور یہ کچھ حدیثیں بیان کرتے ہیں اہلحدیث جنت میں جائیں گے ان کا کچا چٹھا میں نے اس رسالہ میں بیان کر دیا ہے۔

یہ دھوکہ سے جھوٹی حدیثیں سناتے ہیں جھوٹی حدیثوں سے بچنا چاہیے۔ یہ رسالہ لیتے جائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.



فقہ کی اہمیت اور مقام

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ ولا رسالۃ بعدہ. امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون.

صدق اللہ العظیم. رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی. رب زدنی علما وارزقنی فھما سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

دوستو بزرگو!

آپ نے اشتہار میں پڑھا، فقیہ الامت کانفرنس۔ اس لیے میں نے آیت فقہ والی پڑھی ہے۔ پہلے تو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ فقہ کہتے کسے ہیں۔ پھر اس کی ضرورت ہے یا نہیں. تیسری بات یہ ہے کہ فقہ کی ضرورت تو ہے فقہ کہیں موجود ہے یا نہیں۔ جو بھی کام کرنا ہوتا ہے اس میں تقسیم کار ہوتی ہے کوئی کام ضروری ہوتا ہے اور کوئی غیر ضروری ہوتا ہے دیکھئے آپ نے ابھی عشاء کی نماز پڑھی ہے اس میں سبحانک اللھم بھی، فاتحہ بھی پڑھی ہے سبحان ربی العظیم بھی پڑھی ہے یہ سارے ایک ہی درجے میں ہیں یا ان کے درجے الگ الگ ہیں؟ حدیث کی کتاب میں ہے کہ سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ

نے اس طرح وضو کا طریقہ بیان فرمایا تین مرتبہ چہرہ دھویا تین مرتبہ کلی کی اسی طرح پورا وضو پاؤں دھونے تک حدیث میں آتا ہے۔ اب یہی وضو کا طریقہ آپ فقہ کی کتاب میں دیکھیں گے تو ایک ہی چیز آپ کو زائد نظر آئے گی۔

فقہ کیا ہے؟

کہ اس میں کون سا کام فرض ہے کون سا واجب ہے کون سا سنت ہے حدیث کی کتاب میں اگر آپ تلاش کرنا چاہیں تو نہیں ملے گا کہ کلی کرنا سنت ہے اور چہرہ دھونا فرض ہے۔ تو آپ کو پتہ چلا کہ فقہ اور حدیث میں کیا فرق ہے؟ فقہ میں ایک ایسی زائد چیز ہوتی ہے جس کو جانے بغیر حدیث پر عمل ہی نہیں ہوتا۔ اسی طرح آپ نے عشاء کی نماز پڑھی، چار سنتیں پڑھیں، چار فرض پڑھے، دو سنتیں پڑھیں، تین وتر پڑھے اور دو نفل پڑھے اور ان میں فرق ہے کوئی سنت، کوئی فرض، کوئی واجب، کوئی نفل۔ حضرت محمد ﷺ نے یہ چاروں چیزیں ادا فرمائیں۔ فرض، واجب، سنت، مگر لیکن اگر آپ حدیث میں تلاش کرنا چاہیں کہ ہر ہر کام کا حکم کہاں لکھا ہے تو یہ آپ کو نہیں ملے گا۔ لیکن امت کا اجماع سب کا اتفاق ہے کہ درجہ بندی سب میں ہے، ایک آدمی نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔ دوسری نے اشراق کی نماز نہیں پڑھی۔ کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ دونوں کا گناہ ایک ہے فجر کی نماز چھوڑنے والا یقیناً گنہگار ہے۔ اور اشراق کی نماز چھوڑنے والا گنہگار نہیں ہے۔ جس طرح کچھ چیزیں مامورات ہیں اور کچھ منہیات ہیں اور کچھ مباحات ہیں، کہ جن کے کرنے نہ کرنے کا گناہ و ثواب نہیں، تو مامورات میں درجہ بندی ہے ایمان کا درجہ سب سے زیادہ ہے، ایک آدمی میں ایمان ہی نہیں ابوجہل ہے وہ خانہ کعبہ تعمیر کر رہا ہے کیا اسے ثواب ملا؟ اور ایک آدمی میں ایمان ہے وہ رحیم یار خان کی ایک مسجد میں تھوڑا سا حصہ ڈال لیتا ہے اسے ثواب ملا یا نہیں؟ یقیناً ملا۔ ایک بے ایمان ہے وہ حاجیوں کو پانی پلا رہا ہے کیا اسے ثواب ملے گا؟ نہیں۔ ایماندار ہے گناہگار ہے لیکن کتے کو پانی پلا رہا ہے اس کو اجر ملے گا، تو اب ہر آدمی جانتا ہے کہ ان میں درجہ بندی ہے۔ تمام فقہاء کا اجماع ہے اسی لیے وہ نماز کے بارے میں بھی الگ

الگ تھے کہ فلاں رکعت میں اتنے فرض ہیں، اتنے واجب ہیں، اتنے مستحب ہیں نماز میں اتنی چیز فرض ہیں، اتنی سنت ہیں سب کا اتفاق ہے۔ امام شافعیؒ کی فقہ اٹھالیں۔ امام احمد، امام مالک کی فقہ اٹھالیں اپنے امام صاحب کی فقہ اٹھالیں۔ سب میں درجہ بندی ہے اب جو لوگ کہتے ہیں ہم فقہ کو نہیں مانتے۔

فقہ کی ضرورت:

ہم ان سے پوچھتے ہیں، کہ اچھا آپ بتائیں کہ نماز میں کل کتنی سنتیں ہیں؟ وہ حدیث میں دکھا نہیں سکتے، اب انہوں نے طریقہ کیا اختیار کیا کہ ہم سرے سے ان کو مانتے نہیں۔ کوئی چیز نہ فرض ہے، نہ سنت ہے، نہ واجب ہے یہ سب ایک درجے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتایا کہ یہ عقیدہ ابوجہل کا تھا کہ اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ۔ ایمان بھی نیکی ہے، مسجد تعمیر کرنا نیکی ہے، حاجیوں کو پانی پلانا بھی نیکی ہے وہ سمجھتا تھا کہ تمام نیکیاں ایک درجہ میں ہیں اس لیے وہ سمجھتے کہ ہم نے دو نیکیاں کی ہیں اور آپ نے ایک نیکی ایمان والی کی ہے خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ حاجیوں کو پانی پلالیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ دونوں نیکیاں تو ایمان کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں اگر ایمان نہیں تو وہ سرے سے نیکیاں کہلا ہی نہیں سکتیں۔ ابوجہل ان سب کو برابر سمجھتا تھا کہ ایمان لانا، خانہ کعبہ تعمیر کرنا، حاجیوں کو پانی پلانا یہ سب ایک ہی درجے کی نیکیاں ہیں جیسا کہ آجکل غیر مقلدین دعو کہ دیتے ہیں۔ لیکن اہل سنت کے ہاں ایک آدمی نے تہجد نہیں پڑھی اور ایک نے جمعہ نہیں پڑھا۔ وہ دونوں کے گناہ میں فرق کرتے ہیں اور یہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان دونوں کی کوتاہی میں فرق ہے اسی طرح منہیات میں ہے کہ ایک نے غیر محرم کو دیکھا اور ایک نے حقیقی طور پر بدمعاشی کی اس میں آپ فرق کرتے ہیں یا نہیں؟ کرتے ہیں۔ آپ روزانہ ان سے سنتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ کبھی یہ بھی سنا کہ جو سبحان ربی العظیم نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ ایک ہی درجے میں ہیں تو سب کا حکم ایک ہی ہونا چاہیے جب ایک درجہ میں نہیں یقیناً درجے مختلف ہیں تو وہ درجے ہمیں کتاب سے ملیں گے

فقہ کی کتاب سے۔ وہ حدیث میں نہیں ملیں گے۔

فقہ کو نہ ماننے کا بہانہ:

فقہ کو نہ ماننے کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جی یہ حدیث میں نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں اگر نہیں تو اجماع میں تو آ گیا کہ درجہ بندی یقیناً ہے اور اجماع کا ماننا بھی ضروری ہے اور اگر کوئی ضد کرے کہ میں اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو قرآن یا حدیث میں نہ آئے تو پہلا ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ آج کے بعد کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف نہ کہنا کیونکہ دنیا میں ایک بھی حدیث نہیں جس کو اللہ یا رسول اللہ نے صحیح یا ضعیف کہا ہو۔ وہاں آپ امتیوں کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ امتیوں نے اپنی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہا ہو مانتے ہیں۔ تو یہاں آپ کیوں نہیں مانتے رہا یہ کہ بالکل ہی نہیں ہے بات غلط ہے۔

ایک مثال:

دیکھئے ایک آدمی عبدالقیس کے قبیلے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اسے پانچوں ارکان سکھائے کہ پانچ نمازیں پڑھنی ہیں اور اس نے ہر دفعہ پوچھا ھل علی غیرہ کیا اس کے علاوہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا لا الا ان تطوع نہیں بلکہ جو تو اس پر اضافہ کر دے نفل پڑھے تو پڑھ سکتا ہے۔ تو فرض اور نفل دو درجے تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمائے۔

جب یہ بیان فرمائے چلو یہ دو درجے آپ حدیث کے عمل میں دکھا دیں، یہ فرض ہے کلی کرنا اور یہ نفل ہے ناک میں پانی ڈالنا، ہمارے ہاں یہ جو چار ہیں وہ ثبوت کے اعتبار سے ہیں۔

چار کا ثبوت:

اگر یقینی ثبوت ہمارے پاس پہنچ گیا تو ہم اسے فرض کہیں گے اگر کوئی شبہ پڑ گیا تو اس کو واجب کہیں گے تا کہ اس میں درجہ بندی قائم رہے تو افل میں دو قسمیں اس لیے کی گئیں کہ بعض نوافل وہ تھے جس کو حضرت محمد ﷺ ہمیشہ ادا فرمایا کرتے تھے اس کو امتیازی شان کے لئے سنت مؤکدہ کہا۔ اور جو کبھی کبھار ادا کیا کرتے، اس کو امتیاز کے لئے مستحب

کہا جاتا ہے۔ ثبوت سب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو فقہ کہتے کسے ہیں کہ ایک ایک جو عمل ہم کرتے ہیں اگر نظر بھی اٹھائیں تو اس کا پتہ چلے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، گناہ ہے یا ثواب ہے اور اگر مباح ہے تو اس کا حکم بھی لکھا ہوا ہے نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے۔ ہم جو قدم بھی اٹھائیں اس کا بھی حکم لکھا ہے۔ اگر نیکی کی طرف اٹھایا ہے، میدان جہاد میں آگے بڑھایا ہے، نماز کی صف پورا کرنے کے لئے آگے بڑھایا ہے تو یہ اللہ کو بہت پیارا ہے۔ اور اگر پیچھے ہٹایا ہے تو یہی قدم وبال بن جائے گا قیامت کے دن۔ تو اس لیے ہم جو کام بھی کرتے ہیں تو اس کا یقیناً دین اسلام میں کوئی نہ کوئی حکم ہے اب اس طرح احکام کی ہمیں ضرورت ہے تو تمام احکام ہمیں فقہ سے معلوم ہوئے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ اگر پتہ نہ چلے تو کیا ہوگا؟ بھائی پتہ چلنا اسلئے ضروری ہے (یہ تو پہلی بات میں نے بتائی کہ فقہ کہتے کس کو ہیں) وہ سارے اعمال حدیث میں آگئے ان میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ چار فرض ہیں گیارہ سنت ہیں بھائی اس کی ضرورت یہ ہے کہ انسان بھول جاتا ہے اب اسے پتہ کرنا ہے کہ اگر بھول کر فرض رہ جائے تو نماز ٹوٹ گئی۔ واجب رہ جائے تو سجدہ سہو کرنا ہے۔ اگر سنت رہ گئی تو نماز ہو گئی لیکن اس سنت کا ثواب نہیں ملا اگرچہ گناہ بھی نہیں ہے کیونکہ یہ بھول کر ہوا ہے ابھی پتہ چلے گا کہ جہاں ہم بھولے ہیں یہ فرض تھی یا واجب تھی اگر کوئی ضد کرے کہ یہ الفاظ ہم نہیں مانتے تو ہم لفظوں پر ضد نہیں کرتے، ہم یہی پوچھتے ہیں کہ سبحان ربی العظیم بھول کر چھوڑ دے تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ وہ کہے کہ ہو گئی، اچھا پھر حدیث میں دکھادو ایک نے کہا نہیں ہوئی، تو حدیث میں دکھادو آخر مسئلہ تو پیش آئے گا۔

فقہ کی ترتیب:

البتہ فقہاء نے جس طرح حساب دانوں نے سارے حساب کو قاعدوں میں بند کر دیا۔ اس طرح فقہاء نے دین اسلام کو قاعدوں میں بند کر دیا۔ یہ فرض کے درجے میں ہے، یہ واجب کے درجے میں ہے، یہ سنت کے درجے میں ہے تو جب ہم بھول جاتے ہیں یا بوقت ضرورت ہمیں ضرورت پڑ جاتی ہے مثلاً اب پانی تھوڑا ہے اگر ہم وضو شروع کر لیں تو منہ دھونے تک وضو کر لیں گے پھر پانی ختم ہو جائے گا (کلی تین دفعہ کر لی) اگر ہمیں پتہ ہے

اس میں فرض اتنے ہیں تو ہم فرض پورے کرلیں گے وضو ہمارا ہو جائے گا تو ضرورت اور بھول ہمیں لگی ہوئی ہے تو ہمیں ان احکام کے لئے درجہ بندی کی ضرورت ہے منہیات میں درجہ بندی کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس درجہ کا گناہ کیا اس قسم کی توبہ کرلی جائے، اور یہ درجہ بندی سوائے فقہ کے کسی اور جگہ میں نہیں ملے گی، اس لیے پہلے انہوں نے انکار کیا پہلے تو ہم نہیں مانتے وضو میں اتنے فرائض، اتنی سنتیں ہیں ہم نے کہا نماز کی رکعتوں میں تو مانتے ہیں دیکھو چار رکعتیں انہوں نے پڑھیں آپ نے پوچھا انہوں نے کیا پڑھا نفل پڑھی ہیں ہر رکعت ایک ہی جیسی تھیں یا یہ نیت کرلیں گے چار رکعت نماز نہ فرض، نہ سنت، نہ نفل، اللہ اکبر لیکن اب حدیث میں آتا ہے قیامت میں پہلے فرائض کا حساب ہوگا اور اس کی کمی سنتوں اور نفلوں سے پوری کی جائے گی اب حنفی، مالکی، شافعی سب کو پتہ ہے یہ سنتیں ہیں یہ فرض ہیں یہ نفل ہیں جب اعلان ہوگا کہ فرائض کا حساب ہو رہا ہے تو سب چلے جائیں گے حنفی مالکی شافعی اور یہ بیٹھے سر ہلاتے رہیں گے کہ فرض ہمیں پتہ نہیں کیا ہے، اچھا بھائی اب سنتوں کا حساب ہو رہا ہے تمام حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ان کی فقہ میں سنتوں نفلوں کا ذکر موجود ہے، لیکن یہ وہاں بیٹھے سر ہلاتے رہیں گے گویا ان کو بغیر حساب کتاب کے بھیج دیا جائے گا کہاں؟ جہاں کے یہ حق دار ہیں اور سب کہتے جائیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر کاش ہم فقہاء کی بات سمجھ لیتے یا سن لیتے تو آج ہمیں دوزخ کے اندر جانا نہ پڑتا۔

درجہ بندی فقہ سے معلوم ہوئی:

فقہ اس کو کہتے ہیں آپ کو ہر عمل کی درجہ بندی معلوم ہو جائے یہ کس درجہ کی نیکی ہے، جس طرح آپ کے ملک میں کرنسی ہے ایک روپیہ کا نوٹ ہے ایک پانچ کا ہے ایک دس کا ہے اسی طرح یہ نیکیاں آخرت کی کرنسیاں ہیں جس طرح آپ سعودیہ جائیں تو کرنسی چینج کرانی پڑتی ہے وہاں کا ریال لینا پڑتا ہے اس دنیا میں جو کماتے کھاتے ہیں اور دنیا میں کرنسی خرچ کرلیں اور باقی تبدیل کراتے رہیں آخرت کے بینک میں جمع کراتے رہیں وہاں آپ کو یہ فرض نفل سب کچھ ملے گا اور جس کی جیب میں یہ کرنسیاں نہیں ہوں گی۔

مولانا رومی کا مقولہ:

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ پچھتاوا اس کو ہوگا، فرماتے ہیں

بش آں راچدہ کہ آں گندہ کرد کیسۂ وست را دل پراگندہ کرد

کہ بازار جتنا بھرا ہوا اتنا خالی جیب والے کا دل پریشان ہوتا ہے کبھی ایک چیز پر نظر پڑتی ہے کہتا ہے کاش میرے پاس پیسے ہوتے میں یہ خریدتا، اپنے لیے لیتا، بیوی بچوں کے لئے خریدتا لیکن جن لوگوں کے پاس کرنسی ہوگی ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ ان کو ثواب عطا فرمائیں گے۔ اور جنہوں نے سرے سے اس کرنسی کا انکار ہی کر دیا ہے کہ ہم مانتے ہی نہیں چنانچہ ان کے مولوی صاحب حاصل پور میں تقریر فرما رہے تھے تو رات کو میری تقریر تھی تو صبح آدمی ان کے ہاں چلے گئے جمعہ کی نماز میں، وہ رات سن کر گئے تھے کہ یہ فرض سنت کو نہیں مانتے تو میں نے کہا تھا کہ ان سے پوچھنا کہ ظہر کی رکعتیں کتنی ہیں، عشاء کی کتنی ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ جی ظہر کی جو نماز ہے اس میں فرض کتنے ہیں، سنتیں کتنی ہیں، نوافل کتنی ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ بتادیں تو پھر پوچھنا کہ فرض کی تعریف کیا ہے، سنت کی تعریف کیا ہے، نوافل کی تعریف کیا ہے، فرض کا حکم کیا ہے سنت کا حکم کیا ہے، نوافل کا حکم کیا ہے۔ اب اسے ڈر تھا کہ یہ اگلا سوال بھی پوچھے گا۔ یہاں بھی پوچھے گا کہ فرض کا لفظ دکھاؤ، سنت کا لفظ دکھاؤ اس نے چٹ پھاڑ کر پھینک دی اس نے پھر چٹ دی اس نے پھر پھینک دی وہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا کہ مولانا میں ایک ضروری مسئلہ پوچھ رہا ہوں کہ ہم جو نماز پڑھتے ہیں تو کیا سمجھ کر پڑھیں کہ فرض پڑھ رہے ہیں یا سنت، اس نے کہا کہ آپ شرارت کرتے ہیں اس نے کہا کہ نہیں شرارت نہیں ضرورت ہے۔ آپ کو شرارت اور ضرورت کا فرق نہیں آتا۔ یہ جو آپ کے ساتھی بیٹھے ہیں یہ بھی پڑھتے ہیں پتہ نہیں کیا پڑھتے ہیں ان کو پتہ چلنا چاہیے کہ کیا پڑھنا چاہئے۔ آخر دو تین غیر مقلد بھی کھڑے ہو گئے کہ مولانا یہ تو ضرورت کا مسئلہ ہے آپ بتائیں اب اسے پتہ تھا کہ میں نے کہہ دیا فرض۔

غیر مقلد پر تین مصیبتیں:

تو تین مصیبتیں پڑ جائیں گی۔ ایک تو لفظ فرض دکھاؤ، پھر فرض کی تعریف دکھاؤ، پھر فرض کا حکم دکھاؤ، اب یہ تینوں باتیں فقہ میں ملتی ہیں ان کو ملتی نہیں ہیں۔ کہاں سے لائیں اس لئے آخر تنگ آ کر کیا کہتا ہے کہ بس جی ہم دیوانے ہیں ہم دیوانے ہیں نبی پاک ؐ کے ہم دیوانے ہیں ہمیں کوئی پتہ نہیں فرض کیا ہے، سنت کیا ہے ہم تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ اکبر، وہ پوچھنے والا ڈاکٹر تھا۔ وہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا مولانا پھر دیوانوں اور پاگلوں کے لئے پاگل خانے ہیں مسجد کا منبر نہیں ہے اگر آپ پاگل ہیں تو خدا کے واسطے ساری دنیا کو پاگل نہ بنائیں۔ آپ وہاں چلے جائیں جہاں کے آپ حقدار ہیں (پاگل خانے کے) تو مقصد یہ ہے کہ ان باتوں کی ہمیں یقیناً ضرورت ہے، ناک میں پانی دو دفعہ ڈالا۔ تیسری دفعہ نہیں ڈالا، ایسا ہو جاتا ہے بعض اوقات اب اس کا کیا حکم ہے؟ کوئی ہونا چاہئے ناں؟ کہ مستحب ضائع ہوا ہے یا سنت ضائع ہوئی ہے یا فرض ضائع ہوا ہے۔ اور یہ روزانہ ایک ایک عمل میں ہمیں اس مسئلے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اس لیے فقہ کی ضرورت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔

فقہ کس کو کہتے ہیں:

اب یہ کہ یہ فقہ جو ہے یہ کہیں موجود بھی ہے یا نہیں۔ آج میں آیا تو یہیں ایک شخص نے مجھے آتے ہوئے کہا کہ کہتے ہیں کہ یہ جو فقہ امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب ہے یہ ان کی لکھی ہوئی نہیں بعد میں لوگوں نے لکھ کر ان کے ذمے لگا دی ہے۔ تو اسی طرح منکرین قرآن بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآن حضرت پاک ؐ کا لکھا ہوا نہیں۔ یہ حضرت عثمان نے جمع کرایا ہے بعد میں۔ منکرین حدیث نے اتنی موٹی کتاب لکھی ہے کہ مسند احمد جو ہے تمنا مہدی نے لکھی ہے یہ امام مہدی کی کتاب نہیں ہے۔ ابوبکر قطیعیہ کی کتاب ہے اسی طریقے سے یہ جو صحیح بخاری شریف ہے اس میں جو فربری وغیرہ راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا

سماع ہی بخاری سے ثابت نہیں ہے تو اس بات کا انکار کرنا تواتر اور یقینی بات کا انکار ہے پھر دنیا میں کسی چیز کو مانا نہیں جا سکے گا۔ اب دھوکہ کیا دیتے ہیں وہ جیسے منکر حدیث کہتا ہے ناں جی کہ امام بخاری کی وفات ۲۵۶ھ میں ہے یہ تیسری صدی کے آدمی ہیں۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ کا زمانہ انہوں نے نہیں پایا۔ اس لیے یہ نبی پاک ﷺ کی حدیثیں نہیں ہو سکتیں یہ کہتے ہیں جی انہوں نے سندیں لکھیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں جی ہم سندیں بنا دیتے ہیں۔ سند کا کیا ہے دس نام ہی لینے ہیں منکر حدیث کہتے ہیں کہ کتنی بنوانی ہیں ہم سے بنوا لو بھائی آٹھ آٹھ دس دس نام لکھتے ہیں کہ حدثنی زھد ، حدثنی محمد علی اور حدثنی نواز شریف، حدثنی بے نظیر ایک سند ہی نکالنی ہے ناں! وہ کہتے ہیں کہ یہ محدثین خود سندیں گھڑتے رہتے تھے۔ اسی طرح یہ جو شور مچاتے ہیں کہ یہ جو ہدایہ ہے یہ امام صاحبؒ کے تین سو سال بعد لکھی گئی ہے اس کے ایک مسئلے کی سند موجود نہیں ہے۔ حالانکہ یہ سب سے بڑا دھوکہ اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ تفسیر معارف القرآن کا نام آپ نے سنا ہے کبھی؟ یہ کس نے لکھی ہے مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تو اس میں ساتھ قرآن بھی لکھا ہوا ہے یا صرف تفسیر ہی ہے۔ قرآن بھی ہے ناں، پیچھے تفسیر بھی تو معارف القرآن کونسی صدی میں لکھی گئی چودھویں صدی میں تو اب کوئی کہے کہ اس میں جو قرآن لکھا گیا ہے یہ بھی چودھویں صدی میں بنایا گیا تو آپ مان لیں گے؟ نہیں۔ قرآن جو ہے وہ تو شروع سے ہی آ رہا ہے۔ یہ تفسیر ٹھیک ہے چودھویں صدی میں لکھی گئی۔ جس طرح یہاں قرآن کی آیت ہے نیچے اس کی تفسیر ہے۔ ہدایہ شرح کی کتاب ہے اس میں ایک لکیر کے نیچے مسئلہ ہے وہ امام محمد کی کتاب کا ہے۔ جو امام محمد کی کتاب ہے اور امام محمد نے، امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا یا نہیں؟ دیکھا۔ دیکھا انہوں نے حساب اس طرح رکھا ہے جو بات انہوں نے امام صاحب سے سنی اس کا نام ہی انہوں نے کبیر رکھا ہے کہ یہ جامع کبیر ہے۔ یہ سیر کبیر ہے اور جو قاضی ابو یوسف کے حوالے سے سنی۔ اس کا نام ہی صغیر رکھا ہے کہ یہ میں نے ابو یوسفؒ کی سند اور ان کے واسطہ سے سنی ہے۔ تو امام صاحب سے ثبوت ملا یا نہ ملا۔ اب وہ جو ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ ہدایہ میں لکیر کے نیچے وہ

امام محمد نے لکھا ہے یا براہ راست امام صاحب سے سن کر یا امام ابو یوسفؒ کے واسطہ سے لکھا ہے امام صاحب سے سنا ہے تو مسئلہ باسند ہوا، بے سند ہوا؟ باسند ہوا اب وہ آگے جو تشریح ہے مثلاً معارف القرآن میں، اگر کوئی تسام یا غلطی ہو۔ اس کو آپ مفتی صاحب کی غلطی کہیں گے یا اللہ تعالیٰ کی غلطی کہیں گے؟ شرح کرنے والے کی ہوگی ناں۔ تو وہ صاحب شرح کی کوئی ذاتی غلطی ہوگی تو اس کو مذہب کی غلطی نہیں کہا جائے گا، تو اس لئے انہوں نے اب ایک شرح والی کتاب کا نام لے دیا کہ امام صاحب سے دو سو سال بعد شرح لکھی گئی۔ اور جبکہ قرآن کی تفسیر غیر مقلدوں نے اللہ کے نبی ﷺ کے چودہ سو سال بعد لکھی۔ تفسیر تمہاری چودھویں صدی میں لکھی گئی ہے ناں۔ عبدالقہار غرباء اہلحدیث والے نے لکھی، غزنویوں نے حاشیہ لکھا۔ قرآن کا تو بعد میں لکھا ناں۔ ثناء اللہ نے تفسیر القرآن کلام الرحمٰن لکھی۔ تو چودھویں صدی میں لکھی ناں۔ ہاں البتہ یہ ہوا کہ جب تک اس کی تفسیر نہیں لکھی گئی تھی۔ ہماری تفسیر اور ان کی تفسیر میں ایک فرق رہا۔ مفتی صاحب نے تفسیر نہیں لکھی تھی پھر بھی ہمارے حضرات سمجھتے ہیں کہ بہت بڑے علامہ ہیں لیکن تفسیر پڑھ کر ان کی علیت اتنی کھلی کہ بڑوں بڑوں کی گردنیں ان کے سامنے جھکیں، لیکن وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوا۔ جب تک تفسیر نہیں لکھی۔ اس کو شیر اسلام کہتے تھے۔ جب تفسیر لکھی تو اس کو کافر کہنے لگے کہ تفسیر لکھ کر ثناء اللہ کافر ہو گیا۔ اور صرف یہی نہیں مکے مدینے تک اس کے کفر کا فتویٰ لینے کے لئے پہنچے!

غیر مقلدوں کا اجتہاد:

فیصلہ الحجاز یہ، ہندوستان کے جنرل سیکرٹری غیر مقلد نے لکھی ہے۔ بشیر احمد نے اس میں صاف لکھا ہے کہ ثناء اللہ کا کفر فرعون کے کفر سے بڑا ہے۔ اب اندازہ لگائیں یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے غیر مقلدوں کی تفسیر چودھویں صدی کی ہے لیکن قرآن چودھویں صدی کا نہیں وہ پہلی صدی سے آ رہا ہے معارف القرآن ٹھیک ہے چودھویں صدی میں لکھی گئی لیکن اس میں جو قرآن ہے وہ پہلی صدی کا آ رہا ہے یا نہیں؟ آ رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے فقہ کے جو

مضمون ہیں، کنز ہو، ہدایہ ہو، یہ سارے امام محمد کی چھ کتابوں کو سامنے رکھ کر لکھے گئے۔ اور امام محمدؒ کی کتابیں کچھ انہوں نے امام صاحب کے پاس بیٹھ کر لکھیں جن کا نام ہے کبیر۔ اور کچھ قاضی ابو یوسف کے پاس بیٹھ کر لکھیں جن میں ان کا نام آتا ہے صغیر۔ تو اب یہ سوچنے کی بات ہے۔ جامع الصغیر امام محمد کے زمانے سے ہے ہدایہ جو ہے اس کو بھی آئے تقریباً نو سو سال ساڑھے نو سو سال گزر گئے ہیں کبھی کسی شافعی نے انکار نہیں کیا کہ ہدایہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ نہیں۔ کسی مالکی، کسی حنبلی، کسی حنفی نے بھی انکار نہیں کیا کہ یہ فقہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ نہیں۔ سب سے پہلے یہ جو بات لکھی یہ محمد حسین ٹھٹوی شیعہ نے لکھی دراسۃ اللبیب پر۔ اس نے بھی ہدایہ کا نام نہیں لکھا۔ اس نے کہا کہ فقہ کے مسائل کی سند نہیں ملتی۔ وہاں سے یہ چوری کی مولوی ثناء اللہ صاحب نے، اور اپنی کتاب تقلید شخصی میں یہ شور مچا دیا کہ فقہ کی سند نہیں ملتی۔ اب ان کا چھوٹا بڑا، ان پڑھ، پڑھا لکھا ایک ہی شور مچا رہے ہیں، سند کے بارے میں بھی یاد رکھیے کہ ثبوت کے دو طریقے۔ ایک سند سے ایک تواتر سے قرآن پاک کا ثبوت تواتر سے ہے تو کسی آیت کی سند آپ کو یاد ہے؟ نہیں۔ اب دیکھئے آپ کلمہ شریف پڑھتے ہیں۔ اس میں لا الہ الا اللہ آتا ہے ناں۔ سب سے پہلے ہمیں ضرورت یہ پڑتی ہے کہ لا کا معنی کیا ہے ٹھیک ہے ناں۔ لا کا لفظ سب سے پہلے کس نے وضع کیا اس کی سند تو کیا۔ اس کا نام بھی آپ نہیں بتا سکتے یا بتا سکتے ہیں؟ سب سے پہلے دنیا میں لا کا لفظ کس نے استعمال کیا تو لغت جو ہے سب سے پہلے اس کی ضرورت پڑتی ہے یا نہیں اب کوئی کہے کہ لغت ہم جب مانیں گے جب لفظ کی آپ سند بیان کریں گے پھر سارے راویوں کے حالات ہمیں سناؤ۔ لغت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ایسا نہیں بلکہ یہ لغت متواتر ہے۔ جب سے لفظ گلاس استعمال شروع ہوا اتنا استعمال ہوا ہے کہ بچہ بھی سن کر سمجھ جاتا ہے کہ یہ گلاس ہے بوڑھا بھی سن کر سمجھ جاتا ہے کہ یہ گلاس ہے۔ اس میں شک کا کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ تو جو چیز ایسے تواتر سے ثابت ہو۔ یہ فقہ کے مسائل پر سینکڑوں نہیں، لاکھوں، کروڑوں آدمی عمل کرتے آئے ہیں۔ ہر زمانے میں اور یہ عمل متواتر ہے۔ تو اس طرح قرآن پاک کی تلاوت کرنا متواتر ہے تو پہلی

بات میں نے کیا عرض کی تھی کہ۔

فقہ کی تعریف:

فقہ کہتے کسے ہیں حدیث میں یہ تو آ جائے گا کہ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی۔ آگے یہ کہ وہ واجب تھے یا فرض یہ وضاحت نہیں ملے گی۔ یہ تو آ جائے گا کہ حضرت نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھی۔ حضرت نے سبحان ربی العظیم بھی پڑھی۔ لیکن پوری امت میں کوئی بھی ان کو ایک درجے میں نہیں سمجھتا کہ جس طرح فاتحہ پڑھنے میں نقصان ہوتا ہے سبحان ربی العظیم چھوڑنے میں بھی نقصان ہوتا ہے فاتحہ چھوڑنے میں بھی نقصان ہوتا ہے لیکن دونوں میں فرق ہے اب یہ جو فرق ہے ساری امت مانتی ہے اس کے لئے ایک لفظ ذہن میں رکھ لینا کہ اس کو یوں ادا کر لو۔ تا کہ ذہن میں بات آ جائے، یہ تو کوئی جرم نہیں ہے ناں۔ اور اگر ضد ہی ہے تو ہم کہتے ہیں فرض، واجب، سنت کا انکار کرنے سے پہلے ہر حدیث کے صحیح ہونے کا انکار کرو کیونکہ کسی بھی حدیث کو اللہ اور اس کے رسول نے صحیح اور ضعیف نہیں کہا جس کے گھر میں کتاب ہوتی ہے سبیل الرسول مولوی صادق سیالکوٹی کی اس نے یہ فہرست دی ہے کہ فقہ کی یہ کتاب امام صاحب کے تین سو سال بعد لکھی گئی۔ فقہ کی فلاں کتاب امام صاحب سے پانچ سو سال بعد، فلاں ہزار سال بعد لکھی گئی۔ اب یہ اس کو صادق کہتے ہیں لیکن اس لسٹ میں امام محمد کی کوئی کتاب مذکور نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کی کوئی کتاب موجود نہیں سرخسی، قاسانی وغیرہ کی کتابوں کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ ابو یوسف کبیر کی کوئی کتاب کا نام مذکور نہیں ہے اب یہ خیانت اور دھوکہ ہے یا نہیں کہ پہلی تین صدیوں کی کتابیں مذکور نہیں وہ لکھی نہیں گئیں۔ اور چوتھی صدی سے کوئی شروع کرلے اور کہے کہ پہلی تین صدیوں میں ان کی کوئی کتاب ہی نہیں جو کتابیں اصل ماخذ ہے۔ جس طرح حدیث کی کتابیں دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ جو سند کے ساتھ لکھی گئیں جیسے بخاری و مسلم وغیرہ۔ ایک وہ جو ان کتب سے نکال کر لکھ دی گئی ہیں بے سند جیسے مشکوٰۃ شریف وغیرہ۔

فقہ کی کتابوں کی سند:

اسی طرح فقہ کی کتابیں وہ سند والی ہیں قاضی ابو یوسف کی کتابیں اور امام محمد کی کتابیں جو براہ راست امام سے لیں یا بواسطہ قاضی ابو یوسفؒ کے۔ اور جو بعد والی کتابیں ہیں۔ ان کی حیثیت مشکوٰۃ شریف جیسی ہے جیسے وہ ان کتابوں سے نکال کر لکھی گئی یہ بھی امام ابو یوسف اور امام محمد کی کتابوں سے نکال کر لکھی گئی ہیں اور اگر اب کوئی کہے کہ مشکوٰۃ شریف آٹھویں صدی کی کتاب ہے اس میں کوئی سند نہیں، کسی حدیث کی سند نہیں اس لئے ساری جھوٹی ہیں۔ اللہ کے نبی پر جھوٹ باندھا ہے۔ تو پہلے اس مشکوٰۃ شریف کو نکالو اپنے درس سے اس کے بعد کہیں ہدایہ کی باری آئے گی۔ وہاں تو دو سو سال کا فرق نکالتے ہیں ناں۔ یہاں آٹھ سو سال کا فرق نکل آیا عجیب بات ہے کہ آٹھ سو سال کا فرق برداشت ہے اور دو سو سال کا فرق برداشت نہیں۔ اور دھوکہ وہی ہے کہ مشکوٰۃ شریف خود مستقل کتاب نہیں۔ دوسری کتابوں سے نکالی گئی ہے۔ اسی طرح یہ جو فقہ کی کتابیں مذکور ہیں یہ امام محمد کی چھ کتابوں سے نکالی گئی ہیں۔ تو فقہ کی ضرورت بھی ہے۔

فقہ کی اہمیت:

فقہ کہتے کس کو ہیں یہ بھی میں نے سمجھایا اور فقہ الحمد اللہ تواتر کے ساتھ موجود بھی ہے۔ اور اس پر ہر جگہ عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ہر زبان میں آپ کو وضو کی سنتیں، فرائض مل جائیں گی پشتو میں، سندھی میں، انگریزی میں مل رہی ہیں یا نہیں؟ مل رہی ہیں تو فقہ کس چیز کو کہتے ہیں اس کا میں نے ذکر کیا۔ اب یہ حضرات جو ہیں ان کا انداز عجیب سا ہوتا ہے وہاں ملتان میں جلسہ ہوا بہت شور کیا۔ ہمارے ایک دوست نے چٹ لکھ کر دی کہ اہل حدیث پہلی کتابوں میں محدث کو کہا جاتا تھا۔ تو آپ اپنے اسی گھر میں مرد عورت میں محدث کی شرائط دکھا سکتے ہیں تو میں اہلحدیث ہو جاتا ہوں۔ بات تو معقول تھی تو وہ چٹ پڑھ کر کہتا ہے کہ کسی پرائمری سکول کے آدمی کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ جواب ہے۔ اعلان کیا تھا جواب قرآن حدیث سے دیا جائے گا۔ وہ لڑکا کھڑا ہو گیا کہ یہ کوئی آیت ہے یا کہ حدیث کہ کسی پرائمری

سکول کے آدمی کی لکھی ہوئی ہے، کس پارے میں ہے۔ کس کتاب میں یہ حدیث ہے اس نے پیٹنا شروع کر دیا۔ دوسرے نے لکھا اب وہ شور کر رہے ہیں۔ دھوکہ کیا تھا کہ امام ابوحنیفہؒ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور اہلحدیث یہاں اسلام لے کر آئے، محمد بن قاسم جو تھا یہ اسلام لے کر آیا۔ اس وقت امام ابوحنیفہؒ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ سن ۹۰ھ میں۔ تو ہمارا ساتھی کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا وہ صادق سیالکوٹی کی صلوٰۃ رسول لے کر آیا تھا یا صادق سیالکوٹی کی سبیل رسول لے کر آیا تھا۔ آپ کے بڑے بھائی کہتے ہیں کہ اس وقت صحاح ستہ والوں میں سے بھی کوئی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لیے وہ اہل قرآن تھا۔ ان کو بھی یہ حق ہے کہنے کا کہ وہ صرف قرآن لے کر آیا تھا یا اس کے پاس اور کوئی کتاب بھی تھی۔ اب اس کا ان کے پاس جواب نہیں تھا۔ دوسرے مولوی صاحب اٹھے اس نے شور کیا کیا؟ کہ یہ جو فقہ ہے عراق سے آئی ہے۔ حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ عراق فتنوں کا گھر ہے۔ عراق فتنوں کا گھر ہے۔ عراق فتنوں کا گھر ہے۔ اب تقریر گاؤں میں نہیں شہر میں ہو رہی ہے۔ یہ شور مچتا رہا۔ ان کا دین عراق سے آیا ہے۔ ہمارا مکہ مدینہ سے۔ کون لایا؟ محمد بن قاسم۔ ایک پروفیسر کھڑا ہو گیا۔ محمد بن قاسم تو عراق سے آیا تھا۔ مکے مدینے سے نہیں۔ بصرہ سے آیا تھا۔ جس کو آپ فتنوں کا گھر کہہ رہے ہیں تو محمد بن قاسم تو بصرہ سے آیا تھا۔

کون کہتا ہے کہ مکے مدینہ سے آیا تھا میں لاکھ روپیہ دیتا ہوں کوئی دکھا دے کہے وہ مکہ مدینہ سے آیا تھا۔ اور اس کو حجاج بن یوسف نے بھیجا تھا جو خارجی تھا۔ حدیث کا انکار کرنے والا۔ آپ کا وہ کیا لگتا تھا۔ اب دھوکہ کیا دیا جاتا ہے کہ اس وقت تقلید نہیں تھی۔ یہ بات غلط ہے امام حاکم معرفۃ علوم الحدیث میں صدر الائمۃ مکی مناقب موافق میں لکھتے ہیں کہ مروان جس زمانے میں یہ آیا عبدالملک بن مروان کے زمانے میں۔ اس نے امام زہری سے پوچھا کہ آجکل لوگ کس کی فقہ پر عمل کر رہے ہیں۔ ایک ایک علاقے کا پوچھا۔ مکہ میں کس کی فقہ چل رہی ہے؟ اس نے کہا عطاء بن ابی رباح کی فقہ چل رہی ہے۔ عطاء بن ابی رباح کی فقہ کے اقوال آج بھی حدیث کی کتاب ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے۔

وہ جب بھی کوئی مسئلہ بتاتے تھے تو نہ ساتھ میں کوئی آیت پڑھتے تھے۔ نہ حدیث پڑھتے تھے۔ صرف مسئلہ بتاتے تھے۔ نہ دلیل دیتے تھے۔ اور سارے مکہ والے بلا مطالبہ دلیل ان کی بات مانتے تھے۔ کسی نے ان سے نہیں کہا کہ عطاء آپ بغیر دلیل کے مسئلے بیان کر رہے ہیں۔ آپ ہمیں مشرک بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس زمانے میں سارے مکے میں کس کی تقلید ہوتی تھی۔ عطاء بن ابی رباح کی۔ اس نے پوچھا یہ عربی ہے یا عجمی۔ اس نے کہا جی عجمی ہے۔ اس نے پوچھا مدینہ میں کس کی تقلید ہو رہی ہے، کس کی فقہ چل رہی ہے۔ اس نے کہا مجاہد کی۔ مجاہد کے فتویٰ بھی موجود ہیں بغیر دلیل کے فتویٰ دیتے تھے۔ لیکن لوگ ان کی بات مانتے تھے کہ اگر چہ اس نے دلیل نہیں دی لیکن مسئلہ نکالا قرآن وحدیث کے قاعدہ سے ہی ہے۔

علماءِ عجم اور خدمت دین:

اس نے پوچھا مجاہد عربی ہے یا عجمی۔ اس نے کہا عجمی۔ اس نے کہا شام میں کس کا فتویٰ چل رہا ہے۔ اس نے کہا مکحول کا اس نے کہا عربی ہے یا عجمی۔ کہا عجمی، اس نے کہا عراق میں کس کا فتویٰ چل رہا ہے؟ میمون بن مہران کا۔ اس نے کہا عربی ہے یا عجمی۔ عجمی، بصرہ میں کس کا فتویٰ چل رہا ہے؟ کہا جی حسن بصری کا۔ کہا، عربی ہے یا عجمی، اس نے کہا جی عجمی۔ ایک ایک شہر کا پوچھا وہ یہی بتا تا گیا آخر کوفہ کی باری آئی تو کہا وہاں ابراہیم نخعی کا فتویٰ چل رہا ہے۔ پوچھا عربی ہے یا عجمی۔ کہا جی عربی۔ عبدالملک بن مروان کہتا ہے کہ میری جان بچ گئی ورنہ میری جان نکلنے والی تھی۔ اسلام کا سارا کام اہل عجم کر رہے ہیں یہ عرب والے اتنے پیچھے کیوں چلے گئے ہیں۔ اصل میں تقسیم کار ہو گئی تھی کہ جو دنیاوی مناصب ہوتے تھے وہ اہل عرب کے پاس ہوتے تھے اور جو دینی مناصب تھے وہ اہل عجم کے پاس ہوتے تھے۔

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق خود قرآن میں یہ بات آئی ہے تو اس زمانے میں یعنی محمد بن قاسم کے زمانے میں بصرہ میں باقاعدہ تقلید ہوتی تھی، کن کی، امام حسن بصری کی تو یہ کہنا کہ وہ غیر مقلد تھا، یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور ان کے ہاں تو اس

وقت بھی دین بدل چکا تھا۔ چنانچہ ان کی جماعت المسلمین کے مسعود احمد نے صلوٰۃ المسلمین میں اور ان کے طالب الرحمان زیدی نے اپنی کتاب ”رفع یدین“ میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کلمے کے علاوہ دین اسلام کی کوئی بات اب یہاں باقی نہیں رہی۔ سوائے کلمے کے۔ اور یہ کہاں رہتے تھے بصرے میں یہاں سے محمد بن قاسم آیا۔ ان کی وفات کب ہے ۹۰ ہجری میں۔ جس سال محمد بن قاسم آیا ہے۔ تو ان کے ہاں تو اسلام ہی نہیں تھا سرے سے۔ یہ کیسے کہتے ہیں۔ ہاں دنیا کی کسی تاریخ کی کتاب سے یہ دکھادیں کہ محمد بن قاسم غیر مقلد تھا۔ ایک لڑکے نے چٹ دی کھڑے ہو کے کہ آپ اس کو اہلحدیث کس لیے کہتے ہیں۔ اہلحدیث یا محدث کے لئے آتا ہے یا حدیث کے راوی کے لئے آتا ہے پوری صحاح تو کجا صحاح ستہ سمیت دنیا کی کسی کتاب میں محمد بن قاسم کے حوالے سے کوئی حدیث موجود نہیں۔ وہ سرے سے کسی حدیث کا راوی نہیں تاکہ یہ محدث ہو۔ اور ہمارے ہاں کوئی عیب نہیں۔ وہ مجاہد تھا اب ہر آدمی سارے کام تو نہیں کرتا وہ تو میدان جہاد میں لگا ہوا تھا لیکن اس کو اہلحدیث کس مقصد کے لئے کہتے ہیں۔ بتایا تو جائے ناں کہ محدث ہونا تو کجا پورے ذخیرہ حدیث میں اسماء رجال کی ساری کتابیں چھان ماری ہم نے کہ کہیں محمد بن قاسم کا نام نکلے کہ یہ بھی کسی حدیث کا راوی ہے۔ انہوں نے چھوٹ دی کہ ہمیں دکھائیں کسی کتاب میں یہ راوی ہے کسی حدیث کا محدث تو بعد کی بات ہے کہیں بھی نہیں دکھا سکے۔ تو لوگوں کو ایک دھوکہ تو یہ دیا گیا ہے کہ یہ فقہ امام صاحب کے بعد بنائی گئی۔ یہ ایسا ہی دھوکہ ہے جیسا کہ منکرین حدیث کا دھوکہ ہے یہ امام محمد کی کتابوں سے نقل ہوئی ہے، قاضی ابو یوسف کی کتابوں سے نقل ہوئی ہے، قاضی ابو یوسف کی کتابوں سے لکھی گئی ہیں۔ اور وہ امام کے پاس ایسے ہی لکھی گئیں جیسے حضرت قرآن لکھواتے تھے صحابہؓ کو، دوسرا یہ ہے کہ چوتھی صدی سے پہلے تقلید نہیں تھی اور محمد بن قاسم پہلی صدی میں آیا ہے اس لیے وہ مقلد نہیں تھا یہ دلیل ہے۔ جس طرح وہ کہتے ہیں کہ تیسری صدی سے پہلے صحاح ستہ موجود نہیں تھی اس لیے محمد بن قاسم منکرین حدیث ہے تو یہی بات غلط ہے کہ تقلید نہیں تھی، یہ بہت بڑا جھوٹ

ہے جو محمد صادق کی کتاب میں آ گیا اور پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ یادرکھیں حضرت کے زمان سے دین کا مسئلہ معلوم کرنے کے تین طریقے تھے۔

مسئلہ معلوم کرنے کے تین طریقے:

اب جو حضرت کے ساتھ رہتے تھے مدینہ منورہ میں ان کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا جیسے آپ بیٹھے ہیں التحیات میں اور بھول کر الحمد شریف شروع کر دیں تو پیش آ گیا ناں مسئلہ؟ تو وہ حضرت سے پوچھ لیتے اور آپ اس کا حل تجویز فرمادیا کرتے تھے۔ ایک تو ذات اقدس کے پاس رہتے تھے اور جو آپ سے دور رہتے تھے ان کی دو حیثیتیں تھیں یمن میں حضرت معاذ ہیں جو کہ مجتہد ہیں۔ اب وہ حضرت سے آ کر ہر مسئلہ نہیں پوچھ سکتے تو وہ وہاں اجتہاد کر لیتے تھے۔ اور باقی سارے یمن والے ان کی تقلید کر لیتے تھے۔ یمن والوں کی زبان پشتو تھی یا سندھی؟ نہیں عربی تھی اور قرآن وحدیث کی زبان عربی ہے، جب اللہ کے پیغمبرؐ نے حضرت معاذ کو بھیجا تو ہر عربی دان کو حق نہیں دیا کہ وہ اجتہاد کرے، وہ بھی سارے یہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ اجتہاد کرتے ہیں اور باقی سارے ان کی تقلید کرتے ہیں یعنی یمن کے رہنے والے، تو تین طریقے ہو گئے ناں، ذات اقدس، مجتہد اجتہاد کرتا تھا اور باقی سارے ان کی تقلید کرتے تھے۔ حضرت کا انتقال ہو گیا۔ اب ان سے کوئی مسئلہ نہیں پوچھا جا سکتا تھا؟ یہ نہیں کہ وہ قبر میں سنتے نہیں بلکہ حضرت کی اب وہ حیات ہے، جس کو ولکن لا یشعرون کہتے ہیں کہ حضرت جو جواب دیں گے وہ ہماری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جیسے کراماً کاتبین سنتے ہیں اور اگر ہم ان سے پوچھیں کہ میں نے پین یعنی قلم کہاں رکھا ہے۔ تو وہ جواب دیں گے؟ اگر دیں گے بھی تو ہماری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اس لیے کراماً کاتبین سے اب پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اس لیے نہیں کہ وہ گونگے ہیں یا بہرے ہیں سن نہیں سکتے۔ یہ بات نہیں۔ بلکہ ان کا جواب ہمارے شعور میں نہیں آئے گا۔ اس لیے اب حضرت پاک ﷺ سے کوئی نہیں پوچھتا تھا، اب دو ہی طریقے تھے اگر کوئی مسئلہ پیش آتا تو مجتہد اجتہاد کر لیتے اور باقی ان کی تقلید کر لیتے تھے۔ جیسے میں عرض کر رہا تھا

کہ مکہ میں صرف عطاء اجتہاد کرتے تھے اور باقی سارے ان کی تقلید کرتے تھے، مدینہ میں حضرت سعید ان کے بعد حضرت مجاہد اکیلے اجتہاد کرتے تھے اور باقی سارے ان کی تقلید کرتے تھے۔ پھر جب تین زمانے ختم ہوئے تو اجتہاد کے بھی خاتمے کا اعلان کر دیا گیا۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا خیر کے دور کے ختم ہونے کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا، اب ایک اجتہاد کرے گا تو ادھر وہیں جھوٹے کھڑے ہو جائیں گے تو روز یہ مسئلہ پیش ہوگا کہ کون سچا ہے کون جھوٹا۔ علماء نے سوچا کہ چار مذاہب پورے ہو چکے ہیں ضرورت پوری ہو چکی ہے۔ ہر مسئلہ وہاں سے حل رہا ہے اب اپنوں نے کہا کہ اب جھوٹوں سے بچنے کے لئے بچوں سے بھی کہہ دیا جائے کہ جو بڑے ہیں ان کی تقلید کر لی جائے اب جو ختم ہوا ہے اجتہاد ختم ہوا ہے۔ تقلید تو شروع سے ساتھ آ رہی ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ تقلید چوتھی صدی کے بعد شروع ہوئی ہے یا خیر القرون کے بعد شروع ہوئی ہے جھوٹ ہے۔

مثال سے سمجھیں:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ یہ قرآن جب نازل ہو رہا تھا تو لغت قریش میں نازل ہو رہا تھا۔ جس طرح آپ کے پنجابی میں، سندھی، اردو میں کہاوتیں ہوتی ہیں اسی طرح عربی میں سات کہاوتیں ہیں۔ کسی میں "گا" بولتے ہیں کسی میں نہیں بولتے۔ تو جو بوڑھے تھے دوسری لغت والے ان کو پڑھنا مشکل تھا لغت قریش میں۔ اب حضرت نے اللہ سے دعا کی کہ ان کو ان کے لہجہ میں پڑھنے کی اجازت عطا فرمادی جائے۔ تو اللہ کے نبی نے یہ دعائیں مانگ کر اجازت حاصل کر لی۔ چنانچہ حضرت کے زمانہ میں ساتوں لہجوں میں قرآن پڑھا جاتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ساتوں لہجوں میں قرآن پڑھا جاتا تھا، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں باہر سے شکایتیں آنا شروع ہو گئیں کہ عرب والا تو اپنے لہجہ میں قرآن پڑھ سکتا ہے عجم والا کیا کرے۔ اس خیمے میں قرآن اور طرح پڑھا جا رہا، اس خیمے میں دوسری طرح کا پڑھا جا رہا ہے، عیسائیوں کی انجیلیں چار ہیں۔ ان کے قرآن سات آٹھ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے تمام مہاجرین وانصار کو اکٹھا کیا اور فرمایا

کہ حضرت نے یہ اجازت لی تھی اللہ سے۔ قریش کے اکثر بوڑھے فوت ہو چکے ہیں اور آجکل کا بچہ ہر زبان سیکھ سکتا ہے۔ سب نے اتفاق کیا کہ صرف لغت قریش کو باقی رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کو قرآن کے سارے نسخے اکٹھا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تا کہ خالص لغت قریش پر جمع کیا جائے۔ اب کوئی اسے لکھے کہ حضرت عثمانؓ کے دور میں لغت قریش پر قرآن پڑھا جانے لگا۔

اور کوئی اس سے یہ مطلب نکالے کہ حضرت عثمانؓ کے دور سے پہلے لغت قریش پر قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا۔ تو یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ جس طرح لغت قریش میں قرآن حضرت کے زمانہ میں بھی پڑھا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بھی، یہ نہیں کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہی شروع ہوا۔ اسی طرح تقلید بھی حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں کی جاتی تھی۔ اس زمانے میں حضرت معاذ کی ہوتی تھی۔ حضرت کے بعد مکہ میں عبداللہ بن عباس کی۔ مدینہ میں زید بن ثابت کی، کوفہ میں عبداللہ بن مسعود کی۔ بصرہ میں حضرت انسؓ کی۔ تابعین کے زمانہ میں مکہ میں حضرت عطاء کی، مدینہ میں سعید کی، کوفہ میں ابراہیم نخعی کی، بصرہ میں امام حسن بصری کی۔ اس کے بعد جیسے پہلے حدیثوں میں بھی یہی طریقہ رہا کہ جو محدث حدیث جمع کرتے وہ اپنے شہر والے سے جمع کر لیتے تھے۔ بعد میں صحاح ستہ والوں نے سارے شہروں میں پھرنا شروع کیا اس طرح ائمہ نے سارے مسائل کو یکجا کیا۔ پہلے صرف یہ ہوتا تھا کہ جتنا مسئلہ پیش ہوا جیسے کسی نے **سبحان ربی العظیم** کی جگہ **سبحان ربی الاعلی** پڑھ لیا تو اتنا مسئلہ امام حسن بصری سے پوچھتے وہ بتا دیتے تھے۔ بس اتنا لکھ لیا جاتا۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ہمیں ہر ہر مسئلہ کی پہلے سے تیاری کر لینی چاہیے۔ اگر کوئی **سبحان اللہ** بھول گیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ سورۃ فاتحہ بھول گیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے، ائمہ نے سب سے پہلے۔ سارے مسئلوں کو ترتیب سے اکٹھا کیا سوال بنا کر اور ان کا جواب دیا اور جو کوئی مسائل جو زندگی میں کبھی پیش آتے ہیں۔ مثلاً انجکشن کا مسئلہ پیش آ گیا۔ روزہ میں لگاتے ہیں۔ اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا

نہیں اب یہ مسائل سامنے آئیں گے یا نہیں آئیں گے۔ قاعدوں کے ذریعے فقہاء نے انہیں مرتب کیا کہ انسان کے جسم میں کچھ تو راستے ہیں جو کہ براہ راست انسان کے دماغ اور معدے تک پہنچتے ہیں اگر ان ثورات کے ذریعہ کوئی چیز براہ راست معدے یا دماغ تک پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر مسامات کے ذریعہ سے پہنچے تو نہیں ٹوٹتا، آپ گرمی میں باہر جائیں جیسے کی لوٹے قطروں کی شکل میں پسینے کے مسامات سے خارج ہوتے ہیں اس طرح اندر بھی جاتے ہیں۔ انسان پانی میں بیٹھتا ہے کسی نے ایسا نہیں کہا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس کا اثر دل تک بھی جاتا ہے معدہ تک بھی جاتا ہے آپ کی پیاس بجھ جاتی ہے ٹھنڈے پانی میں بیٹھنے سے۔ جس طرح یہ پانی اس کے اندر جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح انجکشن بھی مسامات کے ذریعے سے معدے تک پہنچتا ہے۔ اس لیے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ قاعدہ تو موجود تھا ناں۔ لاؤڈ سپیکر کا رواج آیا تو اب ایک اور مسئلہ پیش آیا کہ اس پر اذان دینی جائز ہے کہ نہیں، اس پر وعظ کہنا جائز ہے کہ نہیں۔ قاعدہ حدیث میں موجود تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان دیکھی انہوں نے حضرت سے آکر عرض کیا کہ میں نے فرشتے کو اذان دیتے سنا ہے۔ اور یوں کہا جیسے حنفی کہتے ہیں اسی طرح اقامت کہی۔ ابوداؤد میں ہے۔ آپ اسے بھی کہہ سکتے تھے کہ اذان دو۔ لیکن کہا بلال سے کہو کہ اذان دو کیونکہ اس کی آواز تم سے اونچی ہے۔ معلوم ہوا کہ اذان کا اونچا کرنا شریعت کا مقصد ہے۔ چنانچہ لاؤڈ سپیکر کا مقصد آواز اونچی کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر اس لیے بنایا گیا کہ آپ اونچی جگہ بیٹھیں اور آپ کی آواز دور جائے۔ چنانچہ آواز کا دور تک پہنچانا وعظ کا ایک مقصد ہے۔ اس لیے لاؤڈ سپیکر بھی یہی مقصد پورا کر رہا ہے۔ تو ایسی چیزوں کو تفکر اور اجتہاد کہتے ہیں۔

امام صاحبؒ کی فقاہت:

امام اعظم ابوحنیفہؒ بیٹھے سبق پڑھا رہے تھے۔ ایک عورت آئی اس نے سیب پیش کیا اور ایک چھری بھی، آپ نے سیب کو دو ٹکڑے کیا اور اندر والا حصہ باہر نکال کر اسے سیب

اور چھری واپس کر دی۔ اب لڑکے سوچ رہے ہیں کہ ہدیہ آیا اور کہا حضرت ہدیہ قبول کرنا سنت ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ واپس کر دیا۔ اگر آپ کو ضرورت نہیں تو اشتراک ہوتا ہے بیٹھنے والوں کا آپ ہدیہ ہمیں دے دیں تو آپ نے کہا وہ ہدیہ دینے نہیں آئی تھی مسئلہ پوچھنے آئی تھی۔ طلبہ حیران ہوئے کہ نہ اس نے زبان سے کچھ نکالا اور نہ حضرت نے کچھ بتایا وہ کونسا مسئلہ ہے جو وہ پوچھ کر چلی گئی ہے، حضرت کونسا مسئلہ تھا۔ فرمایا عورت جب ناپاک ہوتی ہے۔ تو خون کئی رنگ تبدیل کرتا ہے۔ کبھی نیلا ہے، کبھی سیاہ ہو گیا، کبھی زرد ہو گیا۔ سیب کے باہر یہ سب رنگ ہوتے ہیں۔ وہ مسئلہ یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ ان میں سے پاکی کا رنگ کونسا ہے۔ کب نماز پڑھنا شروع کریں؟ اگرچہ باہر سارے رنگ ہوتے ہیں لیکن اندر سفید رنگ کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ موجود نہیں ہوتا۔ اس لیے میں نے سفید رنگ نکال کے چھری اور سیب اس کو لوٹا دیا کہ سفید رنگ کے علاوہ سب رنگ ناپاکی کی علامت ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں عورتیں مسئلہ پوچھتی تھیں ان میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا کیا عالم تھا۔

ایک واقعہ:

اس زمانہ میں امام احمد بن حنبلؒ بیٹھے ہیں۔ ایک عورت آئی پردہ نشین اس نے کہا کہ میں ایک غریب عورت ہوں اور سوت کاتتی ہوں لوگوں کا بعض دفعہ تیل ختم ہو جاتا ہے تو میں چاند کی چاندنی میں بیٹھ جاتی ہوں آپ بتائیں کہ مجھے سارے پیسے وصول کرنے چاہئیں یا کچھ چھوڑنے چاہئیں۔ آپ نے سوچا دیکھو اس عورت کو کتنا خیال ہے اپنی آخرت کا۔ آپ نے کہا مجھے تو نہیں پتہ تم بتا دو کہ ان میں کوئی فرق بھی ہوتا ہے اس نے کہا جو دیے میں ہوتا ہے وہ باریک ہوتا ہے اور دوسرا ذرا موٹا ہوتا ہے، کہا جب فرق ہو گیا تو مزدوری میں بھی فرق کر لینا چاہیے اس کے بعد امام احمدؒ بڑے حیران ہو رہے تھے کہ ایسی نیک عورت ہے۔ پوچھا کہ تو کون ہے کہا کہ میں حضرت حافظ کی بہن ہوں کہا کہ ایسا پھول ایسے خاندان کا ہو سکتا ہے۔ جس کو اس عاقبت اور انجام کی اتنی فکر ہے۔ تو آج امام اعظم ابوحنیفہؒ جہاں انکا علم بھی وسیع تھا وہاں انکا خوف اور تقویٰ امام عبداللہ بن مبارک خراسان (رشیا) کے

علاقے میں چلے ہیں۔ ابومعاویہ ذریر کو ملے۔ ان سے کہا کہ میں دین کا علم سیکھنا چاہتا ہوں۔ کہا کوفے چلے جاؤ کہا کوفہ تو بہت دور ہے یہ بہت بڑے محدث ہیں۔ فرمایامن کان همه دین فالکوفه رسیه قریباً جس نے دین سیکھنا ہے کوفہ اس کے بہت قریب ہے۔ اگر دین سیکھنا ہے تو وہیں جانا ہوگا۔ عبداللہ بن مبارک تشریف لائے۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا یہاں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ کہا امام ابوحنیفہؒ میں نے پوچھا سب سے بڑا عابد کون ہے اس شہر میں کہا امام ابوحنیفہؒ۔ میں نے پوچھا سب سے بڑا متقی کون ہے انہوں نے کہا ابوحنیفہؒ۔ میں جو صف بھی پوچھتا وہ اتفاقی طور پر امام ابوحنیفہؒ کا نام لیتے تھے۔

امام اعظمؒ کا تقویٰ:

اتنا خوف ہے کہ ایک جنازے کے ساتھ گئے ہیں۔ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی ایک دیوار ہے۔ سب اس کے سایہ میں چلے گئے۔ امام صاحب دھوپ میں کھڑے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ امام صاحب اگر جگہ کم بھی ہوئی آپ ہمارے سردار ہیں ہم آپ کو جگہ بنا دیتے یہاں تو سائے میں کافی جگہ ہے تشریف لے آئیں فرمایا کہ اس دیوار والے نے مجھ سے قرض لیا ہے حدیث میں آتا ہے قرض دار سے نفع لینا سود ہوتا ہے تو مجھے یہ ڈر ہو رہا ہے کہ کہیں میں قیامت والے دن سود خوروں سے نہ اٹھایا جاؤں اب جس کا یہ تقویٰ ہو، جس کی یہ پرہیزگاری ہو انہوں نے جو دین کی تشریح کی ہے اس کو غلط کہہ دیا جائے اور جن کو اپنا نام لکھنا نہیں آتا وہ جو دین کی تشریح کریں اس کو قرآن حدیث کہہ دیا جائے۔ جو انہوں نے کہا ہے وہ قرآن اور حدیث ہے کیونکہ اپنی طرف سے تو انہوں نے کچھ کہا ہی نہیں۔

ایک اعتراض:

اکثر یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں جی ''کوفی لایوفی'' کوفہ تو فتنوں کا گھر تھا۔ دیکھو ایک بات سمجھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یونان میں بھی پیدا ہو سکتے تھے جو علم کا مرکز تھا اور ہندوستان، میں بھی بعض علوم ایسے تھے جو نایاب تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں پیدا کیا؟ جہاں جہالت کی انتہا، بداخلاقی کی انتہا، سارے فتنے وہاں،

آپ نے سارے فتنوں کا خاتمہ کرنا تھا۔ اس لئے وہاں آپ کو بھیجا جہاں سارے فتنے موجود تھے تو آپ کی تعلیمات کا فیض جب جاری ہوا تو قبر پرستی بھی گئی، بت پرستی بھی گئی، نجوم پرستی بھی گئی، ستارہ پرستی بھی گئی سارا کچھ ختم ہوتا گیا اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ کوفہ میں پیدا ہوئے ہم یہ نہیں کہتے کوفہ میں فتنے نہیں تھے لیکن کیا وہ فتنے معاذ اللہ صحابہ نے پیدا کیے تھے کہ صحابہ مکہ و مدینہ چھوڑ کر کوفہ میں آئے تھے۔ کیا وہاں تابعین تھے یا نہیں یہ کوفہ شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا سن ۱۷ ہجری میں حضرت سعد بن ابی وقاص اس کی تعمیر کے انچارج بنے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان سے پوچھا گیا اس شہر کے بنانے کی کیا ضرورت ہے فرمایا اس کے بنانے کی دو ضرورتیں ہیں پہلا یہ کہ یہاں اتنی بڑی فوجی چھاؤنی ہو کہ عجم کو یہیں سے فتح کیا جائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں موجود تھیں اب یہ فاتح قیصر و کسریٰ یہ کوفی ہیں یا کوئی اور ہیں یہی فوجی چھاؤنی تھی جس سے عجم فتح ہوا۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی اسلامی یونیورسٹی ہو کہ پوری دنیا میں اسلام یہیں سے پھیلے تو یہ جو فتنے پیدا ہوتے تھے اصل وجہ یہ تھی اہل کوفہ مجاہدین جب جہاد کرتے تھے تو وہاں سے مال غنیمت میں جب غلام لونڈیاں آتے تھے وہ کوئی کسی مذہب کا، کوئی کسی قبیلہ کا ساری وہم پرستیاں وہاں جمع ہو گئیں مولوی محمد اسماعیل سلفی جوان کا پہلا امیر تھا تو مولوی محمد داؤد غزنوی ہے اور اس کا فتویٰ سلفیہ ہے ویسے تو اسماعیل سلفی کے فتویٰ بھی عجیب ہوتے ہیں۔

عجیب فتویٰ:

فتاویٰ اہلحدیث کی چوتھی جلد میں کسی غیر مقلد نے سوال پوچھا ہے کیا ننگے سر نماز پڑھ لی جائے کسی حدیث میں صاف طور پر منع ہے صاف لفظ ہوں ننگے سر نماز نہ پڑھو، سلفی صاحب جو امیر جماعت ہیں وہ جواب دیتے ہیں اگر آپ نماز کے بعد سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کر کے کھڑے ہو جائیں کسی حدیث میں صاف طور پر منع نہیں ہے لیکن دیکھنے والے یہ سمجھیں گے کوئی بیہودہ آدمی بیہودہ حرکت کر رہا ہے اس طرح کی ایک بیہودہ حرکت ننگے سر

نماز پڑھنا بھی ہے وہی مولوی محمد اسماعیل سلفی فتاویٰ سلفیہ میں لکھتے ہیں کہ جب ان مجاہدین نے سارے علاقوں کو فتح کیا وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئیاں فرمائی تھیں وہ ساری ان کے ہاتھوں پر پوری ہوئیں، لونڈیاں غلام بھی ان کے ہاتھ آئے انہوں نے اس علاقہ میں فتنوں کی دھوم مچادی، سارے فتنے یہاں اکٹھے ہو کر آگئے۔ اب ضرورت تھی یہاں کوئی ایسا آدمی ہو جو ان فتنوں کا سر توڑ سکے وہ تاریخ میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں یہ خود ان کے سلفی صاحب لکھ رہے ہیں چنانچہ انہوں نے دین کو اس طریقہ پر مدون کیا کسی فتنہ کو داخل ہونے کی گنجائش نہیں تھی ایک ایک درجہ بتادیا یہ فرض کے درجہ میں ہے، یہ نفل کے درجہ میں ہے، یہ سنت کے درجہ میں ہے، یہ مکروہ کے درجہ میں ہے، یہ حرام کے درجہ میں ہے، یہ مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے۔ اتنی وضاحت کردی کہ اب کوئی فتنہ ڈالنے والے کے لئے راستہ چھوڑا ہی نہیں فقہاء کے کام کو سمجھیں۔

تحقیق کے لئے تین شرائط:

کسی بات کی تحقیق کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہے حدیث پر عمل کرنا ہو تین باتوں کی ضرورت ہے پہلا یہ ہے کہ یہ پتہ لگ جائے یہ واقعی حضرت پاکؐ کا قول ہے دوسرا یہ کہ جو اس کا میں مطلب سمجھا ہوں حضرت پاک ﷺ کی مراد بھی وہی تھی سمجھنے میں غلطی بھی ہوتی ہے اختلاف بھی ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ میں اس حدیث پر عمل کرنے کا مخاطب ہوں یہ تین باتیں ضروری ہیں صحابہ کرام کو تین باتیں بیک وقت حاصل ہو جاتی تھیں حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے کام کرتے ہوئے دیکھا اتنا یقین قوی ہو گیا کہ سوائے متواترات کے ہمارا اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔

پھر جس طرح ہمارے سامنے باتیں سننے والے لوگ مختلف ہوتے ہیں کسی کو اشارہ ہی کر دیں تو سمجھ جاتا ہے اور کسی کو مثالیں دیں تب بھی کہتا ہے سمجھ نہیں آئی اور حضرت محمد ﷺ کے سامنے بھی ہر قسم کے آدمی تھے لیکن ہمارے سامنے وہ آدمی نہیں ہے جو مخاطب تھا بس الفاظ لکھے ہوئے ہیں حضرت نے کس قسم کے آدمی کو ارشاد فرمایا پھر صحابہ میں سے

جب کسی کو کوئی بات ملی ایک ملی بیک وقت دو نہیں ملیں جو اس وقت ایمان لائے کہ حضرت رفع یدین کر رہے تھے، اس کو ایک ہی ملی دوسری سامنے نہیں آئی دوسرا اس وقت ایمان لایا حضرت رفع یدین نہیں کر رہے اسے ایک ہی ملی اب یہ دونوں کاغذ پر لکھی گئیں اب وہ بولتی نہیں کہ میں پہلے کی ہوں نہ یہ بولتی ہے کہ بعد کی ہوں۔

صحابہ کو یہ مسئلہ پیش نہیں آتا تھا کیونکہ سنی بھی تو ایک ہی سنی تھی دوسری سامنے آئی تو حضرت پاک ﷺ سے فیصلہ کروا لیا لیکن ہمیں متعارض حدیثیں مل رہی ہیں دونوں باتوں کی تحقیق جب تک نہ ہو اس وقت تک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تحقیق مکمل ہوگئی ہے۔

محدثین صرف ایک کام کی تحقیق کرتے ہیں اس کی سند صحیح ہے یا نہیں، اس کی مراد کیا ہے محدث کا یہ وظیفہ نہیں امام ترمذی کہتے ہیں **كذا قال الفقهاء وهم اعلم بمعاني الحديث** فقہاء ایسا معنی بتاتے ہیں اور وہ حدیث کے معنی زیادہ جانتے ہیں۔ ان دو میں جو تعارض ہے اس کو ختم کرنا محدث کا کام نہیں اس لیے امام بخاریؒ نے جو زیادہ سے زیادہ بات فرمائی وہ ایک ہی تھی کہ میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے اس کتاب میں صحیح روایت لکھوں بس، لیکن امام ابوحنیفہؒ نے کیا فرمایا (حنفی یاد نہیں کرتے) کہ میں تینوں باتوں کی تحقیق کرتا ہوں۔

امام اعظمؒ کا علمی مقام:

امام صاحب فرماتے ہیں میں تینوں باتوں کی تحقیق کرتا ہوں پہلا یہ کہ حدیث صحیح ہو یہاں امام ابوحنیفہؒ اور امام بخاری میں فرق کیا ہے۔ امام بخاریؒ اپنی ذاتی سوچ سے سوچتے تھے راوی ثقہ ہیں اس کو صحیح کہا جائے امام صاحب فرماتے ہیں نہیں جب تک اہل کوفہ کے تمام محدث اس کو صحیح نہیں کہتے میں اس کو صحیح نہیں مانوں گا تو **يد الله على الجماعة** یہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے امام بخاریؒ کی شخصی تحقیق تھی امام صاحب کی تحقیق یہاں بھی ذاتی تحقیق نہیں تھی اب اس حدیث کا مطلب سمجھنا اور اس میں جو احکام ہیں بیان کرنا، کونسی چیز نفل ہیں، کونسی فرض ہیں، کونسی واجب ہیں۔ یہاں امام کا مقابلہ محدث

سے نہیں مجتہد کے ساتھ ہے لیکن یہاں بھی فرق تھا امام شافعیؒ اکیلے بیٹھ کر ساری تحقیق کرتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ اکیلے نہیں پہلے انہوں نے محنت کر کے ۴۰ مجتہدین کی جماعت تیار کی اور اس کے بعد ان کے سامنے مسئلہ رکھتے تھے اس لیے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں جب کسی مسئلہ میں تین امام اتفاق کر لیں پھر اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی پوچھا گیا کون سے؟ فرمایا امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد کیوں، جن تین فنون کی ضرورت ہے یہ ان تین فنون کے امام ہیں۔ امام محمد لغت عربی کے امام ہیں، قاضی ابو یوسف حدیث کے بہت بڑے امام ہیں، اور امام ابو حنیفہ فقہ کے بہت بڑے امام ہیں۔ تو فرمایا جب تینوں اکٹھے ہو جائیں اب اس کے بعد اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی۔

عبداللہ بن مبارک کا قول:

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں جس مسئلہ میں دو امام تحقیق کر لیں پھر اس پر اتفاق کر لیں پھر اگر پوری دنیا اس میں اختلاف کرے لیکن میں اس کو نہیں چھوڑتا پوچھا کون سے، فرمایا امام سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہؒ۔ کیونکہ سفیان ثوری حدیث زیادہ یاد کرتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ مسائل زیادہ نکالتے تھے حدیث سے۔

آج غیر مقلدین نے جن مسائل میں بڑے فتنے ڈال رکھے ہیں (مثلاً) آمین آہستہ کہتے ہیں سفیان ثوری امام ابو حنیفہؒ اکٹھے ہیں اور امام محمد، امام ابو یوسفؒ اکٹھے ہیں ترک رفع یدین میں سفیان ثوری امام صاحب کے ساتھ ہیں دوسرے دو امام بھی امام صاحب کے ساتھ ہیں تو امام صاحب نے جب یہ بیٹھ کر تحقیق کی اس حدیث کا مطلب کیا ہے تو اکیلے بیٹھ کر نہیں کی، امام شافعیؒ نے اکیلے بیٹھ کر تحقیق کی اور یہ امام شافعی کی شخصی تحقیق ہے امام مالک کی تحقیق شخصی تحقیق ہے، امام احمد بن حنبل کی شخصی تحقیق ہے لیکن امام اعظم کی شخصی تحقیق نہیں ہے بلکہ جماعت بنائی اور اس نے تحقیق کی۔

ایک مثال:

عوام کو سمجھانے کے لئے میں مثال دیا کرتا ہوں رمضان المبارک میں آپ کے

ہاں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ صحیح پڑھا جاتا ہے یا غلط، آپ سارے حافظ ہیں نہیں بلکہ آپ کہتے ہیں ہم کوشش کرتے ہیں ایک حافظ پیچھے کھڑا کیا جائے تو ایک حافظ پیچھے کھڑا ہو جائے تو پورے مسجد اور محلے والوں کو یقین ہوتا ہے قرآن صحیح پڑھا گیا اور کہیں ایسی جماعت کھڑی ہو رہی ہو کہ رمضان المبارک میں قرآن پڑھا جا رہا ہو ایک کی بجائے چالیس حافظ پیچھے ہوں تو کیا وہاں یقین نہ ہوگا۔ امام مالکؒ سے خطا ہوتی ہے لقمہ دینے والا کوئی نہیں، امام شافعیؒ سے خطا ہوتی ہے لقمہ دینے والا کوئی نہیں، امام احمد سے خطاء ہوتی ہے لقمہ دینے والا کوئی نہیں، امام ابو حنیفہؒ سے خطا ہو تو چالیس لقمہ دینے والے ہیں۔

اس لیے امام اعظم کی تحقیق شخصی تحقیق نہیں جماعتی تحقیق ہے اس لئے کوئی ماں کا لال امام بخاریؒ سے یا کسی صحاح ستہ والے سے یہ ثابت نہیں کر سکتا انہوں نے معنی کی تحقیق کی ہو۔ تیسری بات تھی جہاں دو حدیثیں آ جائیں کیا کرنا ہے امام بخاری نے اس بارے میں کوئی اعلان نہیں فرمایا لیکن امام ابو حنیفہؒ کا اعلان ہے میں حضرت کا آخری عمل تلاش کرتا ہوں کہ حضرت کا آخری عمل کیا ہے اور ان کے لئے آخری عمل تلاش کرنا آسان تھا کیونکہ آخری خلیفہ کا یہ دار الخلافہ ہے جہاں یہ بیٹھے ہیں۔

ایک ہزار پچاس صحابہؓ کوفہ میں پہنچے ان کے دل میں ہمارے سے زیادہ سنت کی محبت تھی سنت کے خلاف کوئی بات برداشت کر سکتے تھے؟ تو یہ کہیں امام بخاری نے نہیں لکھا میں نے آخری زمانہ کی حدیث نقل کی ہے بلکہ بعض جگہ تو صراحت کی ہے میں نے دونوں لکھ دی ہیں۔ (مثلاً) یہ کہ امام کھڑا ہو کر جماعت کرائے تو مقتدی بھی کھڑے ہو کر پڑھیں امام بیٹھ کر جماعت کرائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو نماز پڑھائی آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہؓ نے کھڑے ہو کر ادا کی اور اس کے آگے اپنے استاد حمیدی کا قول نقل کیا ہے صفحہ ۹۶ جلد اول پر آخری عمل کو لیا جائے گا، صرف ایک عمل میں آخری عمل کی تشریح کی ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں میں ہر عمل میں آخری عمل کی تلاش کرتا ہوں تو جب انہوں نے یہ تحقیق کر لی تو مکمل تحقیق کرتے ہیں وہ

فقہاء ہی کرتے ہیں اب ہمیں سے یہ سمجھیں جو فقہاء کو چھوڑ کر محدثین کی طرف جاتے ہیں یہ نہیں کہ ان کو محدثین سے محبت ہے بلکہ بات یہ ہے فقہاء نے تحقیق کے تینوں خانے مکمل کر لیے وہاں ان کو ٹانگ اڑانے کی جگہ نہیں ملتی محدث نے ایک خانہ پُر کیا دو چھوڑ دیئے وہاں ان کو ٹانگ اڑانے کا موقع مل گیا ہے اپنی مرضی سے جو چاہیں وہ کریں۔

بخاری شریف لے کر بیٹھ گئے کہ جی لکھا ہوا ہے رفع یدین کرنے کی حدیث ہے میں نے کہا جی لکھا ہوا ہے میں نے کہا آگے کہنے لگا سنت ہے میں نے کہا یہ تو نہیں لکھا ہوا سنت ہے کہا جی بخاری میں جو ہے میں نے کہا بخاری میں ہر چیز سنت ہوتی ہے میں نے کہا پھر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت ہے؟ جوتے پہن کر نماز پڑھنا سنت ہے؟ یہ کہاں سے کہتے ہو سنت ہے آگے پیچھے کہتے ہو ہم سنت مانتے نہیں نہ فرض ہے یہ دکھاؤ کان يصلى فى نعليه یہ تو سنت نہیں كان يرفع يديه سنت ہے حالانکہ ایک طرح کے دو جملے ہیں اب انہوں نے اپنی مرضی سے سنت کا لفظ لگایا وہاں نہیں لگایا اور کہیں گے ہم اہلحدیث ہیں اور مرضی اپنی بیان کریں گے۔

لطیفہ:

پرائمری سکول میں انسپکٹر صاحب آگئے پانچویں جماعت تھی اردو سننے لگے اس میں لفظ آیا اطمینان۔ کیا لفظ آیا؟ اطمینان۔ معنی پوچھا بیٹا اس کا معنی کیا ہے۔ کہا ہاتھ کھڑے کرو۔ کوئی ہاتھ نہ کھڑا کرے کہا ماسٹر صاحب آپ معنی نہیں بتاتے ماسٹر صاحب نے کہا میں تو بتاتا ہوں لیکن یہ یاد نہیں کرتے انسپکٹر صاحب نے کہا سات لڑکے ہیں ان میں سے کوئی بھی بتاتا تو میں سمجھتا ماسٹر صاحب نے بتایا ہے، کوئی یاد تو رکھتا۔ معلوم ہوتا ہے آپ بتاتے نہیں ہیں کہنے لگا نہیں جی میں تو بتاتا ہوں صاحب نے کہا اچھا آپ بتاؤ ماسٹر صاحب نے کہا دیکھو بیٹا یہ لفظ ہے اطمینان۔ نان کے معنی ہوتے ہیں روٹی۔ اور اطمی کے معنی یقیناً چھابہ ہوگا تو اطمینان کا معنی ہوا چھابہ روٹی والا انسپکٹر صاحب ماسٹر صاحب کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں نعرہ لگ گیا "انسپکٹر صاحب مردہ باد" ماسٹر صاحب زندہ باد" انسپکٹر صاحب بڑا

پریشان کہ معنی بھی غلط کر رہا ہے اور زندہ باد بھی یہی۔ میرے خلاف سارے علاقے میں پروپیگنڈا ہو جائے گا۔ کہا لکھا ہوا ہے، لاؤ لغت، کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ نان کا معنی روٹی لکھا ہوا ہے انسپکٹر نے کہا لفظ نان نہیں اطمینان ہے اس کا معنی نکالو ماسٹر نے کہا میں تیرا مقلد نہیں تیرے لفظ کا معنی نکالوں اس نے کہا یار کسی غیر مقلد سے واسطہ پڑ گیا جو نان کا معنی روٹی تو لکھا ہے آخر اس نے کیا اطمی کا معنی چھاپہ رکھا ماسٹر صاحب صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون میں نے کہا جس طرح وہ نان کا معنی تو دکھاتا تھا لیکن اطمی کا معنی نہیں دکھاتا تھا، اسی طرح یہ رفع یدین تو دکھاتے ہیں لیکن رفع یدین کے آگے سنت کا لفظ نہیں دکھاتے یہ اپنی مرضی سے کہہ رہا ہے اگر فقہاء کسی چیز کو سنت یا واجب کہیں تو یہ بدعت ہو جائے گا۔

اگر اور کوئی کہے تو کہتے ہیں سنت ہو گئی تو اس لیے ان لوگوں کو یہ حق ہے کہنے کا فلاں چیز فرض ہے، سنت ہے آخر فقہاء کو حق کیوں نہیں؟

رفع یدین کے ساتھ لفظ سنت:

چنانچہ آج کل یہی حال چل رہا ہے ان کا۔ کبھی لکھیں گے رفع یدین سنت ہے ایک جگہ ان پڑھوں نے لکھ دیا سنت ہے مناظر نے کہا کیوں لکھا ہے لفظ سنت جلدی مٹاؤ اس کو سنت کا لفظ یہ ثابت نہیں کر سکتے اور کبھی تو کہیں گے حضرت کا ہر کام سنت تھا پھر سارے فرائض کا انکار ہو گیا، سارے واجبات کا انکار ہو گیا سارے مستحبات کا انکار ہو گیا ہم کہتے ہیں یہی دکھا دو حضرت کا ہر کام سنت تھا یہ تو آپ کی رائے ہے ہر کام رائے سے کیا جائے اور اس کو سنت کہا جائے عجیب بات ہے میں نے عرض کیا کسی چیز کی تحقیق کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے ایک اس کا ثبوت، ایک اس کا معنی اور مطلب، ایک اگر کسی دلیل سے ٹکراؤ ہے تو اس کا حل کیا ہے؟ یہ تینوں کام صرف فقہاء نے کیے ہیں فقہاء نے کیوں کیے تا کہ کسی باطل پرست کو ٹانگ اڑانے کے لئے سوراخ نہ ملے اس لیے جو دین میں ٹانگ اڑانا چاہتا ہے وہ پہلے فقہاء کا مخالف ہوتا ہے کیونکہ چور چوکیدار کا مخالف ہوتا ہے کہ یہ کیوں شور مچا رہا ہے "چور آ گیا چور آ گیا" چوکیدار کی مخالفت کرتا ہے۔

محدثین نے کیونکہ دو خانے خالی چھوڑے ہیں اسلئے وہاں ٹانگ اڑانے کا موقع مل گیا ہے اس لیے نہیں کہ محدثین سے محبت ہے اس لیے کہ ان کی ٹانگ وہاں اڑ سکتی ہے جہاں دل چاہا کہہ دیا یہ سنت ہے، یہ کہہ دیا فرض ہے، فاتحہ آ گئی فرض ہے، رفع یدین آ گئی سنت ہے حدیث میں تو نہیں ہے چنانچہ باقی جو فقہاء کہیں وہ گناہ ہو جائے بلکہ شرک ہو گیا۔

ایک غیر مقلد سے گفتگو:

چنانچہ ہم نے ایک غیر مقلد سے گفتگو کی یہ تکبیر تحریمہ ہے۔ یہ فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے؟ کہنے لگا ہم ان خرافات کو نہیں مانتے یہ آپ کے فقہاء کی خرافات ہیں اگر کوئی یہ کہے قرآن حدیث میں نہیں تو کہتا ہے یہ بے دین ہے ہم نے بخاری شریف آگے رکھ دی اس میں امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے باب ایجاب التکبیر تکبیر کے واجب ہونے کا بیان ہے ہم نے کہا یہ واجب کا لفظ حدیث میں ہے یا امام بخاریؒ نے اپنی رائے سے لکھا ہے حدیث میں ہے تو دکھا دو ورنہ لکھ کر دے دو کہ امام بخاری اہل الرائے ہے آپ کے فتویٰ کے مطابق بے دین بھی ہے کیونکہ جو اپنی طرف سے فرض واجب کہنے والا ہے وہ بے دین ہے اب خاموش باب وجوب القراءة میں نے کہا یا لفظ دکھا اس میں وجوب کا، یا لکھو کہ امام بخاری اہل حدیث نہیں اہل الرائے ہے کیونکہ اپنی رائے سے وہ باب باندھ رہا ہے کیونکہ رائے کی ضرورت ہر آدمی کو پڑ جاتی ہے کہ فقہاء نے تمام مسائل بیان کیے ہیں۔ وضو میں کونسی چیز فرض ہے، کونسی سنت۔ امام بخاری نے یہ بیان نہیں کیے امام بخاری محدث تھا فقیہ نہیں تھا۔

تکبیر پر تو لکھ دیا واجب۔ لیکن رکوع سجدہ والی میں نہیں لکھ سکا۔ رفع یدین پر کوئی باب نہیں باندھ سکا، فرض ہے، سنت ہے کیونکہ فقیہ نہیں تھا فقیہ جو ہے وہ ہر ہر مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

محدث کا یہ مقصد بھی نہیں ہوتا مقابلہ یہی ہوگا ایک طرف فقہ رکھ دی جائے ایک طرف بخاری رکھ دی جائے اب وہ بخاری میں دکھا دے یا اس کے خلاف دکھا دے مثلاً

یہاں لکھا ہے کل سنت ہے بخاری میں دکھاؤ سنت نہیں اگر بخاری میں نہ سنت لکھا ہے نہ کچھ اور، تو یہی کہا جائے گا بخاری اس مسئلہ میں خاموش ہے فقہاء نے اس کو بیان کر دیا ہے قرآن مجید میں اقیموا الصلوٰۃ ہے لیکن نماز کی رکعتیں نہیں، اب جس حدیث میں نماز کی رکعتیں آئیں گی یہ نہیں کہا جائے گا یہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن نے نہ رکعتوں کا رد کیا ہے نہ انکا ذکر کیا ہے یہ فرض ہیں فجر کی دو رکعتیں اب یہ جو احکام فقہاء نے بیان کیے ہیں یہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس سے استنباط کیے ہیں ان پر بعض کا مجتہدین سے اتفاق ہو گیا بعض کا اختلاف۔ محدثین نے اگر کسی حدیث کو صحیح کہا تو اپنی رائے سے، ضعیف کہا تو اپنی رائے سے جس پر محدثین کا اتفاق ہو گیا سب نے کہہ دیا صحیح ہے لیکن بعض پر اختلاف، ایک محدث کہتا ہے صحیح ہے دوسرا محدث کہتا ہے ضعیف ہے۔ جس طرح ان میں اختلاف ہے اسی طرح ان میں بھی اختلاف ہے، ہم اس میں فرق بھی کرتے ہیں جس طرح چاروں اماموں کا اتفاق ہے وہ حجیت قاطعہ ہے مخالفت کی گنجائش نہیں اور جس پر چاروں ائمہ کا اختلاف ہے وہ رحمت واسعہ ہے۔

اماموں کی تقلید:

جس علاقہ میں جس امام کا مذہب متواتر ہوگا اس علاقہ میں اسی امام کی تقلید کی جائے گی یہاں حضرت امام اعظم کا مذہب متواتر ہے تو یہاں ان کی تقلید کی جائے گی کیونکہ یہاں مالکیت، حنبلیت، شافعیت نہیں ہے جنہوں نے چاروں اماموں کو چھوڑ دیا ہم ان کو اجماعا متروک کہیں گے یہ جو فرقہ آیا اس نے مخصوص مسائل میں چاروں اماموں سے اختلاف کیا۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام:

مثلاً فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں چاروں اماموں میں سے ایک بھی نہیں کہتا کہ جہری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام جائز ہے یہ جس عبادہ بن صامت والی روایت کو پیش کرتے ہیں اس میں محمد بن اسحاق کذاب ہے، نافع یہ مجہول ہے، مکحول مدلس ہے اس کو کسی ایک امام نے بھی قبول نہیں کیا مدینہ میں جو کتاب لکھی گئی اس میں اس کے خلاف باب

باندھا گیا کہ جہری نماز میں قرأت نہیں کرنی۔

امام احمد نے امام شافعیؒ نے اس کو معلول قرار دیا ہے جو رفع یدین یہ کرتے ہیں اس کو چاروں اماموں کے نزدیک متروک العمل قرار دیا ہے شیعہ ہر جگہ کرتے ہیں روایتیں ملتی ہیں مسند احمد میں عند کل تکبیرۃ شافعی نو جگہ کرتے ہیں یہ دس جگہ کوئی بھی چاروں اماموں میں دس جگہ رفع یدین کا قائل نہیں۔جس حدیث پر ان کا عمل ہے چاروں اماموں کے نزدیک اجماعاً متروک ہے وہاں بھی عرض کیا تھا جو یہ نماز پڑھتے ہیں وہ کہیں بھی ثابت نہیں اور جو چار پانچ ان کے مخصوص مسائل ہیں وہ کہیں بھی ثابت نہیں۔

ایک حدیث بھی نہیں امام کے پیچھے ۱۱۳ سورتیں پڑھنی حرام ہیں صرف فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی کسی ایسی حدیث سے جس کو اللہ یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح قرار دیا ہو کیونکہ حدیث دلیل سے صحیح ہونی چاہیے۔

ایک بھی حدیث نہیں اٹھارہ جگہوں میں حضرت نے منع فرمایا ہو اور دس جگہ کا ثبوت ہو اور آپ کا ہمیشہ کا عمل ہو اور جو اس طرح نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور حدیث کو اللہ یا اس کے رسول نے صحیح کہا ہے کیونکہ ہم نے رائے کو چھوڑ کر اہل حدیث بننا ہے اگر یہ خود یا کسی محدث سے حدیث کو صحیح کہیں گے تو یہ خود اہل حدیث نہ رہے، رائے پرست بن گئے، بنیں رائے پرست اور کہیں ہم اہل حدیث ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے فقہاء نے الحمد للہ ہمیں مکمل دین دیا ہے۔

سوالات:

سوال نمبر (۱): آپ حسن بصری، مجاہد، قتادہ اور ابراہیم نخعی کی تقلید کیوں نہیں کرتے آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں کرتے ہیں۔

جواب: یہ منکرین حدیث سے اعتراض چوری کیا ہوا ہے حضرت ابو ہریرہؓ جب حدیث پڑھاتے تو کبھی رواہ البخاری نہیں کہتے تھے اب یہ ابو ہریرہ کی کتاب کیوں

نہیں مانتے بخاری کی کیوں مانتے ہیں کہ یہی کہا جائے گا حضرت ابو ہریرہ کی کتاب آج کوئی مستقل موجود نہیں حضرت ابراہیم کے فتاوے وہ امام محمد کی کتاب الآثار میں ہیں مکمل جو مدون کی گئی ہے وہ ابو حنیفہ کی فقہ ہے اس میں خلفاء راشدین کے فتاوی بھی آ گئے ابراہیم نخعی کے فتاوی بھی آ گئے اس کو ماننا سب کو ماننا ہے جیسے ہم قاری عاصم کی قرأت پڑھتے ہیں لیکن ابن عباس کی نہیں پڑھتے کیونکہ وہ اس میں آ گئی ہے۔

سوال نمبر (۲): عصر کی نماز کا وقت حنفی مذہب میں ہر چیز کا سایہ مثلین پر ہے مثل واحد والوں کے دلائل قوی ہیں یا مثلین والوں کے؟ جواب: پہلے تو ان میں تعارض ثابت ہونا چاہیے کہ یہ حدیثیں ایک ہی وقت کی ہیں یا الگ الگ وقت کی ہیں دیکھئے جو حدیث وہ سناتے ہیں صلاۃ الرسول میں نقل کی ہوئی ہے اس میں یہ ہے کہ ظہر مثل اول کے آخر میں پڑھی اور عصر کب پڑھی دوسری مثل کے ختم ہونے تک لیکن کیا عصر کا یہ وقت آج باقی رہا ہے دو مثل پر وقت آپ ختم مانتے ہیں یا سورج غروب ہونے تک مانتے ہیں، غروب ہونے تک مانتے ہیں۔ اس کے بعد حدیث آ گئی من ادرک رکعۃ قبل ان تغرب فقد ادرک الصلوۃ تو پتہ چلا اس حدیث کے بعد عصر کے وقت میں ترمیم ہوئی ہے اور اس حدیث پر عصر کا وقت باقی رکھا بلکہ وقت آگے گیا ہے مغرب کا وقت کیا ہے۔ جس وقت پہلے دن پڑھی تھی اس وقت دوسری دن پڑھی گویا مغرب کی نماز کا وقت تین رکعت کے برابر ہے اس سے زیادہ نہیں اس کے بعد جب حدیثیں آ گئی کہ غروب شفق تک مغرب کا وقت ہے تو اب اس کے بعد والی حدیث کو مانا جائے گا یا اس کو مانا جائے گا؟

تو مغرب کا وقت بھی آگے بڑھا عشاء میں کیا تھا ثلث رات میں پڑھی تہائی رات میں آخری وقت لیکن اب آخری وقت کیا ہے طلوع صبح صادق۔ جس طرح مغرب کا وقت آگے بڑھا انہوں نے بھی مانا اسی طرح عصر کا وقت بھی آگے بڑھا۔

اسی طرح دو حدیثیں مل جائیں ایک یہ کہ آخری وقت پہلی مثل کا ختم ہے اور دوسری حدیث بخاری کی وہ باغ والی کچھ لوگوں نے باغ لگایا کہ زوال سے لے کر عصر تک

کام کرنا ہے اور کچھ نے عصر سے مغرب تک کیا ان کو ایک ایک دینار دیا اور ان کو دو دو انہوں نے کیا کہا نحن اکثر عملا واقل اجرا۔ ہم نے کام بہت زیادہ کیا ہے اور اجرت بہت کم ملی ہے ایک دینار ملا تھا ان کو دو دو دینار تو نسبت ایک اور دو کی ہوئی نا تو پتہ چلا زوال سے لے کر مغرب تک اس میں دو حصہ ظہر کے ہیں ایک حصہ عصر کا ہے۔

اب جب تم نے اس حدیث کو عصر میں چھوڑ دیا مغرب میں چھوڑ دیا عشاء میں چھوڑ دیا اب اگر امام نے بھی اس حدیث کو چھوڑ دیا تو کونسا جزم کیا ہے اگر تین جگہ چھوڑ نا گناہ نہیں تو چوتھی جگہ چھوڑ نا کیوں گناہ ہے اگر تین میں تم نے بھی مان لیا تو کونسا جرم کیا اب اسی حدیث میں جو لکھی ہے تین نمازوں کا وقت چھوڑ دینا اور ایک میں کہنا ابوحنیفہ نے اختلاف کیا ہے جس نے تین میں اختلاف کیا ہے اس کا نام نہیں لیتے اور جس نے ایک میں اختلاف کیا اس پر شور مچاتے ہیں۔

سوال نمبر (۳): ہمارے گھر کے قریب دو مسجدیں ہیں بریلوی، اہلحدیث کی اب عشاء اور نماز صبح کا مسئلہ ہوتا ہے نماز کن کے پیچھے اداء کریں ہماری مسجد دور ہے۔

جواب: غیر مقلدوں کے پیچھے نماز تو ہوتی نہیں۔

سوال نمبر (۴): آپ نے کہا تقلید شرک نہیں ہے تقلید کا درجہ بتائیں واجب ہے یا سنت یا فرض ہے حالانکہ قرآن میں ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے بارے میں ہے آپ نے تو فقہاء کی اطاعت شروع کر دی قرآن کی خلاف ورزی کی ہے۔

جواب: قرآن کی خلاف ورزی آپ نے قرآن کے اس حصہ کی خلاف ورزی کی ہے اولی الامر کا معنی کیا ہے؟ ایک تو وہ جو قرآن نے بتایا الذین یستنبطونه منهم وہ لوگ جو استنباط کرتے ہیں ایک جو آپ کے ذہن میں ہوتا ہے اولی الامر حاکم کو کہتے ہیں یہ بعد کا اختلاف ہے کیونکہ حضرت کے زمانہ میں حاکم بناتے ہی اسے تھے جو اجتہاد کر سکتا ہو اذا حکم الحاکم فاجتهد بعد میں جب ایسے لوگ آ گئے جو اجتہاد نہیں کر سکتے تھے تو

اب اولی الامر کن کو کہا جائے امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اجتہاد کے لئے اولی الامر فقہاء ہیں نفاذ کے لئے اولی الامر حکام ہیں۔

اور چونکہ وہ حاکم جو مجتہد نہیں وہ خود محتاج ہے مجتہد کا تو اب دیکھے اللہ نے اولی امر کی اطاعت کے بارے میں کہا ہے اگر یہ پوری آیت لکھ دیتا تو مسئلہ حل ہو جاتا لیکن حنفیوں کی ضد میں قرآن کا انکار ہو رہا ہے۔

سوال نمبر(۵): وتر فرض ہے یا واجب۔ بعض اس کو فرض کہتے ہیں بعض واجب کہتے ہیں۔

جواب: فرض عملی واجب ہی ہوتا ہے کیونکہ ثبوتاً واجبی ہوتا ہے عملاً فرض ہوتا ہے علامہ شامی نے تشریح کی ہے اب رہا یہ کہ اس کا حکم کیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے ان اللہ امد بصلاۃ اللہ نے ایک نماز زیادہ کردی ہے پانچ نمازیں تھی اور ایک زیادہ کردی گئی ہے اب اگر یہ حدیث متواتر ہوتی تو ہم اس کو متواتر کہہ دیتے لیکن حدیث متواتر نہیں ہے اس لیے ہم فرق بیان کرنے کے لئے واجب کہتے ہیں الوتر حق واجب بھی صاف لفظوں میں آ گیا وتر واجب ہیں۔

سوال نمبر(۶): بدعتی راوی کی حدیث قبول ہوتی ہے یا نہیں من صلی علی عند قبری سمعته یہ حدیث متواتر ہے یا مشہور یا خبر واحد ہے اس کا راوی کون ہے۔

جواب: یہ بات ٹھیک ہے کہ بدعتی راوی کی وہ حدیث جو اس کی تائید میں ہو وہ قابل قبول نہیں لیکن جو سند ہم پیش کرتے ہیں اس میں وہ راوی سدی نہیں ہے ہم ابوالشیخ والی پیش کرتے ہیں۔ تعلیم القرآن میں مفتی رشید صاحب نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اس کے بارے میں یہ کہا ہے اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں حضرت کے سماع میں کوئی شک نہیں۔ یہ نہیں دیکھیں چاند طلوع ہو اس میں دو مسلمان دیکھ سکتے ہیں تا اسی طرح عیسائی بھی دیکھ سکتے ہیں لیکن ہم نے تو مسلمان کی گواہی لینی ہے اب کوئی کہے فلاں عیسائی نے بھی دیکھا تھا اب کوئی کہے مسلمان عیسائی کی بات مانتے ہیں یہ غلط ہے۔

سوال نمبر (۷): امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک کے ہاں گھوڑے کا گوشت حرام ہے مکروہ تحریمی ہے۔ امام شافعی امام احمد کے ہاں جائز ہے کیونکہ حدیث میں پالتو مال میں گھوڑے کی اجازت دی ہے جبکہ امام صاحب نے تین دن سے پہلے اس سے رجوع کر لیا تھا۔

جواب: امام صاحب کی رجوع والی بات جو ہے یہ کراہت کے درجہ میں ہے کہ مکروہ تحریمی کے درجہ میں ہے۔ حدیث کی کتابوں میں میں نے بتلایا ہر قسم کی حدیثیں ہوتی ہیں حدیثوں میں بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا دونوں کی ہیں لیکن یہ ساری دنیا جانتی ہے بیت المقدس والی حدیث یہ پہلے کی ہے۔ اسی طرح حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ صحابہ نماز میں باتیں کر لیتے تھے اور یہ بھی ہے کہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں لیکن حدیثوں میں ہے بنی اسرائیل نماز میں بات کر لیتے تھے تو پتہ چلا یہ پہلے زمانہ کی بات ہے بعد میں اسلامی حکم آیا اسی طرح حدیث میں ہے کہ حضرت کے سامنے جب گوہ کھائی گئی آپ نے خود نہیں کھائی لیکن آپ نے منع نہیں فرمایا۔ فرمایا کہ ہمارے علاقہ میں یہ نہیں کھائی جاتی تو معلوم ہوا عرب والے پہلے نہیں کھاتے لیکن ابوداؤد میں حدیث ہے حضرت نے گوہ کھانے سے منع فرمایا اب دونوں حدیثیں ہیں۔

اسی طرح تاریخ دان بھی جانتے ہیں حاتم طائی جو حضورؐ سے پہلے کا سخی گزرا ہے اس نے گھوڑا ذبح کر کے مہمان کو کھلایا اس سے معلوم ہوا اہل عرب شروع سے گھوڑے کا گوشت کھاتے آرہے تھے اب جو نہیں آئے گی وہ یقیناً بعد والی روایت ہوگی۔ ابوداؤد میں دونوں روایتیں ہیں ایک یہ بھی اہل عرب گھوڑا ذبح کرتے تھے ایک یہ بھی حضرت نے منع فرمادیا ہم بعد والی حدیثوں کو لیتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیک۔

مسئلہ تقلید

بیان: راولپنڈی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

یا ایھا الذین امنوا ان جآءکم فاسق بنبإٍ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین. واذا جاءھم امر من الامن اوالخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والٰی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم.

قال رسول اللہ ﷺ "فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد " صدق اللہ العظیم. رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی. رب زدنی علما وارزقنی فھما سبحانک لا علم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم وصل علیہ.

دوستو بزرگو! مجھ سے پہلے آپ حضرات حضرت قاری صاحب کا بیان سن رہے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جس طرح قانون پر صحیح عمل کرنے کیلئے وکیل کا مشورہ ضروری ہوتا ہے اسی طرح علاج کیلئے ماہر ڈاکٹر کا مشورہ ضروری ہے۔

تقلید کی ضرورت:

اسی طرح کتاب وسنت کو سمجھنے کیلئے فقہاء کرام کا قول قابل اعتماد ہے۔ اب اگر کوئی خود نسخہ لکھے ڈاکٹر کی کتاب سے اور کہے ڈاکٹر غلط لکھتے ہیں تو یہ اس کی حماقت ہے۔ ہر

فن کے جاننے والے جو ماہر ہوتے ہیں ان کی بات مانی جاتی ہے۔ تو اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا ہے۔ میں نے مناظرہ میں انہیں کہا تھا اور لکھ کر بھی دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین یہ سورۃ التوبہ میں ہے۔ بڑی سورتوں میں یہ سورت آخر میں آئی ہے۔ ایک سوال کا جواب ہے کہ جو لوگ نبی کی خدمت میں رہتے ہیں ان کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے حضورؐ سے پوچھ لیتے ہیں۔ لیکن جو حضورؐ سے دور ہیں (یا) حضور کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے ان کے لیے کونسا واسطہ قابل اعتماد ہے۔ جس کے ذریعے نبی کی سنت اور خدا کا دین پہنچے اسی سوال کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں۔ قرآن میں فہم فقیہ حجت ہے۔ سہو فقیہ حجت نہیں ہے۔ کیا صحابہ کرام کی زبان پشتو تھی؟ یا سرائیکی تھی؟ عربی تھی اور قرآن پاک بھی عربی میں ہے جب صحابہ کرام قرآن پاک کی آیات سنتے یا حدیث سنتے تو اس کا ترجمہ آجاتا ہم سے اچھا سمجھ لیتے تھے یا نہیں؟ اب وہ جو عربی دان ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ان میں سے ایک چھوٹی جماعت فقیہ بنے۔ معلوم ہوتا ہے فقاہت ترجمہ کا نام نہیں۔ وہ کسی خاص گہرائی کا نام ہے فقاہت۔ ہر عربی زبان والا بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور آج ہر پنجابی زبان والا بھی کہتا ہے میں وہاں تک پہنچ سکتا ہوں۔

کیا محدثین کتے ہیں؟

گوجرانوالہ میں دوستوں (غیر مقلدوں) کی ایک بہت بڑی کتابوں کی دکان ہے ان کے شیخ الحدیث کتاب خریدنے چلے گئے دس بارہ ملازم تھے ایک ان میں حنفی تھا اب ان کے ہاں مقلد ہونا بہت بڑی گالی ہے۔ روپڑی صاحب مناظرے میں مجھے ایک مرتبہ کہنے لگے اگر تجھے تقلید کا معنی آجائے تو تو کبھی اپنے آپ کو مقلد نہ کہے۔ تقلید کا معنی ہوتا ہے پٹہ۔ اور دوسرے ساتھیوں سے پوچھا پٹہ کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا جو کتوں کے گلے میں ہوتا ہے تو سب نے کہا مسلک اہلحدیث زندہ باد میں نے کہا جتنے محدثین کا ذکر طبقات حنفیہ میں آیا ہے وہ معاذ اللہ سب کتے بن گئے مسلک اہلحدیث زندہ باد۔ جتنے محدثین کا ذکر

طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ میں آیا، طبقات حنابلہ میں آیا وہ سب کتے بن گئے، اور طبقات غیر مقلد نامی کتاب آج تک کوئی نہیں آئی۔ محدثین جو ان چاروں اماموں کے مقلد گذرے ہیں وہ سارے معاذ اللہ کتے بن گئے؟ کہنے لگا کیا تقلید کا معنی یہ نہیں ہے؟ میں نے کہا تقلید کا معنی اس طرح پٹہ بھی ہے۔ ہار بھی ہے تو ہار انسانوں کے گلے میں ہوتا ہے معنی دونوں ہیں اس لیے ہم انسان ہیں اور ہم نے انسانوں والا معنی یاد کیا ہے انہوں نے اپنا معنی یاد کیا ہے، نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی، ہم کیوں مجبور کریں بیچاروں کو کہ انسانوں والا معنی یاد کریں، تو اپنی اپنی نظر ہے تو جلدی سے کہتا ہے حدیث میں دکھاؤ کہ تقلید کا معنی ہار ہوتا ہے، تو اس کا معنی تو لغت میں ہوتا ہے حدیث میں نہیں ہوتا۔ لیکن میں تجھے منہ مانگے دام دوں گا مشکوۃ شریف ترجمہ غیر مقلدین میں نے اٹھالیا۔ واضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد خنازیر لؤلؤ والمرجان۔ نیچے ترجمہ لکھا تھا غیر اہل کے سامنے علم رکھنا ایسا ہے جیسے خنازیر کے گلے میں لؤلؤ والمرجان کے ہار پہنا دینا، میں نے کہا دیکھو حدیث سے ثابت ہوا تقلید کا معنی ہار ہے اور ایسا ہار ہے جس سے کتاب اللہ کے ہیرے اور موتی حاصل ہوتے ہیں اور تیسرا یہ بھی پتہ چلا کہ ہار آپ جیسے خنزیروں کے لائق نہیں، بہر حال اب وہ سارے کہنے لگے شیخ الحدیث صاحب وہ مقلد ہے مقلد ہے، شیخ الحدیث صاحب بڑے حیران کہ تو مقلد ہے کہنے لگا جی ہاں، کہا کیوں مقلد ہے؟ جی مجھے تو اردو بھی نہیں آتی قرآن حدیث تو عربی میں ہے اور نہ خود قرآن بولتا ہے نہ خود حدیث بولتی ہے کہ میرا معنی یہ ہے آخر کوئی مجھے سمجھائے گا اس پر اعتماد کرنا پڑے گا اس لیے میں تو سچ بولتا ہوں کہ میں مقلد ہوں اور میں مجبور ہوں اس نے کہا اچھا پھر تو کس کی تقلید کرے گا وہ بھی ہوشیار تھا؟ اس نے میری چند تقریریں سنی ہوئی تھیں، کہنے لگا میں تو ان پڑھ ہوں آپ کی تقلید کرلوں گا، مجھے یہ واقعہ سنا رہا تھا کہنے لگا جب میں نے یہ کہا دس بارہ منٹ خاموش رہا۔ تو آخر میں ہی بولا میں نے کہا حضرت اگر پہلے میں کہہ دیتا کہ میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرلوں گا تو آدھا قرآن مجھ پر برس پڑتا تھا جو یہودیوں والی آیتیں تھی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ

وہ ساری میرے ذریعے امام صاحب پر برس پڑتی تھیں اب میں نے کہا کہ میں آپ کی تقلید کروں گا اب قرآن کی کوئی آیت نہیں رہی جو آپ کو یہودی بنائے۔ اور جو باقی قرآن بچا تھا وہ خود اس فقیر پر برس پڑتا جو مشرکین والی آیات تھیں کہ یہ مشرک ہو گیا ہے اب میں نے کہا میں آپ کی تقلید کروں گا اب کوئی آیت ایسی نہیں رہی جو مجھے مشرک بنائے، کہنے لگا تو شرارتی معلوم ہوتا ہے۔ الحمد للہ اب مسئلہ آپ کو سمجھا دیا ہے اب معلوم ہوا، آپ کو تقلید سے اختلاف نہیں، بلکہ امام ابو حنیفہؒ سے حسد ہے کہ صدیاں گزر گئیں کہ ان کی رہنمائی میں لوگ اللہ کے نبی کی سنت پر عمل کرتے آرہے ہیں اور ہمیں کوئی پوچھتا نہیں اصل بات یہی ہے کہ صحابہ کرام عربی تھے ان کو یہ کہا جارہا ہے کہ ایک جماعت فقیہ بنے اور وہ کیا کریں گے۔ ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم جس طرح سارے حساب کی بنیاد دو قاعدے ہیں جمع اور تفریق اس طرح انبیاء علیہم السلام کے بہت سے اوصاف حمیدہ ہیں۔

انبیاء اور فقہاء میں مشابہت:

انبیاء کی بنیادی صفات دو ہیں باقی سب پھل پھول ہیں بشیر ہونا اور نذیر ہونا حضورؐ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا تو نذیر میں آپ کے وارث فقہائے کرام ہیں۔ لینذروا قومھم یہی صفت انذار ہے، اس لیے علامہ سرخسی رحمۃ اللہ مبسوط میں جب خطبہ شروع کرتے ہیں الحمد للہ الذی جعل ولایۃ الانذار للفقھاء بعد الانبیاءؑ اور صفت بشیر میں اس کے وارث اولیاء اللہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون آگے فرمارہے ہیں لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا وفی الأخرۃ۔ یہ صفت بشیر ہے اس سے پتہ چلا الحمد للہ اہل سنت والجماعت انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ چاروں فقہاء ان میں اور تصوف کے چاروں سلسلے بھی ان میں تو یہ کامل وارث جماعت ہے اب ہمیں اس بات میں فخر ہے کہ ہماری جماعت دونوں بنیادی صفتوں میں وارث ہے تو اسی طرح ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ ہماری جماعت سچی ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ غیر مقلد پورا بے دین ہوتا ہے کیونکہ جب بھی وہ بولتا

ہے یا فقہاء کے متعلق بولتا ہے یا صوفیاء کے متعلق۔

دین کیا ہے؟

دین دو باتوں کا نام ہے تعمیر الظاہر والباطن۔ ظاہر کی تعمیر ہوتی ہے فقہاء کے قول کے مطابق اور باطن کی تعمیر ہوگی اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کرنے سے، تو اس لیے جو فرقہ جس کا کام یہی ہو کہ فقہاء کرام یا صوفیاء کرام کے خلاف گفتگو کرنا معلوم ہوا اس سے بڑا بے دین کوئی نہیں ہے اسی طرح حضرت نے حدیث پڑھی من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فقیہ کو خیر بتایا، فقہاء کو خیار فرمایا اس لیے میرا ان پر قرض ہے کوئی ایک ایسی حدیث پیش کریں جس سے اللہ کے رسولؐ نے فقیہ سے منع فرمایا ہو ایسی آیت اور حدیث کے پیش کرنے پر ایک ایک لفظ پر دس دس لاکھ روپیہ رکھ کر انعام دوں گا۔ (نعرہ تکبیر، اللہ اکبر) (فقاہت حنفیت زندہ باد)

لیکن آج تک میرا ان پر قرض ہے کوئی حدیث فقیہ کی ممانعت میں نہیں پیش کر سکے نہ قیامت تک کر سکتے ہیں اور نہ یہی توفیق ہوئی ہے کہ اس حدیث اور آیت کو مان لیں اب اللہ کی طرف سے وحی تو نہیں آنی ہے اب عند اللہ مقبولیت یہ ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا جب اللہ تعالیٰ کسی کو پسند فرما لیتے ہیں پہلے آسمان میں منادی ہوتی ہے پوری دنیا والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ چاروں اماموں سے پوری دنیا محبت کرتی ہے اب یہ حدیث لکھیں غلط آدمی کی اللہ والوں کے ہاں محبت ہو، پرچیاں لکھیں گے لیکن قرآن کی آیت اس پر لکھنے کی ان کو توفیق نہیں ہوگی اللہ کے نبی کی حدیث لکھنے کی توفیق نہیں ہوگی میں یقین دلاتا ہوں یہ پرچی لکھنے سے کافر نہیں ہوں گے، میں بھی میدان میں بیٹھا ہوں مجال ہے کہ یہ لکھ کر بھیجیں۔

ایک مناظرہ: ایک مناظرہ میں، میں نے یہی آیت پڑھی یا ایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا۔ فاسق کی خبر کی تحقیق کر و کہنے لگے اس لیے ہم فقہاء کے قول کی تحقیق کرتے ہیں میں نے کہا ساری امت میں صرف فقہاء ہی فاسق ملے ہیں معاذ اللہ

کسی محدث کی، مؤرخ کی بات کی کوئی تحقیق نہیں، حکم ہے فاسق کی بات کی تحقیق۔

غیر مقلد ہی فاسق ہیں:

جی فاسق کسے کہتے ہیں میں نے کہا فاسق غیر مقلد کو کہتے ہیں میں نے لغت دکھائی کہ لغت میں لکھا ہے فاسق وہ جانور ہے جو گلے کی رسی توڑ کر بھاگ جائے لوگ جانتے ہیں یہ گلی میں جا کر بچوں کو مارے گا اور قرآن میں ہے وما یضل به الا الفاسقین، قرآن سے فاسق گمراہ ہوں گے اور فاسق کون ہیں الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ویقطعون ما امر الله به ان یوصل. اللہ نے جن سے ملانے کا حکم دیا ہے وہ ان سے کاٹیں گے صحابہ سے ملنے کا حکم دیا وہ کہتے ہیں فقہاء کی اور صحابہ کی بات حجت نہیں ہے، ان باتوں کے کاٹنے والے ہیں، یہ تو قرآنی فاسق ہیں، قرآن نے ان کو فاسق کہا یاد رکھنا ان کی بات بغیر تحقیق کے نہ سننا جب تحقیق کرو گے تو وہ جھوٹی نکلے گی۔

دنیا پور کا مناظرہ:

دنیا پور کے مناظرہ میں مجھے کہا اگر آپ اپنے امام سے صحیح سند کیساتھ ثابت کر دیں کہ انہوں نے کہا ہو پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین نہیں کرنا میں ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا، اس کا مقصد تھا کہ یہ بعد والی کتاب دکھلائے گا، میں نے موطا امام محمد کھول دی جس میں لکھا ہوا تھا وهو قول ابی حنیفه کہتا ہے یہ ان کے شاگرد نے لکھی ہے میں نے کہا قرآن بھی حضرت عثمانؓ رسول اللہ کے شاگرد نے لکھا ہے اس کا انکار کر، اس نے کہا تھا میں لاکھ روپیہ دوں گا میں تو خاموش رہا، دوسرا آدمی بولا دو لاکھ روپیہ اس کے بعد کہنے لگا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے کہا ہے جو جابر بن سمرہ کی روایت سے استدلال کرتا ہے وہ بے علم ہے میں نے کہا بخاری شریف میں نہیں ہے، اور جو رفع الیدین میں ہے اس کا راوی تو ثقہ نہیں ہے، جس کا نام محمود بن اسحاق ہے کہنے لگا اگر میں محمود بن اسحاق کی توثیق دکھا دوں تو شکست لکھ دے گا؟ میں نے کہا بالکل کہنے لگا تاریخ بغداد کی تیرھویں جلد میں ہے میں نے کہا اگر تو نہ دکھا سکا تو اپنی شکست لکھ دے گا، تو جس ڈاکٹر کی کوٹھی پر تھے اس کا نام عبدالمجید تھا میں نے

اس کو لکھ کر دے دیا اور میں نے کہا یہ تاریخ بغداد کی کسی جلد میں یاد نیا میں رجال کی کسی کتاب میں دکھا دے میری شکست ہے اس ڈاکٹر نے کہا تو بھی لکھ دے، کہنے لگا نہیں یہ ہی کافی ہے پھر کہا اچھا کتاب دکھاؤ کہنے لگا ابھی کتاب نہیں ہے آدمی بھیجا ہے کہ مروڑ پکا کتاب لینے کیلئے گیا ہے۔

میں چونکہ کراچی سے آیا تھا ڈاکٹر صاحب نے کہا اب حوالہ کی بات ہے اسی پر مناظرے کا اختتام ہونا ہے آپ آرام کریں مجھے کہنے لگا آپ کو یقین ہے اس نے جھوٹ بولا ہے میں نے کہا بالکل جھوٹ بولا ہے اور اتنا بڑا جھوٹ مرزا کو بھی نصیب نہیں ہوا ڈاکٹر صاحب نے کار نکالی ملتان گیا اور 14 جلدوں میں تاریخ بغداد لے آیا اب اس کے پاس لایا کہا کہ یہ ایڈیشن اور ہے، صفحوں کا فرق ہے بائیس صفحے آگے پیچھے کر کے دیکھو ادھر بھی نہیں ملا آخر اس نے کہا تو راولپنڈی اسلام آباد آنا میں حوالہ دکھاؤں گا، میں یہاں چلا گیا، غیر مقلد تھا یہاں آیا تو وہ کہنے لگا وہ کوئی کتاب لے گیا ہے لاہور، کہا صبح میرے ساتھ جہلم چلو، کہا پتہ نہیں گھر ہو یا نہ ہو، کہا فون نمبر بتاؤ پتہ کر لیتے ہیں اور کونسی کتاب ہے حوالہ ہی دیکھنا ہے دیکھ کر آجائیں گے اس کے بعد دونوں ڈاکٹر بھائیوں نے حنفی ہونے کا اعلان کیا تو مقصد یہ ہے کہ علم کا تو نام نہیں ویسے ملنگوں کی طرح جھوٹی بات کہہ دیتے ہیں۔

اشتہار کا آپریشن:

یہ اشتہار میرے پاس ہے سنی حنفی کے بارے میں، میں نے جو پہلی آیت پڑھی اس میں تحقیق کا حکم ہے غیر مقلد بھی کہتے ہیں تحقیق کا حکم ہے لیکن دوسری آیت ان کو کبھی یاد نہیں آئے گی میں انشاء اللہ ان کو پورا قرآن یاد کراؤں گا وہ یہ ہے کہ تحقیق کا حق کسے ہے، قانون کی تحقیق کا حق کس کو ہے؟ قانون دان کو ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و اذا جاءهم امر من الامن او الخوف، منافقوں کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے پاس کوئی بات آتی تو بلا تحقیق بات اڑا دیتے ہیں اب اگر دنیا کی بات بلا تحقیق اڑائی جائے تو دنیا کا نقصان ہے۔ اگر دین کی بات بلا تحقیق اڑائی تو دین کا نقصان ہے تو کیا حکم دیا کہ تحقیق کرو۔

تحقیق کا حق دو ہستیوں کو ہے:

ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم مسائل کی دو ہی قسمیں ہیں ایک منصوص ہیں جو رسولؐ سے ہی ملیں گے، دوسرے اجتہادی ہیں جو مجتہد سے ملیں گے، یہاں دو کا ذکر ہے ایک رسول کا اور دوسرا جو استنباط کر سکتا ہے تو معلوم ہوا رسول کو وہی مانے گا جو مجتہد کو مانے گا، اس اجتہاد میں سنی نسبت رسول کی طرف ہے حنفی نسبت مجتہد کی طرف اور جو اس کا انکار کرے وہ قرآن کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے۔

ایک واقعہ: میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا تو ایک وکیل غیر مقلد کھڑا ہوا کہ فقہ حنفی حضورؐ کے زمانے میں تھی؟ میں نے کہا تھی، کہا امام ابو حنیفہؒ حضورؐ کے زمانے میں تھے؟ میں نے کہا نہیں تھے، تو کہنے لگا ابو حنیفہؒ نہیں تھے تو فقہ حنفی کیسے تھی، میں نے کہا بخاری کی حدیثیں حضورؐ کے زمانے میں تھیں؟ کہنے لگا تھیں، میں نے کہا امام بخاری حضورؐ کے زمانے میں تھے کہنے لگا نہیں تھے، میں نے کہا پھر یہ کیسے تھیں، ہاں فرق صرف اتنا تھا حضرت ابو ہریرہؓ جب روایت پڑھتے رواہ ترمذی نہیں کہتے تھے، رواہ بخاری نہیں کہتے تھے آج اس کی ضرورت ہے تو اس کی طرف نسبت کر دی تو جس طرح رواہ بخاری کہنا ناجائز نہیں ہے اس طرح مجتہد کی طرف نسبت کر کے حنفی کہنا بھی ناجائز نہیں ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

اجتہاد کا ثبوت:

حضورؐ حضرت معاذؓ کو یمن بھیج رہے ہیں اور منشور اسلام طے ہو رہا ہے حضورؐ نے فرمایا فیصلہ کیسے کرو گے؟ کہا کتاب اللہ سے، کہا اگر کتاب اللہ سے نہ ملا، تو فرمایا سنت رسول اللہ سے، فرمایا سنت میں نہ ملا پھر فرمایا اجتھد برأیی۔ اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ اب اگر غیر مقلدوں کا مذہب سچا ہوتا تو حضورؐ فرماتے معاذ کلمہ دوبارہ پڑھو۔

غیر مقلدین کا دھوکہ:

یہ قرآن حدیث سناتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو ہی ہاتھ دیے ہیں ایک قرآن کیلئے ایک حدیث کیلئے فقہ کیلئے نہیں دیا۔ دو ہی کان دیے ہیں ایک قرآن کیلئے

ایک حدیث کیلئے فقہ کیلئے نہیں دیا، اور ایک ہی زبان دی ہے فقہاء کو بھونکنے کیلئے، مسلک اہل حدیث زندہ باد۔ میں نے چٹ لکھی تمہاری یہ تقریر سراسر حدیث کے خلاف ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا العلم ثلاثة آية محكمة سنة قائمة و فريضة عادلة۔ حدیث میں سنا رہا ہوں اور نعرہ منکر حدیث کیلئے لگ رہا ہے مسلک اہلحدیث زندہ باد۔ عجیب بات ہے میں نے کہا ذرا حدیث سے متعین بھی کر دو قرآن والا ہاتھ کونسا ہے حدیث والا کونسا اگر کسی کا دایاں ہاتھ کٹا ہو تو بخاری چھوڑے یا قرآن چھوڑے، جس کے دونوں ہی نہ ہوں وہ کیا کرے۔

صوابی کے غیر مقلد:

میں صوابی گیا دو تین غیر مقلد آئے کہا السلام علیکم میں نے بایاں ہاتھ دیا اور کہا و علیکم السلام کہنے لگے ہاتھ دو، میں نے کہا میں نے ہاتھ دیا کونسا ٹانگ دی ہے کہنے لگے اگر ہم حدیث میں ید کا لفظ دکھا دیں میں نے کہا ید تو یہ بھی ہے یمین کا لفظ دکھاؤ جیسے کل بیمینک۔

یمین کا لفظ مرفوع حدیث میں دکھا دو پچاس ہزار روپے انعام دونگا ورنہ اللہ کے نبی پاک پر جھوٹ نہ بولو کہنے لگے آپ دکھائیں دو ہاتھوں والی میں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں بخاری شریف میں موجود ہے میری ہتھیلی حضرت کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، دیکھو بجائے اس کے کہ مانتے کہتے ہیں دیکھو حضرت عبداللہ بن مسعود کا ایک ہاتھ تھا، رسول اللہ کے دو ہاتھ تھے، ہم کوئی نبی تھوڑے ہیں کہ دو ہاتھ دیں، ہم تو امتی ہیں، ایک ہاتھ دیں گے، میں نے کہا ذرا ہاتھ کرو کیسے کرو گے، انہوں نے ایک ہاتھ دیا میں نے انگوٹھا دے دیا میں نے کہا ہم تو نہ نبی ہیں نہ صحابی ہیں اس لیے ہم تو انگوٹھا دیں گے کیونکہ دو ہاتھ سے سلام کرو گے لوگ کہیں گے نبی ہے ایک سے کرو گے لوگ کہیں گے صحابی ہے، اسلئے میں انگوٹھا سے سلام کرونگا، اب اندازہ لگاؤ کوئی سوچ سکتا ہے باپ دو ہاتھ کرے بیٹا ایک، استاد دو ہاتھ کرے شاگرد ایک، نبی دو ہاتھ کرے امتی ایک۔ یہاں ابن مسعودؓ نفی نہیں کر رہے بلکہ دراصل بتانا یہ چاہتے ہیں میرے ایک ہاتھ پر رسول اللہ کی دو ہتھیلیاں تھیں اس

میں دوسرے کی نفی نہیں۔

لطیفہ: ایک سکھ انگلستان چلا گیا ہوٹل پر کھانا کھانے کیلئے گیا وہاں تو انگلش چلتی تھی اس کو زبان کا گوشت کھانے کا شوق ہوا، اس نے ایک ایسا جاہلانہ جملہ بولا جس میں پشتو سرائیکی انگریزی ملی ہوئی تھی اب ہوٹل والے اس کی جہالت پر بڑے حیران ہیں انہوں نے دوسرے آدمی کو بلایا اس کی جاہلانہ زبان سمجھو یہ کیا کہہ رہا ہے اب وہ سکھ بڑا خوش ہے کہ میں نے ایسی انگریزی بولی ہے ان کو سمجھ نہیں آئی اور یہ میری زبان کو سمجھنے کیلئے ترجمان کو بلا رہے ہیں، جس طرح یہ سکھ سب کو پریشان کر رہا تھا اس طرح آج کل قرآن حدیث ان سکھوں کے پاس آگیا ہے تو جب حضرت معاذ نے عرض کیا اجتهد برایی اپنی طرف نسبت کی حضرت نے انکار نہیں فرمایا معلوم ہوا مجتہد اپنی رائے اختیار کرے پھر بھی یہ سنت ہے اور یہ سنت تقریری ہے۔ تو میں حدیث سنا رہا ہوں نہ یہ حدیث مانیں گے نہ اس کے خلاف حدیث لکھیں گے یمن میں جا کر اجتہاد حضرت معاذ نے کرنا تھا حضرت معاذ امتی تھے اجتہاد کرنا ہے امتی نے، اور شکر اللہ کا نبی ﷺ کر رہا ہے الحمد للہ اے اللہ تیرا شکر ہے میرے امتیوں کو اجتہاد کی توفیق دی مجتہد سے خدا اور اس کا رسول راضی ہے، خدا دے رہا ہے، اجر، مجتہد اجر لے رہا ہے اور یہ خوامخواہ اپنا منہ کالا کر رہے ہیں۔

ایک وکیل کا سوال:

میں دارالعلوم میں تقریر کر رہا تھا ایک وکیل کھڑا ہوا کہنے لگا جی امام ابوحنیفہ سے اختلاف کا حق ہے میں نے کہا آپ کو نہیں ہے، کیونکہ آپ وکیل ہیں آپ کو وکیل سے اختلاف کا حق ہے، آپ بازار میں جا کر ڈاکٹر سے اختلاف کریں گے تو ڈاکٹر کہے گا آپ کا دماغ خراب ہے، تو مجتہد سے اختلاف کا حق مجتہد کو ہے، انہوں نے اپنا حق استعمال کیا امام شافعیؒ نے اپنا حق استعمال کیا ہے امام مالکؒ نے اختلاف کیا ہے امام احمد بن حنبلؒ نے اختلاف کیا ہے اپنے حق کو استعمال کیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول:

دوسرا سوال یہ کیا امام صاحب نے فرمایا اگر میرا قول قرآن وسنت کے خلاف ہو اس کو دیوار پر دے مارو، غیر مقلد خوش ہوئے یہ جی امام صاحب کا قول واقعی ہے؟ میں نے کہا واقعی ہے، میں نے کہا دیکھو ایک ڈاکٹر نسخہ لکھ کر دیتا ہے اور کہتا ہے جاؤ چیک کراؤ، اگر کوئی غلط کہہ دے اس کو نالی میں پھینک دو، اس کا مطلب ہے ڈاکٹر کو بڑا ناز ہے اپنے نسخہ پر اس پر میں نے کہا آپ جلدی سے اٹھے اور چمار کے پاس گئے دیکھو ڈاکٹر کا نسخہ صحیح ہے یا نہیں تو کیا چمار چیک کر سکتا ہے؟ کمہار چیک کر سکتا ہے اب آپ اندازہ لگائیں امام صاحبؒ نے کب فرمایا میری فقہ چماروں سے چیک کرانا، تو حضرت معاذؓ یمن میں تشریف لے گئے عربی تھے قرآن حدیث بھی عربی میں ہے تو اللہ تعالیٰ ڈانٹ دیتے معاذؓ قرآن حدیث عربی میں ہے یمن والے بھی عربی ہیں ان کو جا کر دے دو بس لیکن حضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا پورا یمن عربی ہے لیکن اجتہاد صرف حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا چل رہا ہے حضرتؐ کے حکم سے کر رہے ہیں، حضرتؐ کی زندگی میں کر رہے ہیں اب میرا یہ چیلنج ہے یمن میں کسی ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا ہو معاذؓ قرآن بیان کرے گا میں سن لوں گا، حدیث بیان کرے گا میں سن لوں گا، لیکن تو نے اپنا اجتہاد بیان کیا تو میں نہیں سنوں گا، کسی کتاب میں ایسی روایت آئی ہو تو لاؤ ایک حوالہ پیش کریں فی حوالہ دس لاکھ انعام دوں گا، کیا یہ تقلید شخصی نہیں ہے، کسی نے یہ کہا ہو معاذؓ قرآن حدیث سنیں گے لیکن ہم تیرا اجتہاد نہیں مانیں گے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بات کہیں گے تو وہ مانیں گے لیکن یمن میں ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے۔.

تقلید کی مثال: جامعہ اسلامیہ میں علماء بیٹھ کر مفتی صاحب کے ہاں یہ فیصلہ کرتے ہیں چاند ثابت ہو گیا ہے کل عید پڑھیں گے، پورے پنڈی اسلام آباد میں عید ہو رہی ہے اب جو تواتر یہاں ہو رہا ہے اب کوئی ایک آدمی یہاں سے ملتان جائے جا کر کہے صبح عید ہے وہ تو دیکھیں گے یہ آدمی سچا بھی ہے یا نہیں؟ تو جس قدر یقین اسکی بات پر پنڈی والوں کو ہے

وہ ملتان والوں کو ہو سکتا ہے؟ تو اس لیے اپنے علاقہ کا مفتی ہے اس پر اعتماد زیادہ ہوتا ہے اس پر سارے عمل کر رہے ہیں اتنا دوسرے کے فتوی پر نہیں ہو سکتا۔

اب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اجتہاد ہوتا رہا ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا کسی ایک صحابی کا نام بتا دیں کان لا یجتہد و لا یقلد ایک تابعی تبع تابعی کا نام پیش کریں۔

شاہ ولی اللہ کا قول:

قرۃ العینین میں حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کوئی صحابی تابعی ایسا نہیں تھا جو نہ مجتہد ہو اور نہ مقلد ہو اور انہوں نے دلیل میں یہی آیت پیش کی ہے لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ایک رسول کو اجتہاد کا حکم ہے ایک مجتہد کو حکم ہے کوئی سنی حنفی رہا، کوئی سنی شافعی رہا، کوئی سنی مالکی رہا، کوئی سنی حنبلی رہا۔

انگریز کے دو بچے:

پھر جب انگریز کا زمانہ آیا تو دو فرقے نئے پیدا ہو گئے ایک فرقہ یہ کہتا تھا اللہ کی کتاب قرآن کیلئے حدیث کی ضرورت نہیں انہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا اس فرقہ کا وکٹوریہ سے پہلے دنیا میں قرآن مجید کا کوئی ترجمہ موجود نہیں تھا لیکن لوگوں کو یہ کہتے ہیں جس دن سے قرآن ہے ہم اس دن سے اہل قرآن ہیں، قرآن سچا اہل قرآن بھی سچے تو انہوں نے دھوکہ دیا وہ خالق ہے نبی مخلوق ہیں وہ معبود ہے نبی عابد ہے، نبی کی سنت پر عمل کرنا یہ اللہ کے برابر ٹھہرانے کے مترادف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو پہلے دن سے ہی رد کر دیا تھا رسول تو اپنی کہتا ہی نہیں ہے جو اللہ چاہتا ہے وہ اپنے رسول سے کہلواتا ہے۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود ☆ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

تو انہوں نے رسول کی سنت کا انکار کیا نام رکھا اہل قرآن نبی کی سنت ماننے کو شرک قرار دیا اللہ نے اسی وقت جواب دیا وہ رسول ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی وہ اپنی کہتے ہی نہیں۔

اب دوسرا فرقہ اٹھا ہمیں مجتہد اور استنباط کی ضرورت نہیں کہنے لگے جی نبی معصوم ہے مجتہد غیر معصوم اور انہوں نے اپنا نام رکھا اہلحدیث۔ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں جواب دیا اجتہاد کو استنباط کہا۔

استنباط کسے کہتے ہیں؟

دراصل استنباط کہتے ہیں جو پانی زمین کی تہہ میں ہے اس کو نکال لینا یعنی ظاہر کرنے کا نام استنباط ہے اب ایک نے کنواں کھود کر پانی نکال لیا اب پانی نکلا ہے اس کنواں کھودنے والے نے ظاہر کیا ہے نا کیا خیال ہے یہ اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا کیا ہے۔

فقہ کی اہمیت:

یہاں اللہ تعالیٰ نے لفظ استنباط ذکر کر کے دو باتوں کو بیان کیا جس طرح دنیاوی زندگی بغیر پانی کے نہیں گذر سکتی اسی طرح اسلامی زندگی بغیر فقہ کے نہیں گزر سکتی، دوسرا یہ کہ فقیہ اپنی بات نہیں کہتا بلکہ میری بات کا اظہار کرتا ہے اسی لیے ہر مجتہد کا اعلان ہوتا ہے **القیاس مظھر لا مثبت** ہم نے قیاس سے مسئلہ ظاہر کیا مسئلہ گھڑا نہیں ہے، ہمارا اہل قرآن سے سوال ہے قرآن کی کوئی آیت پڑھو جس میں یہ ہو جو نبی کی سنت کا انکار کرے اس کو اہل قرآن کہنا لیکن وہ قیامت تک ایسی آیت نہیں دکھا سکتے، یہی سوال ہمارا اہلحدیث سے ہے کہ اللہ کے نبی کی کوئی ایک حدیث سناؤ جس میں یہ ہو جو فقہ کا انکار کرے اس کو تم اہلحدیث کہو، قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

ایک غیر مقلد سے ملاقات:

مولوی داؤد مجھ سے ملنے آیا کہنے لگا مجھے آپ سے ملنے کا بڑا شوق ہے کہنے لگا سنا ہے آپ اہلحدیث کے بڑے خلاف ہیں میں نے کہا میں تو اہل قرآن کے بھی بڑا خلاف ہوں، نہیں ان کے تو ہم بھی مخالف ہیں تھوڑی دیر کے بعد کہا جی حدیث کوئی بری چیز ہے؟ آپ مخالفت کرتے ہیں میں نے کہا قرآن کوئی بری چیز ہے آپ اہل قرآن کی مخالفت

کرتے ہیں کہنے لگا وہ تو قرآن کا نام لے کر جھوٹ بولتے ہیں، میں نے کہا تم حدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے ہو، کہنے لگا جی ہم اس لیے اہلحدیث ہیں ہم فقہ کو نہیں مانتے میں نے کہا ایسی حدیث ہمیں دکھا دو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہو جو فقہ کو نہ مانے وہ اہل حدیث ہے، کہنے لگا ہر مسئلہ حدیث میں ہوتا ہے میں نے کہا یہ تو ہے حدیث میں حضرت نے فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اللہ تعالیٰ کے رسول نے اس حدیث میں فقہ کے منکر کو شیطان کہا ہے تو اس آیت میں تحقیق کا حق دو ہستیوں کو دیا ہے یا رسول کو یا مجتہد کو اور یہ تو عالمگیر فیصلہ ہے ہر فن کا آدمی اسی فن میں تحقیق کر سکتا ہے، یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ یہ اللہ کی رحمت ہے اس کا بوجھ تم پر نہیں ڈالا ہے اللہ نے تحقیق کا بوجھ رسول یا مجتہد پر ڈال دیا فرمایا اگر تم پر تحقیق کا بوجھ ڈال دیا جائے تو تم نام تو اپنا اہل قرآن رکھتے لیکن اتباع شیطان کی کرتے، نام اہل حدیث رکھتے پیروی شیطان کی کرتے، خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جو رسول اور مجتہد سے بھاگتا ہے وہ شیطان کا تابعدار ہے اس کو اہل قرآن کہنا قرآن کی مخالفت، ان کو اہل حدیث کہنا حدیث کی مخالفت، تو میں نے ایک بات لکھی ہے تحقیق کا حق تو ضرور ہے لیکن آگے یہ نہیں بتاتے تحقیق کا حق کس کو ہے تحقیق کا حق ائمہ مجتہدین کو ہے ہم الحمدللہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور چار دلیلوں کو مانتے ہیں۔

اہل سنت کے چار دلائل:

ہمیں چار دلیلوں میں کوئی جھجک نہیں ہے۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت، قیاس، ابھی آپ نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی باجماعت کیسے بنتی ہے آگے امام ہو، ایک یا چار؟ ایک، ہاں ایک، چار رکعتیں ہیں امام بھی چار ہوں ایک رکعت ایک امام کے پیچھے، دوسری دوسرے امام کے پیچھے اس طرح چار رکعتیں چار اماموں کے پیچھے۔ ابھی آپ سے اگر کوئی پوچھے امام کسے کہتے ہیں تو یہ بتایا جائے گا امام اسے کہتے ہیں جو خود بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرائے، یہی ہے، کوئی یہ پوچھے

مقتدی کسے کہتے ہیں تو کہا جاتا ہے جو امام کی تابعداری میں اللہ کی عبادت کرے بالکل یہی مسئلہ اجتہاد اور تقلید کا ہے مجتہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اور مقلد وہ ہے جو مجتہد کی تابعداری میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے یہاں عبادت ہے وہاں اطاعت ہے۔

غیر مقلدین گدھے ہیں:

عبدالمجید پشاور والے کی کتاب میں، میں نے پڑھا کہ مقلد جانور ہوتا ہے میں نے کہا اگر میں مولانا کو جانور کہوں تو سب کہیں گے بدتمیزی ہے، واقعی گالی ہے لیکن اگر حدیث کا فیصلہ آ جائے پھر پتہ کرنا چاہیے تو دیکھئے ایک نماز آپ نے گھر پڑھی وہاں ایک کا ثواب ملا ایک وہاں پڑھی امام کے پیچھے جہاں جمعہ نہیں ہوتا ہے وہاں ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے ایک وہاں پڑھی امام کے پیچھے جہاں جمعہ بھی ہوتا ہے وہاں 500 نمازوں کا ثواب ملا، امام کے پیچھے کھڑے ہونے کا اجر اللہ بڑھا رہا ہے اور یہ جو آپ کی مسجد میں امام ہیں یہ آپ نے کھڑے کیے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے؟ آپ نے کیا، لیکن اس کو امام مان لیا تو امام کی تابعداری حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری ہے تو اب آپ نے امام کے پیچھے ایک سجدہ دیا تو ایک سجدہ کا ثواب پانچ سو سجدوں کے برابر ملا تو آپ رکوع میں امام کے پیچھے تھے آپ نے سوچا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاستبقوا الخیرات نیکیوں میں آگے بڑھو تو امام رکوع میں تھا آپ سجدہ میں چلے گئے یہ کون ہوتا ہے جو میرے اور اللہ کے درمیان کھڑا ہوا ہے اب اس کو کتنے ہزار سجدوں کا ثواب ملے گا حدیث پاک میں آتا ہے کہ خطرہ ہے اس کا سر گدھے کے سر کی طرح نہ بن جائے تو امام کی مخالفت کرنے والے کو گدھا اللہ کے نبیؐ فرمارہے ہیں یا میں کہہ رہا ہوں؟ کیا خیال ہے ہاں فرق اتنا ہوگا ایک چھوٹی سی مسجد کا امام ہے ایک پوری دنیا کا امام ہے چھوٹی سی مسجد کے امام کی مخالفت کرنے والا چھوٹا گدھا ہوگا، اور جتنا بڑا امام ہوگا اس کی مخالفت کرنے سے اتنا بڑا گدھا ہوگا پھر حساب آپ خود لگاتے جائیں۔

تو دیکھیے امام کی مخالفت کرنے والے کو گدھا کہنا گالی نہیں حدیث کا فیصلہ ہے لیکن مقلد کو جانور کہنا یہ بالکل گالی ہے کسی حدیث میں نہیں آتا لکھ کر بھیجو اگر کوئی حدیث ہے تو۔

غیر مقلدوں کا دھوکہ:

مجھے کہنے لگا جی میں محدثین کو مانتا ہوں فقہاء کو نہیں مانتا میں نے کہا ایک آیت پڑھو جس میں اللہ تعالیٰ نے محدثین کی اتباع کے بارے میں کہا ہو، ایسی ایک حدیث دکھاؤ یہ میرا ان کے اوپر قرض ہے میرا قرض لے کر یہ مر رہے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں ہے۔ الحمد للہ مجھے عیسائیوں سے بھی مناظرہ کا موقع ملا، رافضیوں سے بھی ملا، مرزائیوں سے بھی ملا اور ان سے بھی ملا، میں نے ان کی ایک خاص خوبی دیکھی ہے کہ باقی سارے اپنا دعوی لکھ دیتے ہیں پھر ان کو دعوئ پر دلیل نہیں ملتی لیکن یہ سرے سے اپنا دعوی ہی نہیں لکھتے۔

لاڑکانہ کا مناظرہ:

لاڑکانہ میں۔ میں تین دن بیٹھا رہا یہ آئے نہیں دو تین غیر مقلد کہنے لگے لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب. لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ میں نے کہا بھئی یہ کیا ہے کہنے لگے یہ ہماری دلیل ہے میں نے کہا نہیں تمہاری دلیل نہیں ہے میں نے کہا ترجمہ کرو اس کا ترجمہ کیا لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب بغیر فاتحہ کے نماز نہیں میں نے کہا نمازیں پانچ پڑھتے ہو پھر فاتحہ پانچ مرتبہ پڑھا کرو، کہنے لگا نہیں میں نے کہا فاتحہ ہر رکعت میں پڑھتے ہو اب حدیث بھی ایسی اپنے عمل کے مطابق لے کر آؤ لا رکعۃ الا بفاتحۃ الکتاب کہ ہر رکعت بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی ہے، اب سارے فرض مانتے ہیں ہر رکعت میں فاتحہ۔ میں نے کہا لا رکعۃ الا بفاتحۃ الکتاب خلف الامام جاؤ لے جاؤ اس پر دستخط کرا کر لاؤ، آٹھ گھنٹے ان کی لڑائی رہی کسی نے دستخط نہیں کر کے دیئے میں نے سب کچھ چھاپ دیا ہے رسالہ میں، ہم نے اشتہار شائع کر دیا غیر مقلدوں نے اپنے عمل پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا پورے لاڑکانہ میں شور مچ گیا ان کے بڑے کو کہا دستخط کر دو اس نے کہا میں

نے مرنا ہے دستخط کر کے ایسی حدیث تو مجھے قیامت تک نہیں ملے گی، اپنے آپ کو اہلحدیث کیوں کہتے ہو جب تمہیں اپنے عمل پر حدیث نہیں ملتی ہے۔ لا رکعة الا بفاتحة خلف الامام دیکھیے فجر کی ۴ رکعتوں میں، ظہر کی ساری رکعتوں میں، تمام نمازوں کی ساری رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے ہیں، ہر رکعت میں پڑھتے ہیں قیامت کو اللہ تعالیٰ ان سے یہی پوچھیں گے جو تو عمل کرتا تھا اس کی دلیل لا، تو ہر رکعت میں فاتحہ فرض قرار دیتا تھا مقتدی پر، لا کہاں ہے، مجھ پر بھی جھوٹ بولتا تھا میرے رسولؐ پر بھی جھوٹ بولتا تھا، تو وہاں کیا دلیل دے گا، آج ہمیں بھی دکھا ورنہ ہمیں یہ لکھ دے میرا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنی چاہیے لکھ کر بھی نہ دے پھر وہ غیر مقلد کہیں اپنا عمل لکھ دے وہ کیسے لکھے، میرے عیسائیوں سے بھی مناظرے ہوئے وہ دعویٰ لکھ دیتے ہیں دلیل نہیں ملتی، یہ تو دعوی بھی نہیں لکھ کر دیتے۔

اب ان کا مسلک ہے ہر رکعت میں فاتحہ فرض ہے مقتدی پر بھی، امام پر بھی، اب ایسی حدیث کوئی لے آئیں میں اس کے شروع سے لے کر آخر تک ایک ایک لفظ پر دس دس لاکھ روپے انعام دوں گا، مناظرہ چھپ چھپ کے کریں گے، اللہ کے نبی نے تو پادریوں سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا ہے، یہ مناظرہ چھپ کر کرتا ہے مناظرہ ہے یا زنا ہے؟ مرزا نے بھی مناظرہ کیا چھپ کر، باتیں مرزا کی مانتا ہے دھوکہ لوگوں کو دیتا ہے ہم اہلحدیث ہیں اللہ کے نبی پاک کے مناظرے میں کیا طریقہ ہے نہیں دکھا سکتا ہے۔

غیر مقلد کا درس:

ایک جگہ غیر مقلد درس دے رہا تھا یہ کہہ رہا تھا صرف قرآن وحدیث، صرف قرآن وحدیث پھر بعد میں کہنے لگا کسی نے کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لو، میرے ایک شاگرد نے پوچھا کہ قرآن مجید ہمارے گھر ہے حدیث کسے کہتے ہیں؟ کہنے لگا اللہ کے نبی کچھ فرمائیں تو حدیث، کچھ کر کے دکھائیں حدیث، کچھ کروا کے دکھائیں حدیث، کہنے لگا مجھے لکھ کر دے دیں حدیث کی بات ہے بھول نہ جائے اس نے لکھ دیا تین دفعہ اس سے سنا کہ حدیث کی تعریف یہی ہے اچھا اب وہ قرآن کی آیت سنائیں جس میں اللہ نے فرمایا ہو حدیث کہتے

ہیں نبی پاک کے فعل، قول، تقریر کو، کہا دکھاؤ قرآن کی آیت، کہا قرآن میں کہاں سے آیا کہا اچھا پھر حدیث پاک سے دکھلائیں۔ جس میں نبی پاک نے فرمایا ہو حدیث کہتے ہیں میرے قول، فعل، تقریر کو۔ حدیث میں کہاں سے آیا تو میرے شاگرد نے کہا پھر آج تک تم جھوٹ بولتے رہے ہم قرآن حدیث کے علاوہ اور کچھ مانتے نہیں تعریف حدیث کی تو کسی امتی سے چوری کر کے لے آیا ہے۔

ایک جگہ ان کا جلسہ ہو رہا تھا میں بھی گیا تو بڑا شور کر رہے تھے تو قدوری لے کر آ، میں ترمذی لے کر آتا ہوں، تو ہدایہ لے کر آ، میں بخاری لے کر آتا ہوں۔ بخاری تمہارے باپ نے لکھی ہے، میں نے ایک کالج کے لڑکے کو بھیج دیا قدوری ہدایہ نہیں دی، تعلیم الاسلام دے دی کہ اس میں نماز کی شرطیں دو سطروں میں لکھی ہوئی ہیں یہ غلط ہیں تو حدیث دکھاویں پھر اس کو غلط کرنے کے بعد ہم چھوڑ دیں گے لیکن ہم نے یہ مسئلہ فقہ حنفی کا چھوڑا ہے نماز تو نہیں چھوڑی تو صحیح شرطیں ہونی چاہئیں صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نماز کی شرطیں لے کر آؤ تو تو کہتا تھا ہدایہ لا میں تعلیم الاسلام لے کر آ گیا ہوں وہ لڑکا میرے پاس آیا میں نے اسے کہا اس سے پوچھنا بھینس کو عربی میں کیا کہتے ہیں وہ کہے گا جاموس تو لکھ لینا کہ یہ جاموس حلال ہے یا حرام ہے یہ قرآن مجید یا بخاری شریف سے دکھاؤ، کہنے لگا تم شرارت کرنے آئے ہو، لڑکے نے کہا بہشتی زیور میں لکھا ہوا ہے بھینس حلال ہے آج تم نے اعلان کر دیا ہے فقہ ساری غلط ہے تو ہمیں سب سے پہلے بھینس کی ضرورت پڑتی ہے۔ دودھ پیتا ہے، لسی پیتی ہے، چائے پیتی ہے تو آپ نے فرمایا آج سے مسئلے قرآن اور حدیث سے حل ہوں گے، ذرا قرآن سے جاموس کا لفظ دکھا دو، کہنے لگا تم شرارت کرتے ہو اس نے کہا نہیں یہ تمہارا آدمی ہے اس کی بارہ بھینسیں ہیں روزانہ دودھ بیچتا ہے اس کو پتہ ہونا چاہیے بھینس حلال ہے یا حرام ہے؟ لڑکے کالج کے تھے اس کو پتہ تھا یہ جائیں گے نہیں۔

غیر مقلدوں کی ہار:

پتہ تھا کالج کے لڑکے ہیں اس نے سپیکر والے کو کہا سپیکر ذرا بند کر دو جب سپیکر بند

ہو گیا تو اس نے کہا اس بارے میں حدیث نہیں ہے، ہم قیاس پر عمل کرتے ہیں، قیاس سے حلال کہتے ہیں، پھر انہوں نے کہا مولانا یہ مسجد ہے ہی سچ بولنے کیلئے ابھی آپ سپیکر کھول کر دس مرتبہ اعلان کریں ہم اہل قیاس ہیں، نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر، شان رسالت زندہ باد۔ فقہ حنفی زندہ باد، لوگ دھوکہ میں بیٹھے ہیں کہ آپ اہلحدیث ہیں نکلے آپ اہل قیاس، جی قیاس کس پر کیا ہے؟ گائے پر، اچھا جی قیاس میں نوعیت بھی ہوتی ہے، اس کے بھی دو سینگ اس کے بھی سینگ، اس کی بھی دو آنکھیں اس کی بھی دو آنکھیں، یہ بھی دودھ دیتی ہے وہ بھی دودھ دیتی ہے، اگر قیاس کی علتیں ایسی ہوتی ہیں تو میری بیوی تو نکاح سے حلال، آپ کی بیوی بھی میرے لیے حلال ہو جائے گی، تو تین چار غیر مقلد اٹھے مولوی صاحب کو اسٹیج سے اٹھا دیا کہا بس بہت بے عزتی کروا دی خوامخواہ، میں نے کہا تھا یہ اہل قیاس ہیں دیکھو اہل قیاس نکلے، میں نے اپنی مسجد کا سپیکر کھول دیا یہ اہلحدیث نہیں ہیں اہل قیاس ہیں میں نے ہر حنفی کی ڈیوٹی لگا دی کل کوئی ان سے ملے تو کہے یا اھل قیاس السلام علیکم، بڑے پریشان کہ سارے علاقہ میں شور مچ جائے گا پھر آئے کہا قیاس نہیں حدیث، حدیث میں نے کہا سناؤ جی، اللہ کے نبیؐ نے فرمایا جو ڈاڑھ سے شکار کرلے وہ حرام جو پنجے سے کرلے وہ بھی حرام، بھینس نہ ڈاڑھ سے کرتی ہے نہ پنجے سے، اس لیے حلال ہے مسلک اہلحدیث زندہ باد۔ میں نے کہا حدیث سنانے کا شکریہ پر جو آپ نے گدھا رکھا ہے یہ داڑھ سے شکار کرتا ہے یا پنجے سے۔ تو جب اللہ نے عقل تقسیم کی تھی پتہ نہیں تم کہاں تھے۔ کہنے لگے نہیں نہیں بخاری شریف میں ہے جنگلی گدھا حلال ہے، میں نے کہا اللہ کے بندے اسے سمجھاؤ میں نے کہا بھینس حلال کرو یہ گدھا حلال کرتا جا رہا ہے، دوسرا لڑکا آ گیا اس نے کہا تم نے پچھلے سال جلسہ کرایا تھا تو نے کہا تھا گھوڑا حلال ہے سارے علاقہ میں جو حضرت کو دیکھتا تو کہتے وہ آ گئے گھوڑا گروپ والے، آج تو نے گدھا حلال کر دیا ہے ہر سال کوئی نہ کوئی نئی مصیبت ڈال دیتا ہے اب تیسرا کھڑا ہوا جی حدیث نہیں قیاس ہے جس جانور کے کھر چرے ہوئے ہوں وہ حلال ہے حلال ہے۔

میں نے کہا خنزیر کے گھر بھی چرے ہوئے ہیں کیا وہ بھی حلال ہے؟ بہت پریشان ہوئے۔

جانوروں کے حلال وحرام ہونے کی تحقیق:

قرآن مجید میں چار جانوروں کا ذکر آیا ہے گائے، اونٹ: بھیڑ اور بکری کا۔ ائمہ مجتہدین نے ان کو سامنے رکھ کر علت نکالی ہے (جگالی کرنا) اسی کو فقہ کہتے ہیں، کتاب وسنت سے ایک قاعدہ اخذ کر لیا جائے پھر ساری دنیا کے جانوروں کا حکم معلوم ہو جائے اب آپ پوچھتے جائیں لومڑی حلال ہے؟ نہیں کیونکہ جگالی نہیں کرتی، بھینس حلال ہے کیونکہ وہ جگالی کرتی ہے تو دیکھو فقہ ہے کتاب وسنت سے قاعدہ نکال لینا دین کی تکمیل کی شان سامنے آجائے کہتے تو ہیں ہم صرف قرآن حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

قرآن تقلیداً جمع ہوا ہے:

میں رحیم یار خان میں بیٹھا ہوا تھا چھ سات مولوی آگئے ہم نے مناظرہ کرنا ہے میں نے کہا اچھا، کہنے لگے آپ سے نہیں آپ پرائمری سکول کے ماسٹر ہیں میں نے کہا کس حدیث میں منع ہے پرائمری سکول کے ماسٹر سے مناظرہ جائز نہیں، میں نے کہا کس بات پر مناظرہ ہونا ہے۔ کہنے لگے تقلید پر، ہم تقلید کو اتنا برا کہتے ہیں۔ تم آپ اتنا ضروری سمجھتے ہو۔ تقلید کسے کہتے ہیں؟ کسی امتی سے مسئلہ پوچھا جائے اور کوئی کتاب وسنت سے دلیل نہ پوچھی جائے نہ وہ بتائے نہ پوچھنے والا پوچھے میں نے تین مرتبہ یہی تعریف دہرائی میں نے کہا جب حضرت صدیق اکبر نے قرآن جمع کرنا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قرآن جمع کر دو صدیق اکبر نے فرمایا رسول اللہ نے جمع نہیں کیا میں نہیں کرتا، اتنے قاری شہید ہو گئے نہ حضرت عمر کوئی آیت پڑھ رہے ہیں نہ کوئی حدیث پڑھ رہے ہیں، صدیق اکبر فرما رہے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ نے جمع نہیں کیا میں جمع کیسے کروں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر کا سینہ کھول دیا انہوں نے قرآن مجید کو جمع کر وایا۔ میں نے کہا یہ تقلیداً جمع ہوا تمہیں یہ پڑھنے کا کیا حق ہے تم تو ہڈیوں اور چھوں

پر لکھا ہوا تلاش کرو۔

قرآن اور تراویح میں تقلید:

قرآن جمع ہوا تقلیداً اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح شروع کروائیں کوئی آیت یا حدیث پڑھی؟ سارے صحابہ خاموش رہے یہ بھی تقلید ہے پھر حضرت عثمان کا زمانہ آیا اس میں قرآن دوبارہ جمع کیا گیا لغات کے اختلاف کی وجہ سے، حضرت عثمان نے کوئی آیت حدیث پڑھی؟ جمعہ کی پہلی اذان شروع کی کوئی آیت حدیث پڑھی؟ میں نے کہا سارے صحابہ نے حضرت عثمان کی تقلید کی۔

صحابہ نے اچھا نہیں کیا:

کہنے لگا ہاں یہ تقلید تو ہے لیکن اچھا نہیں کیا صحابہ نے استغفر اللہ یہ تو شیعہ ہیں دو غیر مقلد ان کے ہاتھ باندھ کے بیٹھ گئے پہلے اماموں کو گالی دیتے رہے ہو اب صحابہ کو بھی گالی دے رہے ہو جب میں نے دیکھا یہ صحابہ کی گستاخی کر گیا ہے، ہم تو سمجھ نہیں سکتے نا میں نے بات بدل دی میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ نماز پڑھ کر آئے، میں نے کہا آپ نے رکوع میں تسبیح آہستہ پڑھی تھی یا بلند آواز سے کہنے لگا آہستہ میں نے کہا ذرا حدیث سناؤ کہنے لگا مجھے تو حدیث نہیں آتی، میں نے کہا کس کی تقلید میں پڑھی تھی جی مولوی صاحب کی تقلید میں، میں نے کہا مولانا یہ تو آپ کی مسجد کے مقلد نکل رہے ہیں، یہ مشرک ہیں، اور آپ شرک کا گڑھ ہیں، میں نے کہا اصغر صاحب یہ جو آپ کو یاد ہے نہ اندھی تقلید یہ دراصل آپ کی ہے آپ کا امام اندھا ہے اس کو حدیث نہیں آتی ہمارا امام اندھا نہیں الحمد للہ اس کو حدیث آتی ہے آنکھوں والے کی تقلید اندھی نہیں ہوتی اندھے کی تقلید اندھی ہوتی ہے میں نے کہا تو اندھا مقلد ہے یہ بھی اندھا بیٹھا ہے میں نے کہا سناؤ جی حدیث کہ تحقیق کریں گے تحقیق میں نے کہا آج تک کتنوں کی تقلید میں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا آپ التحیات میں درود شریف پڑھتے ہیں کہنے لگے پڑھتے ہیں، لیکن یہ نہ پوچھنا آہستہ پڑھتے ہیں یا بلند، حدیث

نہیں ہمیں آتی، میں نے پھر کہا پھر کیا پوچھوں آپ اہلحدیث ہیں حدیث ہی پوچھوں گا، یا تو یہ اپنا لفظ اہلحدیث واپس لے لیں۔

سو سوالات:

سو سوالات میں نے پوچھے امام درود شریف کے بعد دعا پڑھتا ہے، امام السلام علیکم کہتا ہے یہ اونچی کہتا ہے، دعا آہستہ اس کی ذرا حدیث سنا دو، امام تکبیر تحریمہ اونچی کہتا ہے مقتدی آہستہ، منفرد بھی آہستہ، اس کی ذرا حدیث سنادو، ایک حدیث بھی نہیں کہنے لگے کل دس بجے حدیث دکھائیں گے، میں نے نو بجے فون کیا تو کہا بس جی کراچی جامعہ ابی بکر میں رات سے حدیث کی تلاش جاری ہے چار کاریں بھیجی ہیں حدیث لانے کیلئے میں نے کہا کاروں پر آجائے گی یا بیلی کاپٹر بھیجنا پڑے گا آخر ہم انتظار کر کے عصر کے بعد چلے گئے ہم پہنچے تو سب کھڑے ہو گئے شور مچا دیا حدیث نہ پوچھنا حدیث نہ پوچھنا، میں نے کہا اور کیا پوچھوں اہلحدیثوں سے حدیث ہی پوچھنی ہے۔

فقہ کے مددگار:

کہنے لگے آج ہم نے آپ کی فقہ کی مدد کرنی ہے میں نے کہا میں نے تو وہ ویسے ہی چھوڑ دینی ہے مجھ سے حلفیہ بیان لے لو جو مسائل ہم فقہ سے لیتے ہیں وہ ہمیں قرآن حدیث سے دکھا دو ہم فقہ چھوڑ دیں گے، ہمیں کیا ضرورت ہے فقہ ماننے کی چھڑا لو، لیکن آج نہ چھڑائی تو میں قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں سوال کروں گا، کہنے لگے نہیں مانتے فقہ۔

ایک اعتراض:

فقہ لئے پھرتے ہیں، کہتے ہیں امام اس کو بتاؤ جس کی بیوی خوبصورت ہو یہ فقہ ہے، نہیں مانتے ہم فقہ میں نے کہا صرف دل سے یا زبان سے؟ کہنے لگے نہ دل سے نہ زبان سے۔

میں نے کہا جس جس کی بیوی خوبصورت ہو وہ ہمارے پاس بھیج دے یہ فقہ کا مسئلہ ہے جلدی کرو بھیج دو تم علاقہ کی سب سے زیادہ بدصورت سے نکاح کیا کرو تا کہ جاتے ہوئے معلوم ہو جائے فقہ کا منکر جا رہا ہے۔

ایک واقعہ: ایک غیر مقلد تھا سعودی عرب میں آٹھ سال لگا کے آیا تھا اس نے کہا مولوی صاحب شامی میں یہ مسئلہ ہے کیا؟ میں نے شامی اٹھا کر دے دی دیکھ لو، اپنے مولوی صاحب کو کہتا ہے آپ نے ایسی بحث چھیڑ دی آپ نے مسئلہ پڑھا نہیں تھا تو اعتراض کیوں کیا۔

مسئلہ لکھا ہوا ہے امام جتنا زیادہ نیک ہوگا اس کے پیچھے اتنا نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہوگا اب اس کی نیکی میں کون کونسی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ اگر اس کی بیوی خوبصورت ہوگی اس کی نظر دوسری طرف نہیں اٹھے گی۔

عجیب واقعہ: ایک کالج کا لڑکا میرے پاس آیا اس نے کہا حضرت یہ جو چالیس حدیثوں والی کتاب ہے ہمارے علاقہ میں ایک غیر مقلد عالم ہے وہ کہتا ہے میرے پاس پڑھو میں نے کہا کوئی بات نہیں، وہ پڑھنے گیا مولوی صاحب کپڑے میلے پہنا کرتے تھے تو حدیث آگئی **الطهور شطر الايمان** صفائی ایمان کا حصہ ہے یہ حدیث گزر گئی دوسرے دن حدیث آئی **النكاح نصف الايمان** لڑکے نے کہا استاد جی آپ تو پورے بے ایمان ہیں یہ تو حدیث پاک کی بات ہے کہنے لگا چلے جاؤ خبیث چلے جاؤ۔ تو اب دیکھئے بیوی کو حدیث میں نیک خزانہ کہا گیا ہے، **ربنا اتنا فی الدنيا حسنة الخ**. **حسنة** کی تفسیر میں احادیث آرہی ہیں اس سے نیک بیوی مراد ہے۔ یہ اس قسم کے دھوکے دیتے ہیں۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین.

وما علينا الا البلاغ المبين.

استغفر الله ربی من كل ذنب واتوب اليک.

ترک رفع الیدین

خطاب بمقام: جامعہ خیر المدارس ملتان (2000ء)

الحمد للّٰہ و کفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی اما بعد:
فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.
قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون.

وقال رسول اللّٰہ ﷺ مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم، رب اشرح لی صدری ویسرلی امری. واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی، رب زدنی علما وارزقنی فھما قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

میرے دوستو بزرگو! اللہ کا احسان ہے جس نے ہمیں اشرف المخلوقات انسان بنایا پھر حضور ﷺ کا امتی بنایا اور حضور ﷺ کی امت میں سے اہل سنت والجماعت کیونکہ نجات پانے والی جماعت صرف اہلسنت ہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا تھا ما انا علیہ واصحابی، وہی جماعت نجات پانے والی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں لیکن آج کچھ لوگ نجات پانے والی جماعت سے اختلاف کرتے ہیں، خصوصاً غیر مقلدین لا مذہب بددین لوگوں کا یہ شیوہ بن چکا ہے۔

غیر مقلدین کا اہل سنت والجماعت سے نماز کے چند مسائل میں اختلاف ہے:
(۱) ٹانگیں چوڑی کرنا (۲) ہاتھ باندھنے کا (۳) فاتحہ کا (۴) آمین کا (۵) رفع الیدین کا، چونکہ غیر مقلدین اللہ اور اس کے رسولؐ کی اس ترتیب نماز کو نہیں مانتے ان کی کوشش یہ ہوتی

ہے کہ پہلا مناظرہ رفع الیدین کا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی عوام کا یہ ذہن بنایا ہے کہ بخاری میں اگر دلیل ہو تو اس کے مقابلہ میں اور کوئی دلیل نہیں مانی جاتی، کیونکہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث بخاری میں نہیں۔ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اس کی کوئی حدیث بخاری میں نہیں اسلئے رفع الیدین کی حدیث سے وہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہماری دلیل بخاری میں موجود ہے اسلئے وہ اپنی عوام کو یہ کہتے ہیں کہ مناظرہ رفع الیدین پر رکھا کرو اور یہ شرط رکھا کرو کہ ہم اپنی دلیل بخاری سے دکھائیں گے تم بھی اپنی دلیل بخاری سے دکھاؤ۔

بخاری میں رفع الیدین کی دو روایات:

ہم یہ مانتے ہیں کہ بخاری شریف ص ۱۰۲ پر رفع الیدین کی دو احادیث موجود ہیں ایک حضرت ابن عمرؓ سے دوسری حضرت مالک بن حویرثؓ سے، لیکن ان دونوں حدیثوں میں غیر مقلدوں کا مسئلہ موجود نہیں ہے، کیونکہ یہ بیچارے گنتی نہیں جانتے، کیونکہ یہ چار رکعتوں میں صرف دس جگہ رفع الیدین کرتے ہیں اٹھارہ جگہ نہیں کرتے، پہلی اور تیسری رکعت کے شروع اور رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے، لیکن اٹھارہ جگہ نہیں کرتے سجدہ کو جاتے اور اٹھتے ہوئے، دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں، اور یہ بات طے ہے کہ اگر ایک سنت بھی رہ جائے تو نماز خلاف سنت ہوتی ہے، مثلاً اگر کوئی وضو میں کلی نہ کرے تو سب یہی کہیں گے کہ اس کا وضو خلاف سنت ہے اگر کوئی کانوں کا مسح نہ کرے تو ہم یہی کہیں گے کہ اس کا وضو خلاف سنت ہے، اس طرح اگر نماز میں بھی ایک سنت ترک کر دی جائے تو نماز خلاف سنت ہے۔

بخاری کی پہلی روایت:

بخاری کی پہلی روایت حضرت ابن عمرؓ سے ہے، جو حضرت پاکؐ کے زمانے میں چھوٹے تھے چنانچہ بخاری ج ا ص ۷ اپر ہے کہ حضرت نے ایک سوال پوچھا تھا تو اس پر ابن

عمرؓ فرماتے ہیں کہ مسجد میں جو لوگ تھے میں ہی ان سب سے چھوٹا تھا اور اسی بخاری ج ۱ ص ۹۲ پر ہے کہ اُدھر جماعت کھڑی ہوتی تھی اُدھر ابن عمرؓ بیٹھے کھانا کھا رہے ہوتے تھے، نیچے سے تیسری سطر میں ہے کہ ابن عمرؓ کے سامنے کھانا رکھ دیا جاتا تھا ادھر اقامت ہو جاتی تھی اور یہ کھانا کھانے سے پہلے نہیں آتے تھے بلکہ کھانا بھی کھاتے رہتے تھے اور امام کی قرأت بھی سنتے رہتے تھے، اب واضح ہے کہ جو آخر میں آئے گا یا درمیان نماز میں آئے گا وہ آخری صفوں میں ہی کھڑا ہوگا یہ ممکن نہیں کہ وہ درمیان میں آئے اور پہلی صف میں کھڑا ہو جائے۔

بخاری کی دوسری حدیث:

امام بخاریؒ دوسری حدیث حضرت مالک بن حویرثؓ سے لائے ہیں بخاری ج ۱ ص ۸۷ نیچے سے پانچویں سطر ہے **عن مالک بن حویرث قال أتیت النبی ﷺ فی نفر من قومی فاقمنا عندہ عشرین لیلۃ و کانا رحیماً رفیقاً الخ**۔ یہ صرف بیس رات حضورؐ پاک کی خدمت میں رہے۔

عجیب بات: عجیب بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ جو تیئیس سال حضرت کے ساتھ رہے اور حضرت کے ساتھ نمازیں پڑھتے رہے امام بخاریؒ بخاری میں رفع الیدین کے باب میں ان میں سے کسی کی حدیث نہیں لا سکے اگر لائے ہیں تو ایک روایت ایک بچہ کی اور ایک روایت ایک مسافر سے۔

امام بخاریؒ جو پہلی روایت لائے ہیں **باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سوآء، حدثنا عبداللّٰہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابن شھاب عن سالم بن عبداللّٰہ عن ابیہ ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلٰوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک ایضا وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد و کان لا یفعل ذلک فی السجود**، امام بخاری نے یہ روایت عن مالک کی سند سے نقل کی ہے جبکہ موطا کے ص ۵۹ پر یہ روایت ہے موجود ہے وہاں **کان یرفع یدیہ**

کی بجائے صرف رفع یدیہ ہے اور موطا میں اذا کبر للرکوع کے الفاظ بھی نہیں ہیں۔ مدینہ منورہ کی کتاب موطا میں صرف رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر تھا لیکن بخاری میں رکوع کو جاتے ہوئے بھی رفع الیدین کا ذکر آ گیا، مدینہ کی کتاب میں پانچ جگہ رفع الیدین تھی بخارا کی کتاب میں جا کر یہ نو جگہ رفع الیدین ہو گئی، کوئی پانچ کا صحیح تو نہیں کر سکے کہ یہ کہا جائے کہ یہ روایت بالمعنی ہے، اگر بالفرض نو جگہ بھی مان لیں پھر بھی غیر مقلدین کے کام کی تو یہ روایت نہیں رہی کیونکہ وہ دس جگہ رفع الیدین کرتے ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر ایک سنت بھی رہ جائے تو نماز خلاف سنت ہوتی ہے، غیر مقلدین کو یہ حدیث پیش کرنے کا سرے سے کوئی حق ہی نہیں۔

زہری کا عنعنہ:

پھر اس پہلی روایت میں زہری کا عنعنہ موجود ہے غیر مقلدوں کے امام مبارکپوری ابکار المنن میں لکھتے ہیں کہ زہری اگر عن سے روایت کرے اس کی روایت صحیح تو کجا حسن بھی نہیں ہوتی، اس لئے غیر مقلدوں کے اصول پر یہ حدیث صحیح بھی نہیں ہے۔

نا قابل عمل روایت:

یہ روایت حضرت ابن عمرؓ سے موطا میں امام مالکؒ نے بھی نقل کی ہے لیکن امام مالکؒ نے اس پر عمل نہیں کیا۔

ابن عمر کے دو شاگرد:

موطا میں ابن عمرؓ کے دو شاگرد ہیں ایک حضرت سالم جو ابن عمرؓ کے بیٹے ہیں دوسرے حضرت نافعؒ جو ابن عمرؓ کے غلام ہیں، سالم اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں اور نافع اس کو موقوف بیان کرتے ہیں، اس صورت حال سے شبہ ہو گیا کہ یہ حضور علیہ السلام کی حدیث ہے بھی یا نہیں امکان تھا کہ حضور کا فعل ہو اور ممکن تھا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا فعل ہو۔ اس لئے امام مالکؒ نے اس پر عمل نہیں کیا۔

امام مالک کا اصول:

امام مالکؒ کا اصول یہ تھا کہ وہ اہل مدینہ کے تعامل یعنی عمل تواتر کو دیکھتے تھے جو حدیث اہل مدینہ کے تعامل یعنی عمل تواتر کے خلاف ہوتی اس کو چھوڑ دیتے تھے تعامل یعنی تواتر کو مثال سے سمجھیں، حضرت پاکؐ نے نماز ادا کی اسے دیکھ کر تمام صحابہ کرام باقاعدہ پوری نماز پڑھتے تھے۔ لیکن نماز کے مسائل کی روایات چند صحابہ سے منقول ہیں، پوری نماز کے مسائل کسی سے نہیں کسی نے کوئی مسئلہ بیان کر دیا کسی نے کوئی بیان کر دیا۔

مجتہدین کے روایت لینے کا معیار:

ائمہ مجتہدین صرف ان روایات کا اعتبار کرتے ہیں اور اس عمل کا اعتبار کرتے ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ جاتا ہے۔ جو حدیث تعامل کے خلاف ہو اس کو شاذ سمجھتے ہیں۔

امام مالکؒ کے ترک عمل کی وجہ:

امام مالکؒ نے جب دیکھا کہ تمام اہل مدینہ تارک رفع الیدین ہیں تو انہوں نے اس حدیث پر دو وجہ سے عمل نہیں کیا۔

پہلی وجہ: ایک تو خود اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں اختلاف تھا۔

دوسری وجہ: دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعامل یعنی تواتر کے خلاف تھی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

امام محمدؒ نے موطا میں یہ دو باتیں ثابت کرنے کے بعد تیسری یہ بات بھی ثابت کی ہے کہ راوی حدیث خود حضرت ابن عمرؓ کا عمل اس کے خلاف تھا وہ پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین نہیں کرتے تھے، اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضرت پاکؐ کی حدیث کو جتنا صحابی سمجھتا ہے دوسرا کوئی نہیں سمجھ سکتا جب خود حضرت ابن عمرؓ اس پر عمل نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کو سنت نہیں سمجھتے تھے، اگرچہ ثابت بھی ہو۔

امام طحاویؒ کی وضاحت:

چنانچہ امام طحاویؒ نے بات کو مزید واضح کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب روایت نقل

کرنے کے بعد خود اس پر عمل نہیں کر رہے تو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی وجہ: یا تو ابن عمرؓ حدیث کو جاننے کے باوجود ساری عمر خلاف سنت نماز پڑھتے رہے اور جو راوی مستقل طور پر سنت کا تارک ہو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اس کی روایت بھی قابل قبول نہیں ہوتی، اگر یہ بات مان لی جائے تو راوی کی عدالت بھی گئی۔

دوسری وجہ: اگر یہ مان لیا جائے کہ انہوں نے روایت تو کی ہے لیکن انہیں معلوم تھا کہ اس پر عمل باقی نہیں رہا اس لئے وہ ترک رفع الیدین سے نماز پڑھتے تھے تو یہ اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے، امام محمدؒ جو امام بخاریؒ کے دادا استاذ ہیں وہ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ اس پر عمل باقی نہیں رہا اور امام طحاویؒ نے بھی خود ابن عمرؓ کے عمل سے اس کا منسوخ ہونا ثابت کیا ہے۔

غیر مقلدین کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ یرفع یدیہ کا جملہ نقل کر کے بیس پچیس کتابوں کا حوالہ نقل کر دیتے ہیں، جن لوگوں نے اصل کتابیں نہیں دیکھی ہوتیں وہ دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ شاید ہر کتاب میں یہی لفظ ہوگا، حالانکہ نہ موطاء میں یرفع یدیہ ہے نہ مسلم میں، نہ ترمذی میں، نہ نسائی میں، نہ ابوداؤد میں، امام بخاریؒ سے یہ لفظ یرفع نقل کرتے ہیں باقی کتابوں میں یہ لفظ نہیں ملتا، خود بخاری شریف کے اسی صفحہ پر پانچ جگہ یہ لفظ آیا ہے صرف ایک جگہ یرفع یدیہ کا لفظ ہے باقی چار جگہ رفع یدیہ کے الفاظ ہیں۔

غیر مقلدین کا اصول انہی کے گلے پڑ گیا:

غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ رفع یدیہ کا مطلب یہی ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ رفع الیدین کی لیکن یرفع یدیہ کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ہمیشہ رفع الیدین کی، ہمارے نزدیک یہ دونوں لفظ قضیہ مہملہ ہیں جس میں جزئیہ تو یقینی ہوتا ہے لیکن اس سے زائد کیلئے کوئی خارجی دلیل اور قرائن کی ضرورت ہوتی ہے، اگر غیر مقلدین کے نزدیک ان دونوں لفظوں میں فرق ہے (جیسا کہ وہ کہا کرتے ہیں) تو پھر امام بخاریؒ پر بہت بڑا اعتراض ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے لفظ کو بدل دیا ہے، کیونکہ اصل روایت میں لفظ رفع یدیہ تھا۔

غیر مقلدین کا ایک بہانہ:

غیر مقلدین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حدیث کو باب کے تابع کر کے دیکھنا چاہئے، اور یہ باب ہے باب یرفع الیدین فی التکبیر الاولیٰ مع الافتتاح سواء اس میں یرفع یدیہ ہے، اس کے آگے جو باب رکوع والی رفع الیدین کا ہے اس میں لفظ رفع یدیہ آرہا ہے، غیر مقلدین کو پہلی روایت پڑھنی ہی نہیں چاہئے اس لئے کہ جھگڑا تو رکوع کی رفع الیدین کا ہے۔

رفع الیدین اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا:

اگر لفظ رفع یدیہ ہے اور اسی سے ثبوت ہے تو بالکل اتنا ثبوت تو بخاری شریف میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بھی ہے، بخاری شریف میں اگر رفع الیدین کی چار سندیں ہیں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی بھی چار سندیں ہیں ایک ج ا ص ۳۵ دوم وسوم ج ا ص ۳۶، چوتھی ص ۳۳۵ تا ص ۳۳۶ پر ہے، اگر صرف رفع یدیہ کا لفظ بھی ثابت ہے جیسا کہ واضح ہے تو پھر بال قائمًا سے زیادہ رفع الیدین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ثبوت اور سنت میں فرق:

• ثبوت اور سنیت میں فرق ہوتا ہے مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ثبوت یقیناً ہے مگر سنت نہیں۔ اب اس کو سنت ثابت کرنے کیلئے علیحدہ دلیل کی ضرورت ہے، اگر ہم یرفع یدیہ مان بھی لیں اور اگر سب جگہ بھی یرفع یدیہ ہوتا تب بھی اس سے دوام پر استدلال کرنا درست نہیں۔

مثال نمبر ا: اسی بخاری ج ا ص ۵۶ پر ہے کان یصلی فی نعلیہ، حضرت پاک ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ بخاری شریف میں جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی حدیث موجود نہیں، اب اگر کوئی جوتے پہن کر نماز پڑھے اور ضد کرے کہ حضرت پاک نے چونکہ جوتے پہن کر نماز پڑھی ہے اس لئے میں ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھوں گا،

تو اس کو اہل حدیث تو کہیں گے، مگر وہ اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ وہ سنت کو مٹا رہا ہے اور علیکم بسنتی کے خلاف کر رہا ہے، کیونکہ حضرت پاک کا معمول جوتے اتار کر نماز پڑھنے کا ہی تھا، تو ایسا اہل حدیث نبی پاکؐ کی سنت کا دشمن کہلاتا ہے۔

مثال نمبر۲: اسی بخاری ج ا ص ۷۴ پر کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب. حضرت پاکؐ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے یہاں بھی ماضی استمراری کا صیغہ ہے اس حدیث کا یہ ترجمہ کرنا کہ حضرت پاکؐ نے بچی کو اٹھا کر نماز پڑھی یہ تو درست ہے لیکن اس کا یوں ترجمہ کرنا کہ حضرت پاک نے ساری زندگی کی ہر نماز بچی کو اٹھا کر پڑھی جو بچی کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھتا وہ بخاری مسلم کی متفق علیہ روایت کے خلاف کرتا ہے، اس کی نماز خلاف سنت ہے یہ ترجمہ ہرگز درست نہیں بلکہ صریح جھوٹ ہے، بلکہ حضورؐ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

مثال نمبر۳: اسی طرح بخاری ص ۲۵۸ پر ہے کان النبی ﷺ یقبل ویباشر وھو صائم حضرت پاکؐ روزہ رکھ کر بیوی کا بوسہ لیا کرتے تھے اور مباشرت بھی کیا کرتے تھے، یہاں بھی ماضی استمراری ہے، اگر کوئی یوں ترجمہ کرے کہ حضورؐ جس طرح سحری کھانے کو سنت سمجھتے تھے اس طرح بوسہ اور مباشرت کو بھی سنت سمجھتے تھے، اس کے بغیر روزہ کو خلاف سنت سمجھتے تھے، یا کوئی اس کا ترجمہ اس طرح کرے کہ حضرت پاکؐ جب بھی روزہ رکھتے خواہ فرض ہوتا یا نفل ہر روزہ میں بیوی کا بوسہ لیتے اور ہر روزہ میں مباشرت کرتے، زندگی بھر کوئی روزہ بغیر بوسہ اور بغیر مباشرت کے نہیں رکھا یہ صریح جھوٹ ہے بلکہ اللہ کے نبی پر جھوٹ ہے۔

خلاصہ کلام!

بخاری میں رفع الیدین کا صرف اتنا ثبوت ہے جتنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا، کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی روایت موجود نہیں، وہ بھی صرف شافعیوں کی رفع الیدین کا غیر مقلدین کی رفع الیدین کا نہیں کیونکہ دس جگہ کی روایت موجود نہیں ہے، رفع الیدین کا بخاری میں صرف اتنا ہی ثبوت ہے جتنا بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا، یا روزہ کی

حالت میں بوسہ لینے اور مباشرت کرنے کا، جو آدمی رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ ایسا ہی ہے گویا جوتے پہن کر نماز پڑھ رہا ہے، بچی کو اٹھا کر نماز پڑھ رہا ہے، روزہ میں بیوی سے بوس و کنار اور مباشرت کرتا ہے، جو بغیر رفع الیدین کے نماز پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے بغیر جوتے پہنے بغیر بچی اٹھائے نماز پڑھ رہا ہے وہ ایسا ہے کہ روزہ دار ہے لیکن بیوی سے بوسہ و کنار نہیں کیا مباشرت بھی نہیں کی۔

امت کا فیصلہ:

ساری امت جانتی ہے کہ دوسرے آدمی کی نماز میں کوئی نقص نہیں۔ پہلے آدمی کی نماز ناقص ہے اور ان چیزوں کو عادت بنا لینا حضورؐ پر جھوٹ ہے، کیونکہ یہ افعال حضرت پاکؐ کی عادت نہیں تھے۔

تعارض احادیث:

امام بخاریؒ نے اس باب میں دو راویوں سے حدیث لی ہے ایک ابن عمرؓ سے جو بچے تھے، دوسری حضرت مالک بن حویرثؓ سے جو مسافر تھے، پھر ان دونوں روایتوں کا آپس میں تعارض تھا جس کو یہاں ظاہر نہیں کیا گیا۔

تضاد نمبر ۱: حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے حضرت کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت ہے کہ حضرت پاک کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، یہ الفاظ مسلم، نسائی، ابو داؤد وغیرہ میں موجود ہیں خود امام بخاریؒ نے اپنے رسالہ جزرفع الیدین صفحہ نمبر ۵۵ پر اسے نقل فرمایا ہے، لیکن یہاں مالک بن حویرثؓ کی روایت میں یہ الفاظ نہیں لائے تاکہ لوگوں کو ظاہری طور پر ٹکراؤ نظر نہ آجائے۔

تضاد نمبر ۲: دوسرا تضاد اور ٹکراؤ یہ ہے حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کان لا یفعل ذلک فی السجود حضرت پاک سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے، حضرت مالک بن حویرثؓ کی مکمل روایت جو نسائی شریف ج ۱ ص ۱۶۵ پر موجود ہے باب رفع الیدین فی السجود۔ وہاں صراحت کے ساتھ ہے کہ حضرت پاکؐ رکوع کو جاتے

اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے تھے اسی طرح سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضرت پاک سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے لیکن حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت پاک سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔

اب دونوں روایتوں میں صرف ثبوت رفع الیدین نکلا اس سے زائد دوام رفع کا کہیں ذکر نہیں ہے، امام بخاریؒ صرف دو ہی روایتیں لا سکے ہیں لیکن ان دونوں کو صحاح ستہ میں شامل کتاب نسائی شریف کے ص ۱۵۸ پر امام نسائیؒ نے متروک قرار دے دیا ہے، جو امام بخاریؒ بڑے زور و شور سے لائے ہیں، امام نسائیؒ نے پہلے باب باندھا ہے باب رفع الیدین عند الافتتاح اس میں وہ مالک بن حویرثؓ کی روایت لائے ہیں دوسرا باب باندھا ہے باب رفع الیدین عندالرکوع، اس میں وہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت لائے ہیں یہی دونوں روایتیں جو بخاری میں تھیں، اس کے بعد تیسرا باب باندھتے ہیں باب ترک ذلک رفع الیدین کے ترک کا بیان، اس میں وہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت لائے ہیں۔ الا اخبر کم بصلوة رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا آؤ میں تمہیں اللہ کے نبی کی نماز سکھاؤں انہوں نے پہلی دفعہ دونوں ہاتھ اٹھائے پھر پوری نماز میں کہیں بھی دونوں ہاتھ نہیں اٹھائے۔ اس روایت کے تمام راوی کوفی ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے یہ نماز کوفہ میں پڑھ کر دکھائی۔

کوفہ کوئی ایسا شہر نہیں تھا کہ اس میں حضرت ابن مسعودؓ کے علاوہ کوئی صحابی رسول نہ پہنچا ہو کہ وہ خلاف سنت نماز دیکھ کر خاموش رہا ہو کوفہ میں ایک روایت کے مطابق ایک ہزار پچاس صحابہ کرام پہنچے تھے پھر نماز کوئی ایسا عمل نہیں جو چھپ کر پڑھی جاتی ہو نہیں بلکہ دن میں پانچ دفعہ مسلمان جمع ہو کر نماز پڑھتے تھے اگر اس نماز میں کوئی سنت کم ہوتی تو صحابہ

کرام کا جذبہ ایمان اور سنت سے محبت غیر مقلدین کے زبانی دعویٰ سے کروڑوں گنا زیادہ تھی، اور سنت پر عمل کا جذبہ بہت زیادہ تھا، لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ اے ابن مسعود آپ نے رفع الیدین والی سنت چھوڑ دی ہے، یا پھر یہ اہل کوفہ مکہ اور مدینہ سے کٹے ہوئے نہیں تھے اور یہاں حضرت ابن مسعودؓ والی سکھائی ہوئی نماز مکہ بھی جا کر پڑھتے تھے اور مدینہ جا کر بھی پڑھتے تھے، اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کا کوفہ میں آنا جانا تھا، لیکن قیامت تک کوئی ایک بھی حوالہ پیش نہیں کر سکتے کہ کوفہ والوں نے حضرت ابن مسعودؓ کی سکھائی ہوئی نماز مکہ جا کر پڑھی یا مدینہ جا کر پڑھی کسی ایک فرد نے بھی کہا ہو یہ نماز درست نہیں۔

بلکہ علامہ ابن حجر کمی شافعیؒ نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ جب وہاں جا کر نماز پڑھتے تو اہل مکہ کے بڑے بڑے محدثین مثل ابن جریجؒ فرمایا کرتے ما راینا احسن صلوة من ابی حنیفة ہم نے ابوحنیفہ سے زیادہ اچھی نماز کسی کی نہیں دیکھی۔

ہم نے نسائی کا حوالہ پیش کیا ہے نسائی حدیث کی کتاب ہے فقہ کی نہیں، امام نسائیؒ حنفی بھی نہیں بلکہ شافعی المذہب ہیں، بڑی وضاحت سے لکھتے ہیں کہ بخاری میں جو رفع الیدین کی دو روایتیں ہیں وہ ابن مسعودؓ کی روایت سے متروک ہو گئی ہیں۔

اب وہ لوگ جو روزانہ حدیث حدیث پکارتے ہیں وہ اس پر غور کریں اور علامہ نووی نے جو قاعدہ مسلم شریف کی شرح میں بیان کیا ہے اس پر غور کریں وہ یہ ہے محدثین ہر زمانہ کی احادیث لے آتے ہیں پہلے زمانہ کی بھی اور بعد کے زمانہ کے بھی، لیکن فقہاء کرام صرف آخری زمانہ کی احادیث لاتے ہیں اس لئے کہ اگر عوام کو پہلے زمانہ کی روایات کا پتہ نہ بھی چلے تو ان کے دین میں کوئی نقص نہیں آتا لیکن محدثین ہر زمانہ کی حدیث لاتے ہیں تو ان کا طریقہ یہ ہے دیکھیں امام مسلم ج ۱ ص ۱۵۶ میں باب لاتے ہیں باب الوضوء مما مست النار اس میں تقریباً تین احادیث لائے ہیں جن میں وضو مما مست النار ہے، مطلب یہ ہے وہ چیز جو آگ پر پکی ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے دوبارہ وضو کرنا چاہئے، ان کے بعد حضرت ابن عباسؓ سے روایت لائے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے

بھونی بکری کا گوشت کھایا پھر نیا وضو نہیں فرمایا اسی وضو سے نماز ادا فرمائی اس پر امام نووی لکھتے ہیں کہ باب الوضوء مما مست النار. ذکر مسلم رحمه الله في هذا الباب الاحاديث الواردة في الوضوء مما مست النار امام مسلمؒ نے اس باب میں پہلے ان احادیث کو نقل کیا ہے جن میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا ذکر ہے ثم عقبها بالاحاديث الواردة بترك الوضوء مما مست النار پھر اس کے بعد وہ احادیث لائے ہیں جن میں یہ ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، فكانه يشير الى ان الوضوء منسوخ گویا وہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ پہلی احادیث منسوخ ہیں وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث يذكرون الاحاديث التي يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ، یہ صرف امام مسلم کا ہی طریقہ نہیں ہے بلکہ سارے محدثین کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ احادیث لاتے ہیں جن کو وہ منسوخ سمجھتے ہیں پھر ان کے بعد وہ احادیث لاتے ہیں جو ناسخ ہوتی ہیں۔

ناسخ منسوخ کا قاعدہ:

علامہ نوویؒ نے یہاں ایک قاعدہ بتلا دیا کہ محدثین حدیث لکھنے کے بعد یہ نہیں لکھتے هذا حديث ناسخ یا هذا حديث منسوخ بلکہ وہ ترتیب ایسی قائم کرتے ہیں جس سے ان کا ناسخ و منسوخ ہونا معلوم ہو جائے وہ طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے زمانہ کی حدیثیں پہلے لکھتے ہیں اور بعد والے زمانہ کی احادیث بعد میں لکھتے ہیں۔

دوسرا قاعدہ: دوسرا قاعدہ یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی حدیث کے بارے میں یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ پہلے زمانہ کی حدیث ہے یا بعد والے زمانہ کی تو یہ صرف اس کتاب سے پتہ چلے گا جس میں دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں، اور جس کتاب میں ایک ہی قسم کی حدیث ہوگی اس سے قطعاً یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ پہلے زمانہ کی ہے یا بعد کے زمانہ کی۔

بخاری شریف میں رفع الیدین کی دو احادیث ہیں (وہ بھی شافعیوں کی رفع الیدین کی کیونکہ غیر مقلدین کی رفع الیدین کی دنیا میں کوئی حدیث نہیں ہے) لیکن اس کے

بعد ترک رفع الیدین کی احادیث نہیں ہیں، جس سے یہ پتہ چل سکے کہ یہ پہلے زمانہ کی ہیں یا بعد کے زمانہ کی اور یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ ان پر عمل جاری رہا یا نہیں رہا۔

لیکن امام نسائی نے بخاری والی دونوں روایات لا کر بعد میں ترک رفع الیدین کا باب باندھا ہے، جس سے یہ واضح ہو گیا کہ ان سے یہ عمل جاری نہیں رہا بلکہ متروک ہو گیا تھا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ بخاری والی روایات منسوخ ہیں۔

ایک چیلنج:

جس طرح ہم نے صحاح ستہ کی کتابوں سے یہ دکھا دیا کہ رفع الیدین کی حدیث پہلے ہے اور ترک رفع الیدین کی بعد میں ہیں (حالانکہ یہ سب شافعیوں کی کتابیں ہیں کیونکہ اکثر مصنفین شافعی ہیں اسلئے میں نے شافعی کہہ دیا) اب ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب لائیں، جس میں یہ ترک رفع الیدین کا باب یا حدیث پہلے ہو اور رفع الیدین کی حدیث یا باب بعد میں ہو، تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ترک رفع الیدین والی روایات منسوخ ہیں اور رفع الیدین والی ناسخ ہیں لیکن قیامت تک یہ ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

امام بخاریؒ کے استاذ:

امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بھی یہی طرز اختیار کیا ہے، انہوں نے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵ پر بخاری شریف والی دونوں روایات نقل کی ہیں۔ پھر مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۱ ص ۲۳۶ پر ترک رفع الیدین کی احادیث لائے ہیں۔

امام بخاریؒ کے دادا استاذ:

امام بخاریؒ کے دادا استاذ محمد بن حسن شیبانیؒ نے بھی یہی طرز اختیار کیا ہے (یہ امام بخاریؒ کے دادا استاذ اس طرح بنتے ہیں کہ امام بخاریؒ شاگرد ہیں یحییٰ بن معینؒ کے) یحییٰ بن معین وہ محدث ہیں جو فرماتے ہیں کہ میں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں علامہ ذہبیؒ "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھتے ہیں کہ یہ دس لاکھ احادیث کا حافظ کان یلعی

بقول ابی حنیفۃ یہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

دو زمانے دو احوال:

ایک زمانہ تھا خیر القرون کا کہ دس لاکھ احادیث کا حافظ بھی اپنے کو امام ابوحنیفہ کا محتاج سمجھتا تھا اور ایک یہ زمانہ پندرھویں صدی قرب قیامت کا ہے کہ اس میں صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول کے دو ورق یاد کرنے والا اپنے آپ کو فقہاء اور محدثین سے آزاد سمجھتا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار اساتذہ سے حدیث پڑھی ہے ان سب میں سے میں اپنے کو یحیٰ بن معین کے سامنے بہت چھوٹا سمجھتا ہوں، امام یحیٰ بن معینؒ امام محمد بن حسنؒ کے خصوصی شاگرد ہیں۔

تو امام محمدؒ جو امام بخاریؒ کے دادا استاذ ہیں وہ بھی اپنے موطا میں پہلے رفع الیدین کی حدیثوں کو لائے ہیں پھر ان کے بعد بہت ساری ترک کی حدیثیں لائے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ان پہلی روایات پر عمل جاری نہیں رہا۔

امام بخاریؒ کے شاگرد:

امام بخاریؒ کے شاگرد امام نسائی نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ امام بخاریؒ کے دوسرے شاگرد امام ترمذیؒ نے بھی رفع الیدین کی روایات پہلے لاکر ترک رفع کی بعد میں لائے ہیں اس طرح امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ بھی پہلے رفع الیدین کا باب لائے ہیں پھر ترک کا باب لائے ہیں، ان محدثین کا اس پر اتفاق تھا کہ یہ روایات متروک العمل ہیں۔

اب صرف بخاری کی روایت دیکھ کر کسی مسئلہ کا فیصلہ کرنا مشکل ہے امام بخاریؒ نے نہ تو یہ واضح فرمایا کہ ان پر عمل جاری رہا اور نہ یہ واضح فرمایا کہ یہ متروک العمل ہیں، لیکن امام بخاریؒ کے اساتذہ نے اور ان کے تلامذہ نے یہ بات واضح کردی کہ یہ روایات متروک العمل ہیں۔

بخاری کے بعد مسلم:

بخاری کے بعد یہ مسلم شریف پیش کرتے ہیں امام مسلمؒ نے بھی یہی دونوں حدیثیں نقل کی ہیں جو بخاری میں ہیں پہلی حضرت ابن عمرؓ سے، دوسری حضرت مالکؓ بن

حویرث سے ان میں کسی جگہ ہو فیع یدیہ کا لفظ نہیں ہے۔

امام مسلم کی ترقی:

امام بخاریؒ نے ایک بچہ اور ایک مسافر تلاش کیا تھا امام مسلمؒ نے چھلانگ لگائی اور ایک مسافر اور تلاش کر لیا، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے جو محنت رفع الیدین کیلئے کی تھی امام نسائیؒ نے اس پر پانی پھیر دیا، کیونکہ وہ ترک ذلک کا باب باندھ کر حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث لائے ہیں اسلئے نسائی سے فیصلہ آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ رفع الیدین نہیں کرتے تھے:

حضرت ابن عمرؓ خود رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ یہ مدنی سند سے روایت ہے حضرت ابن عمرکی کہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں رفع الیدین کو کوئی جانتا پہچانتا نہیں تھا۔ (موطا امام محمد)

امام مسلمؒ نے حضرت وائل کی حدیث ابوداؤد کی حدیث سے زائد روایت کی ہے اس بارے میں ان کے دادا استاد کی کتاب مؤطا میں ہے حصین بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرۃ حضرت ابراہیم تابعی کے پاس گئے ہم نے علقمہ کے باپ وائل کی حدیث انہیں سنائی کہ حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت پاک کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا، حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ انہوں نے حضرت پاک کو صرف ایک دن ہی ایسا کرتے دیکھا ہوگا اور اسے یاد کر لیا۔ جبکہ حضرت پاک کے دیگر (حاضر باش) صحابہ اور حضرت ابن مسعودؓ نے تو اس کو روایت نہیں کیا بلکہ ان کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ تابعین میں سے ہیں ۹۶ھ ہجری میں ان کی وفات ہوئی جبکہ دور صحابہ ۱۲۰ھ تک ہے یہ دو باتیں بڑے زور و شور سے فرماتے ہیں ایک یہ کہ میں نے کسی صحابی سے رفع الیدین کی روایت نہیں سنی، دوسری بات یہ کہ میں نے صحابہ کرام کو صرف نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔

امام ابراہیم نخعیؒ نے حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ یہ بتلایا کہ اس پر عمل جاری نہیں

رہا، اس لئے عدم رفع الیدین کی روایات سنداً بھی متواتر ہیں اور عملاً بھی متواتر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ترک رفع الیدین کو سنا، رفع الیدین کو نہیں سنا، ترک رفع الیدین کو دیکھا، رفع الیدین کو نہیں دیکھا۔

ایک اہم بات: حضرت وائلؓ پہلے اگر چہ یمن میں رہتے تھے لیکن آخری عمر انہوں نے کوفہ میں گزاری ہے اور کوفہ میں کوئی رفع الیدین نہیں کرتا تھا، تو حضرت وائلؓ سے بھی آخری عمر میں کوئی ماں کا لال رفع الیدین ثابت نہیں کرسکتا، امام محمدؒ کی اتنی وضاحت کے بعد امام مسلمؒ کا خاموشی سے اس کو لکھ جانا اپنے مذہب کی پاسداری ہے اور کچھ بھی نہیں۔

امام ابوداؤد اور حدیث وائلؓ:

امام ابوداؤد بھی ص ۱۱۲ پر اسی حضرت وائلؓ کی روایت کے بارے میں لکھ رہے ہیں ایک محمد بن جحادۃ والی روایت نقل کی ہے جو مسلم میں ہے، اس میں یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں، حضرت وائل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت پاک کو سجدوں کے وقت بھی رفع الیدین کرتے دیکھا ہے۔

قال محمد ذکرت للحسن بن حسن یعنی محمد بن جحادۃ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کے سامنے وہی حدیث بیان کی جس میں رکوع اور سجدوں دونوں کی رفع الیدین کا ذکر تھا، فرمایا: **ھی صلوۃ رسول اللہ ﷺ فعلہ من فعلہ وترکہ من ترکہ.** یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے جس نے کیا اس نے کیا جس چھوڑ دیا اس نے چھوڑ دیا، امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ہمام نے ابن جحادۃ سے روایت کی ہے لیکن اس میں سجدوں کی رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے (اور زیادتی رفع الیدین سب کے ہاں مقبول ہے) امام ابو داؤد پہلے روایت جحادۃ کے طریق یعنی اس کی سند سے لائے ہیں جس میں رکوع کے ساتھ سجدہ کی رفع الیدین بھی ذکر ہے۔

(غیر مقلدین مالک بن حویرثؓ اور وائلؓ دونوں کی حدیث پر عمل نہیں کرتے گویا ہر رکعت میں چار سنتوں کے تارک ہیں اور چار لعنتوں کے حق دار ہوتے ہیں کیونکہ غیر

مقلدین کے ہاں ایک سنت کے ترک سے ایک لعنت پڑ جاتی ہے، اور چار (سنگسار) پتھروں کے حق دار ہوتے ہیں کیونکہ حمیدی میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ ہر خفض ورفع میں رفع الیدین نہ کرنے والے کو پتھر مارا کرتے تھے اور چالیس نیکیاں برباد کرتے ہیں کیونکہ بقول ان کے ایک رفع الیدین پر دس نیکیاں ملا کرتی ہیں، پانچویں بات یہ کہ البانی نے صفۃ صلوٰۃ النبیؐ پر سجدوں کی روایات کو جمع کر دیا ہے کہ یہ دس صحابہ سے مروی ہیں گویا غیر مقلد ہر رکعت میں دس حدیثوں کی مخالفت کرتا ہے۔ پانچ باتوں کو ذہن نشین کر لیں (۱) چار سنتوں کے تارک ہوتے ہیں (۲) چار لعنتوں کے حق دار ہوتے ہیں (۳) چار پتھروں کے حق دار ہوتے ہیں (۴) چالیس نیکیاں برباد کرتے ہیں (۵) دس حدیثوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

امام ابوداوٗد کی دوسری روایت:

امام ابوداوٗد نے دوسری روایت عاصم بن کلیب کی سند سے نقل کی ہے اس میں رکوع کی رفع الیدین کا ذکر ہے لیکن سجدوں کی رفع الیدین کا نہ اثبات ہے اور نہ نفی ہے۔

غیر مقلدین کا جھوٹ:

غیر مقلدین عوام کے سامنے ایک جھوٹ بڑا بنا سنوار کر بولا کرتے ہیں کہ حضرت وائلؓ ۹ھ میں اسلام لائے پھر دوبارہ ۱۰ھ میں آئے تو انہوں نے حضرت پاک ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ اب ہم نے ۱۰ھ تک رفع الیدین ثابت کر دی ہے، ۱۱ھ میں آپ صرف دو ماہ گیارہ دن حیات رہے ان دو ماہ اور گیارہ دن میں اس کا منسوخ ہونا ثابت کر دیں۔

پہلی بات: یہ یاد رکھیں کہ یہ ۹ھ، ۱۰ھ کی بات حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہیں، کتب تاریخ میں بھی کسی صحیح سند سے مروی نہیں۔

دوسری بات: یہ ہے کہ امام نسائیؒ محدث ہیں جنہوں نے حضرت وائلؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ دونوں کی روایات کو حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے منسوخ قرار دیا، (غیر مقلدین کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے یہ لوگوں کو تاثر دینا چاہتے ہیں کہ محدثین تاریخ سے جاہل اور ناواقف ہیں۔ معاذ اللہ) امام ترمذیؒ نے بھی اور امام ابوداوٗدؒ نے بھی ان رفع کی

روایات کے بعد ترک رفع کا باب باندھا ہے یا بعد میں ترک کی روایات لائے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کی بات محدثین کے صریح خلاف ہے، یہ بد بخت محدثین کو بے علم یا کم علم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ایک مناظرہ: پروفیسر عبداللہ بہاولپوری مناظرہ میں کہنے لگا میں نے ۱۰ھ تک رفع الیدین ثابت کردی ہے ۱۱ھ میں آپ ان کا منسوخ ہونا ثابت کردیں۔

میں نے کہا مجھے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے ابوداؤد کا صفحہ آپ نے پورا نہیں پڑھا میں نے پورا پڑھا ہوا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے ۱۰ھ میں جب آئے تو انہوں نے حضرت پاک ؐ کو پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کرتے دیکھا، اسی صفحہ کی آخر حدیث ہے عن وائل قال رأیت النبی ﷺ حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حیال اذنیہ قال ثم اتیتھم فرأیتھم یرفعون ایدیھم الی صدور ھم فی افتتاح الصلوٰۃ دوسری مرتبہ انہوں نے حضرت پاک کو صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا، اگر یہ کہیں کہ اس میں رکوع کی نفی تو نہیں ہے ہم کہیں گے یہاں سجدوں کی بھی نفی نہیں ہے۔

ناسخ ومنسوخ معلوم کرنے کا طریقہ:

ناسخ ومنسوخ معلوم کرنے کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو امام نوویؒ نے بتلایا کہ محدثین پہلے زمانہ کی احادیث پہلے لاتے ہیں بعد والے زمانہ کی بعد میں، پھر تو ان کو حنفی بننا پڑے گا، کیونکہ پہلے رکوع اور سجدوں والی بھی تھی پھر وہ ختم ہوگئی صرف پہلی تکبیر والی باقی رہ گئی۔

اگر صحیح طریقہ پر نہ چلنا چاہیں بلکہ یہی کہتے پھرنا ہے کہ یہاں رکوع کی نفی نہیں ہے تو ہم کہتے ہیں یہاں سجدہ کی بھی نفی نہیں ہے اگر اس سے اوپر کو جائیں گے تو شیعہ بننا پڑے گا، اس سے نیچے کو آئیں گے تو حنفی بننا پڑے گا، لیکن یہ جو نیم شیعہ بنتے ہیں یہ تعجب خیز ہے۔

غیر مقلدین اور یہودی وعیسائیوں کا ایک ہی طرز:

ہم ان احادیث میں کوئی ٹکراؤ پیدا نہیں کرتے جیسے ہم موسیٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں لیکن آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اب مسلمانوں اور

یہودیوں میں جھگڑا کیا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں مگر یہودی کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں، یہودیوں نے جو آخری (لفظ) کا جھوٹ بولا اس سے سارا جھگڑا کھڑا ہو گیا، جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی کہا تو اب ان کو عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا کہنا پڑا، اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی نہ کہتے تو عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا نہ کہنا پڑتا، کیونکہ پھر کوئی ٹکراؤ بھی باقی نہ رہتا یہی جھگڑا مسلمان اور عیسائیوں کا رہا مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں لیکن عیسائیوں نے انہیں آخری نبی کہا اس آخری کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کو جھٹلا دیا، یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار اس لئے نہیں کیا کہ ان کی نبوت ثابت نہیں تھی بلکہ اس لیے کیا کہ اگر ان کی نبوت مانتے ہیں تو ان کا جھوٹ باقی نہیں رہتا تھا، اس طرح عیسائیوں نے حضور کی نبوت کا انکار اسلئے نہیں کیا کہ آپ کی نبوت ثابت نہیں تھی بلکہ اس لئے کیا جو وہ جھوٹ بول چکے تھے (آخری نبی والا) انکا وہ جھوٹ باقی نہیں رہتا تھا یہی کام غیر مقلدین کرتے ہیں، ہم مانتے ہیں کہ حضرت نے رکوع کے وقت بھی رفع الیدین کیا اور سجدوں میں بھی کیا لیکن حضور ؐ کا آخری عمل صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کا تھا اسلئے ہم صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے ہیں۔

ایک مناظرہ: ایک مناظرہ میں مجھ سے کہنے لگے جب آپ ان کو بھی مانتے ہیں تو ان پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا عمل صرف حدیث پر ہوگا، دیکھیں جیسے آپ حضور ﷺ کو مانتے ہیں اور جمعہ پڑھتے ہیں، اس طرح نبی تو آپ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں کیا آپ اتوار کے دن ان کے چرچ میں عبادت کرنے جاتے ہیں اس طرح نبی تو آپ موسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں تو کیا آپ یہودیوں کے ساتھ مل کر ہفتہ کے دن ان کے عبادت خانہ میں ان کی عبادت میں شریک ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ صرف جمعہ ہی پڑھتے ہیں، میں نے کہا اگر ماننے کے ساتھ عمل کرنا بھی ضروری ہے تو پھر آپ کو ہفتہ کی عبادت یہودیوں کے ساتھ اور اتوار کی عیسائیوں کے ساتھ کرنی چاہئے ہم چونکہ مانتے سب کو ہیں لیکن آخری نبی صرف حضور ﷺ کو مانتے ہیں اسلئے عبادت انہی کے طریقہ پر کرتے ہیں، اس طرح ہم

سب احادیث کو مانتے ہیں لیکن عمل صرف آخری پر کرتے ہیں، غیر مقلدین نے چونکہ ایک جھوٹ بول دیا کہ حضرت پاکؐ نے موت تک رکوع کی رفع الیدین کی ہے۔اب اگر وہ بعد والی حدیث کو مانتے ہیں تو ان کا وہ جھوٹ ختم ہوتا ہے ان کا جھوٹ باقی نہیں رہتا، اب غیر مقلدین نے اپنے جھوٹ کو باقی رکھا اس کو نہیں چھوڑا بلکہ حضورؐ کی صحیح اور سچی احادیث کو جھوٹا کہنا شروع کر دیا۔

جس طرح یہ بات سچی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں لیکن یہ بات بالکل جھوٹی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں، عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں، اسی طرح یہ بات بالکل سچی ہے کہ حضورؐ نے رکوع کے وقت اور سجدوں کے وقت رفع الیدین کی لیکن یہ بات بالکل جھوٹی ہے کہ حضرت پاکؐ نے موت تک رفع الیدین کی، یہ اسی طرح کا جھوٹ ہے، جس طرح کا جھوٹ یہودیوں اور عیسائیوں نے بولا تھا۔

غیر مقلدین کے جھوٹ کی دلیل:

اسلئے ہم ان سے رفع الیدین کرنے کی دلیل نہیں مانگتے بلکہ ان سے ان کے جھوٹ کی دلیل مانگتے ہیں جو انہوں نے بولا ہے کہ حضرت پاک نے آخر تک رکوع کی رفع الیدین کی ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کی دلیل پیش کرو، وہ کہتے ہیں دیکھو حضورؐ نے رفع الیدین کی ہے یہ ایسا ہی دھوکہ ہے جیسے ہم یہودیوں سے کہیں کہ دکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں وہ کہیں کہ دیکھو قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، ہم عیسائی سے کہتے ہیں دکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں وہ کہے دیکھو قرآن میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس سوا جھوٹ کے کوئی دلیل نہیں صرف وہ اپنے جھوٹ پر ڈٹ گئے اور سچے نبیوں کو جھوٹا کہنا شروع کر دیا، اسی طرح یہ اپنے جھوٹ پر ڈٹ گئے انہوں نے سچی حدیثوں کو جھوٹا کہنا شروع کر دیا۔

قابل توجہ بات!

ہم ان تمام احادیث کو مانتے ہیں لیکن غیر مقلدین ان میں سے کسی ایک کو بھی

نہیں مانتے لیکن پھر بھی اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں، آپ سجدہ والی حدیث پیش کریں وہ کہیں گا یہ ضعیف ہے، ہم نہیں مانتے، آپ آخری روایت پیش کریں وہ کہے گا یہ ضعیف ہے ہم نہیں مانتے، رکوع والی کو بھی نہیں مانتے کیونکہ حدیث کو ماننا صرف اتنا ہی ہے کہ آپؐ نے رفع الیدین کی اس کو ہم بھی مانتے ہیں لیکن وہ جو کہتا ہے آخر تک کی یہ حدیث کو ماننا نہیں بلکہ اپنے جھوٹ کو ماننا ہے، کیونکہ اس کی دلیل موجود نہیں ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتا ہو تو ان کو مانتا ہے لیکن ان کو آخری بھی ماننا یہ اپنے جھوٹ کو ماننا ہے ان کو بھی ماننا نہیں ہے۔

انصاف کا خون:

جو ساری حدیثوں کو مانتا ہے اس کو کہتے ہیں یہ اہل الرائے ہے اور جو ایک حدیث کو بھی نہیں مانتا وہ اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے۔

یہ ایسا ہی ہے کہ زنگی کا نام کافور رکھ دیا جائے حالانکہ وہ سیاہ ہوتا ہے لیکن نام سفید رکھ دیا جائے، فارسی کا مقولہ ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

امام مسلمؒ جو تیسری روایت لائے ہیں حضرت وائل بن حجرؓ کی اس کو سمجھنے کیلئے ابو داؤد، موطا امام محمد سامنے رکھیں، ان دونوں کتابوں کو سامنے رکھنے سے پتہ چلا کہ پہلے سجدہ کی رفع الیدین بھی تھی پھر رکوع کی رہ گئی پھر صرف پہلی رہ گئی، اب دس ہجری کا مسئلہ حل ہو گیا حضرت وائلؓ جب دوبارہ آئے تو فرماتے ہیں وہ سب شروع نماز میں ہاتھ اٹھا رہے تھے کسی ایک صحابی کا بھی وہ استثناء نہیں فرما رہے کہ ایک صحابی بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین کرتا ہو۔

ہمارا اعلان: ہم برملا کہتے ہیں کہ حضرت وائل کی حدیث ہماری دلیل ہے اس میں واضح ہے کہ تمام صحابہ کرام کا آخری عمل ترک رفع الیدین کا تھا۔

دوسرا دھوکہ: حضرت مالک بن حویرثؓ و حضرت وائلؓ کی روایات میں اذا قام من الرکعتین کے الفاظ کسی سند میں نہیں، اس کو کہا کرتے ہیں یہ آخری عمر کی روایتیں ہیں، اب ان کے نزدیک تو حضرت پاک آخری عمر تک خلاف سنت نماز پڑھتے رہے، کیونکہ ان روایات میں اذا قام من الرکعتین کی رفع الیدین نہیں آئی۔

بخاری میں روایات پر بحث:

یہ بخاری کا نام بار ہا لیا کرتے ہیں اس کے بارے میں ایک بات ذہن نشین کرلیں، بخاری کی پہلی روایت میں یرفع یدیہ ہے اس پر وہ زیادہ زور لگاتے ہیں ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ صرف اتنی عبارت میں دو تین باتیں ہیں (۱) پہلی بات یہ ہے کہ ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس روایت میں ہے کہ حضرت کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، لیکن غیر مقلد ترجمہ کیا کرتے ہیں کہ حضور ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، اب ایسی ہمیشہ کو وہ رکوع کی رفع الیدین تک گھسیٹ کر لے جاتے ہیں، اسلئے یہی پوچھیں کہ حضرت پاک کانوں تک کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے؟ وہ کہیں گے جی ہاں کبھی کندھوں تک اٹھاتے تھے اور کبھی کانوں تک (یہ کیوں مان رہے ہیں اسلئے نہیں کہ حدیث ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ایک بڑی مصیبت سے بچنے کیلئے) اب عوام کو بتلائیں کہ پہلے اس نے ترجمہ اس لفظ کا ہمیشہ کیا ہے، کب جب اس کو وہ احادیث یاد نہیں تھیں جو میں نے یاد دلائی ہیں اب اس کو پتہ چلا کہ میرا ترجمہ صحیح حدیث کے خلاف ہے، جب یہاں کبھی مان لیا تو اب رکوع کے ساتھ بھی کبھی لگے گا اور سجدہ کے ساتھ کبھی لگے گا۔

جب دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہو جائے تو اس کا فیصلہ اس طرح ہوتا ہے کہ یا خود حضرت پاک سے اس بارے میں کچھ مل جائے یا مجتہد کا فیصلہ مل جائے لیکن ہمیں اس بارے میں حضرت پاک کا ارشاد مل گیا حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے مجھے نماز کا طریقہ بتلایا اور فرمایا اذا قمت الی الصلوٰۃ فارفع یدیک حذاء اذنیک جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا والمراۃ ترفع یدیھا حذاء ثدییھا اور عورت اپنے ہاتھ پستانوں تک اٹھائے، دیکھیں حضرت پاکؐ نے دونوں حدیثوں کا محمل خود بیان کر دیا کہ کانوں تک مرد ہاتھ اٹھائیں گے اور کندھوں تک عورتیں ہاتھ اٹھائیں گی، لیکن غیر مقلد ہمیشہ عورتوں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں (ان کی عورتیں ہمیشہ مردوں کی طرح سجدہ کرتی ہیں) نبی پاک کی حدیث کو نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں بخاری میں

کندھوں کا لفظ آ گیا ہے۔ دوسری طرف یہ شور ہوتا ہے کہ حضرت نے فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی یہ حضرت کا حکم ہے اس کے مطابق نماز پڑھنی چاہئے، لیکن اس حدیث میں تو یہ ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے لیکن ساری زندگی اس کی مخالفت کریں گے۔

ایک دھوکہ: صلوا کما رایتمونی اصلی سے دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ پروفیسر عبداللہ مناظرہ میں یہی کہنے لگا کہ حضرت مالک کی روایت میں رفع الیدین کا ذکر ہے اور اس میں یہ بھی آ گیا صلوا کما رایتمونی اصلی تو نماز رفع الیدین کے ساتھ ہی ہونی چاہیے یہ دھوکہ ہے اور جھوٹ ہے جو ہر غیر مقلد بولتا ہے۔

حضرت مالک بن حویرثؓ کے شاگرد ہیں ابو قلابہ ان کے دو شاگرد ہیں ایک ایوب سختیانی، دوسرے خالد بن الحذاء ہیں۔ ایوب سختیانی کی حدیث میں یہ جملہ ہے صلوا کما رایتمونی اصلی لیکن ایوب سختیانی کی کسی سند میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

ابو قلابہ کے دوسرے شاگرد خالد بن حذاء ہیں جو بخاری میں بھی موجود ہے ان کے بارے میں تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ جب یہ بغداد سے بصرہ آئے تو بہت بوڑھے تھے ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا، اور یہ ساری سند بصری ہے گویا یہ اس دور کی روایت ہے جب اس کا حافظہ صحیح نہیں تھا، غیر مقلدین کا دھوکہ ملاحظہ فرمائیں کہ ایوب کی روایت سے صلوا کما رایتمونی کا جملہ لیکر خالد بن حذاء کی روایت سے لگا کر دھوکہ دیتے ہیں۔ جب پروفیسر عبداللہ نے مجھے اس طرح دھوکہ دینے کی کوشش کی میں نے اس سے کہا کہ ایوب کی روایت میں صلوا کما رایتمونی ہے آپ دنیا کی کسی کتاب میں ایوب کی روایت میں مجھے رفع الیدین دکھا دیں، اور خالد کی روایت۔ جس میں رفع الیدین کا ذکر ہے اس میں آپ صلوا کما رایتمونی دکھا دیں، وہ نہ دکھا سکا اور نہ غیر مقلد قیامت تک دکھا سکتے ہیں، یہ بہت بڑا جھوٹ ہے جو انہوں نے اپنی عوام کے ذہن میں ڈالا ہوا ہے کہ حضورؐ نے رفع الیدین کا حکم دیا ہے۔

ایک دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ حضورؐ نے کہا تھا کہ جا کر اپنے اہل علاقہ کو نماز سکھانا اور

پھر فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی. پسرور کے مناظرہ میں میں نے کہا کہ ایوب کی سند میں ہے کہ انہوں نے جا کر جو نماز سکھائی اس میں رفع الیدین سکھایا ہے؟ کہنے لگے جی سکھایا ہے میں نے کہا لعنت اللہ علی الکاذبین، جو نماز انہوں نے جا کر سکھائی وہ بخاری ص ۱۱۳ پر موجود ہے اس میں رفع الیدین کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں عن ایوب عن ابی قلابۃ ان مالک بن حویرث قال لاصحابہ الا انبئکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ قال وذلک فی غیر حین صلوۃ فقام ثم رکع فکبر ثم رفع راسہ فقام ھنیۃ ثم سجد ثم رفع رأسہ ھنیۃ ثم سجد ثم رفع رأسہ ھنیۃ۔ اس میں کسی بھی رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

ایک ضمنی بات:

حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت سے جلوس بعد السجدتین پر دلیل دیا کرتے ہیں اس ص ۱۱۳ کی آخری روایت ہے اخبرنی مالک بن حویرث انہ رای النبی ﷺ یصلی فاذا کان فی وتر من صلا تہ لم ینھض حتی یستوی قاعدا. لیکن مالک بن حویرث کی اوپر والی روایت میں خود ایوب فرماتے ہیں۔ فصلی صلوٰۃ عمرو بن سلمۃ شیخنا ھذا قال ایوب کان یفعل شیئا (ای عمرو بن سلمۃ) لم ارھم یفعلونہ کان یقعد فی الثالثۃ اوالرابعۃ۔ ایوب سختیانیؒ فرماتے ہیں ہم میں سے یہ کام صرف ایک بوڑھے نے کیا ان کے علاوہ یہ جلسہ استراحت ہم نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا بخاری کے اسی صفحہ پر موجود ہے کہ عملی تواتر ترک جلسہ استراحت کا تھا ہاں کوئی بوڑھا یا معذور کر لیتا تو وہ دوسری بات تھی۔ یہی بات ہم کہتے ہیں کہ اصل سنت سیدھے کھڑا ہونا ہے اگر کوئی بڑھاپے یا عذر کیوجہ سے کرے تو اس کی اجازت ہے لیکن اس کو سنت نہیں کہیں گے۔ ص ۱۱۳ پر حضرت مالک بن حویرثؓ کی وہ نماز موجود ہے جو انہوں نے اپنے گھر جا کر سکھائی اس میں قطعاً رفع الیدین نہیں یہ بھی جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرثؓ نے جو نماز سکھائی اس میں رفع الیدین کا ذکر ہے جو ہم کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے مذہب کی بنیاد:

غیر مقلدین کے مذہب کی بنیاد بھی جھوٹ پر ہے اگر یہ جھوٹ نہ بولیں تو نہ ان کا کھانا ہضم ہوتا ہے اور نہ ان کا مذہب چل سکتا ہے۔

بخاری کی پہلی روایت پر بات چل رہی تھی کہ ہاتھ کہاں تک اٹھانے ہیں اس کے بارے میں تفصیل بتلادی جزء رفع الیدین للبخاری جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ایک رسالہ ہے اس کے صفحہ نمبر ۳۰ پر حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ تمام صحابہ کرام کانوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ اس سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام بخاری کی اس حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اب اس پر عمل کی وہی صورت ہے جو طبرانی سے ہم نے اختیار کی ہے کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، اور عورتیں کندھوں تک اٹھائیں۔

ایک بات غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ بخاری کی ہر روایت واجب العمل ہے یہ بات غلط ہے۔

بخاری میں ہے اذا کبر للرکوع۔ جب رکوع کو جاتے رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے، میں نے بتلایا کہ کبر للرکوع موطا امام مالک میں نہیں ہے، چار کو آٹھ کر دینا یہ روایت بالمعنی نہیں ہوتی، دوسری بات یہ کہ کیا اس کے خلاف کوئی حدیث ہے یا نہیں، بخاریؒ اپنے رسالہ جزء رفع الیدین کے ص ۶۹ پر لکھتے ہیں کان الثوری ووکیع وبعض الکوفیین لا یرفعون ایدیھم کہ امام ثوری اور امام وکیع اور بعض کوفی رفع الیدین نہیں کرتے تھے، آگے فرماتے ہیں وروی فی ذلک احادیث کثیرۃ، انہوں نے ترک رفع الیدین میں بہت ساری احادیث روایت کی ہیں، امام بخاریؒ کے دادا استاد بھی موطا امام محمد میں فرماتے ہیں وفی ذلک آثار کثیرۃ کہ اس میں بہت سارے آثار موجود ہیں امام بخاریؒ تو آثار کی بجائے احادیث کا لفظ لکھ رہے ہیں پھر امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وہ (یعنی ثوری اور وکیع) اگر کوئی رفع الیدین کرتا تو اس پر زیادہ ناراض نہ ہوتے، پھر فرماتے ہیں اگر ترک رفع الیدین کی روایتیں حق اور سچ نہ ہوتیں تو وہ (یعنی ثوری اور وکیع)

ان کو کبھی روایت نہ کرتے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے جو میرے ذمہ ایسی بات لگائے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، پھر آگے فرماتے ہیں لیس اسانیدہ اصح من رفع الایدی۔ فرمایا ترک رفع کی روایات کی اسانید رفع الیدین کی احادیث سے زیادہ صحیح نہیں ہیں (گویا سند میں دونوں کو برابر مان لیا) یہ بھی کہا کہ ترک کی احادیث کثیرہ ہیں آج کل جو غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ ایک بھی روایت ترک رفع الیدین کی نہیں ہے گویا وہ امام بخاریؒ جیسے محدث کو جھٹلا رہے ہیں جبکہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ترک رفع کی احادیث کثیرہ بھی ہیں اور حق اور سچ بھی ہیں اور ان کی سندیں رفع الیدین کی سندوں جیسی ہیں۔ ان سے کم نہیں نہ ان سے بڑھ کر ہیں، جب دونوں طرف احادیث صحیح ہیں تو اب اجتہاد کی ضرورت پیش آئی، کیونکہ حضورؐ نے فرمایا علیکم بسنتی تم میری عادت کو لازم پکڑو، اب سنت کیا ہے، رفع یا ترک رفع یہ فیصلہ اس حدیث میں موجود نہیں ہے۔

ایک قاعدہ: البتہ امام بخاریؒ ص ۹۶ پر اور ۲۱۵ پر ایک قاعدہ بیان فرماتے ہیں۔ ص ۹۶ کے الفاظ یہ ہیں۔ وانما یؤخذ بالاٰخر فالاٰخر من فعل النبی ﷺ اور ص ۲۱۵ کے الفاظ یہ ہیں وانما یؤخذ بالاٰخر من فعل النبی رسول اللہ ﷺ وہ یہ ہے کہ حضورؐ کے آخری عمل کو لیا جائے گا، ان میں آخری عمل رفع ہے یا ترک رفع ہے صحیح بخاری اس سے خاموش ہے، لیکن امام بخاریؒ کے جزء رفع الیدین میں ہے کہ امام اوزاعیؒ سے سوال کیا گیا کہ رفع الیدین کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ذلک الامر الاول یہ پہلے زمانہ کی باتیں ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنے قاعدہ کے تحت جزء رفع الیدین میں رکوع کی احادیث کو منسوخ قرار دے دیا، اور ہمارے امام امام اعظم ابوحنیفہؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ رفع پر عمل جاری نہیں رہا بلکہ ترک پر عمل جاری رہا۔

کیونکہ مسلم ج اول میں روایت ہے حضرت جابر بن سمرہؓ سے حضرت پاکؐ نے فرمایا مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ.

مسلم میں دو احادیث ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپؐ کے آنے

سے پہلے لوگ سنتیں یا نفل پڑھ رہے تھے ان میں رفع الیدین کر رہے تھے، حضرت پاک ؐ نے ان کو نماز کے اندر رفع الیدین کرنے پر ڈانٹا، عربی میں مالی کا لفظ ناراضگی کیلئے آتا ہے قرآن میں ہے مالی لا اری الھدھد، سلیمان علیہ السلام ہد ہد پر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں، اور حضورؐ نماز کے اندر رفع الیدین کرنے والوں پر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں، غیر مقلدوں کو شریر گھوڑوں سے تشبیہ دینا سنت نبویؐ ہے مسلم والی حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی۔

مسلم کی دوسری حدیث:

مسلم شریف کی دوسری حدیث یہ ہے کہ حضرت نماز پڑھا رہے تھے، جب سلام پھیرا سلام میں چونکہ ہر ایک اپنے دائیں اور بائیں والے کی نیت کرتا ہے، جس طرح نماز سے باہر سلام کہتے ہوئے آدمی ہاتھ بڑھاتا ہے بعض صحابہ نے سلام پھیرتے ہوئے ہاتھ بڑھائے، اس کو ہاتھ پھیلانا تو کہتے ہیں ہاتھ اٹھانا نہیں کہتے، ہم دونوں حدیثوں کو مانتے ہیں کہ جس طرح نماز کے سلام کے ساتھ ہاتھ پھیلانا مکروہ ہے اس طرح نماز میں ہاتھ اٹھانا بھی مکروہ ہے۔

ایک مناظرہ: مناظرہ میں پروفیسر عبداللہ کہنے لگا کہ یہ ایک ہی حدیث ہے دو نہیں ہیں ہاں جو دلیل آپ نے بیان کی کہ ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا واقعہ ہے اور اکیلے اس سے تو واقعی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں، لیکن اس کے ایک ہونے کی ہمارے پاس بھی دلیل موجود ہے، میں نے کہا کیا دلیل ہے؟ کہنے لگا حضورؐ نے دونوں جگہ تشبیہ شریر گھوڑوں کے ساتھ دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ایک ہے، میں نے کہا کیا قرآن میں ہے کہ اگر دو جگہ تشبیہ ایک جیسی ہو تو وہ حدیث ایک بن جاتی ہے یا حدیث میں ہے کہ اگر تشبیہ ایک ہو تو حدیث ایک ہو جاتی ہے، میں نے کہا آپ پروفیسر ہیں ہمارا تو پہلی جماعت کا بچہ بھی ایسی احمقانہ بات نہیں کہتا جس طرح آپ نے کہا ہے۔ میں مثال سے کہتا ہوں کہ یہ مرغی دودھ کی طرح سفید ہے۔ یہ کاغذ دودھ کی طرح سفید ہے یہ دیوار دودھ کی طرح سفید ہے، یہ بکری دودھ کی طرح سفید ہے یہ آٹا دودھ کی طرح سفید ہے مجھے آج تک کوئی ایسا بے وقوف نہیں ملا جو یہ کہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آٹا اور دودھ ایک چیز ہے یا کہے مرغی اور دودھ

ایک چیز ہے یا کبھی دیوار اور دودھ ایک چیز ہے۔

اس کا جواب جب اس سے نہ بنا تو غصہ میں آ گیا کیونکہ بات عام فہم تھی، پریشان ہو کر کہنے لگا میں سمجھا تھا کسی عالم سے مناظرہ ہوگا تم کس مداری کو میرے سامنے لے آئے ہو، میں نے کہا اس پر بھی میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرا کوئی فن تو تسلیم کر لیا کہ میں آپ کو اچھا نچوا رہا ہوں، کسی فن میں آپ نے تعریف کی میں مولوی نہ سہی لیکن تجھے اچھا نچوا رہا ہوں۔

پھر پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ آپ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے، میں نے کہا آپ سمجھا دیں، کہنے لگا گھوڑا بار بار دم مارتا ہے حضرت کا مطلب یہ تھا کہ ایک دفعہ آرام سے رفع الیدین کیا کرو بار بار نہ کیا کرو، کہ رکوع کو جاتے ہوئے ایک ہی رفع الیدین کیا کرو تین چار مرتبہ نہ کیا کرو۔ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے ایک ہی دفعہ رفع الیدین کیا کرو تین چار دفعہ نہ کیا کرو، میں نے کہا اس حدیث کا معنی اس طرح بگاڑتا ہے تو دوسری حدیث کا معنی بھی بگاڑ دو کہ سلام کے وقت ایک ہی دفعہ ہاتھ سے سلام لیا کرو یعنی ہاتھ پھیلایا کرو تین چار دفعہ ہاتھ نہ پھیلایا کرو، اگر یہ معنی صحیح ہے تو یہاں بھی ہاتھ ہلا لیا کرو تا کہ آپ کی نیکیاں پوری ہو جائیں، اگر یہ معنی غلط ہے تو آپ کا گناہ بھی پورا ہونا چاہئے۔

اس پر پریشان ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے کبھی گھوڑے دیکھے ہیں؟

میں نے کہا میں تانگہ تو نہیں چلاتا البتہ گھوڑے ضرور دیکھے ہیں، کہنے لگا گھوڑے یوں دم ہلاتے ہیں، (یعنی دائیں سے بائیں) یوں نہیں ہلاتے (یعنی اوپر سے نیچے) میں نے کہا نہیں آپ دوبارہ ملاحظہ فرمائیں یا کسی تانگہ والے کی شاگردی اختیار کریں، کہ گھوڑے نے اگر جسم سے مکھی وغیرہ اڑانی ہو تو دم یوں ہلاتا ہے (یعنی دائیں سے بائیں) لیکن اگر بدمعاشی کی نیت ہو تو پھر اوپر نیچے کو ہلاتا ہے، اس مناظرہ میں چار تانگہ والے بیٹھے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے امین صاحب نے صحیح کہا ہے، پھر کہنے لگا اس میں رکوع کا لفظ ہی نہیں آیا، میں نے کہا کیا ہے؟ کہنے لگا فی الصلوٰۃ کا لفظ ہے، میں نے کہا یہ حضرت

پاک کا ارشاد ہے اسلئے فی الصلوۃ کا معنی حضرت پاک ﷺ سے ہی پوچھ لیتے ہیں، میں نے ترمذی شریف سے حدیث سنائی کہ تحریمها التکبیر و تحلیلها التسلیم تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام تک یہ فی الصلوۃ ہے، میں نے کہا اگر کوئی قیام میں دائیں بائیں منہ پھیرے لوگ کہتے ہیں نماز میں ادھر ادھر منہ کرتا ہے اگر کوئی رکوع میں ایسا کرے اس کو بھی کہتے ہیں اگر کوئی سجدہ میں ایسا کرے اس کو بھی کہتے ہیں لیکن اگر کوئی سلام پھیرتے ہوئے منہ دائیں اور بائیں پھیرے اس وقت کوئی نہیں کہتا کہ یہ منہ ادھر ادھر نماز میں کر رہا ہے، تکبیر تحریمہ کے بعد اور سلام سے پہلے کو فی الصلوۃ کہا جاتا ہے، اس میں رکوع بھی آگیا اور اس میں سجدے بھی آگئے اس میں تیسری اور چوتھی رکعت کا شروع بھی آگیا، ہمارا دعویٰ تو اس میں مکمل آگیا، پھر کہنے لگا آپ وتروں اور عیدین میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟ میں نے کہا یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں آپ کا اور ہمارا اتفاق ہے کہ وتر اور عید یہ دو ایسی نمازیں ہیں کہ انکی اداء کا طریقہ باقی نمازوں سے مختلف ہے، جب فرق پایا گیا تو قیاس ختم ہو جاتا ہے اسلئے ان کو یہاں قیاس نہیں کریں گے۔

رفع الیدین کی دو قسمیں:

ایک رفع الیدین لغوی ہے صرف ہاتھ اٹھانا، دوسری رفع الیدین شرعی ہے وہ صرف ہاتھ اٹھانا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ اللہ اکبر بھی کہا جاتا ہے یعنی ذکر اللہ بھی کیا جاتا ہے کیونکہ ارشاد ہے اقم الصلوۃ لذکری ذکر کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں گے تو رفع الیدین بنے گی ورنہ نہیں، حنفی جہاں بھی رفع الیدین کرتے ہیں وہ ذکر اللہ کے ساتھ ہے نماز کے شروع میں اللہ اکبر کے ساتھ وتروں میں بھی اللہ اکبر کے ساتھ عیدین میں بھی اللہ اکبر کے ساتھ، ان سے جو جھگڑا ہے وہ خالی عن ذکر رفع الیدین کا ہے، رکوع کو جاتے ہوئے تکبیر انتقال ہوتی ہے رفع الیدین کی تکبیر نہیں ہوتی، چونکہ گھوڑے بھی دم ہلانے کے ساتھ اللہ اکبر نہیں کہتے اسلئے وہ بھی رفع الیدین گھوڑوں کی دم سے مشابہت اختیار کرے گی جو بغیر ذکر اللہ کے ہے اور وہ غیر مقلدین کی رفع الیدین ہے ہماری رفع

الیدین اللہ اکبر کے ساتھ ہوتی ہے اسلئے وہ گھوڑوں کی دم سے مشابہت اختیار نہیں کرتی۔

اب ان کے پاس اور تو کچھ ہے نہیں صرف نوجوانوں کو ایک سوال رٹو لیا ہوا ہے وہ لوگوں سے پوچھتے رہتے ہیں کہ اس کو تو آپ مانتے ہیں کہ حضرت نے کچھ عرصہ رفع الیدین کیا ہے پھر اتنی بری تشبیہ کیوں دی؟

میں نے کہا ترمذی میں ہے حضورؐ نے کچھ عرصہ خود بھی اقعاء کیا (یہ بیٹھنے کا ایک طریقہ ہے) پھر بعد میں اس طرح بیٹھنے کو کتے سے تشبیہ دی ہے، دیکھیں حضرت کا ایک اپنا عمل ہو لیکن اس پر دوام نہ ہو کوئی اس پر دوام کرے تو اس کو سمجھانے کیلئے تو شیطان تک سے تشبیہ دی جا سکتی ہے بخاری میں ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ شامل نہ کرے وہ اس طرح کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ امام کیلئے صرف دائیں طرف ہی مڑنا ضروری ہے حالانکہ حضرت پاکؐ اکثر دائیں طرف سے مڑا کرتے تھے، اس قسم کے الفاظ احادیث میں ملتے ہیں یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ان بے چاروں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

یہ بات درست ہے کہ حضرت نے کچھ عرصہ تک لغوی رفع الیدین کی، رکوع والی سجدوں والی، لغوی رفع الیدین عادت تھی عبادت نہ تھی، سب لوگ جانتے ہیں کہ پہلے بہت ساری عادتوں کی بھی اجازت تھی مثلاً نماز میں گفتگو کرنا یہ پوچھ لینا کہ کونسی رکعت ہے؟ اس نے کہا تیسری ہے، تو یہ عادت تھی عبادت نہ تھی عادتوں سے پاک وصاف کر لیا گیا (جس طرح جب تعمیر ہو رہی ہو تو کمرہ میں منوں مٹی پڑی رہتی ہے لکڑیاں پڑی رہتی ہیں بے شمار کوڑا کرکٹ پڑا رہتا ہے، لیکن جب کمرہ تیار ہو جائے تو پھر ایک دو تنکے بھی برداشت نہیں ہوتے) اس زمانہ میں نماز کی تعمیر ہو رہی تھی، احکام آ رہے تھے لیکن جب نماز مکمل ہو گئی تو اب اس قسم کی عادات کرنا اچھا کام نہیں ہے۔

لیکن غیر مقلدین عادات سے باز نہیں آتے حرکتیں کرتے ہی رہتے ہیں جب نماز مکمل ہو گئی تو اب صرف وہی رفع الیدین سنت یا مستحب ہو گی جس کے ساتھ آیت اللہ

الصلوٰۃ لذکری کے تحت ذکر اللہ ہوگا۔

غیر مقلدین کا ایک اور دھوکہ:

غیر مقلدین مسئلہ رفع الیدین میں ماضی استمراری سے دوام پر استدلال کیا کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مسلم شریف کی شرح نووی میں ایک حوالہ ہے اس کو ذہن نشین کریں۔ مسلم ج اول ص ۲۵۴ پر وتر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان ہے اور کان یصلی کے الفاظ کے ساتھ ہے جو ماضی استمراری ہے، حدیث اس طرح ہے قالت عائشۃ کان یصلی ثلاث عشر رکعۃ یصلی ثمان رکعات ثم یوتر ثم یصلی رکعتین وھو جالس الخ اس پر امام نوویؒ فرماتے ہیں قلت الصواب ان ھاتین الرکعتین فعلھما ﷺ بعد الوتر جالسا لبیان جواز الصلوۃ بعد الوتر و بیان جواز النفل جالسا ولم یواظب علی ذلک بل فعلہ مرۃ او مرتین او مرات قلیلۃ، ولا تغتر بقولھا کان یصلی آگے فرماتے ہیں فان المختار الذی علیہ الاکثرون والمحققون من الاصولیین ان لفظۃ کان لا یلزم منھا الدوام والتکرار وانماھی فعل ماض یدل علی وقوعہ مرۃ، امام نوویؒ فرماتے ہیں یہاں جو ماضی استمراری کے ساتھ نفل بعد الوتر کا ذکر ہے یہ اسلئے ہے تاکہ ایک تو یہ پتہ چل جائے کہ وتروں کے بعد نفل پڑھنا جائز ہے دوسرا یہ پتہ چل جائے کہ نفل بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، حضرتؐ نے ان نوافل پر ہیشگی نہیں فرمائی، بلکہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا چند مرتبہ آپؐ نے یہ نوافل ادا کیے ہیں، آگے فرماتے ہیں کہ اس سے دھوکہ نہ کھانا کہ یہاں کان یصلی ماضی استمراری کا لفظ ہے، اس لیے کہ اکثر اصولیین اور محققین کے نزدیک کان دوام اور تکرار کیلئے نہیں آتا بلکہ ایک دفعہ فعل کیلئے وضع کیا جاتا ہے، ہاں اگر کوئی خارجی قرینہ اس کے علاوہ مل جائے جو دوام پر دلالت کرتا ہو تو علیحدہ بات ہے ورنہ یہ صرف ایک ہی دفعہ فعل کیلئے وضع کیا گیا ہے۔

مناطقہ کی زبان میں کان یصلی ماضی استمراری قضیہ مہملہ ہے، جس میں جزئیہ تو

یقینی ہوتا ہے لیکن کلیہ کیلئے کسی خارجی قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اگر کسی مجتہد نے کسی حدیث میں ماضی استمراری کو دوام کے معنی میں لیا ہے تو اس نے اجتہادی قرائن سے لیا ہے نہ کہ بطور نص۔ اگر کسی نے جزئیہ مراد لیا ہے تو اس کو اپنے اصل پر قائم رکھا ہے۔

جب اس سے پتہ چل گیا کہ یہ ایک دفعہ کیلئے تو غیر مقلدین سے پہلے ہی بات کر لیں۔

جوتوں میں نماز اور رفع الیدین کا ثبوت برابر ہے:

تمہاری رفع الیدین کا اتنا ہی ثبوت ہے جتنا جوتا پہن کر نماز پڑھنے کا کیونکہ وہاں بھی یہی لفظ ہیں کان یصلی فی نعلیه، یہ روایت پچاس صحابہ کرام سے مروی ہے، لیکن پڑھی ایک آدھ مرتبہ ہے۔

اسی طرح چاند ایک مرتبہ دو ٹکڑے ہوا لیکن تیس صحابہ کرام نے روایت کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاند تیس دفعہ ٹکڑے ہوا تھا شروع مہینے میں جب چاند چڑھتا ہے تو ہزاروں آدمی دیکھ کر کہتے ہیں کہ چاند چڑھ گیا۔ وہ چاند ہزاروں دفعہ نہیں چڑھتا، چاند ایک ہی دفعہ چڑھا کرتا ہے صرف اس کو دیکھنے والے ہزاروں ہوتے ہیں۔ کیونکہ حکایت محکی عنہ کی تابع ہوتی ہے، ہم اتنا مانتے ہیں کہ حضرت نے ایک آدھ دفعہ رفع الیدین کی ہے، اگر کوئی غیر مقلد حدیث سنائے اس سے کہو حضرت نے ایک مرتبہ کی وہ دوسری حدیث سنائے تو کہو رفع الیدین تو ایک ہی ہے دو صحابہ سے نقل کر دی ہے اب وہ تیسری حدیث دکھائیں تو کہہ دو روایت ایک ہی ہے تین صحابہ نے نقل کی ہے، جتنے بھی صحابہ روایت کریں رفع الیدین کی تو ایک ہی مرتبہ رہے گی۔ وہ جتنی بھی روایت کریں آپ صرف اتنا ہی کہتے جائیں پس ایک ہی مرتبہ ثابت ہوئی۔ اس کو کہو ہم پچاس صحابہ کی روایات ماننے کو تیار ہیں لیکن حضرت پاکؐ نے عمل ایک ہی مرتبہ کیا، کیونکہ اس میں صرف ثبوت رفع الیدین ہے بقاء اور دوام کا اس میں کہیں ذکر نہیں۔

غیر مقلدین کا دوسرا دھوکہ:

غیر مقلدین عام طور پر یہ دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ رفع الیدین کرنے کی روایات

زیادہ ہیں اور نہ کرنے کی تھوڑی ہیں یہ غلط ہے اور یہ بات اصول کے بھی خلاف ہے، کیونکہ عمل کی دلیل ہوتی ہے بلکہ بعض دفعہ نادر اور عجیب کام کی دلیلیں زیادہ ہوا کرتی ہیں، اس کو مثال سے سمجھیں آپ صرف دو آدمیوں سے کہو کہ تم مسجد میں سر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھو دو دن میں سارے شہر میں شور مچ جائے گا کہ فلاں مسجد میں لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ صرف دو آدمیوں نے ایسا کیا ہے باقی مسجد کے دو صد نمازیوں نے سنت کے مطابق ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی ہے اس کا کوئی ذکر ہی نہیں کریگا کیونکہ وہ قابل ذکر ہی نہیں اس کو تو ہر شخص جانتا ہے نورالانوار میں جہاں ترجیحات کا ذکر ہے وہاں لکھا ہوا ہے کہ راویوں کی کثرت عمل کے کثرت کی دلیل نہیں ہوا کرتی، اگر پیمانہ یہی ہے تو پھر سجدہ کی رفع الیدین کی روایات دس صحابہ سے ہیں اور نہ کرنے کی صرف دو سے، وہاں زیادہ کو لے کر رفع الیدین کیوں نہیں کرتے، جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث پچاس صحابہ سے ہے اور جوتے اتار کر پڑھنے کی صرف دو صحابہ سے یہاں کیوں نہیں کہتے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا سنت ہے اور بغیر جوتے کے نماز جائز نہیں ہے۔

غیر مقلدین کے قول و فعل میں تضاد ہے:

ہر وقت شور ہوتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے علاوہ کسی کی بات کو نہیں مانتے لیکن جب ان سے بحث ہوتی ہے پھر ان میں ایک خدا بن کر جو اس کے منہ میں آتا ہے بکتا جاتا ہے باقی خاموشی سے اس کی اطاعت کرتے جاتے ہیں۔

مناظرہ کا ایک اصول:

مناظرہ سے پہلے یہ بات طے کر لینی چاہئے کہ میں حنفی ہونے کی نسبت سے چار دلائل کو مانتا ہوں (۱) خدا کی بات (۲) رسول کی بات (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی، تجھے نہ میں خدا تسلیم کرتا ہوں اور نہ رسول اور نہ تیری بات اجماع امت ہے اور نہ تو مجتہد ہے اسلئے تیری خرافات میرے دلائل کے کسی خانہ میں فٹ نہیں ہوتیں۔ میرے سامنے یا قرآن پڑھنا یا حدیث پڑھنا اس کے علاوہ تیسری کوئی بات کہے گا تو بات ختم کر دی جائے

گی، ہاں بطور الزام فقہ حنفی کا مفتی یہ قول میرے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

ثبوت اور بقاء میں فرق ہوتا ہے:

شیخ الہندؒ اس کی عام فہم مثال دیا کرتے تھے، کہ زید نے عمرو سے ایک ہزار روپے قرض لیا اور چار ہزار گواہوں کے سامنے لیا، کچھ عرصہ بعد انکا جھگڑا ہو گیا عمرو نے دعویٰ دائر کر دیا کہ زید نے مجھ سے ہزار روپے قرض لیا تھا اور اس پر چار ہزار گواہ پیش کر دیے، جب لئے تھے تو اس وقت جج بھی موجود تھا اس کو بھی اس کا علم ہے کہ اس نے لیے تھے، اب زید نے صرف دو عادل گواہ پیش کر دیے وہ کہتے ہیں کہ زید نے ہزار روپے ہمارے سامنے دے دیے ہیں، اب فیصلہ دو کی طرف ہوگا یا چار ہزار کی طرف ہوگا؟ دو کی طرف ہوگا۔ کیونکہ ان دو نے ثبوت قرض کی نفی نہیں کی بلکہ بقاء قرض کی نفی کی ہے، ان چار ہزار نے ثبوت قرض کی گواہی دی ہے۔ بقاء قرض کی سوائے استصحاب کے کوئی دلیل نہیں، اس طرح سجدہ کی رفع الیدین کی روایات دس صحابہ سے مروی ہیں اس میں ثبوت ہے لیکن پھر عمل جاری رہا یا نہیں اس سے یہ حدیث خاموش ہے، البتہ قیاس کی گھٹیا ترین قسم استصحاب حال ہے اس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب رفع الیدین کی تو کرتے رہے ہوں گے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ نعمانی صاحب جمعرات کو ڈیرہ غازی خان گئے تھے دوسرا کہتا ہے آ گئے ہیں کمرہ میں موجود ہیں، اب پہلے کے پاس صرف استصحاب حال ہے کہ گئے تھے وہ اسی پر چل رہا ہے، لیکن یہ جو کہتا ہے واپس تشریف لے آئے اس کے پاس زیادہ علم ہے ان دونوں کی باتوں میں کوئی تعارض نہیں اسلئے کہ پہلے کے پاس آنے کا عدم علم ہے دوسرے کے پاس آنے کا علم ہے۔

اسی طرح ان احادیث سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ آپ ؐ نے رفع الیدین کی پھر کرتے رہے یا ترک کر دی اس سے یہ احادیث خاموش ہیں البتہ استصحاب حال یہ کہتا ہے کہ حضرت نے کی تو کرتے رہے ہوں گے یہ قیاس کی گھٹیا ترین قسم ہے کہ جب کی تو کرتے رہے ہوں گے، لیکن جب حضرت پاک ؐ کے چھوڑ دینے کی حدیث مل گئی تو ہم نے حدیث کو

لے لیا قیاس کو چھوڑ دیا۔ لیکن غیر مقلدوں نے حدیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا، لیکن ملک میں پھر بھی یہ شور کیا کہ ہم اہل حدیث ہیں اور حنفی اہل قیاس ہیں، حالانکہ اب اہل حدیث ہم بنے کیونکہ حدیث پر عمل ہم نے کیا، اہل قیاس غیر مقلد ٹھہرے کیونکہ انہوں نے حدیث چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا، اب ہم جتنی بھی احادیث پیش کریں گے کہتے جائیں گے ضعیف ہیں ضعیف ہیں۔

بالفرض والمحال اگر ترک کی حدیثیں ضعیف بھی ہوں تب بھی قیاس سے تو افضل ہیں۔

میں نے ایک غیر مقلد کے سامنے نسائی رکھی کہ دیکھو یہ اوپر رفع الیدین کی روایت ہے اور نیچے ترک رفع الیدین کی، آپ اوپر والی پر عمل کرتے ہیں؟ کہا جی ہاں، میں نے کہا اس میں تو نو جگہ کا ذکر ہے آپ دس جگہ کرتے ہیں، کہنے لگا یہ نو اور دس کا آپ نے نیا چکر ڈال دیا ہے، میں نے کہا اسلئے کہ مجھے گنتی آتی ہے آپ کو نہیں آتی، میں نے کہا مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی جو لوگ پہلے زمانہ کی احادیث پر عمل کریں (یعنی منسوخ پر) وہ اہل حدیث بن جائیں اور جو لوگ بعد والی احادیث پر عمل کریں (یعنی ناسخ پر) وہ اہل قیاس ٹھہریں، یہ تو الٹی گنگا ہے، یہ کیا ہے۔

کہنے لگا وہ صحیح ہے یہ ضعیف ہے، میں نے کہا یہ فیصلہ اللہ پاک کا ہے کہ وہ صحیح ہے اور یہ ضعیف ہے، کہا نہیں، میں نے کہا یہ فیصلہ حضرت پاک کا ہے؟ کہا نہیں، میں نے کہا پھر کس نے کیا ہے؟ کہنے لگا میری تحقیق ہے، میں نے کہا میں تیری تحقیق کو خیر القرون کے امام کے مقابلہ میں نہیں مانتا، کیونکہ میرے امام نے ان احادیث پر عمل کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مجتہد کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، مجتہد اور خیر القرون کے لوگوں کے مقابلہ میں میں آپ کی بات تسلیم نہیں کرتا، کہنے لگا کیوں نہیں مانتا؟ میں نے کہا اس زمانہ کو خود حضرت پاک ؐ نے خیر فرمایا بعد کے لوگ ان کے مقابلہ کے نہیں ہو سکتے نہ کوئی صحابی ہو سکتا ہے نہ تابعی نہ تبع تابعی، میں نے کہا میرے امام کے عمل کے خلاف آپ اللہ سے ثابت کر دیں یا رسول اللہ ؐ سے ثابت کر دیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے میں اس کو چھوڑ دونگا، کہنے لگا کیا خیر القرون۔

یعنی خیر کا ماننا ضروری ہے؟ میں نے کہا ضروری ہے اسلئے کہ جو خیر کو نہیں مانتا وہ مناع للخیر ہوا، کیونکہ قرآن میں ہے مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم، جو خیر کو نہیں مانتا وہ بڑے گناہ میں حد سے تجاوز کرنے والا ہے حرامی ہے، اور نہ آپ کا نام اجماع امت ہے اور نہ آپ مجتہد ہیں اسلئے آپ کی بات میں نہیں مانتا۔

میں نے کہا اب میں جا رہا ہوں لیکن ایک بات بتلا تو میرے جانے کے بعد اپنے ان شاگردوں کو کیا کہے گا؟ اگر تو کہے گا کہ امین نے میری تحقیق نہیں مانی تو اس کا تیرے ان شاگردوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا کیونکہ تم امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کو نہیں مانتے اگر امین نے آپ کی تحقیق کو نہیں مانا تو کونسا پہاڑ گر گیا، لیکن تو اس طرح نہیں کہے گا بلکہ میرے جانے کے بعد تو ایک جھوٹ بولے گا، کہے گا امین نے نبی کی بات نہیں مانی، رسولؐ کی بات نہیں مانی میرے جانے کے بعد تو تو نے نبی بننا ہے ابھی میرے سامنے نبی بن جا، بتلا کیا تو رسولؐ ہے؟ کیونکہ میں تیری بات کا انکار کر کے جا رہا ہوں، تو پھر لوگوں سے کہے گا کہ امین نے نبی کی بات نہیں مانی، ابھی بتلا دے، کہنے لگا بس آپ چلے جائیں، بس آپ چلے جائیں، عجیب بات ہے ہر غیر مقلد اپنے کو محمد رسول اللہ سمجھتا ہے اور ہم انہیں امام شافعیؒ کا مقام دے دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ امام شافعیؒ مجتہد ہیں اور یہ غیر مقلد نا اہل ہے، حدیث میں ہے اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة یہ تو نا اہل ہے اس کا تو کوئی مقام ہی نہیں، امام شافعی تو امام شافعی ہیں یہ تو ان کے بیت الخلاء صاف کرنے والے خادم کے برابر بھی نہیں ہے، اسلئے اس نا اہل کو امام شافعیؒ کا مقام دینا یہ تو ہمارا ظلم ہے۔

بات چل رہی تھی رفع الیدین کی، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے جو روایات نقل کی ہیں ان کے بارے میں میں نے عرض کیا ہے کہ ان سے صرف ثبوت رفع الیدین ہے، بقاء رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے، بقاء کی دلیل زیادہ سے زیادہ استصحاب حال سے ہوگی، اسلئے ہماری حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس قیاس کے خلاف ہے، کیونکہ ہماری حدیث ثبوت کی نفی نہیں کر رہی بلکہ بقاء کی نفی کر رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ

میں ہم متبع حدیث ہیں اور غیر مقلد متبع قیاس ہیں۔

غیر مقلدین کا ترمذی سے دھوکہ:

غیر مقلدین ترمذی شریف سے دھوکہ دیتے ہیں، کہ دیکھو ج ص ۵۰ پر امام ترمذی رفع الیدین کی حدیث لائے ہیں اس کے بعد چودہ صحابہ کرام کا نام لیا، پھر وفی الباب میں ترک رفع الیدین کی حدیث لائے ہیں اس کے بعد صرف دو تین صحابہ کا نام لیا ہے، اسی سلسلہ میں ایک نوجوان کو میرے پاس یہیں ملتان میں لائے اس کے ساتھ دو استاد بھی تھے، تونسہ کے علاقے سے آئے تھے بوڑھے استاد تھے، کہنے لگے جی یہ ہمیں کہتا تھا کہ مجھے کسی کے پاس لے چلیں ہم لے آئے ہیں۔

نوجوان کہنے لگا کہ ترمذی کا باب رفع الیدین کھولیں، میں نے کہا آپ خود کھولیں، کہنے لگا نہیں جی آپ کھولیں، میں نے کھولا تو کہنے لگا پڑھیں میں نے رفع الیدین کی حدیثیں پڑھیں، عن ابن عمرؓ قال رایت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نے نماز شروع فرمائی تو کندھوں تک ہاتھ اٹھائے، میں نے کہاں یہاں تک ایک بات پوری ہوگئی؟ کہنے لگا جی ہاں، میں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ لفظ یرفع یدیہ صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث سفیان کے واسطہ سے مروی ہے اور حضرت سفیان کی حدیث چھ سندوں کے ساتھ امام مسلمؒ ص ۱۶۸ پر لائے ہیں ان میں رفع یدیہ ہے ساتویں سند اس کی ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۴ پر ہے وہاں بھی رفع یدیہ ہے اس کی آٹھویں، نویں، دسویں سند ابن ماجہ ص ۶۲ پر ہے وہاں بھی رفع یدیہ ہے امام بخاریؒ نے مؤطا کی رفع یدیہ کو یرفع یدیہ کر لیا تھا، یہ امام ترمذیؒ بھی تو امام بخاری کا شاگرد ہیں انہیں اس نے نو سندوں کے خلاف یہاں یرفع یدیہ کر لیا ہے لیکن پھر بھی غیر مقلدوں والا کام نہیں کیا بلکہ بعد میں ترک لا رہے ہیں گویا کہ امام ترمذیؒ بھی یرفع یدیہ کو قضیہ کلیہ نہیں سمجھتے، قضیہ مہملہ ہی سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا آگے پڑھیں، واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع جب رکوع کو جاتے اور رکوع

سے سر اٹھاتے کہنے لگا رفع الیدین کرتے، میں نے کہا یہاں تو نہیں لکھا ہوا، یہاں تو جزاء مذکور ہی نہیں ہے جیسا وہاں مذکور تھی، کہنے لگا اس میں نہیں ہے؟ میں نے کہا نہیں ہے، کہنے لگا آپ نے ترمذی بدل دی ہے، میں نے کہا بدلی تو نہیں ہے لیکن تیرے اطمینان کیلئے وحید الزمان کے ترجمہ والی ترمذی پیش کرتا ہوں وہ دکھائی اس میں بھی نہیں تھا میں نے کہا یہاں بھی جزاء مذکور نہیں ہے، سفیان مکہ کا رہنے والا ہے مکہ کا محدث ہے البتہ مسند حمیدی میں جزاء مذکور ہے فلا یرفعهما، خود ترکیب کر کے جزاء نکالنے کی بجائے اس جزاء پر عمل کر لیا جائے جو پہلے سے موجود ہے، کیا یہ بہتر نہیں ہے؟

کہنے لگا آگے دیکھو کتنے صحابہ کا نام ہے، میں نے کہا یہ روایت تمہارے کام کی ہی نہیں تمہیں ان صحابہ سے کیا غرض جو تمہارے طریقہ کے خلاف روایت کرتے ہیں، بالفرض اگر یہاں جزاء مذکور بھی ہوتی تو نو جگہ رفع الیدین بنتی دس جگہ تو نہ بنتی پھر بھی نماز خلاف سنت ہوتی، میں نے کہا کیا تو یہ ثابت کرنے آیا ہے کہ اللہ کے نبی خلاف سنت نماز پڑھا کرتے تھے، اس پر وہ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا ہم یہ نہیں کہتے میں نے کہا ایک سنت تو چھوڑتے اذا قام من الرکعتین والی۔ پہلے آپ لوگوں سے کہتے تھے کہ حنفی خلاف سنت نماز پڑھتے ہیں اب آپ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اللہ کے نبی خلاف سنت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ ایک سنت چھوڑ دیتے تھے۔

کہتا ہے آگے دیکھیں فی الباب. میں چودہ صحابہ ہیں، میں نے کہا اس دھوکہ کو دل سے نکالو اٹھارہ صحابہ وہ ہیں جنہوں نے حضورؐ کی اس ایک مرتبہ رفع الیدین کو روایت کیا ہے عمل صرف چھ کا ہے (۱) ابن عمر (۲) جابر (۳) ابن عباس (۴) انس (۵) ابو ہریرہ (۶) عبداللہ بن زبیر۔ یہ تو آپ کے لیے نقصان دہ حدیث ثابت ہوئی، اسلئے کہ روایت چودہ صحابہ کریں اور عمل صرف چھ صحابہ کریں، اور ان میں سے ابن عمرؓ سے ترک رفع الیدین صحیح سند سے موجود ہے مؤطا امام محمد میں اور ابو ہریرہ سے موطا امام محمد میں ترک رفع الیدین موجود ہے ابن عباسؓ سے ترک رفع الیدین ابوداؤد میں موجود ہے جابرؓ سے مؤطا امام محمد

میں ترک رفع الیدین موجود ہے، ہم تو ان میں بھی عامل رفع نہیں مانتے، بالفرض اگر امام ترمذیؒ کا لکھا ہوا ہی مان لیں تب بھی آپ کیلئے تو شرم کی بات ہے آپ کو تو حیاء کی وجہ سے گھر سے ہی نہیں نکلنا چاہئے کیونکہ روایت چودہ صحابہ کرام کریں عمل صرف چھ صحابہ کریں، آگے امام ترمذیؒ خود لکھتے ہیں **و بهذا يقول بعض اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ** بعض اصحاب رسول عمل کرتے تھے، عجیب بات ہے آپ تو رفع الیدین کی حدیث کو متواتر کہا کرتے ہو لیکن عمل بعض صحابہ کرتے تھے۔

فی الباب کا دھوکہ:

میں نے کہا یہ جو تم فی الباب کا دھوکہ دیتے ہو اس کو تم سمجھے ہی نہیں امام ترمذیؒ نے مسواک کے مسئلہ میں فی الباب کے ماتحت اٹھارہ صحابہ کرام لکھے ہیں (مسواک غیر مقلدوں کی قسمت میں نہیں ہوتی کیونکہ یہ اس پر زور نہیں لگاتے) کیونکہ رفع الیدین میں چودہ لکھے ہیں اور مسواک میں اٹھارہ صحابہ کا ذکر کیا ہے تو جتنا زور تم رفع الیدین پر لگاتے ہو اس سے زیادہ مسواک پر لگایا جائے، سر کا مسح بالاتفاق فرض ہے سنت نہیں وہاں امام ترمذیؒ فی الباب میں صرف چار صحابہ لائے ہیں، کلی کرنا بالاتفاق سنت ہے وہاں فی الباب میں صرف سات صحابہ کو لائے ہیں، کانوں کا مسح بالاتفاق سنت ہے وہاں فی الباب میں چار صحابہ لائے ہیں، ثوب واحد کے مسئلہ میں فی الباب کے تحت چودہ صحابہ لائے ہیں جتنے رفع الیدین کے تھے میں نے کہا ہم آپ کی مسجد میں جاتے ہیں کوئی بھی ایک کپڑے میں نماز نہیں پڑھ رہا ہوتا کئی کئی کپڑے ہوتے ہیں شلوار قمیص، بنیان، سویٹر، چادر بھی اوپر ہوتی ہے (سر بھی ننگا ہوتا ہے) کیونکہ سردیوں میں بعض لوگ جانوروں کو سردی سے بچانے کیلئے ان کے اوپر بوری وغیرہ ڈال دیتے ہیں لیکن جانوروں کا بھی سر ننگا ہی ہوتا ہے) ایک کپڑے میں فی الباب میں جتنے صحابی ہیں دو کپڑوں والی روایت میں اس سے کم ہوں گے زیادہ نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چودہ صحابہ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی تھی، کثرت روایت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اتنے صحابہ نے اس روایت کو نقل کیا، ہمیں حضرتؒ نے یہ

نہیں فرمایا علیکم باکثر الروایات، بلکہ ہمیں حضرتؐ نے فرمایا علیکم بسنتی تم میری سنت کو لازم پکڑنا، اور یہ بات پہلے گزر چکی کہ خلاف عادت چیز کو اکثر لوگ روایت کر دیا کرتے ہیں، پھر میں نے کہا جوتے پہن کر نماز کی حدیث لکھ کر امام ترمذیؒ فی الباب میں آٹھ صحابہ کا نام لاتے ہیں، اور جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی ایک بھی حدیث نقل نہیں کی، میں نے کہا امام ترمذیؒ کے نزدیک رفع الیدین کرنے کا ثبوت جوتے پہن کر نماز پڑھنے سے بھی زیادہ گھٹیا ہے، جب میں نے اس طرح سمجھایا تو پریشان ہوا۔ میں نے کہا اب بات کرو پہلے تو حدیث تمہارے مذہب کے مطابق نہیں ہے دوسرا وہاں جزاء بھی مذکور نہیں اگر جزاء نکالنی ہی ہے تو جو نکلی ہوئی ہے وہ مان لیں۔ امام بخاریؒ کے دادا استاد ہیں حمیدی اور ابو عوانہ امام بخاری کا ہم عصر ہے ان دونوں کی روایت میں فلا یرفعهما کی جزاء موجود ہے، اگر ہم ترکیب کر کے جزاء نکال بھی لیں تب بھی نو جگہ رفع الیدین بنتی ہے، اگر بالفرض ہم تصور کر لیں کہ دس جگہ ہے پھر بھی صرف ثبوت ہے بقاء کی دلیل سوائے قیاس کے اور کچھ نہیں، پھر خود امام ترمذیؒ نے اس کے بعد اس کے خلاف حدیث نقل کر دی ہے کہ حضرت پاکؐ نے رفع الیدین چھوڑ دی تھی۔

حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا ضابطہ کیا ہے:

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا ضابطہ کیا ہے خیر القرون میں ضابطہ اور تھا خیر القرون کے بعد ضابطہ اور بنا۔

خیر القرون کا ضابطہ:

خیر القرون میں ضابطہ تعامل تھا کہ جس پر صحابہ اور لوگ عمل کر رہے ہیں وہ حدیث صحیح ہے اور جس پر عمل نہیں تھا وہ شاذ اور متروک کہلاتی تھی، اس لئے امام مالکؒ و دیگر ائمہ مجتہدین تعامل کو بھی لیتے ہیں جو حدیث تعامل کے موافق ہو اس پر عمل کرتے ہیں اور جو حدیث تعامل کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دیتے ہیں ترمذی میں جو روایت حضرت ابن مسعودؓ کی ہے یہ اہل کوفہ کی سند سے ہے اس کے صحیح ہونے کے لئے اہل کوفہ کے تعامل کو دیکھا جائے گا،

اس لئے امام ترمذی نے لکھ دیا ہے وھو قول سفیان واھل کوفۃ کہ اس حدیث پر سفیان اور اہل کوفہ نے عمل کیا ہے، اس زمانہ میں کسی حدیث شریف کے ناسخ یا منسوخ ہونے کا مدار بھی یہی تعامل ہوتا تھا، دیکھیں مسلم شریف ج۱ ص۲۵۶ پر یہی قاعدہ درج کر دیا گیا ہے۔

امام زہری تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں انما یؤخذ من امر رسول اللہ ﷺ بالآخر فالآخر پھر چار سطر کے بعد لکھا ہے قال ابن شھاب فکانوا یتبعون الاحدث فالاحدث من امرہ ویرونہ الناسخ المحکم کہ صحابہ اور تابعین آپ کے آخری امر اور عمل پر عمل کیا کرتے تھے اور اسی عمل کو دلیل سمجھتے تھے اس کے خلاف حدیث کو منسوخ۔ اب جیسے ابراہیم نخعیؒ اور امام ترمذیؒ نے بتلایا کہ اہل کوفہ کا عمل ترک رفع الیدین کا تھا اسلئے ان کے نزدیک اس کے خلاف جو رفع کی روایات تھیں وہ منسوخ تھیں۔

ایک سوال کا جواب:

ایک دوست نے پوچھا ہے کہ پھر امام شافعیؒ کیوں رفع الیدین کرتے تھے؟

ائمہ مجتہدین کے ہاں تعامل اصل تھا، جو امام ایسے علاقہ میں تھے جہاں صحابہ یا تابعین رفع الیدین کرتے تھے ان کے سامنے یہی تعامل آیا اس لئے انہوں نے اس کو قبول کر لیا اور جو ائمہ ایسے علاقہ میں جہاں وہ صحابہ کرام آئے جو رفع الیدین نہیں کرتے تھے جیسے کوفہ میں ابن مسعودؓ تشریف لائے تھے انہوں نے اس عمل کو لے لیا اس کے خلاف احادیث کو منسوخ یا ضعیف ماننا یہ کوئی عجیب بات نہیں اختلافی احادیث میں عموماً ایسا ہوتا ہی ہے۔ اس کی میں واضح مثال دیا کرتا ہوں جو ہر سال ہمیں پیش آتی ہے کہ مکہ اور مدینہ میں عید ہوتی ہے لیکن پاکستان میں روزہ ہوتا ہے، عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور رمضان میں عید پڑھنا حرام ہے، مسئلہ صرف اتنا ہی ہے کہ اگر چاند نظر آجائے تو عید پڑھنی ہے اگر نظر نہ آئے تو روزہ رکھنا ہے۔ سعودیہ میں چاند ثابت ہو گیا سارے لوگ عید پڑھ رہے ہیں وہاں عید متواتر ہے یہاں چاند ثابت نہیں ہوا سارے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں یہاں روزہ متواتر ہوگا، ان کی عید بالکل درست ہے اور ہمارا روزہ بھی درست ہے، یہ بھی سمجھ لیں کہ اب اگر

سعودی علماء کا بیان اخبار میں یا ریڈیو پر آجائے کہ چاند نظر آگیا ہے اس کا اثر پاکستان پر کچھ نہیں پڑے گا۔ اور پاکستان کے سارے علماء یہ بیان دے دیں کہ چاند نظر نہیں آیا اس کا اثر سعودیہ پر کچھ نہیں پڑے گا۔

اس لیے جو ائمہ کرام ایسے علاقہ میں تھے جہاں رفع الیدین کا عمل متواتر تھا انہوں نے اس کو لے لیا اب اگر فاعلین رفع الیدین کے سارے ائمہ ترک رفع الیدین کی احادیث کو ضعیف یا منسوخ کہدیں تو ہم پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑے گا، ان کے سامنے سند ہے لیکن تواتر نہیں، جیسے ہمارے پاس خبر ہے کہ مکہ میں عید ہے لیکن عید پڑھنے کا تواتر ہمارے سامنے نہیں، جب ابراہیم نخعی ان روایات کا انکار فرمارہے ہیں تو ان کے انکار کا اس علاقہ والوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا مسلم کے ص ۳۵۶ پر یہی بتلایا کہ وہ مدار تعامل کو رکھتے تھے، اب جس علاقے میں تعامل رفع الیدین پر تھا اس علاقہ کے ائمہ نے رفع الیدین کو تسلیم کرلیا، اسکے خلاف روایت کو منسوخ قرار دے دیا اور جس علاقہ میں ترک رفع الیدین پر تعامل تھا اس علاقہ والوں نے ترک کی روایت کو ناسخ مانا اس کے مخالف روایات کو منسوخ مانا۔ جس طرح سعودیہ کی عید درست ہے ہمارا روزہ درست ہے، اسی طرح شافعیوں کی رفع الیدین درست ہے اور ہماری ترک رفع الیدین درست ہے ہاں غیر مقلدین ایک فتنہ ہے۔

فتنہ کیا ہے؟

فتنہ اس کو کہیں گے چار آدمی ڈنڈے لیکر آجائیں اور لوگوں سے کہیں کہ توڑو روزے آج مکہ میں عید ہے، توڑ دو روزے آج مدینہ میں عید ہے، تو یہ مذہب نہیں بلکہ یہ فتنہ ہے اس طرح کچھ بے وقوف سعودیہ والوں سے لڑیں کہ پاکستان بڑا اسلامی ملک ہے وہاں روزہ ہے اسلئے تمہاری عید حرام ہے، تو یہ مذہب نہیں بلکہ فتنہ ہے شافعیت اپنے علاقے میں مذہب ہے فتنہ نہیں، مالکیت اپنے ملک میں مذہب ہے فتنہ نہیں، حنفیت اپنے علاقہ میں مذہب ہے فتنہ نہیں، حنبلیت اپنے ملک میں مذہب ہے فتنہ نہیں، ہاں غیر مقلدیت فتنہ ہے، ان کو مذاہب کا نام لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

امام شافعی کے دوقول:

اکثر کتابوں میں آتا ہے امام شافعیؒ کا قول قدیم یہ ہے اور قول جدید یہ ہے، کیونکہ امام شافعیؒ کے سامنے پہلے مکہ کا تعامل تھا پھر جب آپ مصر تشریف لے گئے تو ان کے سامنے مصر کا تعامل تھا، امام شافعیؒ کے آخری قول عموماً مذہب حنفی کے مطابق ہوتے چلے گئے، امام شافعیؒ کی عمر زیادہ لمبی نہیں ہوئی ورنہ یقیناً ان کا مذہب امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق ہو جاتا تھا، ان کے دو اقوال کی بنیاد تعامل ہی کا بدلنا ہے۔ جس جگہ جو تعامل ہوگا وہی مراد ہوگا، کیونکہ تعامل متواتر ہوتا ہے اور سند اس کے سامنے خبر واحد کی حیثیت رکھتی ہے، اب جو بات سند سے ثابت ہوگی اس کو تعامل کے خلاف شاذ مانا جائے گا۔

اب اس علاقے میں قاری عاصم کوفیؒ کی قرأت متواتر ہے اس کے مقابلہ میں اگر کوئی شاذ قرأت حضرت ابن عباسؓ سے بھی مل جائے تو بھی ہم قاری عاصم کی قرأت کو دیکھیں گے یہ نہیں دیکھیں گے کہ ایک طرف صحابی ہے اور دوسری طرف غیر صحابی ہے بلکہ ہم یہ دیکھیں گے کہ متواتر کونسی قرأت ہے اور شاذ قرأت کو کبھی اپنے قرآن میں شائع نہیں کریں گے دیکھیں بخاری ج دوم ص ۷۴۳ پر حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک منھم المخلصین اب کوئی بے وقوف غیر مقلدوں کی طرح شور مچائے کہ بخاری میں یہ آیت صحیح سند سے ثابت ہے اور جو آیت قرآن میں درج ہے وہ بے سند ہے، اسلئے اب قرآن پاک یوں چھاپا جائے لیکن یہاں سند کو نہیں دیکھا جائے گا، کیونکہ سند ایک گواہی ہے جو پہلی رات کے چاند کیلئے ہوتی ہے سورج کیلئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی اسلئے متواتر قرآن کو ہی مانا جائے گا۔

یہی اصل مدار رہا ائمہ مجتہدین کے اختلاف میں، ہم ان کو ان کے علاقے میں بالکل صحیح مانتے ہیں، اور وہ ہم کو ہمارے علاقے میں بالکل صحیح مانتے ہیں۔

کیونکہ ان کے سامنے جو تعامل تھا اس کے موافق حدیث کو وہ ناسخ اور اس کے خلاف حدیث کو وہ منسوخ سمجھتے تھے۔ اور ہمارے سامنے چونکہ ترک رفع الیدین کا تعامل تھا

اسلئے ہمارے ائمہ نے ترک کی روایات کو ناسخ اور رفع الیدین کی روایات کو منسوخ مانا، امام ترمذیؒ نے اسی تعامل کی وجہ سے ترک رفع الیدین کی روایت پر تو یہ لکھا ہے وھو قول سفیان و اھل کوفۃ اس کے مقابلہ میں رفع الیدین کی سند مدنی ہے زہری، سالم، ابن عمرؓ سب مدنی ہیں لیکن وہاں نہیں لکھا وھو قول اھل المدینۃ اس پر اہل مدینہ کا تعامل نہیں تھا، امام ترمذیؒ کے علی الباب کے ناموں سے تو وہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں لیکن باقی تمام باتوں سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔

امام ترمذیؒ رفع الیدین کی حدیث کے بعد ترک رفع الیدین کی حدیث لائے ہیں، میں نے پہلے امام نوویؒ سے محدثین کا اصول بتلایا ہے کہ محدثین پہلے منسوخ حدیث لاتے ہیں پھر ناسخ حدیث لاتے ہیں، اس کی صحت پر بھی انہوں نے اہل کوفہ کا تعامل بیان کیا کیونکہ اس کی ساری سند بھی اہل کوفہ کی ہے اہل کوفہ کی سند کے بارے میں کوفہ کے رہنے والے کی شہادت مانی جائے گی نہ کہ عسقلان کے رہنے والے کی یا روس کے رہنے والے کی۔

ابوداؤد کی روایات:

امام ابوداؤد نے ابوداؤدؒ شریف میں بہت ساری روایات اکٹھی کردی ہیں لیکن اس سے پہلے امام ابوداؤدؒ نے ایک قاعدہ لکھ دیا ہے جس کی طرف غیر مقلد کبھی خیال نہیں کرتے، ابوداؤدؒ ج اص ۱۱۱ پر قال ابو داؤد اذا تنازع الخبران عن النبی ﷺ نظر الی ماعمل به اصحابه من بعده، اگر دو حدیثیں ہوں تو دیکھا یہ جائے گا کہ تعامل کس حدیث پر جارہا ہے، ہم بھی یہی فرق کرتے ہیں کہ جس حدیث پر تعامل نہیں اس کو ہم صرف حدیث کہتے ہیں، اور جس حدیث پر تعامل جاری رہا اس کو ہم سنت کہتے ہیں۔

امام ابوداؤد پہلی روایت ابن عمر والی لائے ہیں امام بخاریؒ مالکؒ کے طریق سے لائے تھے یہ سفیان کے طریق سے لائے ہیں، اور سفیان بن عیینہ مکہ مکرمہ کے محدث ہیں، اب اس پر عمل جاری رہا یا نہیں رہا، خود ابوداؤد میں اس کا فیصلہ موجود ہے، ابوداؤد ص ۱۱۵ پر روایت ہے میمون کی یہ مکہ میں پیدا ہوئے وہیں پلے، وہیں بڑے ہوئے، فرماتے ہیں اللہ

رای عبداللہ بن زبیرؓ وصلی بھم یشیر بکفیہ حین یقوم وحین یرکع وحین یسجد وحین ینھض للقیام فیقوم فیشیر بیدیہ فانطلقت الی ابن عباس فقلت الی رایت ابن الزبیر صلی صلوٰۃ لم اراحدا یصلیھا فوصفت لہ ھذہ الاشارہ فقال ان احببت ان تنظر الی صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ فاقتد بصلوٰۃ عبداللہ بن الزبیر. اب میمون مکی مکہ میں پیدا ہوئے، مکہ ایسا شہر ہے کہ وہاں دنیا کے ہر ملک والے لوگ آ کر نماز پڑھتے ہیں، انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دفعہ ایسی نماز پڑھتے دیکھا۔ صلی صلوٰۃ صلوٰۃ کو نکرہ لائے ہیں کہ اوپری نماز پڑھی ہم نے ایسی نماز پہلے کبھی نہیں دیکھی لم اراحدا یصلیھا یہ وضاحت ہے، ہم نے ابن زبیر کے علاوہ کسی ایک کو بھی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، حضرت ابن زبیرؓ صحابی ہیں اور حضرت میمون مکی تابعی ہیں۔ طبقہ ثالثہ کے جن کی اکثر صحابہ سے ملاقات ہوتی ہے، تو معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں ترک رفع الیدین عملاً متواتر تھی، باقی رہی حضرت ابن عباسؓ کی بات تو وہ اس کو سنت نہیں کہہ رہے بلکہ جواز کی بات کی ہے کیونکہ حضرت ابن عباس خود بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے، حالانکہ یہ مکہ میں ہی رہتے تھے حضرت میمونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن زبیرؓ کے علاوہ کسی کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عباس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ رفع الیدین کیا کرو۔ دیکھیں بخاری ص ۳۶ پر ہے حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے تھے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز نہیں، اس پر حضرت حذیفہؓ نے حدیث سنائی کہ حضرت پاکؐ نے کوڑا کرکٹ پر فبال قائماً کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا، یہ حدیث سنانے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اب کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرو، کیونکہ یہ سنت ہے اور نہ ہی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے، حضرت ابن عمرؓ کی روایت امام ابوداؤد سفیان کے طریق سے لائے ہیں اور سفیان مکی ہیں اب اس پر عمل جاری رہا یا نہیں رہا، لیکن ابوداؤد کی اس روایت سے پتہ چل رہا ہے کہ نہ صرف مکہ میں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں کوئی رفع الیدین کرنے والا نہیں تھا، کیونکہ مکہ میں ہر جگہ کے لوگ آتے تھے حضرت میمونؒ فرماتے ہیں میں نے کسی کو

رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا خود سفیان بھی وہیں کے ہیں ان کے ہم عصر ہیں یہ بھی میمونؒ کی تردید نہیں کر رہے، غیر مقلدین ابوداؤد کی یہ روایت تو پیش کرتے ہیں لیکن آگے جو ان کی وضاحت ہے کہ جب روایات متعارض ہوں تو تعامل کو دیکھا جاتا ہے، اس کو بیان نہیں کرتے کہ انہوں نے مکہ کا ترک رفع الیدین کا تعامل بیان کیا۔ اس کے بعد والی روایت میں بھی ہے، نضر بن کثیر سعدیؒ کہتے ہیں صلی الی جنبی عبدالله بن طاؤس فی مسجد الخیف مسجد خیف میں میرے ایک پہلو میں عبداللہ بن طاؤس نماز پڑھ رہے تھے (یہ طاؤس یمنی ہیں اور یہ عبداللہ انکا بیٹا ہے) فکان اذا سجد السجدة الاولیٰ فرفع رأسه منها رفع یدیه تلقاء وجهه فانکرت ذلک۔ انہوں نے سجدہ کے وقت بھی رفع الیدین کی مجھے یہ چیز اوپری معلوم ہوئی، رفع الیدین والی نماز مکہ میں اوپری نماز ہوا کرتی تھی، آج کل مکہ مکہ کا بڑا شور مچاتے ہیں ان سے پوچھو کہ صحابہ کے زمانہ کا مکہ اور تابعین کے زمانہ کا مکہ زیادہ قابل اعتماد تھا (جو رہتے ہی وہاں تھے) یا جو آج کل نجد سے آکر مکہ میں آباد ہو گئے ہیں اس زمانہ کا مکہ زیادہ قابل اعتماد ہے، فقال وهیب تصنع شیئا لم ار احدا یصنعه فقال ابن طاؤس رأیت ابی یصنعه وقال ابی انی رأیت ابن عباس یصنعه۔ ہم نے تجھے ایسا کام کرتے دیکھا ہے جو کسی کو کرتے نہیں دیکھا، تو ابن طاؤس نے کہا میں نے اپنے والد طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ حضرت پاکؐ نے اس طرح نماز پڑھی تھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم حدیث کا انکار نہیں کرتے حدیث تو موجود ہے انکار اس کا ہے کہ اس پر تعامل باقی نہیں رہا۔

تواتر کا شور: غیر مقلدین تواتر کا شور مچایا کرتے ہیں کہ ہماری روایات متواتر ہیں۔ اصل میں تواتر کی دو قسمیں ہیں (۱) تواتر اسنادی (۲) تواتر عملی، تواتر اسنادی کی ایک حد متعین ہے مثلاً ہر زمانہ میں تیس روایت کریں تو وہ روایت متواتر ہوتی ہے (یہ غیر مقلدین کا مغالطہ ہے) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث سنداً متواتر ہے،

لیکن جوتے اتار کر نماز پڑھنا عملاً متواتر ہے، امت عملی تواتر کو قبول کرتی ہے؟ یا سندی تواتر کو قبول کرتی ہے؟ جی عملی تواتر کو۔

دیکھیں یہ مکہ کی روایت نقل کی ہے اور ساتھ یہ بھی نقل کر دیا کہ اس پر عملی تواتر نہیں تھا، حتی کہ تابعین رفع الیدین کرنے والے کو مکہ مکرمہ میں جانتے پہچانتے بھی نہیں تھے یہ باتیں میں صحاح ستہ کی کتاب سے پیش کر رہا ہوں، کسی فقہ کی کتاب سے پیش نہیں کر رہا۔ امام ابوداؤدؒ حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے بعد حضرت وائل کی روایت لائے ہیں جس کی میں پوری تفصیل بیان کر چکا ہوں۔ اس میں یہی ہے کہ پہلے سجدہ کی رفع الیدین بھی تھی، پھر رکوع کی رہ گئی، پھر صرف پہلی شروع نماز والی رہ گئی۔

ابوداؤد کی تیسری حدیث:

امام ابوداؤد تیسری حدیث ابوحمید ساعدیؓ کی لائے ہیں جس کے بارے میں یہ بہت شور مچایا کرتے ہیں کہ اس کی دس صحابہ نے تصدیق کی، اس بارے میں عرض یہ ہے کہ یہی روایت بخاری ج۱ ص۱۱۶ پر موجود ہے اس میں صرف پہلی رفع الیدین کا ذکر ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں **عن محمد بن عمرو بن عطاء انه کان جالسا مع نفر من اصحاب النبی ﷺ فذکرنا صلٰوۃ النبی ﷺ فقال ابوحمید الساعدی انا کنت احفظکم لصلٰوۃ رسول اللہ ﷺ اذا کبر جعل یدیه حذو منکبیه** یہ پہلی رفع الیدین کا ذکر آ گیا، **واذا رکع امکن یدیه من رکبتیه ثم هصر ظهره فاذا رفع راسه استوٰی حتی یعود کل فقار مکانه واذا سجد وضع یدیه غیر مفترش ولا قابضهما (الخ)** یہاں ابوحمید ساعدیؓ نے احفظ کا لفظ استعمال فرمایا ہے کہ حضرت کی جو نماز محفوظ رہی ہے وہ یہ ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین تو محفوظ رہی ہے اس کے علاوہ کوئی رفع الیدین محفوظ نہیں رہی۔ اس مجلس میں کتنے صحابہ اور تابعین موجود تھے لیکن کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ آپ نے رکوع کی رفع الیدین چھوڑ کر خلاف سنت نماز پڑھی ہے، صحابہ خاموش رہے لیکن غیر مقلد چونکہ صحابہ کے دشمن ہیں

اسلئے وہ خاموش نہیں رہتے یہی حدیث آپ ان کے سامنے پیش کریں وہ شور کریں گے اس میں تو ثناء کا بھی ذکر نہیں ہے اس میں آمین کا ذکر بھی نہیں ہے، حالانکہ بات جب رفع الیدین کی شروع ہوئی تو مکمل آنی چاہیے تھی لیکن بخاری کی اس روایت میں رفع الیدین کا ذکر تک نہیں ہاں ابوداؤد میں رفع الیدین کا ذکر ہے۔

راوی کا کمال:

اب دیکھنا یہ ہے کہ کس راوی نے یہ رفع الیدین نقل کی ہے۔ وہ ہے عبدالحمید بن جعفر جو ابوداؤد کی سند میں ہے یہ تقدیر کا منکر تھا، میں نے ایک مناظرہ میں کہا کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ تقدیر کے منکر کا سلام بھی قبول نہ کرو تم اس کی حدیث مناظرہ میں پیش کر رہے ہو، ایک جگہ لکھا ہے منکر تقدیر مجوس ھذہ الامۃ. امام طحاویؒ فرماتے ہیں عبد الحمید ضعیف ہے، اور یہ عبدالحمید منفرد بھی ہے اس رفع الیدین کے نقل کرنے میں الفاظ یہ ہیں: عن محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی فی عشرۃ من اصحاب رسول اللہ ﷺ منھم ابو قتادۃ. اب ان دس میں سے نام صرف ایک کا لیا ہے، جس کی تاریخ میں اختلاف ہے امام طحاویؒ نے کتاب التکبیرات میں صحیح اسناد سے ثابت کیا ہے کہ حضرت قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی تھی ۳۸ھ میں اور اس حدیث کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء یہ چالیس ہجری میں پیدا ہوا ہے (تہذیب التہذیب) یہ جو پیدا ہی بعد میں ہوا ہے کہ اس مجلس میں گیا کیسے تھا، اس کے بعد والی روایت میں محمد بن مسلمہ کا نام ہے یہ محمد بن مسلمہ ۳۸ھ میں روپوش ہوگئے تھے، کیونکہ ان کی وفات تو ۴۳ھ میں ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھی تھے، جب صلح ہوگئی تو یہ روپوش ہوگئے تھے، روپوشی ہی کی حالت میں ۴۳ھ میں ان کا وصال شام میں ہوا، گویا ۳۸ھ کے بعد ان کا مدینہ منورہ میں آنا ہی ثابت نہیں۔ محمد بن عمرو بن عطاء محمد مسلمہ کا نام لے رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مجلس ۳۸ھ سے پہلی ہوئی ہوگی، لیکن یہ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ ۴۰ھ میں تو محمد بن عمرو بن عطا خود پیدا ہوا ہے، اسلئے امام طحاویؒ طحاوی شریف

میں فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی رجل مجہول ہے اور مجہول کی روایت قابل قبول نہیں۔

کیا فرماتے ہیں اور کہاں فرماتے ہیں (مدینہ طیبہ میں) انا اعلمکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ میں اللہ کے نبی کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں کون سی رفع الیدین والی۔ جب انہوں نے رفع الیدین والی نماز پڑھ کر دکھائی تو سب نے کہا صدقت کہ واقعی آپ رفع الیدین کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ باقی صحابہ رفع الیدین کو نہیں جانتے تھے، وہ صرف نماز کو جانتے تھے، تو انہوں نے کہا واقعی رفع الیدین میں آپ کا علم زیادہ ہے، انہوں نے انا اعملکم نہیں فرمایا کہ میں ایک عمل تم سے زیادہ کرتا ہوں، اعلمکم فرمایا کہ میں ایک چیز تم سے زیادہ جانتا ہوں، یہ حدیث تو ان کے بہت خلاف نکلی کہ صحابہ کے زمانہ میں یعنی چالیس ہجری میں مدینہ میں رفع الیدین کو کوئی جانتا پہچانتا بھی نہیں تھا کیونکہ دس صحابہ موجود ہیں کوئی بھی ان میں سے رفع الیدین نہیں جانتا، حالانکہ دور صحابہ ۱۱۰ھ تک ہے اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے بخاری کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے۔ امام ابو داؤدؒ نے ایک قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو جائے تو تعامل صحابہ پر عمل کیا جائے گا اب امام ابو داؤدؒ رفع الیدین کے باب میں ہی یہ ثابت کر رہے ہیں کہ رفع الیدین پر تعامل نہیں رہا تھا کیونکہ مدینہ میں رہنے والے صحابہ کرام بھی اس کو نہیں جانتے تھے، مکہ میں عمل ترک رفع الیدین پر تھا کوئی اس رفع الیدین کو جانتا تک نہیں تھا، جب میں نے ایک مناظرہ میں یہی کہا کہ یہ حدیث تمہارے خلاف ہے کہ چالیس ہجری میں ایک صحابی کہتا ہے انا اعلمکم باقی صحابہ کے علم میں بھی رفع الیدین نہیں تھا چہ جائیکہ عمل میں ہو، اس پر بہت شور مچایا کہ تو نے غلط مطلب بیان کیا ہے میں نے کہا تم صحیح بیان کر دو، کیونکہ صحابہ نے صدقت کہا ہے وہ انا اعلمکم پر کہا ہے، کہ واقعی (یہ رفع الیدین کا مسئلہ) تمہارے علم میں ہے ہمارے علم میں نہیں ہے، اب بتائیں کہ حدیث ان کے خلاف ہے یا موافق ہے، حالانکہ یہ بے وقوف ابو حمید ساعدیؓ کی روایت کا شور بہت مچایا کرتے ہیں۔

ایک بات یاد رکھیں کہ جب غیر مقلدین سے دس جگہ رفع الیدین کا ثبوت مانگا

جاتا ہے تو وہ بخاری کی نافع والے طریق سے جو روایت ہے وہ پیش کیا کرتے ہیں امام ابو داؤدؒ نے اس پر جرح فرمادی ہے کہ لیس بمرفوع یہ سرے سے مرفوع ہی نہیں، بلکہ یہ قول ابن عمرؓ ہے۔

زیادتی ثقہ مقبول ہوتی ہے:

امام بخاریؒ نے اس قاعدہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ زیادتی ثقہ قبول ہوتی ہے، اسلئے امام بخاریؒ اپنے رسالہ جزء رفع نمبر۸۳ پر لکھتے ہیں کہ اسی نافع کی روایت میں سجدوں کی رفع الیدین بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین چار رکعت میں سولہ سنتوں کے تارک ہیں، اس کے علاوہ امام بخاریؒ نے جزء رفع کے نمبر۶۹ پر عبدالرحمن بن مہدی سے نقل کیا ہے کہ رکوع اور سجدوں کے وقت رفع الیدین کرنا سنت ہے۔

بخاری کی مخالفت پر بے دینی کا فتویٰ دینے والے متوجہ ہوں:

جو لوگ بخاری شریف کی مخالفت کرنے پر بے دینی کا طعنہ دیا کرتے ہیں وہ غور کریں کہ بخاری میں کان لا یفعل فی السجود ہے لیکن جزء بخاری میں سجدوں کی رفع الیدین کو سنت کہا گیا ہے، اب ہم منتظر ہیں کہ غیر مقلدین امام بخاریؒ کے بارے میں کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

تو امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں بخاری کی نافع والی روایت کے متعلق کہ یہ موقوف روایت ہے حضور ﷺ کی حدیث نہیں۔

ابوداؤد کی چوتھی روایت:

اس کے بعد امام ابو داؤدؒ حضرت علیؓ کی حدیث لائے ہیں کہ نبی اکرمؐ رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت اور دونوں سجدوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین فرمایا کرتے تھے پہلی بات یہ ہے یہ حدیث صحیح نہیں اس کا راوی عبدالرحمن بن ابی الزناد ہے۔ امام ترمذیؒ نے مسح خفین کے باب میں امام بخاریؒ سے نقل فرمایا ہے کہ امام مالکؒ

اس (یعنی عبدالرحمٰن) کو ضعیف سمجھتے تھے، جبکہ ترمذیؒ نے تحسین کی ہے۔ امام بخاریؒ امام مالکؒ اس کو ضعیف سمجھتے ہیں جہاں وہ کسی دوسرے کی مخالفت بھی نہیں کر رہا۔

لیکن اس جگہ وہ مخالفت بھی کر رہا ہے کیونکہ ابو داؤد ہی میں اگلے باب میں حضرت علیؓ سے تین سندیں ایسی موجود ہیں جن میں رفع الیدین کا ذکر تک نہیں۔

دوسری وجہ ضعف:

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں اذا قام من السجدتین کا لفظ ہے، اور سجدوں کے بعد انسان دوسری اور چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہوتا ہے غیر مقلدین اس پر بالکل عمل نہیں کرتے کیونکہ وہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع الیدین نہیں کرتے امام طحاویؒ نے بڑے وثوق سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ سے حضرت کی وفات کے بعد ایک دن بھی رفع الیدین ثابت نہیں، اور امام محمدؒ نے بھی یہی ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے تھے پھر کسی جگہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے، امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر ابن ابی شیبہ نے ج اص ۲۳۷ پر بھی صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین نہیں کرتے تھے، دوسری صحیح سند سے یہ نقل فرمایا ہے کہ اصحاب ابن مسعودؓ اور اصحاب علیؓ میں سے کوئی بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین نہیں کرتا تھا۔

امام طحاوی کا فیصلہ:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جو صحابہ کرام رفع الیدین کی احادیث روایت کرنے والے ہیں وہ خود بھی تارک رفع الیدین ہیں، یہ ان احادیث رفع کی منسوخ ہونے کی دلیل ہے اسلئے ابوداؤد کی اس روایت کا جواب یہ بھی ہے کہ خود حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب رفع الیدین نہیں کرتے تھے جبکہ امام ابوداؤد اس سے کچھ قبل یہ قاعدہ لکھ چکے ہیں کہ جب روایت ایک دوسرے سے متعارض ہوں تو اصحاب رسول کے عمل کو دیکھا جائے گا۔

باقی غیر مقلدین کی رفع کسی حدیث سے ثابت نہیں اگر کوئی مکمل حدیث ان کے سامنے ہے تو پیش کریں تو وہ آدھی مانتے ہیں آدھی کا انکار کرتے ہیں بالکل یہودیوں والا

طریقہ اختیار کرتے ہیں افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض، ان کے نزدیک صرف امام ابوحنیفہؒ کی تقلید شرک ہے یہودیوں کی تقلید شرک نہیں بلکہ عین ایمان ہے، ان روایات سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین کی احادیث ہیں لیکن نہ ان پر مکہ میں عمل جاری رہا اور نہ مدینہ میں، اور نہ کوفہ میں، پھر امام ابوداؤدؒ اس کے بعد جو باب باندھتے ہیں وہ ہے باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع اس میں وہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث لاتے ہیں الا اصلی بکم صلٰوۃ رسول اللہ ﷺ قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں سے کہا میں تمہیں اللہ کے رسولؐ والی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی (یعنی پڑھ کر دکھائی) لیکن پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین نہیں کیا۔

پھر حضرت براءؓ سے دو سندوں سے حدیث لائے ہیں پہلی حدیث یہ ہے ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلٰوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود۔ جب حضرت پاک نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے پھر (پوری نماز میں) رفع الیدین کا اعادہ نہیں فرماتے تھے۔

اعتراضات: اس حدیث پر وہ دو اعتراض نقل کر رہے ہیں (۱) پہلا اعتراض یہ ہے عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ سفیان نے یزید سے یہی روایت نقل کی ہے اس میں لا یعود کے الفاظ نہیں ہیں (۲) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ھیثم اور خالد اور ابن ادریس بھی اس روایت کو یزید سے نقل کرتے ہیں لیکن لا یعود نقل نہیں کیا۔

جواب: امام ابوداؤدؒ کو اگر ان کی ایسی سندیں نہیں ملیں جن میں لا یعود کا لفظ ہو تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ان تینوں سے یعنی ھیثم۔ خالد اور ابن ادریس سے صحیح سند کے ساتھ مسند ابویعلی میں ثم لا یعود کے الفاظ موجود ہیں:۔

تیسری بات یہ ہے کہ کوئی اعتراض کی بات بھی نہیں اسلئے کہ اس حدیث میں دو باتوں کا ثبوت ہے (۱) ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں (۲) کتنی بار اٹھائے جائیں، تو

حضرت براء بن عازبؓ کو جب ان دو میں صرف ایک مسئلہ کانوں تک ہاتھ اٹھانا بیان کرنا ہوتا تھا اس وقت وہ ثم لا یعود کے الفاظ بیان نہیں کرتے تھے، اور اگر ان کو دوسرا مسئلہ بھی بیان کرنا ہوتا تو پھر ثم لا یعود کے الفاظ بھی نقل کر دیتے تھے، امام بخاریؒ ایک حدیث کے چھ چھ ٹکڑے کر جاتے ہیں ان پر غیر مقلدین کوئی اعتراض نہیں کرتے، اس جگہ اعتراض کی کوئی بات ہی نہیں پھر بھی اعتراض کرتے ہیں، ایک بات یہ کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے دوسری سند کے بارے میں کہا ہے لا یصح۔

جواب: گزارش یہ ہے کہ صحت کی نفی سے حسن کی نفی نہیں ہوتی، جس راوی پر اعتراض ہے وہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔ اس کے بارے میں میزان الاعتدال میں لکھا ہے صاحب السنة جائز الحدیث، صرف یہ ہے کہ ان کے حافظہ میں کچھ کمزوری تھی تو حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے حدیث صحیح نہیں ہوتی بلکہ حسن ہوتی ہے۔ یزید راوی کے بارے میں بھی یہی ہوگا کہ ان کے حافظہ میں کچھ کمزوری تھی لیکن جب دو سندیں مل گئیں تو اس کے صحیح ہونے میں ذرا بھی شک نہیں رہا، کیونکہ قرآن پاک نے یہ اصول واضح کر دیا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوگی اور اس کا سبب یہی بیان کیا ہے کہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اس کو یاد کروا دے گی دونوں کے ملانے سے ان کی بات قبول کر لی جاتی ہے۔ یہ قرآن کا اصول ہے ہمارے ائمہ نے ان دونوں حضرات سے استدلال کیا ہے انہوں نے ان کو قطعاً ضعیف حافظہ والا نہیں کہا۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں کوفہ کے رہنے والے ہیں تو کوفہ کے امام دوسرے لوگوں کی بنسبت ان کے احوال زیادہ جانتے ہیں، اگر ہم ان کی بات بھی مان لیں تب بھی یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اصول یہ ہے حافظہ میں کمزوری راوی کا اگر متابع یا شاہد مل جائے تو وہ روایت قابل قبول ہوتی ہے اور یہاں ایک دوسرے کے متابع اور شاہد موجود ہیں اسلئے اس کے صحیح ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں۔ امام ابوداؤدؒ نے ج ۱ ص ۱۴۳ پر حضرت جابر بن سمرہؓ والی روایت کانها اذناب خیل شمس گھوڑوں سے تشبیہ والی نقل فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ابوداؤد کی قولی حدیث بھی ہمارے حق

میں ہے اور فعلی حدیث بھی ہمارے حق میں ہے۔ امام ابوداوُدؒ نے وضاحت سے بیان فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں عملی تواتر یعنی تعامل ترک رفع الیدین پر تھا، اور مدینہ منورہ میں رفع الیدین کا عمل لوگوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا، اس طرح کوفہ میں بھی رفع الیدین باقی نہیں رہا تھا، اس سے معلوم ہوگیا کہ حدیث تو موجود تھی لیکن عملی تواتر اور تعامل ترک کے ہوتے ہوئے یہ قابل عمل نہیں رہی۔

اب تک میں نے صحاح ستہ کی کتب سے دلائل بیان کیے ہیں اب کچھ مزید دلائل عرض کرتا ہوں:

مزید دلائل:

دلیل نمبر ۱: غیر مقلدین حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کو مضبوط دلیل سمجھتے ہیں تو حضرت ابن عمرؓ سے دوقسم کی حدیثیں مروی ہیں رفع کی بھی اور عدم رفع کی بھی، لیکن حضرت ابن عمرؓ کا اپنا عمل اور تمام اہل مدینہ کا تعامل ترک رفع الیدین پر تھا، صحیح ابوعوانہ میں روایت ہے عن سفیان عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رأیت النبی ﷺ كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى بهما، وقال بعضهم حذو منكبيه، واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدتين والمعنى واحد۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے تو رفع الیدین کرتے اور جب آپ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین نہ کرتے، بعض راویوں نے کہا کہ آپ سجدوں کے درمیان بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے، مطلب سب راویوں کا ایک ہی ہے، یہ صحیح ترین روایت جو سنہری سند سے مروی ہے اس میں رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر موجود ہے، اور ہمارے نزدیک ان دونوں روایتوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے کیونکہ کسی طرف بھی موجبہ کلیہ نہیں ہے بلکہ دونوں طرف قضیہ مہملہ ہے، یہ دونوں مختلف زمانوں کی باتیں ہیں، سندیں دونوں طرف سنہری ہیں اب فیصلہ تعامل کرے گا کہ ان دو حدیثوں میں سے کس پر عمل جاری

رہا اور کس پر عمل جاری نہیں رہا، عملی تواتر اور تعامل ہمیشہ رفع الیدین نہ کرنے کو حاصل رہا۔

دلیل نمبر۲: مسند حمیدی میں امام بخاریؒ کے استاد حمیدیؒ نے مکہ میں جو کتاب لکھی اس میں روایت اس طرح ہے حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان عن الزھری قال اخبرنی سالم عن ابیه رأیت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین، اس میں بھی حضرت ابن عمرؓ نے یہی بیان فرمایا ہے کہ حضور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین نہیں فرمایا کرتے تھے، غیر مقلدین چونکہ انکار حدیث میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں اس لئے آج کل وہ یہ شور مچایا کرتے ہیں کہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں مسند حمیدی کا ایک قلمی نسخہ ہے اس میں لا یرفعھما کے الفاظ نہیں ہیں، لیکن حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ نے دیوبند۔ موسیٰ زئی۔ کندیاں، میانوالی کے قلمی نسخوں کا حوالہ دیا ہے ان میں یہ الفاظ موجود ہیں خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے کتب خانہ میں بندہ نے خود یہ نسخہ ملاحظہ کیا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں، مرتب۔ ہاں اگر ان نسخوں میں بھی یہ الفاظ نہ ہوں تو پھر واقعی اس کو تحریف کہا جائے گا، بالفرض اگر کسی نسخہ میں بھی یہ الفاظ نہ ہوں تو بھی اختلاف نسخہ کہا جائیگا۔

نسخوں میں کیا ہے؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ نسخوں میں کیا ہے اگر تو اس نسخہ میں یرفعھما ہوتا اور اس میں لا یرفعھما ہوتا تو ہم سمجھتے کہ تقابل ہے لیکن موجبہ کلیہ کسی طرف بھی نہیں تھا بلکہ ان کو دو حدیثیں شمار کرلیا جاتا، وہاں تو یرفعھما بھی نہیں ہے جزاء کی جگہ خالی ہے جزاء مذکور نہیں ہے اور اس نسخہ میں جزاء مذکور ہے، اسلئے یہ نسخہ ناطق ہے اور وہ نسخہ ساکت ہے تو ترجیح ناطق کو ہوتی ہے ویسے بھی اصول یہ ہے زیادتی ثقہ مقبول ہوتی ہے۔ اگر اس نسخہ میں زیادتی ہے یعنی بعض الفاظ زیادہ ہیں تو وہ مقبول ہوں گے، بخاری شریف کے نسخوں میں تین صد احادیث کی کمی بیشی پائی جاتی ہے اب اگر کوئی بخاری شریف کا ایک نسخہ دیکھ کر یہ کہے کہ جو

دوسرے نسخہ میں احادیث ہیں، ہم اس کو نہیں مانتے تو یہ انکار حدیث ہے، کیونکہ محدثین ہر سال دوران درس کمی بیشی کرتے رہتے تھے مثلاً کوئی نئی حدیث صحیح سند سے مل گئی اس کو شامل درس اور شامل تصنیف کر لیا، اگر کسی سند پر اشکال ہوا یا شبہ ہو گیا تو اس کو بیان کرنا ترک کر دیا اور نسخہ سے نکال دیا، تو اس طرح نسخوں میں اختلاف ہو جاتا تھا اور یہ اختلاف تو حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں ہے۔

دلیل نمبر۳: نصب الرایہ میں خلافیات بیہقی کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے عن عبداللہ بن عون حدثنا مالک عن الزھری عن سالم عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت پاک شروع نماز میں رفع الیدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔ دیکھیں یہ مدنی سند ہے اور اہل مدینہ کا تعامل اس پر تھا۔

دلیل نمبر۴: عن ابن وھب عن مالک بن انس عن ابن شھاب عن سالم عن ابیہ ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح التکبیر للصلوٰۃ۔ یہاں خبر مقدم کر کے حصر کا معنی پیدا کر دیا ہے کہ حضور پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع الیدین کیا کرتے تھے، یہ امام مالکؒ کی سند ہے، جو مدنی ہیں اور مدینہ میں تعامل ترک رفع پر ہی تھا، اس فعلی روایت کے علاوہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمرؓ سے قولی روایت بھی موجود ہے۔

دلیل نمبر۵: عن ابن عباسؓ وعن ابن عمرؓ قالا لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن. افتتاح الصلوٰۃ الخ (کشف الاستار فی زوائد بزار. ومعانی الآثار للطحاوی) اس میں ابن عباسؓ وابن عمرؓ نے حضور کا قول نقل فرمایا ہے، فعل میں دوام نہیں ہوتا لیکن قولی معاہدے میں دوام ہوتا ہے جب تک اس کے خلاف کوئی بات نہ پائی جائے۔

مثلاً آپ نے ایک شخص کو ایک مسجد میں نماز پڑھاتے دیکھا تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ اس مسجد کا امام ہے صحیح نہیں، ہاں اگر وہ خود زبان سے کہے کہ میں اس مسجد کا امام ہوں پھر بات مانی جائے گی، شیخ الہندؒ نے اس کو مزید واضح فرمایا ہے کہ اسلام ایک قولی

معاہدہ ہے بندہ جاگ رہا ہو تب بھی مسلمان ہے اگر سو رہا ہے تو تب بھی مسلمان ہے، جب تک اس کے منہ سے کلمہ کفر نہ نکلے اس وقت تک اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا، کیونکہ قول میں دوام ہوتا ہے فعل میں دوام نہیں ہوتا اسی طرح نکاح ایک قولی معاہدہ ہے ایجاب وقبول کے بعد اگر وہ دونوں سوئے ہوئے ہیں تب بھی میاں بیوی ہیں اگر ایک مشرق دوسرا مغرب میں ہے تب بھی خاوند بیوی ہیں اگر وہ آپس میں خوش ہیں تب بھی اگر آپس میں ناراض ہیں تب بھی وہ میاں بیوی ہیں جب تک اس کے خلاف طلاق یا خلع وغیرہ کی صورت پیش نہ آئے۔

غیر مقلدین سے ایک مطالبہ:

جس طرح ہم نے پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کی قولی حدیث پیش کی ہے اسی طرح رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کی وہ قولی حدیث پیش کریں، کہ حضورؐ نے کبھی اپنے زبان مبارک سے اس رفع الیدین کا ذکر فرمایا ہو، ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ حضور کے تیئس سالہ دور نبوت میں حضرت پاکؐ کی زبان مبارک پر کبھی اس رفع الیدین کا ذکر نہیں آیا۔

دلیل نمبر۶: حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے جو نسائی کے حوالہ سے پیش کی اس کی سند کوفی ہے اہل کوفہ کا تعامل ترک رفع الیدین کا تھا۔

دلیل نمبر۷: حضرت براء ابن عازبؓ کی روایت ہے جو ابوداؤد، معانی الآثار میں مسند ابویعلی میں ہے۔ اس پر امام ابوداؤد فرماتے تھے کہ ھیثم نے لا یعود کے الفاظ نقل نہیں کئے اس لئے میں ابویعلی سے تفصیلی سند بتلا دیتا ہوں۔ **حدثنا اسحاق حدثنا ھشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازبؓ قال رایت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ کبر رفع یدیہ حتی کادتا تحاذیان اذنیہ ثم لم یعد،** حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع فرمائی تکبیر کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ان کو کانوں کے برابر لے گئے پھر رفع الیدین نہیں فرمائی، اس روایت کی سند جو ھیثم کے طریق سے ہے اس میں واضح طور پر

لم یعد موجود ہے، باقی امام ابوداؤدؒ کا یہ لکھنا کہ ان کی سند میں لم یعد نہیں تو یہ ان کے علم کی بات ہے گویا ان کے علم میں یہ بات نہیں، ظاہر بات یہ ہے کہ جس کے پاس علم ہوگا اس کی بات مانی جائے گی اور جس کے پاس علم نہیں ہوگا اس کی بات نہیں مانی جائے گی، ہر سند کا ہر محدث کو علم ہونا ضروری نہیں۔

اسی طرح امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ابن ادریس کی روایت میں لا یعود نہیں ہے امام ابویعلیٰ کی سند دیکھیں قال ابو یعلی حدثنا اسحاق حدثنا ابن ادریس عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازبؓ قال رایت رسول اللہ ﷺ رفع یدیہ حین استقبل الصلوٰۃ حتی رایت ابهامیہ قریباً من اذنیہ ثم لم یرفعهما، حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو دیکھا جب نماز شروع کی رفع الیدین کیا حتیٰ کہ میں نے آپ کے انگوٹھوں کو کانوں کے قریب دیکھا۔ پھر آپ نے رفع الیدین نہیں کیا، ابن ادریس کی سند میں لا یعود نہیں امام ابوداؤد کا یہ قول ان کے عدم علم پر مبنی ہے لیکن محدث ابویعلیٰؒ نے اس کو صحیح سند سے بیان کیا ہے، مسند احمد میں اول تکبیرۃ کے الفاظ ہیں، تو حضرت براء بن عازبؓ کی روایت بھی کوفی ہے اور کوفہ میں اس حدیث پر متواتر عمل تھا۔

دلیل نمبر ۸ : حضرت انسؓ سے روایت ہے یقول قال النبی ﷺ یا بنی اذا تقدمت الی الصلوٰۃ فاستقبل القبلۃ وارفع یدیک وکبر واقرأ بما لک واذا رکعت فضع کفیک علی رکبتیک وفرق بین اصابعک، حضورؐ نے حضرت انسؓ سے فرمایا اے بیٹے جب تو نماز شروع کرے تو قبلہ کی طرف منہ کر، دونوں ہاتھ اٹھا اور اللہ اکبر کہہ، پھر جو قرآن آسان لگے وہ پڑھ، جب رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ اور اپنی انگلیوں کو کھلا رکھ، فضع کفیک میں فا تعقیب بلامہلۃ کیلئے آتا ہے معلوم ہوا کہ رکوع کی طرف جاتے ہوئے ہاتھ کسی اور طرف نہیں جائیں گے وسبح فاذا رفعت راسک فقم صلبک حتی یقع کل عضو مکانه واذا سجدت

فامکن جبھتک من الارض وسبح واذا رفعت راسک فاقم راسک فاذا قعدت فضع عقبیک تحت الیتک واقم صلبک فانھا من سنتی ومن اتبع سنتی فانہ منی ومن ھو منی فھو معی فی الجنۃ.

(الکامل لابن عدی ج۶ ص۶۶)

فرمایا یہ میرا طریقہ نماز ہے اور جس نے میرے طریقہ پر عمل کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا، پہلی رفع الیدین کے ساتھ سنت کا لفظ ہم نے حدیث پاک سے دکھادیا، اب اگر غیر مقلدین میں دم خم ہے تو رکوع کی رفع الیدین کیلئے سنت کا لفظ وہ حدیث سے دکھادیں، یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

غیر مقلدین کا اعتراض:

عبدالرحمٰن شاہین نے اشتہار میں اس حدیث کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ اس میں ایک راوی کثیر بن عبداللہ ہے وہ ضعیف ہے۔

جواب نمبر۱: غیر مقلدوں کی عادت یہ ہے کہ پہلے یہ کہتے ہیں کہ حنفیوں کے پاس حدیث نہیں ہے لیکن جب ہم حدیث پیش کرتے ہیں پھر کہتے ہیں ضعیف ہے۔

جواب نمبر۲: یہ میرے پاس صلوٰۃ الرسول صادق سیالکوٹی کی ہے اس پر ان کے بارہ علماء کی تصدیقات ہیں اس میں جوانہوں نے ابوداؤد کے حوالہ سے عید کا طریقہ لکھا ہے اس میں بھی کثیر بن عبداللہ راوی ہے خود یہ ہر سال عید اسی راوی کے طریقہ کے مطابق پڑھتے ہیں لیکن اگر ہم اس راوی کی حدیث بیان کریں تو کہہ دیتے ہیں ضعیف ہے، یہ منافقانہ پالیسی اپناتے ہیں ایک ہی راوی جب ان کی روایت میں آئے تو ثقہ ہو جاتا ہے اگر ہماری روایت میں آجائے تو ضعیف بن جاتا ہے۔

ایک واقعہ: ایک دفعہ میں بہاولپور اسلامیہ مشن میں تھا ایک نوجوان کو اس کا باپ اور چچا لیکر آئے کہ کالج میں پڑھتا ہے چلہ بھی لگایا ہے کئی جوانوں کو اس نے نمازی بھی بنایا لیکن اب دو تین ماہ سے غیر مقلد بن گیا ہے کسی کو نماز کا بھی نہیں کہتا مرکز بھی نہیں جاتا گھر میں

جھگڑا کرتا ہے کہ تمہاری نماز درست نہیں ہے۔

میں نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا تم صرف ایک صرف ایک صرف ایک نماز دکھادو کہ اللہ کے نبی پاک نے پوری زندگی میں صرف ایک صرف ایک نماز رکوع کی رفع الیدین کے بغیر پڑھی ہو، اس کے کہنے کا انداز یہ تھا کہ گویا حنفی بیچارے یتیم مسکین ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، میں نے کہا میں تجھ کو بیس حدیثیں سناؤں گا لیکن تو نہیں مانے گا، کہنے لگا آپ صحیح حدیث سنانا، میں نے کہا صحیح اور ضعیف کا فیصلہ کون کرے گا؟ کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے نہ کسی حدیث کو صحیح کہا ہے اور نہ ضعیف کہا ہے، آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے اسلئے آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ کسی حدیث کو صحیح کہیں یا ضعیف کہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جو بات صاف طور پر حدیثوں میں نہ ملے وہ ہم اپنے امام سے لیتے ہیں اب جو روایت میں پیش کرونگا میں ثابت کردونگا کہ میرے امام کا عمل ان پر تھا، گویا میرے امام کے عمل کی وجہ سے وہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہوگی لیکن میں ضد نہیں کرونگا بلکہ اس حدیث کے خلاف جس پر میرے امام نے عمل کیا ہے اگر آپ اللہ سے یا رسولؐ سے اس کا ضعیف ہونا ثابت کردیں گے تو میں اپنے امام کی بات چھوڑ کر اللہ یا رسول کی بات مان لونگا، اگر آپ کسی خلیفہ راشد سے بھی اس کا ضعیف ہونا ثابت کردیں تب بھی میں اپنے امام کی بات کو چھوڑ دونگا، لیکن اگر آپ میرے امام کی بات کے خلاف کسی ساتویں، آٹھویں، نویں، یا چودھویں صدی کے مولوی کی بات پیش کریں تو وہ میں ہرگز قبول نہیں کرونگا۔

کہنے لگا کیا آپ مجھے سمجھانا نہیں چاہتے؟ میں نے کہا سمجھاتا ہوں لیکن بعد میں جھگڑا اس بات پر ہوگا میں کہونگا جو حدیث میں نے سنائی ہے وہ صحیح ہے تو کہے گا ضعیف ہے، اسلئے صحیح اور ضعیف کا پیمانہ تو بتادے تیرے پیمانے پر میں احادیث پیش کرتا جاؤنگا۔

میں نے کہا قرآن سے صحیح اور ضعیف کی تعریف سنا اس کو نہ آئے میں نے کہا چلو حدیث سے صحیح اور ضعیف کی تعریف سنادے اب اس کو آئے نہیں (اسلئے جب بھی غیر مقلد

کہیں کہ صحیح حدیث سناؤ ان سے کہو کہ قرآن اور حدیث سے صحیح اور ضعیف کی تعریف تم بتلا دو اس کے مطابق صحیح حدیث ہم سے سن لو)

میں نے کہا اگر آپ کو تعریف نہیں آتی تو تم مجھے کوئی صحیح حدیث سناؤ کوشش کرو کہ آخری زمانہ کی ہو، اس نے حضرت وائلؓ کی حدیث سنائی کہ وہ نو ہجری میں آئے پھر دس ہجری میں آئے انہوں نے حضورؐ کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ کہنے لگا میں نے دس ہجری تک رفع الیدین ثابت کر دی ہے اس کے بعد آپؐ دو ماہ اور چند دن زندہ رہے تو گیارہ ہجری میں اس کا منسوخ ہونا ثابت کر دیں۔

میں نے کہا حدیث صحیح ہے؟ کہنے لگا بالکل صحیح ہے، میں نے سمجھ لیا کہ اس نے حضرت وائلؓ کی روایت ابوداؤد سے سنائی ہے میں نے بھی حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ابوداؤد سے سنائی کہ انہوں نے پہلی دفعہ رفع الیدین کیا پھر نہیں کیا، جب میں نے حدیث سنائی تو وہ ہنسا کہ جی بس بس۔ بس میں نے کہا بس کو کیا ہو گیا، کیا بس خراب ہو گئی ہے۔ کہنے لگا میں نے کہا تھا صحیح حدیث سنائیں۔ میں نے کہا اس میں صحیح نہ ہونے کی کونسی وجہ ہے؟

کہنے لگا اس میں ایک راوی ہے عاصم بن کلیب وہ جھوٹا ہے میں نے کہا اس روایت میں عاصم ہے؟ کہنے لگا ہاں ہے، میں نے کہا دیکھ لیتے ہیں میں نے کتاب کھولی تو انگلی رکھ کر کہا یہ ہے عاصم بن کلیب، اور ہنسا جیسے اس نے مجھے کوئی نئی بات بتلا دی ہو، میں نے کہا یہ راوی صحیح نہیں ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں، میں نے کہا شاید حسن درجہ کا ہو؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔

میں نے کہا جو حدیث آپ نے سنائی ہے وہ کیسی ہے؟ کہنے لگا بالکل صحیح ہے، میں نے کہا اگر اس میں عاصم بن کلیب ہو؟ کہنے لگا اس میں کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا دیکھ لیتے ہیں۔ میں نے ابوداؤد کھول کر اس کے سامنے رکھی کہ یہ عاصم بن کلیب ہے، اب وہ بڑا پریشان ہوا، یہ کیا ہوا میں نے کہا کچھ بھی نہیں ہوا۔ کہا اب کیا بنے گا میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔

انصاف آپ کے ہاتھ میں!

میں نے کہا مجھے تو کوئی پریشانی نہیں پریشانی آپ کو ہے اس لئے میں آپ

کو اختیار دیتا ہوں کہ آپ اگر اس کو سچا مان لیں تب بھی ہمارا مذہب ثابت ہو جائے گا اور اگر آپ اس کو جھوٹا مان لیں تب بھی ہمارا مذہب ثابت ہو جائے گا کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا اگر یہ راوی جھوٹا ہے تو رفع الیدین کرنے والی حدیث بھی جھوٹی ہے اور نہ کرنے والی بھی جب دونوں نہیں ہیں تو اصل تو نہ کرنا ہے۔

اور اگر یہ راوی سچا ہے تو اس نے دونوں باتیں بتلا دیں کہ پہلے حضرت نے رفع الیدین کی تھی پھر حضرت نے چھوڑ دی۔ تو ہم نے بھی چھوڑ دی، لیکن یہ ناانصافی عجیب ہے کہ ایک ہی راوی دو ورق پہلے ولی اللہ ہو اور دو ورق بعد دس نمبری بدمعاش بن جائے، یہ ناانصافی ماننے کیلئے ہم تیار نہیں، یہ ناانصافی کیوں کرتے ہیں صرف اپنے جھوٹ کو چھپانے کیلئے کیونکہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے کہ حضرت نے موت تک رفع الیدین کی اس جھوٹ کو چھپانے کیلئے یہ ان روایات کو جھوٹا کہتے ہیں۔

ہم کسی حدیث کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں حضرت پاکؐ نے ایک کام کیا دوسرے زمانے میں دوسرا کام کیا، ہم حدیثوں میں ٹکراؤ پیدا نہیں کرتے، لیکن یہ پہلے ایک حدیث کا جھوٹا ترجمہ کریں گے پھر دوسری حدیث کو جھوٹا کہیں گے اسلئے کہ اگر دوسری حدیث کو سچا مانتے ہیں تو انکا جھوٹ ختم ہوتا ہے اب یہ اپنے جھوٹ کو نہیں چھوڑیں گے (کیونکہ وہ ان کے مذہب کی نشانی ہے) اس پر ڈٹے رہیں گے لیکن نبی پاک کی سچی حدیث کو جھوٹا کہیں گے۔

دلیل نمبر۹: عبدالرحمٰن بن غنم ان ابا مالک الاشعری جمع قومه. مدینہ منورہ میں اشعری قبیلہ تھا، یہ اپنی قوم کے مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے نماز سکھا رہے ہیں، اعلمکم صلوٰۃ النبی ﷺ مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے وضو فرمایا پھر نماز پڑھ کر دکھائی اس میں انہوں نے صرف پہلی دفعہ رفع الیدین کیا پھر کسی جگہ رفع الیدین نہیں کیا اور نہ ہی جلسہ استراحت کیا، یہ روایت مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۳ پر موجود ہے، وہاں کسی نے یہ شور نہیں مچایا کہ یہ نماز غلط ہے۔

دلیل نمبر۱۰: عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ، عباد عبداللہ بن زبیر کے بیٹے ہیں فرماتے ہیں ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ فی اول صلوٰۃ ثم لم یرفعھما فی شیء حتی یفرغ، فرماتے ہیں حضورؐ جب نماز شروع فرماتے تو شروع نماز میں رفع الیدین کرتے پھر کسی جگہ رفع الیدین نہیں کرتے۔

دلیل نمبر۱۱: حضرت جابر بن سمرہؓ والی روایت ہے، جس کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

دلیل نمبر۱۲: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن، اس جگہ حضرت ابن عباس کی روایت لفظ لا کے بعد الا کے ساتھ آئی ہے کہ نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین نہ کرو، اور حج میں چھ جگہوں کے علاوہ رفع الیدین نہ کرو، غیر مقلد لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ تم دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہو، نماز استسقاء میں، وتر میں، عیدین میں، اس حدیث میں صرف دو چیزوں کا ذکر ہے ایک نمازوں کا جو پانچ فرض نمازیں ہیں اور دوسرے حج کا ہم اس کے مطابق پانچوں نمازوں اور حج میں عمل کرتے ہیں۔ باقی احکام کے دلائل اپنی جگہ ثابت ہیں، وتر اور عیدین کے بارے میں مزید گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔

دلیل نمبر۱۳: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں قال صلیت مع النبی ﷺ و مع ابی بکرؓ و مع عمرؓ فلم یرفعوا ایدیھما الا عندالتکبیرۃ الاولیٰ فی افتتاح الصلوٰۃ الخ (دار قطنی و بیہقی)۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ کے ساتھ بھی نماز پڑھی ان کی وفات کے بعد ابو بکرؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔ انکی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے ساتھ نمازیں پڑھیں یہ سب حضرات پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے، اس حدیث کے راوی محدث اسحاق کہتے ہیں ہم پوری نماز میں اسی پر عمل کرتے ہیں، خود راوی حدیث کہہ رہا ہے کہ ہم اس پر عمل کرتے ہیں لیکن غیر مقلدین اس حدیث پر عمل نہ کرنے کا یہ بہانہ بناتے ہیں کہ اس کا ایک فلاں راوی کمزور ہے، کیونکہ اس کا حافظہ کمزور تھا آخر عمر میں بعض لوگوں کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ راوی کس عمر میں حدیث کہہ رہا ہے تو راوی خود کہہ رہا ہے کہ جب میں ان کے پاس تھا تو اس کا حافظہ

شعبہ اور سفیان سے بھی زیادہ قوی تھا، پھر راوی یہ کہہ رہا ہے کہ ہم سارے اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں، ان کی ساری باتیں پس پشت ڈال کر صرف کسی ایک محدث کے کمزور حافظہ والا کہنے پر حدیث کا انکار کردیتے ہیں، اور حدیث کا انکار غیر مقلدین کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

غیر مقلدین یہودیوں کی روش پر:

اسلئے میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ جب کوئی نبی یہودیوں کے مزاج کے خلاف بات کہتا تو یہودی اس نبی کو ہی شہید کردیتے، غیر مقلدین کے سامنے نبی تو نہیں ہے لیکن آپ ان کے سامنے حضورؐ کی کوئی حدیث پیش کر کے دیکھ لیں جوان کے نفس کے خلاف ہو پھر دیکھیں اس پر کس طرح کمانڈو ایکشن کرتے ہیں، حتیٰ کہ اس کو شہید کر کے دم لیتے ہیں ان کے اس فعل پر یہودی بھی حیران ہیں کہ اتنی بے دردی سے تو ہم نبیوں کو بھی شہید نہیں کرتے تھے جتنی بے دردی سے یہ حدیثوں کو شہید کردیتے ہیں۔

اس حدیث میں حضورؐ اور ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے رفع الیدین ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ۱۴: اسی طرح حضرت عثمانؓ سے بھی قطعاً پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کرنا ثابت نہیں کرسکتے حضرت علیؓ کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ وہ خود اور ان کے سارے اصحاب پہلی تکبیر کے بعد قطعاً رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۵: اور حضرت ابوہریرہؓ بھی تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع الیدین کرتے تھے موطا امام محمد اور **کتاب الحجة علی اهل المدینه** میں اعلیٰ سند سے مروی ہے **اخبر مالک عن نعیم المجمر وابو جعفر القاری ان اباهریرةؓ کان یصلی بهم فکبر کلما خفض ورفع وقال ابو جعفر وکان یرفع یدیه حین یکبر ویفتح الصلوة.** حضرت ابوہریرہؓ پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع الیدین کیا کرتے تھے اس کے بعد صرف تکبیرات کہا کرتے تھے۔ امام مالکؒ اور ابوہریرہؓ کے درمیان ایک ہی واسطہ ہے وہ بھی ڈبل ہے (۱) نعیم مجمر (۲) ابوجعفر القاری۔ یہ ثنائی سند ہے اتنی اعلیٰ سند غیر مقلد قیامت تک پیش نہیں کرسکتے، اور اسی سند کے ساتھ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا

کہ حضرت پاکؐ کی یہی نماز ہے حتی فارق الدنیا تا آنکہ حضرت پاک دنیا سے تشریف لے گئے، حضرت ابو ہریرہؓ نے وضاحت فرمادی کہ حضورؐ کی آخری نماز یہی تھی کہ پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے پھر نہ کرتے۔

دلیل نمبر ۱۶: حضرت محارب بن دثار کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت ابن عمر کو رفع الیدین کرتے دیکھا تو میں نے کہا فقلت ماھذا؟ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ محارب بن دثارؒ جو کوفہ کے قاضی ہیں انہوں نے کئی حج کیے انہوں نے نہ مکہ میں کسی کو رفع الیدین کرتے دیکھا اور نہ مدینہ میں اور نہ کوفہ میں، حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں گزر چکا کہ وہ رفع الیدین نہ کرتے تھے اگر ایک دفعہ کی تو ان پر اعتراض ہوا (مسند احمد ج ۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ حضرت پاکؐ کے زمانے میں اکابر صحابہ کرام میں سے نہیں تھے انہوں نے علم اکابر صحابہ سے حاصل کیا ہے ان کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ اگر ان کو وہ حدیث مل جاتی جس پر لوگ عمل نہیں کر رہے ہوتے تو یہ اس پر ایک آدھ مرتبہ عمل کر لیا کرتے تھے، جس طرح حضرت ابن عمرؓ نے رفع الیدین والی حدیث پر عمل کیا تو قاضی شہر نے بھی ان پر اعتراض کیا کہ یہ کیا ہے؟

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدین میں میں نے اس قدر تفصیل بیان کر دی جس کے مقدر میں ہدایت ہے اتنی وضاحت اس کے لیے کافی ہے ضد کا کوئی علاج نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ضد سے محفوظ فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ.

مسائل نماز

(۱) ٹانگیں چوڑی کرنا
(۲) سینے پر ھاتھ باندھنا
(۳) قراءۃ خلف الامام
(٤) رفع یدین

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون. وقال النبی ﷺ مالی اراکم لافعی ایدیکم کانها اذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلٰوۃ. صدق اللہ مولانا العظیم. وبلغنا رسوله النبی الکریم. ونحن علٰی ذٰلک من الشاهدین والشاکرین والحمد للّٰہ رب العٰلمین. رب شرح لی صدری ویسر لی امری. واحلل عقدۃ من لسانی یفقهوا قولی. رب زدنی علما. وارزقنی فهما. سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. اللّٰهم صلی علٰی محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد واصحابه سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیه.

غیر مقلدین سے ایک اہم سوال:

غیر مقلدین احناف کو کہتے ہیں کہ تمہاری نماز سنت کے مطابق نہیں تو ہمارا یہ

سوال ہوتا ہے کہ اگر ہماری نماز خلاف سنت ہے تو آپ ہمیں سکھلا دیں تو جواب میں کہتے ہیں کہ مناظرہ کرلو ہم کہتے ہیں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مناظرہ کر کے نماز سکھلائی تھی۔

ٹانگیں چوڑی کرنے کا مسئلہ:

قرآن پاک میں حکم ہے قوموا للہ قنتین اور مولانا داؤد غزنوی نے اپنے فتاوٰی ...... کی چوتھی جلد میں لکھا ہے اسی آیت کے تحت کہ نماز میں سیدھا کھڑا ہو، پاؤں کندھوں سے باہر نہ نکلیں اسی کو حدیث میں ثم استوی قائما سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ ٹانگیں چوتھے آدمی کے کندھے کے نیچے پہنچنی چاہئیں ہم ان سے پوچھتے ہیں یہ تم نے کہاں سے لیا ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ:

غیر مقلدین جو سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں یہ کسی مجتہد کا مسلک نہیں چنانچہ امام نوویؒ شارح مسلم نے مسلم شریف کے ص ۱۷۳ ج ۱ میں مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ، سفیان ثوریؒ، اسحٰق بن راہویہ اور ابو اسحاق مروزی کا مذہب یہ ہے کہ تحت السرۃ یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں امام شافعیؒ کے نزدیک تحت صدرہ فوق سرتہ یعنی ناف کے اوپر اور سینہ کے نیچے باندھنے چاہئیں، اور امام مالکؒ کے نزدیک ہاتھ چھوڑنے چاہئیں یہ چاروں اماموں کے خلاف سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر بات کرو تو نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے اپنی عوام کو سمجھایا ہوا ہے کہ حدیث بخاری سے دکھنی ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث بخاری شریف میں نہیں ہے بلکہ پورے صحاح ستہ میں نہیں ہے چنانچہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

بہاولپور میں ایک لڑکا ہے عباس نامی بنیا میں بیٹھتا ہے وہ کہتا ہے کہ جو بھی مجھے غیر مقلد ملتا ہے میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تم جو سینے پر ہاتھ باندھتے ہو یہ حدیث بخاری

میں ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں موجود ہے۔ میں اس سے لکھوا لیتا ہوں جب وہ لکھ دیتے ہیں تو میں بخاری اٹھا کر ان کے پیچھے پیچھے ہوتا ہوں کہ دکھاؤ بخاری میں حدیث تم نے جھوٹ لکھا ہے غیر مقلد سمجھتے ہیں کہ شاید ہمارے مولوی سچ بولتے ہیں لیکن ہوتا جھوٹ ہے۔

واقعہ:

مولانا فخر الدین صاحب راولپنڈی میں رہتے ہیں ویسے تو ان کا گھر ملتان میں ہے وہ بتا رہے تھے کہ میں جامعہ ام القریٰ میں گیا دو، تین آدمی تھے ہم چلے گئے میں نے وہاں مولوی صاحب سے کہا کہ میں نے فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۴۳ ج ۱ میں پڑھا تھا کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث بخاری میں ہے، میں یہ لکھ کر دے بیٹھا ہوں، اب حنفی کہتے ہیں کہ یہ بخاری میں نہیں ہے، اب آپ مجھے دکھلائیں تا کہ میں ان کو جواب دے سکوں، بخاری منگوائی چونکہ بخاری میں تو نہیں تھی، اس نے کہا کہ اس میں تو نہیں ہے، میں نے کہا کہ پھر مولوی ثناء اللہ نے جھوٹ لکھا ہے، اس نے کہا کہ پتہ نہیں کیسے لکھا ہے، میں نے کہا کہ صحاح ستہ میں سے دکھا دو، اس نے کہا صحاح ستہ میں بھی نہیں ہے، اب جو وہاں طلباء اور دوسرے آدمی بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی پریشان ہو گئے، اس نے کہا صحیح ابن خزیمہ میں ہے وہ لائی گئی اس نے کہا دیکھو اس میں لکھا ہوا ہے ص ۲۴۷ ج ۱ میں علی صدرہ میں نے کہا کہ کیا یہ حدیث صحیح بھی ہے یا نہیں اس نے کہا کہ سند تو ٹھیک ہے میں نے کہا دیکھو اس میں عاصم بن کلیب ہے جب حنفی ترک رفع یدین میں حدیث پیش کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود والی ہم اسے عاصم بن کلیب کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں وہ کہنے لگا اچھا میں دیکھ ہوں چنانچہ اس نے دیکھا اور کہا یہ ضعیف ہے کیونکہ لکھا ہوا ہے کہ اس میں راوی ہے مؤمل بن اسماعیل اسے امام بخاری نے منکر الحدیث لکھا ہے، اب مولوی صاحب جان چھڑانا چاہتے تھے بار بار مجھ سے پوچھتا کہ تم کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ میں تو دوکاندار آدمی ہوں اس نے کہا کہ تم عاصم بن کلیب کو کس طرح جانتے ہو میں نے کہا کہ اہل حدیث باتیں کرتے رہتے تھے کہ حنفیوں کی حدیث میں عاصم بن کلیب ہے وہ ضعیف ہے جو پاس بیٹھے تھے وہ

کہنے لگے کہ کیا صحاح ستہ سے باہر بھی کوئی صحیح حدیث ہماری نہیں ہے، وہ کہنے لگا بیہقی میں ہے میں نے کہا صحیح ہونی چاہئے، جب میں نے کہا کہ دکھاؤ، وہ کہنے لگا کہ بیہقی کوئی لے گیا ہے شاگرد نے کہا نہیں وہ پڑی ہے چنانچہ وہ اٹھا کر لے آیا جب نکالی میں نے کہا کہ اس میں بھی مؤمل بن اسماعیل ہے جو کہ منکر الحدیث ہے، اب مولوی صاحب کہنے لگا کہ کچھ دن بعد آنا ہم تحقیق کریں گے میں نے کہا کل آ جاؤں؟ اس نے کہا نہیں دس پندرہ دن بعد آنا اس طرح مولوی صاحب نے جان چھڑائی۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام:

واقعہ: ایک پٹواری صاحب ہیں سمندری میں رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر عبداللہ روپڑی نے تقریر کی (یہ پٹواری صاحب پہلے غیر مقلد تھے اب حنفی ہو چکے ہیں) تقریر کے بعد کھانا کھانے کے لئے بیٹھے، میں بھی بیٹھ گیا میں نے کہا روپڑی صاحب آپ نے تقریر کی ہے کل ہمارے گاؤں میں لڑائی ہو جائے گی وہ کہنے لگا کیوں میں نے کہا کہ آپ نے کہا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، اب یہ غیر مقلد کہیں گے کہ حافظ صاحب نے ثابت کر دیا ہے بخاری سے فاتحہ خلف الامام کو، میں کہوں گا کہ حافظ صاحب نے بخاری پر جھوٹ بولا ہے، وہ کہیں گے کہ آپ وہاں کیوں نہیں بولے، میں نے سوچا کہ یہیں مسئلہ حل ہو جائے، اس لئے میں بیٹھا ہوں یہ بخاری ہے اور یہ میرا ہاتھ ہے، آپ میری انگلی رکھیں کہ مقتدی کا لفظ ہو کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، اب کافی دیر ہو گئی میں نے کہا کہ حافظ صاحب میرا ہاتھ بھی درد کرنے لگ گیا ہے میری انگلی رکھیں ناں، اب حافظ صاحب خاموش ہیں۔ آخر میں نے کہا کہ آپ تو مناظر بھی ہیں، شیخ الحدیث بھی ہیں، میں پٹواری ہوں لیکن اب آپ اپنا ہاتھ کریں میں بخاری میں رکھتا ہوں کہ اگر مقتدی نے فاتحہ نہ پڑھی ہو اس کی نماز ہو جاتی ہے، چنانچہ میں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث نکالی اور کہا کہ دیکھو حضرت ابو بکرہؓ مسجد میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جا چکے تھے

انہوں نے وہیں رکوع کیا اور رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے آگے صف میں پہنچے، میں نے حاضرین سے پوچھا کہ انہوں نے فاتحہ پڑھی تھی، انہوں نے کہا کہ نہیں اور نہ ہی سنی، کیونکہ وہ تو ابھی آ رہے ہیں بعد میں انہوں نے کھڑے ہو کر وہ رکعت پڑھی بھی نہیں، اگر بالفرض بھول گئے ہوتے تو صحابہؓ بتلاتے، اسی وجہ سے تمام ائمہ کے نزدیک رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے اس میں کوئی اختلاف نہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کس کا سانس پھولا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں فرمایا کہ تمہاری رکعت نہیں ہوئی دوبارہ پڑھو، معلوم ہوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اب میں نے وہ دلیل دی ہے جو جماعت والی ہے منفرد والی نہیں دی اور پھر تمام اماموں کا اتفاق بھی بتلایا ہے میں قادیانی کی طرح نیا معنی نہیں کر رہا حدیث کا لیکن آپ نہیں دکھلا سکے، حافظ صاحب لاجواب ہو گئے اس لئے یہ اس مسئلہ کو بھی آجکل کم چھیڑتے ہیں کیونکہ بخاری میں اس مسئلہ پر صریح حدیث نہیں ہے۔

مسئلہ رفع یدین:

اس مسئلہ کو غیر مقلدین آج کل بڑی شدومد سے چھیڑتے ہیں اور بخاری کی روایت پڑھ کر عام آدمی کو دھوکہ دیتے ہیں، بخاری شریف ص ۱۰۲ ج ۱ پر رفع یدین والی حدیث ہے اس صفحہ پر دو باب ہیں (۱) تکبیر تحریمہ والا باب (۲) رکوع والا باب، قاعدہ اور اصول کے مطابق ان کو روایت پڑھنی چاہئے رکوع والے باب سے جس طرح ہم جب جابر بن سمرہ والی حدیث پڑھیں تو کہتے ہیں کہ یہ رفع یدین کے باب میں نہیں ہے۔ لیکن یہاں سے نہیں پڑھتے بلکہ اوپر سے پڑھتے ہیں وہ اس لئے کہ وہاں ہے کان یرفع یدیہ اور دوسری میں رفع یدیہ ہے، اوپر والی بھی حدیث ابن عمر ہے اور نیچے والی بھی حدیث ابن عمر ہے اور مالک بن حویرث کی حدیث میں بھی رفع یدیہ ہے، لہٰذا ایک مرتبہ رفع یدین کرنا ثابت ہوا انہوں نے جھوٹ بولنا ہوتا ہے کہ ساری عمر رفع یدین کرتے رہے اس لئے اوپر والا باب پڑھتے ہیں پھر عام آدمی کو کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں وہ کہتا

ہے صحیح ہے پھر اسے کہتے ہیں کہ آپ بھی بخاری سے ترک رفع یدین کی حدیث دکھائیں۔

مناظرہ:

میرا غیر مقلد مناظر پروفیسر عبداللہ سے مناظرہ ہوا اسی موضوع پر اس نے بخاری کھول کر رکھ دی یہ حدیث پڑھی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، میں نے کہا کہ یہ ویسے ہی ہے جیسے ترک رفع یدین والی ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ بھی صحیح ہوگی اگر وہ صحیح نہیں تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کہنے لگا کہ اس پر تو اعتراضات ہیں، میں نے کہا ویسے اعتراضات اس پر بھی ہیں کہنے لگا کرو اعتراض، کہاں اعتراض ہوگا میں نے کہا انگلی رکھ کر بتلاؤ کہ بچے گی کہاں سے سب سے پہلے تو امام بخاری ہے امام بخاری کو اس کے چار استادوں نے متروک قرار دیا ہے، ابوزرعہ نے، زہری نے، ابوحفص نے، ابوحاتم نے یہ ویسے ہی متروک الحدیث ہے، اب اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ بخاری پر جرح، میں نے کہا کہ میں تھوڑا کہہ رہا ہوں اس کے استاد کہہ رہے ہیں جتنا استاد اپنے شاگرد کے حال کو جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا، کہنے لگے کہ اس جرح کو کسی نے مانا بھی ہے، میں نے کہا کہ کسی نے چھوڑا بھی ہے، صحاح ستہ والوں نے اسے نہیں لیا بخاری تو خود ہے امام مسلم نے ایک روایت بھی بخاری سے نہیں لی بلکہ مقدمہ میں لکھا ہے بعض منتحلی الحدیث یعنی جھوٹا محدث۔ چنانچہ شاگرد نے استاد کو چھوڑ دیا۔ ابوداؤد میں ایک حدیث بھی بخاری سے نہیں لی گئی، ابن ماجہ نے بھی ایک حدیث بھی بخاری سے نہیں لی، نسائی نے پوری نسائی میں صرف دو حدیثیں بخاری سے لی ہیں، ترمذی نے چار لی ہیں، میں نے کہا کہ صحاح ستہ کی اکثریت تو بخاری کو نہیں مانتے، اب وہ دیکھیں اِدھر اُدھر اب کہنے لگے کہ اب کیا ہوگا بخاری ضعیف ہوگیا، میں نے کہا کہ تابعی" یعنی امام ابوحنیفہؒ ضعیف ہو گئے تھے یہ تو تبع تابعین میں سے بھی نہیں ہے، کہنے لگے کہ اب ہوگا کیا، میں نے کہا کچھ بھی نہیں اسلام ان کا محتاج نہیں یہ اسلام کے محتاج ہیں، کہنے لگے نہیں جی نہیں جی ہمیں سمجھا دیں، میں نے کہا اگر آپ سمجھنا چاہتے ہیں تو سمجھ لیں کہ جس طرح پانی دو قسم پر ہے قلیل اور کثیر اسی طرح راوی بھی دو قسم پر

ہیں اگر قلیل پانی میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا پڑ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور سمندر میں اگر سو(۱۰۰) بالٹیاں بھی پیشاب کی ڈال دی جائیں اسے کچھ نہیں ہوتا پھر بھی وہ پاک رہتا ہے اسی طرح راوی بھی دو قسم پر ہیں ایک وہ جن پر ایک جرح مفسر ثابت ہو جائے وہ ضعیف ہو جاتے ہیں اور ایک امام بخاریؒ اور ابوحنیفہؒ جیسے ہیں جن پر سو(۱۰۰) جرح بھی ہوں تو کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ یہ سمندر ہیں اس کی امامت مسلم ہے کہنے لگے دیکھا اب بات سمجھ میں آئی ہے، میں نے کہا صرف امام بخاری کی یا ساتھ امام ابوحنیفہؒ کی بھی، کہنے لگے دونوں کے بارے میں سمجھ میں آ گئی ہے، اب میں نے کہا کہ امام بخاری کا استاد پہلی سند میں عبداللہ بن مسلمہ ہے اور ان کے استاد امام مالکؒ ہیں امام بخاری خود جزء رفع یدین میں لکھتے ہیں کہ کتاب زیادہ معتبر ہوتی ہے زبانی حفظ سے میں نے کہا کہ مؤطا امام مالک یہ امام مالکؒ کی ہے میں نے کھول کر رکھی اور کہا کہ اس میں اور اس میں فرق کیا ہے مؤطا میں ہے رفع یدیہ اور اس میں اس نے کان یرفع یدیہ کر دیا ہے وہاں اذا کبّر للرکوع ہے ہی نہیں یہاں اذا کبّر للرکوع کر دیا ہے تو چار رفع یدین بڑھ گئیں، کیونکہ وہاں ہے اذا افتتح الصلوٰۃ واذا رفع راسہ من الرکوع یہاں آٹھ ہو گئیں، چار بڑھ گئیں، اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ روایت بالمعنیٰ ہے کیونکہ چار کا معنیٰ کوئی آٹھ نہیں کرتا تم ہر روز شور مچاتے ہو کہ ہمارا دین مکہ و مدینہ والا ہے، یہ مؤطا مدینہ والی ہے اور یہ بخارا والی ہے، کہنے لگا یہ غلطی بخاری سے نہیں ہوئی کسی اور سے ہوئی ہے، میں نے کہا کہ میں کونسا کہہ رہا ہوں کہ بخاری نے غلطی کی ہے حدیث تو غلط ہو گئی، کہنے لگا کہ اگلی روایت پڑھوں، میں نے کہا پہلے یہ تو پوری ہو جائے آگے زہری ہے مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے زہری اگر عن سے روایت کرے تو حجت نہیں ہوتی حسن بھی نہیں ہوتی چہ جائیکہ صحیح ہو میں نے کہا یہ قاعدہ ہے یا نہیں، کہنے لگا ہے، میں نے کہا کہ پھر یہ حدیث پڑھ کر لوگوں کو کیوں گمراہ کرتے ہو، کہنے لگا چھوڑیے میں اگلی حدیث پڑھتا ہوں اگلی روایت پڑھی کہنے لگا دیکھو اس میں زہری نے اخبرنی کہہ دیا ہے، میں نے کہا کہ

ٹھیک ہے لیکن اس میں زہری کا شاگرد یونس ہے اور یونس کو زہری کی روایت میں وہم ہو جاتا تھا یہ تو وہمی کی حدیث ہے حجت نہیں ہے، کہنے لگا کس نے لکھا ہے، میں نے کہا صاحب تقریب التہذیب نے اس نے کھول لی پڑھنے لگا، یونس بن یزید الا یلی ثقة ثبة بڑا پکا راوی ہے، میں نے کہا آگے کیا ہے کہا کچھ بھی نہیں، میں نے کہا کچھ تو ہوگا، کہنے لگا کچھ بھی نہیں میں کیا پڑھوں، میں نے کہا میں پہلی جماعت کا ماسٹر رہا ہوں میری عادت ہے انگلی اوپر رکھوا کر پڑھواتا ادھر لاؤ میں انگلی رکھوا کر پڑھواتا ہوں، کہنے لگا صرف اتنا لکھا ہے الا فی روایة الزھری وھم قلیل کہ زہری کی روایت میں تھوڑا سا وہم ہوتا تھا، میں نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں کہ تھوڑا سا وہم ہوتا تھا یہی روایت حمیدی نے امام بخاری کے استاد نے نقل کی ہے وہاں ہے لا یرفع اس نے لا چھوڑ دیا ہے صرف اتنا ہی وہم ہوا ہے باقی ساری وہی ہے حمیدی نے مکہ میں لکھی ہے وہ مکہ کی کتاب ہے اور یہ بخارا کی، تم مکہ والی نہیں مانتے لہٰذا تمہارے پلے تو کچھ بھی نہیں ہے، امام بخاری نے ایک حدیث ابن عمر والی روایت کی ہے جو کہ بچے تھے، بچے نماز میں پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں یا آگے اور دوسری مالک بن حویرث کی اور یہ مسافر تھے، اب ایک بچہ ہے اور ایک مسافر ہے اور امام بخاری کی شرط کثیر الملازمة ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کثیر الملازمة عبداللہ بن مسعود تھے یا مالک بن حویرث، ابن عمر تو جب نماز کھڑی ہوتی کھانا کھانے لگ جاتے تھے۔ جو صحابہؓ کثیر الملازمہ ہیں وہ رفع یدین کی حدیث بیان نہیں کرتے آپ ان کی روایت کو کیوں نہیں لیتے حاضر باش صحابہ کرامؓ کی روایت نہیں لیتے جو کہ عقل کا بھی مقتضی ہے ایک بچہ اور ایک مسافر کی روایت کو معتبر سمجھتے ہیں۔

غیر مقلدین کا رفع یدین ائمہ اربعہ کے مذاہب کے خلاف ہے

امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ صرف تحریمہ میں رفع یدین کے قائل ہیں، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ رکوع میں بھی رفع یدین کے قائل ہیں، لیکن تیسری رکعت کے شروع میں کوئی بھی امام رفع یدین کا قائل نہیں ہے، غیر مقلدین وہاں بھی رفع یدین کرتے ہیں، ایک

سنت بھی رہ جائے تو نماز خلاف سنت ہوتی ہے، اب دیکھیں کہ اب اس حدیث میں اذا قام للرکعتین نہیں ہے، غیر مقلدین دس جگہ میں چار رکعات کے اندر رفع یدین کرتے ہیں، اور اٹھارہ جگہ پر رفع یدین نہیں کرتے، چار رکوع ہیں، چار رکعات میں تو آٹھ یہ ہوگئے اور پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں دو یہ ہوگئے، کل دس جگہیں ہوگئیں، چار رکعت میں آٹھ سجدے ہیں تو سولہ یہ ہوگئے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں نہیں کرتے تو یہ کل اٹھارہ جگہیں ہوگئیں، جہاں رفع یدین نہیں کرتے، دلیل وہ ہونی چاہئے جو دعوی کے بالکل مطابق ہو مکمل دعوی اس سے ثابت ہو اب ہم غیر مقلدین سے سوال کرتے ہیں کہ جس طرح ہم (احناف) ترک رفع یدین کی حدیث پیش کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی اس میں ہے کہ شروع میں رفع یدین کیا پھر کسی جگہ پر نہیں کیا تو اس سے حنفیوں کا مکمل دعوی ثابت ہوگیا، اسی طرح آپ بھی ایسی حدیث پیش کریں جس میں دس جگہ پر رفع یدین کا اثبات ہو اور اٹھارہ جگہ پر نفی ہو لیکن......

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دنیا میں کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث نہیں ملتی جس میں دس جگہ اثبات اور اٹھارہ جگہ رفع یدین کی نفی ملتی ہو، زیادہ سے زیادہ جو یہ حدیث پیش کرتے ہیں اس میں نو جگہ کا اثبات ہے اور سولہ جگہ کی نفی ہے، وہ بھی تب اگر ہم انکا ترجمہ مانیں کیونکہ حدیث میں فی السجود کا لفظ ہے للسجود نہیں ہے یعنی سجدہ کی حالت میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تو جس طرح غیر مقلدین نماز پڑھتے ہیں اس طریقے سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر ایک مرتبہ بھی نماز نہیں پڑھی نہ کسی صحابی نے نہ کسی تابعی نے، لہٰذا ان کے طریقے کے مطابق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) نماز نہیں ہے تو ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بات کا اقرار کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز خلاف سنت تھی۔ نیز ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ دکھائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام تک رفع یدین کی

،اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جو رفع یدین نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہمارا مطالبہ ہے ایک حدیث دکھائیں جس میں صراحت ہو کہ تارک رفع یدین کی نماز نہیں ہوتی۔

کان یرفع یدیہ کا غلط ترجمہ:

اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔

مناظرہ:

عبدالقادر روپڑی نے میرے سامنے کان یرفع یدیہ کا ترجمہ کیا، ہمیشہ ہر نماز کی ہر رکعت میں گھر میں ہوں یا سفر میں، فرض نماز ہو یا نفل، عید یا جنازہ ہو وہ رفع یدین کیا کرتے تھے، میں نے کہا کہ آپ نے جو اتنا لمبا ترجمہ کیا ہے یہ کس لفظ کا ہے کہنے لگا ماضی استمراری کا ترجمہ ہے، میں نے کہا کہ ماضی استمراری اور جگہ پر بھی آتی ہے جیسے کان ینام وھو جنب یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی خواہ دن ہو یا رات ناپاک سوتے تھے (نعوذ باللہ) خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ زندگی کا ایک لمحہ بھی پاکی میں نہیں سوئے، جب یہ بات کہی تو کہنے لگا کون بیوقوف کہتا ہے کہ ماضی استمراری دوام کے لئے ہوتی ہے، میں نے کہا ایک بیوقوف تو ہی بیٹھا ہے، اسی طرح کان یتکئی فی حجری وانا حائض ثم یقرا القرآن. یعنی جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا عائشہ بی بی کی گود میں سر رکھ کر پڑھا نہ نماز میں پڑھا نہ کہیں اور۔ اسی طرح وہ حدیث جس میں ہے کہ آپ نواسی کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھتے تھے، تو یہ کان یرفع یدیہ کا ترجمہ کرتے ہیں ہمیشہ ہمیشہ تو اس میں آگے آرہا ہے حذو منکبیہ ہمارا مطالبہ ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے یہ ترجمہ غیر مقلد ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ دوسری احادیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا آتا ہے کہتے ہیں کبھی کندھوں تک کبھی کانوں تک تو لہٰذا ماضی استمراری ختم ہوگئی، اب کبھی والی بات چلے گی یعنی کبھی کبھی رکوع میں رفع یدین کرتے تھے، احادیث کا غلط ترجمہ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

حنفی دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں مرد کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں اور

حنفیوں کی عورتیں کندھوں تک۔ طبرانی اور بیہقی میں حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے اذا کنت الی الصلوۃ فارفع یدیک الی اذنیک والمراۃ ترفع یدیھا الی ثدییھا اس حدیث کے مطابق دونوں حدیثوں پر عمل کیا اور غیر مقلدین نے قیاس سے ایک حدیث بالکل چھوڑ دی ہے وہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور جو دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں ان کو اہل الرائے کہتے ہیں، اس حدیث پر انکا اعتراض ہے کہ اس میں ام یحیٰ ہے جو کہ مجہول ہے لہٰذا حدیث ضعیف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ خیر القرون میں سے ہے لہٰذا حجت ہے نیز حدیث کو قیاس پر ترجیح ہوگی۔

رفع یدین کے مسئلہ پر سب سے پہلے بحث امام محمدؒ نے کتاب الحجۃ میں کی ہے امام محمدؒ کا اس میں مطالبہ ہے کہ کسی بدری، انصاری، مہاجر صحابی کی رفع یدین کے ثبوت پر روایت پیش کریں جسکا خود بھی اس پر عمل باقی رہا ہو (نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے)

صفوں کی ترتیب کا مسئلہ:

نسائی شریف ص ۱۵۸ ج ۱ کے حاشیہ پر حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوۃ فلیلینی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی نماز کے اندر میرے قریب تم میں سے وہ لوگ کھڑے ہوا کریں جو زیادہ سمجھدار اور فقیہ ہیں پھر جو ان سے کم ہیں پھر جو ان سے کم فقیہ ہیں، مطلب یہ ہے کہ سب سے آگے اول درجہ کے فقہاء کھڑے ہوں پھر دوسرے درجہ کے فقہاء پھر تیسرے درجہ کے فقہاء کھڑے ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں۔

امامت کے لئے کونسا آدمی منتخب کرنا چاہئے؟

حضور صلی اللہ علیہ سلم نے آخری وقت میں اپنے مصلّی پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جو کہ سب سے بڑے قرآن کے قاری تھے ان کو کھڑا نہیں کیا اور نہ ہی حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا جو سب سے بڑے محدث تھے بلکہ اپنے مصلئے پر حضور صلی اللہ علیہ سلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا فرمایا جو کہ سب سے بڑے فقیہ تھے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ان کو منتخب کیا جو کہ سب سے بڑے فقیہ تھے اس لئے ہم حنفی جب بھی مسجد بناتے ہیں تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ امام ایسے آدمی کو بنایا جائے جو فقیہ ہو اور غیر مقلد امام ایسے شخص کو بناتے ہیں جو فقہ کا سب سے بڑا دشمن ہو تو غیر مقلدین نے امام بنانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دیا۔

اوپر جو حدیث گزری ہے اذا اقیمت الصلوۃ ......الخ ابن ماجہ اور طحاوی میں یہ بھی ہے کہ مہاجرین اور انصار پہلی صفوں میں کھڑے ہوں وہ مجھ سے نماز سیکھیں اور باقی لوگ ان سے نماز سیکھیں، یہ قاعدہ نماز سیکھنے کا خود حضور صلی اللہ علیہ سلم نے بیان فرمایا اسی حدیث کے پیش نظر امام محمدؒ نے مطالبہ کیا تھا کہ ایک حدیث پیش کر دی جائے انصاری، بدری صحابی کی کہ وہ رفع یدین کرتے تھے، اب غیر مقلد کہتے ہیں کہ امام محمدؒ نے ایسا مطالبہ کیوں کیا ہے جواب یہ ہے کہ انہوں نے تو حدیث کے پیش نظر کیا ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاری بدری مہاجرین آگے کھڑے ہوں اور وہ دوسروں کو نماز سکھلائیں تم نے شرط لگائی ہے کہ بخاری کی حدیث ہو دوسری کتب کی نہ ہو تمہاری شرط تو چھٹی ساتویں صدی میں آ کر بنی ہے۔

بخاری کے اصح الکتب ہونے کا قول تاریخی آئینہ میں:

بخاری شریف کو سب سے پہلے اصح الکتب ابن صلاح نے کہا ہے اور ابن صلاح چھٹی ساتویں صدی کا آدمی ہے ابن ہمامؒ نے اس بات کی سختی سے تردید کی ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اصح الاحادیث وہ ہیں جو بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ہوں پھر جو صرف بخاری کی شرط کے مطابق اور پھر جو مسلم کی شرط کے مطابق اور اسی طرح وہ احادیث جو بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور پھر جو صرف بخاری میں پھر جو صرف مسلم میں ہیں بخاری شریف ص ۱۵۸ ج ا پر مذکور ہے وقول من قال اصح الاحادیث مافی

الصحیحین ثم ماانفرد به البخاری ثم ما انفرد به مسلم ثم مااشتمل علی شرطهما من غیرهما ثم ما اشتمل احدهما آگے اسی بات کی تردید فرماتے ہوئے کہا ہے تحکم لا یجوز التقلید فیه اذالاصحیة.....الخ یہ بات بالکل غلط ہے اس میں تقلید جائز نہیں ہے بخاری کو اصح الکتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ امام بخاری کی شرطیں بڑی اونچی ہیں کہ راوی تام الضبط ہوں اور کثیر الملازمہ ہوں، لیکن اگر یہی شرطیں کسی اور کتاب میں پائی جائیں تو کیا پھر وہ معتبر نہیں ہوگی۔

کتاب الآثار امام محمد موطا امام مالک اور کتاب الآثار ابی یوسف، یہ وہ کتابیں ہیں جن کی سندیں امام بخاری کی سندوں سے اونچی ہیں امام بخاری نے صرف دو شرطیں لگائیں تام الضبط اور کثیر الملازمہ، اب یہاں پر ابو حنیفةؒ عن حمادؒ عن ابراهیمؒ نخعی عن علقمةؒ و اسودؒ عن ابن مسعودؓ اب یہ سارے کثیر الملازمہ بھی ہیں اور تام الضبط بھی ہیں اگر ان میں صرف یہ دو خوبیاں ہوتیں تو ہم کہتے کہ یہ امام بخاری کی شرط کے مطابق ہیں لیکن ان میں تو ایک خوبی اور بھی زیادہ ہے جو کہ امام بخاری کی سندوں میں نہیں پائی جاتی وہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے زمانہ کے افقہ الناس لوگوں میں سے تھے، تام الضبط اور کثیر الملازمہ کی شرط یہ عقلی ہیں اور افقہ کی شرط تو حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محدث کو دعا دی کہ اللہ اسے تر و تازہ رکھے جو میری حدیث کو یاد کرے پھر اسے افقہ الناس کے پاس پہنچائے اب یہ تینوں شرطیں مسند امام اعظم، کتاب الآثار امام محمد، و کتاب الآثار امام ابو یوسف میں پائی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ ان میں چوتھی خوبی یہ ہے کہ ان کی اسناد عالی ہیں بخاری کی اعلیٰ ترین احادیث ثلاثیات کہلاتی ہیں اور ان کی ادنیٰ ترین احادیث ثلاثیات ہیں اکثر ثنائیات ہیں اور بعض وحدانیات بھی ہیں اکثر احادیث ثنائیات ہیں اور ثنائی عالی ہے ثلاثی سے۔

اصحاب صحاح ستہ مجتہد ہیں یا مقلد؟

امام بخاریؒ کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ مجتہد تھے یا مقلد۔ طبقات شافعیہ میں

تاج الدین سبکی نے امام بخاریؒ کے استاذ ابو عاصمؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ امام شافعیؒ کے مقلد تھے، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ مجتہد تھے، اس بارے میں جو سب سے پہلے بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ امام ترمذیؒ امام بخاریؒ کے لاڈلے اور چہیتے شاگرد ہیں انہوں نے ترمذی شریف میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ جہاں حدیث بیان کرتے ہیں وہاں ساتھ مجتہد کا مذہب بھی پیش کرتے ہیں، انہوں نے پوری ترمذی میں امام بخاریؒ کے اجتہاد کا کوئی قول ذکر نہیں کیا امام اوزاعیؒ، سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ کے اقوال ذکر کیے ہیں لیکن اپنے استاد کو ایک جگہ بھی بطور مجتہد پیش نہیں فرمایا اس لئے اگر ہم ان حضرات کی بات مان لیں، پھر بھی امام بخاریؒ "مجتہد فی المذہب کے درجہ میں ہیں جیسے ہمارے امام ابو یوسفؒ "اور امام محمدؒ باقی پانچ کے متعلق اتفاق ہے کہ وہ مقلد تھے اور یہ بالاتفاق مجتہد ہیں امام ابو یوسف بھی مجتہد ہیں اور امام محمدؒ بھی اور امام اعظم ابو حنیفہؒ بھی مجتہد ہیں اور مجتہد کا مقام بحس حدیث غیر مجتہد سے بلند ہے اور نیز ان حضرات کی کتب خیر القرون کی ہیں اور صحاح ستہ خیر القرون کے زمانہ کے بعد کی ہیں۔

طبقات رواۃ:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے رواۃ کے بارہ (۱۲) طبقے بنائے ہیں جن میں سے پہلے نو (۹) طبقے خیر القرون کے ہیں اور باقی تین خیر القرون کے شاگرد ہیں پھر ان میں سے ہر ایک کے تین طبقے بنائے ہیں تابعین کے بھی، تبع تابعین کے بھی، پھر ان کے تین درجہ بنائے ہیں۔ کبار تبع تابعین، اوساط تبع تابعین، صغار تبع تابعین۔ اب جو دسویں درجہ کے شاگرد ہیں وہ وہ ہیں جنہوں نے زیادہ تبع تابعین کی زیارت کی ہے گیارہویں طبقے میں وہ ہونگے جو درمیانہ درجہ کے ہونگے اور بارہ طبقے میں وہ ہونگے جو بہت کم تبع تابعین سے ملے ہیں، یہ صحاح ستہ والے گیارہویں اور بارہویں طبقے میں سے ہیں یہ خیر القرون کے نہیں ہیں خیر القرون بحس حدیث بعد کے زمانے سے خیر ہے خیر القرون کا زمانہ کب تک رہا، بخاری شریف ص ۳۶۲ ج ۱ کے پہلے حاشیہ پر ہے کہ

صحابہ کا دور (۱۳۰) سال تک اور تابعین کا (۱۷۰) تک اور تبع تابعین کا (۲۲۰) تک رہا ہے گویا خیر القرون کا زمانہ (۲۲۰) تک رہا ہے۔

باقی بخاری شریف کو اصح الکتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اس سے لوگ بھی محبت کرتے ہیں جو اللہ والوں کے ہاں مقبول ہو یہ دلیل ہوتی ہے اس بات کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول ہے، چونکہ بخاری کو صحاح ستہ میں سے محدثین کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے اسی وجہ سے ابن صلاح نے اسے اصح الکتب لکھا ہے کوئی قرآن وحدیث میں نہیں ہے کہ بخاری اصح الکتب ہے اس سے آگے ابن صلاح لکھتے ہیں کہ ایک ہے کہ محدثین کی جماعت میں تلقی بالقبول حاصل ہو جیسے بخاری اور ایک ہے کہ عوام میں بھی تلقی بالقبول حاصل ہو جائے جیسے امام ابوحنیفہؒ آگے ابن صلاح لکھتے ہیں کہ جتنی تلقی بالقبول بخاری کو حاصل ہوئی ہے اس سے کہیں زیادہ چاروں اماموں یعنی امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کو حاصل ہوگئی ہے، لہٰذا اب ان کے علاوہ کسی اور مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے۔

امام محمدؒ امام بخاریؒ کے دادا اُستاد ہیں:

امام محمدؒ کے خصوصی شاگرد ہیں یحییٰ بن معین۔ فقہ میں بھی اور حدیث میں بھی انہی سے جامع صغیر وجامع کبیر پڑھی اور یحییٰ بن معین کے خصوصی شاگرد ہیں امام بخاریؒ، یحییٰ بن معین اتنے بڑے محدث تھے کہ وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور یہ دس لاکھ احادیث لکھنے والا امام ابوحنیفہؒ کا مقلد تھا اور آج جسے ایک حدیث بھی پوری نہیں آتی وہ بھی غیر مقلد ہو جاتا ہے۔

امام محمدؒ کا مطالبہ تھا کہ کوئی حدیث ایسی پیش کریں بدری صحابی کی رفع یدین پر جس پر ان کا خود بھی عمل رہا ہو لیکن امام بخاری بھی اس مطالبے کو پورا نہیں کر سکے بعد میں کون پورا کر سکتا ہے؟ نہ ابن عمر بدری ہیں اور نہ ہی مالک بن حویرث بدری ہیں۔

رفع یدین کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عادت (۲) عبادت۔ قرآن کریم میں حکم ہے اقم الصلوٰۃ لذکری اب ایک حرکت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ اکبر ہے اور ایک حرکت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ اکبر نہیں ہے جس کے ساتھ اللہ اکبر ہے وہ تو اقم الصلوٰۃ لذکری کے مطابق ہے دوسری نہیں۔ جو رفع یدین حنفی کرتے ہیں وہ عبادت ہے، تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر ہے وتروں کی تکبیر میں رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر ہے عیدین کی رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر ہے جو کہ عبادت ہے جھگڑا ہمارا عادت میں ہے۔ رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت کوئی تکبیر نہیں ہے جو جاتے وقت اللہ اکبر ہے وہ تو رکوع کے لئے ہے نہ کہ رفع یدین کے لئے اسی طرح سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنالک الحمد یہ تو رکوع سے اٹھنے کے لئے ہے رفع یدین کے لئے نہیں اب اگر غیر مقلد رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ یحرفون الکلم عن مواضعہٖ کا مرتکب ہوگا اور اگر نہیں کہتا تو یہ عادت ہے عبادت نہیں یہ سب جانتے ہیں کہ ابتداءِ اسلام میں نماز کے اندر بہت ساری عادات تھیں جیسے جب کوئی کمرہ وغیرہ تعمیر کیا جائے تو پہلے تو اس میں منوں کے حساب سے مٹی اور گرد وغبار تھا لیکن جب تعمیر مکمل ہوگئی اس وقت تھوڑی سی مٹی اس میں برداشت نہیں ہوتی اسی طرح جب نماز زیر تعمیر تھی اس وقت بہت سی عادات بھی شامل تھیں جب تکمیل ہوگئی تو عادات ختم کردی گئیں اور خالص عبادت کو باقی رکھا گیا۔

تعارض اور عدم تعارض کے اعتبار سے بھی رفع یدین دو قسم پر ہے:

(۱) ایک وہ رفع یدین جو متعارض نہیں (۲) دوسری وہ رفع یدین جو متعارض ہے۔ غیر متعارض کا مطلب یہ ہے کہ کرنے کی حدیث ہے چھوڑنے کی نہیں ہے اور متعارض کا مطلب یہ ہے کہ کرنے اور نہ کرنے کی حدیث دونوں موجود ہوں، حنفی وہ رفع یدین کرتے ہیں جو غیر متعارض ہیں جیسے تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کرنے کی حدیثیں ہیں نہ کرنے کی کوئی

ضعیف ترین بھی حدیث نہیں ہے اسی طرح وتروں کی رفع یدین اور عیدین کی رفع یدین کی کرنے کی احادیث ہیں چھوڑنے کی نہیں ہے نہ کوئی چھوڑنے پر نص ہے اور نہ ہی تعامل ہے اور جس رفع یدین پر ہمارا جھگڑا ہے وہ متعارض ہے جو کرنے کے بعد چھوڑی نہیں گئی ہم نے بھی نہیں چھوڑی اور جو رفع یدین کرنے کے بعد چھوڑ دی گئی ہم نے بھی چھوڑ دی اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ گھوڑوں کی طرح دُمیں نہ ہلاؤ اسکنوا فی الصلوٰۃ چونکہ گھوڑے جب دُمیں مارتے ہیں تو وہ اللہ اکبر نہیں کہتے وہ عادت ہے عبادت نہیں اسی طرح جو غیر مقلد ہاتھ مارتے ہیں وہ بھی گھوڑوں کی دُمیں ہلانے کی طرح عادت ہے عبادت نہیں کیونکہ یہ بھی اللہ اکبر نہیں ہے خدا کو تو عبادت مطلوب ہے۔

رفع یدین کی احادیث میں تعارض:

امام بخاریؒ نے جو ابن عمر کی روایت نقل کی ہے یہ مالک بن حویرث کی حدیث سے متعارض ہے ابن عمر کی حدیث میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے حذو منکبیہ کندھوں تک اٹھانا ہے اور مالک بن حویرث کی حدیث جو مسلم اور نسائی شریف میں مذکور ہے الی اذنیہ کا ذکر ہے لہٰذا دونوں متعارض ہو گئیں، دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ابن عمر کی حدیث میں ہے وکان لا یفعل ذلک فی السجود اور مالک بن حویرث کی روایت میں کہیں بھی سجدوں کی نفی نہیں ہے بلکہ سجدوں کا اثبات ہے نسائی شریف ص۱۶۵ج۱ پر ملاحظہ فرمائیں واذا سجد واذا رفع رأسہ من السجود حتیٰ یحاذی بھما فروع اذنیہ یہ دونوں روایتیں آپس میں ٹکرا رہی ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے:

امام محمدؒ کا ایک مطالبہ تو یہ تھا کہ بدری انصاری صحابی کی روایت پیش کریں جو کہ امام بخاری نہ دکھا سکے دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ کیا خود راوی کا بھی اس پر عمل باقی رہا تھا یا نہیں؟

بخاری ص ۱۰۲ ج ا کے پہلے حاشیہ پر مذکور ہے کہ ابن عمرؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے عبارت ملاحظہ ہو، فان هذا شیئی فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ترکه ویؤیدالنسخ مارواه الطحاوی باسناد صحیح حدثنا ابن ابی داؤد قال انا احمد بن عبدالله بن یونس قال انا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوٰة قال الطحاوی فهٰذا ابن عمر قد رأی النبی صلی الله علیه وسلم یرفع ثم ترک هوالرفع بعدالنبی صلی الله علیه وسلم فلا یکون ذٰلک الا وقدثبت عنده نسخ............اب دیکھئے کہ ابن عمرؓ خود اس پر عمل نہیں کرتے اب سوال یہ ہے کہ صحابہؓ نبی کی حدیث کو زیادہ سمجھتے ہیں یا بعد والے لوگ؟ اب ان کے پاس زیادہ سے زیادہ یہ بات ہوتی ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے حتیٰ کہ امام بخاریؒ خود اپنے رسالہ جزء رفع یدین میں لکھتے ہیں جب ابوبکر بن عیاش حصین سے روایت کرتا ہے تو هم لا اصل له یعنی وہ سند ضعیف ہوتی ہے۔ جس میں ابوبکر بن عیاش اور حصین آ جائیں حالانکہ خود امام بخاریؒ نے بھی انہیں سے روایت نقل کی ہے۔ بخاری شریف ص ۷۲۵ ج ۲ پر حدثنا احمدبن یونس قال حدثنا ابوبکر عن حصین اور بخاری کو اصح الکتب کہا جاتا ہے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اگر یہ راوی بخاری میں آ جائیں تو ٹھیک ہے اگر طحاوی میں ان کی سند آ جائے تو ضعیف ہے۔

واذا کبر للرکوع واذا رفع رأسه من الرکوع رفعهما کذلک یہ بھی متعارض ہے خود امام بخاریؒ جزء رفع یدین میں لکھتے ہیں کان الثوری ووکیع وبعض الکوفیین لا یرفعون ایدیهم وقدرو وافی ذٰلک احادیث کثیرة. کہ وکیع اور سفیان ثوری تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے اور اس بارے میں انہوں نے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں لیکن ان کی سندیں زیادہ صحیح نہیں ہیں تو گویا امام بخاریؒ نے بھی اس بات کو تسلیم کرلیا کہ یہ رفع یدین بھی متعارض ہے جب تعارض

ہو گیا تو آخری زمانے کی حدیث لی جائے گی ، امام بخاریؒ کے اصول کے مطابق جیسا کہ بخاری شریف ص ۹۶ ج ۱ پر خود امام بخاریؒ اس ضابطہ کو بیان فرما رہے ہیں ، والنما یؤخذ بالآخر فالآخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اب ان میں سے آخری کون ہے تو خود امام بخاریؒ اپنے رسالہ جزء رفع یدین میں لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے مناظرہ کیا جو کہ حاشیہ بخاری ص ۱۰۲ ج ۱ پر لکھا ہوا ہے ان سے پوچھا گیا کہ نماز کے اندر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین کرنا اس کا کیا حکم ہے ، امام اوزاعی فرماتے ہیں ذاک الامر الاول یہ ابتداء میں تھا بعد میں نہیں تو اب کھڑے ہو کر رفع یدین کرنا رکوع سے پہلے اور بعد اور تیسری رکعت میں ہے جو امر اول ہے خود امام بخاریؒ نے سارا رسالہ لکھ کر آخر میں لکھ دیا ہے کہ رفع یدین کرنے کی حدیثیں پہلے کی ہیں نہ کرنے کی بعد کی ہیں ہمارے احناف کے ہاں نسخ کے لئے دلیل چاہیے جو درج ذیل ہیں:

دلیل اول:

جب ایک چیز کی اباحت اور حرمت کی ادلہ متعارض ہو جائیں تو ترجیح حرمت کو ہوگی اباحت والی حدیث کو مقدم اور حرمت والی کو مؤخر اور ناسخ سمجھا جائے گا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ پہلے ہر چیز میں اباحت تھی متعہ میں بھی اباحت تھی یعنی منع ہوا بعد میں۔ نماز میں باتیں کر لیتے تھے بعد میں منع ہوا ، اب اگر اباحت والی حدیث کو مقدم سمجھا جائے تو قاعدہ درست رہتا ہے نسخ مرۃً ہوگا اور اگر حرمت کو مقدم سمجھا جائے تو نسخ مرتین لازم آئے گا جو کہ خلاف قاعدہ ہے لہٰذا اباحت والی کو مقدم اور حرمت والی کو مؤ سمجھا جائے گا اسے نسخ اجتہادی کہتے ہیں ، امام شافعیؒ نے اور ضابطہ بیان کیا کہ ایک ہے فعل ، اور ایک ہے ترک ، فعل پر ثواب ملتا ہے ترک پر نہیں لہٰذا رفع یدین کرنے پر ثواب ملے گا ترک پر نہیں جب ان سے سوال کیا گیا پھر آپ سجدہ میں رفع یدین کیوں نہیں کرتے تاکہ وہاں پر بھی فعل پر عمل ہو نہ کہ ترک پر انہوں نے جواب دیا چونکہ اس پر میں نے کسی کا تعامل نہیں دیکھا اس وجہ سے اس کو قاعدہ سے نکال دیا ، اب امام شافعیؒ کا رکوع والا قاعدہ سجدہ میں

ٹوٹ گیا لیکن امام ابوحنیفہؒ کا بیان کردہ ضابطہ نہیں ٹوٹا کہ اباحت پہلے کی ہے حرمت اس کے لئے ناسخ ہے۔

اہم سوال: غیر مقلدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ صاحب ہدایہ نے ابن عمرؓ کی روایت سے تکبیر تحریمہ والی رفع یدین کو لیا ہے تو ایک جزء کو لے لیا باقی کو چھوڑ دیا یہ کیوں۔

جواب: یہ کوئی معقول اعتراض نہیں ہے کہ ایک حدیث میں کئی مسائل ہوں بعض کو لیا جائے بعض کو نہ لیا جائے چونکہ تکبیر تحریمہ کا رفع یدین غیر معارض تھا اس وجہ سے اس کو لیا ہے خود امام بخاریؒ نے ص ۹۶ ج ا پر حدیث انس بن مالک میں سے جس کے اندر کئی مسائل بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کو لیا ہے باقیوں کو چھوڑ دیا ہے اور دلیل یہ ہے انما یؤخذ بالآخر فالآخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم. یعنی آپ کے آخری عمل کو لیا جائے گا (باقی مسائل حدیث میں دیکھ لئے جائیں۔۱۲)

واقعہ: ملتان میں ایک مسجد کے اندر غیر مقلدین نے جزء رفع یدین والا رسالہ مؤلفہ امام بخاریؒ تقسیم کیا وہ مولانا محمد امین صاحب کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا ان سے لکھوالو کہ جو بخاری و مسلم کے خلاف روایت کرے وہ کون ہے؟ غیر مقلدین نے لکھا تو نہیں لیکن کہا کہ وہ بے دین ہے آپ نے فرمایا کہ پھر تو امام بخاری کو انہوں نے بے دین کہہ دیا ہے کیونکہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ کی رفع یدین سنت نہیں ہے اور جزء رفع یدین سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں رفع یدین سنت ہے، پھر وہ بھاگے پھرے کہ رسالہ واپس کردو اس میں غلطی ہوگئی ہے، حقیقت میں بات یہ ہے کہ یہ رسالہ جزء رفع یدین یہ امام بخاریؒ کا لکھا ہوا ہے ہی نہیں کیونکہ جس طرح بخاری شریف کو روایت کرنے والے بہت زیادہ ہیں وہ متواتر ہے جزء رفع یدین کو روایت کرنے والا محمود بن اسحاق ہے اور وہ خود ضعیف اور مجہول ہے اسی کے ضعف پر مولانا محمد امین صاحب کا غیر مقلدین سے مناظرہ ہوا تھا عدالت میں بھی اور خانیوال میں بھی اور دونوں واقعہ مولانا محمد امین صاحب نے بیان بھی فرمائے تھے ان دونوں میں غیر مقلدین شکست کھا کر رسوا ہوئے۔

واقعہ: غیر مقلدین نے ایک رسالہ لکھا ہے اثبات رفع یدین۔ سندھ میں انہوں نے وہ رسالہ تقسیم کیا، چند حنفیوں نے بھی وہ رسالہ لیا وہ مولانا محمد امین صاحب کے پاس آئے ایک نے کہا کہ حضرت آپ اس کا جواب دیں، تو مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اس کا جواب کل دوں گا، اس نے کہا کہ آپ اسے دیکھ تو لیں، میں نے کہا کہ دیکھا ہوا ہے میں اس وجہ سے نہیں کہہ رہا کہ مجھے اس کا جواب آتا نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ آپ اور رسالے بھی ان سے لے لیں کیونکہ اگر میں نے اب جواب دے دیا تو کل کو وہ قیمت سے بھی نہیں دیں گے، اب وہ اور رسالے لینے کے لئے گئے انہوں نے کہا کہ اس کا جواب بھی دیں حنفیوں نے کہا کہ کل مولانا اس کا جواب دیں گے تو اگلے دن دو مولوی کتابیں اٹھا کر لے آئے اور پیچھے آ کر بیٹھ گئے کہ ہم بھی جواب سننے آئے ہیں، میں نے کہا کہ میرے پاس آ جائیں ایک کو دائیں دوسرے کو بائیں طرف بٹھالیا کہ تم رسالہ کھول کر بیٹھ جاؤ میں ایک ایک لفظ کا جواب دونگا جو چھوڑ دوں وہاں روک دینا کہ اس کا جواب دیں چنانچہ وہ رسالہ کھول کر بیٹھ گئے، میں نے بھی رسالہ کھول کر سامنے رکھ لیا میں نے کہا کہ اس رسالہ کے کل صفحات ۵۶ ہیں اور دوسری طرف میں نے مرزا قادیانی کی حقیقت الوحی کھول کر رکھ دی جو کہ ۱۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، میں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنی اس پوری کتاب میں صرف پانچ جھوٹ بولے ہیں اور اس صاحب نے اثبات رفع یدین میں صرف (۷۰) جھوٹ بولے ہیں حالانکہ مرزا کتنا بڑا جھوٹا تھا، ستر (۷۰) سے زیادہ تو جھوٹ اس میں ہو سکتے ہیں اگر انسٹھ (۶۹) ہو جائیں تو مجھے گولی مار دینا چار منٹ کے بعد ایک کو پیشاب آ گیا پھر دوسرے کو بھی پیشاب آ گیا، میں نے کہا کہ اب یہ پیشاب کے بہانے بھاگیں گے ایک تو واقعۃً بھاگ گیا جس کا نام معین الدین تھا دوسرا جو عبدالحق نامی شخص تھا وہ پیشاب کر کے واپس آ گیا، چنانچہ اس نے آخر میں کہا کہ آپ کے متعلق تو ہمیں کسی نے بہت غلط بتلایا تھا کہ اس کو تو سوائے گالیوں کے کچھ آتا ہی نہیں آپ تو جو بھی بات کرتے ہیں خوش ہو کر ہنس ہنس کر کرتے ہیں وہ عبدالحق حنفی ہو گیا ہے اور اب وہ سندھ میں

غیر مقلدین کے لئے دردسر بنا ہوا ہے اور اس نے میرے (مولانا محمد امین صاحب صفدر) تمام رسالوں کا سندھی میں ترجمہ کر کے چھپوادیا ہے اب اس سے غیر مقلدین کا کوئی مولوی بات کرنے کو تیار نہیں کہ وہ مولوی امین کا شاگرد ہے اسی طرح لاڑکانہ میں مشتاق ہے اس سے بھی کوئی بات کرنے کو تیار نہیں انہوں نے غیر مقلدین کو ناکوں چنے چبوار کھے ہیں۔

مالک بن حویرث کی روایت پر بحث:

امام بخاریؒ ص۱۰۲ ج۱ پر مالک بن حویرث کی حدیث لائے ہیں حدثنا اسحاق الواسطی قال حدثنا خالد بن عبد اللّٰہ عن خالد عن ابی قلابۃ انہ رایٰ مالک بن الحویرث اذاصلی کبر......الخ اس میں غیر مقلدین کا رفع یدین ثابت نہیں، پروفیسر عبداللہ نے مولانا محمد امین صاحب صفدر سے کہا کہ اس پر کوئی اعتراض ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی جگہ بچے گی بھی سہی۔ سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ اس میں ابوقلابہ ناصبی ہے، ایک رافضی ہے جو صحابہؓ کو نہیں مانتے، ایک خارجی ہیں جو اہل بیت کو نہیں مانتے، ناصبی دونوں کو نہیں مانتے ناصبی سے آپ سنت رفع یدین ثابت کرنا چاہتے ہیں، حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ ناصبی تھا میں تو اسے مسلمان ہی نہیں سمجھتا تم اسے میرے سامنے لاتے ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ بخاری شریف ص ۱۱۳ ج۱ پر باب المکث بین السجدتین کی حدیث ہے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد عن ایوب عن ابی قلابۃ ان مالک بن الحویرث ...... قال لاصحابہ......الخ رفع یدین کی روایت کی طرح یہاں پر بھی مالک بن حویرث کی سند میں ابوقلابہ ہے وہاں ابوقلابہ کا شاگرد خالد ہے اور یہاں پر ایوب سختیانی ہے وہاں پر رفع یدین کا ذکر ہے یہاں پر رفع یدین کا ذکر نہیں، ایوب سختیانی ثقہ ثبت ہے اور خالد کا حافظہ اخیر عمر میں جب یہ بصرہ آیا تو خراب اور کمزور ہو گیا تھا، خالد بن مہران اس کا نام ہے ابوقلابہ بھی بصری ہے اور یہ بھی بصری ہے تو معلوم ہوا کہ ابوقلابہ کے دو شاگرد تھے ایک ایوب، دوسرا خالد، ایک کا دماغ ٹھیک تھا جو رفع یدین کا ذکر نہیں کرتا اور دوسرے کا دماغ خراب تھا وہ رفع یدین کا ذکر کرتا ہے ہمارا دماغ ٹھیک

ہے اس وجہ سے ہم اس کی روایت لیتے ہیں جس کا دماغ ٹھیک تھا۔ غیر مقلدین چونکہ خراب دماغ والے ہیں وہ اس کی روایت لیتے ہیں جس کا دماغ خراب تھا۔

خالد کی روایت کے ضعیف ہونے کی ایک اور دلیل بخاری شریف ص ۱۱۳ ج ۱ پر روایت ہے **حدثنا محمد بن الصباح قال اخبرنا هشيم اخبرنا خالد الحذاء عن ابی قلابة**......الخ۔ اب یہ سمجھیں کہ خالد الحذاء کے تین شاگرد ہیں (۱) ھشیم (۲) ابن علیہ (۳) خالد بن عبداللہ۔ ھشیم تو رفع یدین کا ذکر کرتا ہی نہیں۔ ابن علیہ رفع یدین کا ذکر تو کرتا ہے لیکن ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ ابوقلابہ کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہیں کرتا اور خالد بن عبداللہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتا ہے تو تینوں کی بات الگ الگ ہوئی۔ سند میں بھی اضطراب ہے، متن میں بھی اضطراب ہے، اب جو مالک بن حویرث نے ص ۱۱۳ ج ۱ پر نماز سکھائی ہے اس میں خود رفع یدین نہیں کر رہے تو امام محمدؒ کا یہ مطالبہ کہ راوی کا خود بھی اس پر عمل ہو، امام بخاریؒ پورا نہیں کر سکے جب یہ مطالبہ امام بخاریؒ پورا نہیں کر سکے تو کوئی اور کیسے پورا کر سکے گا۔

واقعہ: ایک آدمی بخاری لیکر آ گیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے، حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر نے فرمایا کہ دلیل دو، کہنے لگا یہ حدیثیں ہیں، آپ نے فرمایا کہ اس میں یہ بھی ہے کہ آخری عمر تک کرتے رہے یہ تو نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اگر ہم استصحاب حال ہی کو لیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ کرتے رہے ہونگے پختہ بات نہیں یقین نہیں ہے اگر کوئی دلیل ایسی آ جائے جو اس بات پر دال ہو کہ ترک رفع یدین ہو گیا تھا تو عقل کا مقتضی یہ ہے کہ اس کی بات تسلیم کی جائے مثال کے طور پر ایک شخص چند آدمیوں کے سامنے لاہور جاتا ہے تو اس میں استصحاب حال یہ ہے کہ دو دن بعد اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ لاہور میں ہوگا ان تمام آدمیوں میں سے ایک کہتا ہے کہ وہ تو واپس آ گئے ہیں دلیل کیا ہے کہ وہ دفتر میں بیٹھے ہیں اب اس کی بات باقیوں کے خلاف بھی نہیں ہے کیونکہ وہ لاہور تو گیا تھا اب عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بھی اس کی بات مان لیں

کہ وہ سچا ہے کہ اب وہ آ گیا ہے۔

اسی طرح رفع یدین کی حدیث بخاری میں جو ابن عمرؓ اور مالک بن حویرث کی مروی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ استصحاب حال پر دال تو ہوسکتی ہیں دوام پر نہیں لیکن اس استصحاب حال کو امام نسائی نے دور کر دیا ہے نسائی ص ۱۶۱ ج ا پر امام نسائیؒ پہلے رفع یدین عند الرکوع والی روایت لائے ہیں اس کے متصل بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت لائے ہیں ترک رفع یدین والی یہ روایت بعد میں لا کر امام نسائی نے بات ثابت کر دی کہ آخری عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک رفع یدین تھا بخاری کی روایت میں یہ قیاس تھا کہ شاید ساری عمر رفع یدین کیا ہو لیکن یہاں تو حدیث ہے لہٰذا ہم حدیث کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیں گے لیکن غیر مقلدین نے حدیث کو چھوڑ دیا قیاس کو لے لیا پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں حنفی تو اہل قیاس ہیں۔

اسی طرح امام ترمذیؒ نے بھی رفع یدین کی حدیث کے بعد ترک رفع یدین والی حدیث نقل کی ہے اور ابوداؤد شریف میں بھی کرنے کے بعد چھوڑنے والی حدیث ہے، ہم غیر مقلدین کے سامنے صحاح ستہ میں سے یہ تین کتابیں نسائی، ترمذی، ابوداؤد رکھتے ہیں کہ ان میں کرنے کے بعد ترک رفع یدین کی حدیثیں ہیں آپ صحاح ستہ میں سے کوئی ایک کتاب لائیں جس میں ترک کے بعد اثبات رفع یدین کی حدیث ہو، تو لہٰذا رفع یدین کی حدیث منسوخ ہوئی اور ترک رفع یدین کی احادیث ناسخ ہوئیں۔

سوال: اب اس پر زیادہ سے زیادہ یہ اشکال ہوگا کہ یہاں تو صراحۃً یہ نہیں لکھا کہ یہ ناسخ ہے اور وہ منسوخ۔ ہوسکتا ہے برعکس ہو۔

جواب: اس کا جواب علامہ نووی رحمۃ اللہ، شارح مسلم نے مسلم شریف کے ص ۱۵۶ ج ا میں لکھ دیا ہے باب الوضوء مما مست النار ذکر مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فی ہذا الباب الاحادیث الواردۃ بالوضوء مما مست النار ثم عقبہا بالاحادیث الواردۃ بترک الوضوء مما مست النار یشیر الی ان الوضوء

منسوخ وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث يذكرون الاحاديث التي يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ یعنی امام مسلم اوران کے علاوہ باقی تمام ائمہ محدثین کی یہ عادت ہے کہ جب بہت ساری روایات کوذکر کرتے ہیں تو منسوخ احادیث کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور ناسخ احادیث کو بعد میں ،تو اس ضابطہ سے معلوم ہوا کہ نسائی، ترمذی اور ابواؤد نے جو یہ روایات ذکر کی ہیں یہ رفع یدین کے لئے ناسخ ہیں۔

واقعہ: پانچ ، چھ غیر مقلد آ گئے، کہنے لگے کہ نکالو جی بخاری ، میں نے کہا نکال لی میں نے کہا دیکھ لوکس کس صحابی کی روایت ہے ابن عمرؓ کی اور مالک بن حویرثؓ کی، میں نے کہا اس میں ہے کہ باقی بھی رہی ، کہنے لگے نہیں، میں نے نسائی کھول کر رکھ دی کہ اس میں ہے کہ باقی نہیں رہی ، میں نے کہا کہ یہ امام بخاری کا شاگرد ہے صحاح ستہ میں شامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ بخاری کی دونوں حدیثوں پر عمل متروک ہو چکا تھا، اب وہ بیچارے بڑے پریشان ہو گئے یہ بھی بتلایا کہ اس کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جو ابن عمرؓ اور مالک بن حویرثؓ سے افقہ اور کثیر الملازمہ ہیں یہ روایت کوفہ میں بیان کی یہاں ایک ہزار پچاس صحابہ اور بھی موجود ہیں کسی جنگل میں نہیں سنائی کہ کوئی تردید یا تصدیق کرنے والا نہ ہوا سی (۸۰) ہزار سے زیادہ تابعین موجود ہیں کوفہ میں ان کا تعلق مکہ ومدینہ سے ہے حج کے لئے آتے جاتے ہیں کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ نبی والی نماز نہیں وہ پریشان ہو کر چلے گئے پانچ چھ دن کے بعد آئے اور غیر مقلدین کی ترجمہ والی نسائی لے آئے غیر مقلد اسی لئے ترجمہ کرتے ہیں کہ جو احناف کی دلیل ہے اسے ضعیف لکھ دیں وہ کہنے لگے کہ حاشیہ پڑھیں میں نے کہا کہ میں نے پڑھا ہوا ہے کہنے لگے یہ جھوٹی ہے جھوٹی ہے، میں نے کہا یہ متن تو نہیں یہ تو غیر مقلد کا پندرہویں صدی کا حاشیہ ہے، میں نے کہا تم جو جھوٹی جھوٹی کہہ رہے ہو مجھے یہ بتلاؤ کہ کیا نسائی ، ترمذی، ابوداؤد قیامت کے دن بخشے جائیں گے کیونکہ صحیح کتاب میں جھوٹی حدیث لکھنا یہ تو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہے، مرزا کو نبی ماننا جھوٹ ہے اور یہ کہنا کہ سچے نبی کو چھوڑ کر مرزا کو مانو یہ اس سے بڑی بات ہے امام نسائی

کا جھوٹی حدیث لکھنا یہ بڑی بات تھی لیکن یہ کہنا کہ سچی کو چھوڑ کر جھوٹی کو اپناؤ یہ کتنی بڑی بات ہے، اب جن محدثین پر امام صاحب کے خلاف آپ کو اعتماد ہے انکا جنتی ہونا ثابت کر دیں اب ان میں سے اکثر تو توبہ تائب ہو گئے کہ غیر مقلد بڑے دھوکہ باز ہیں بڑے بے ایمان ہیں ان میں سے ایک مجھے گالیاں دیتا ہوا چلا گیا کہ تو دھوکہ باز ہے نبی کی سنتوں کا دشمن ہے۔

واقعہ بصورت مناظرہ:

میں جامعہ بنوری ٹاؤن میں تھا، وہاں پانچ چھ نیوی کے افسر آئے ان کے ساتھ ان کا امام بھی تھا جو غیر مقلد تھا، اس نے ان کو سمجھایا ہوا تھا کہ دیکھو اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں بیان کی ہیں: (۱) تکبیر (۲) رفع یدین (۳) اور رکوع، ہمیں بھی تین ہی کرنی چاہئیں، اب ان کو یقین دلایا ہوا تھا کہ دیکھو اگر کوئی ڈاکٹر مریض کو تین گولیاں دے اور مریض ایک پھینک دے تو مریض ڈاکٹر کا نافرمان ہوگا جی بالکل ہوگا، اسی طرح جو دو کام کرے یعنی تکبیر اور رکوع اور رفع یدین چھوڑ دے وہ بھی حضور کا نافرمان ہوگا۔

میں نے کہا کہ یہ بات وہی کر سکتا ہے جس نے بخاری شریف صرف ص ۱۰۲ ج ۱ تک پڑھی ہو جس نے آگے بھی پڑھی ہو وہ یہ بات نہیں کر سکتا، کہنے لگے آگے کیا ہے، میں نے کہا یہ ص ۱۱۴ ج ۱ پر ہے ابو حمید الساعدی کی روایت ہے انا کنت احفظکم لصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کہا یہاں لفظ احفظ آیا ہے یعنی وہ نماز جو محفوظ رہی ہے منسوخ نہیں ہوئی اس میں پہلی تکبیر کی رفع یدین ہے بعد میں نہیں ہے، معلوم ہوا کہ محفوظ رفع یدین پہلی تکبیر والی ہے۔

میں نے کہا یہ تین چیزیں سنت کہتے ہیں ہم دو کہتے ہیں سنت وہ ہوتی ہے جو ہمیشہ رہی ہو اب آپ بخاری شریف ص ۱۱۰ ج ۱ پر دیکھیں ابو ہریرہؓ کی روایت ہے اس میں صرف دو چیزیں ہیں اور آگے ہے والذی نفسی بیدہ انی لاقربکم شبھا بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کانت ھذہ لصلوتہ حتیٰ فارق الدنیا یہ تو آخر تک رہی ہے تکبیر اور رکوع آپ بھی لفظ یعنی فارق الدنیا والا رفع یدین

کے ساتھ دکھا دے ہم گولی اٹھا کر پھر رکھ لیں گے ہم نے اس لئے پھینکی کہ حضرت نے خود پھینک دی تھی، اب اگر ڈاکٹر دوسرے دن تیسری گولی نکال دے اور مریض کہے کہ نہیں میں نے کھائی ہے تو بڑا بے وقوف مریض ہے۔ جس طرح میں نے تکبیر اور رکوع کے ساتھ حتی فارق الدنیا کا لفظ دکھایا ہے یہ بھی رفع یدین کے ساتھ دکھا دے۔

کہنے لگا کہ میں بخاری سے تو نہیں بیہقی سے دکھا سکتا ہوں وہ افسر کہنے لگا بیہقی کیا ہوتی ہے آج تک ہمیں بخاری بخاری کہتا رہا آج خود بیہقی کا نام لیتا ہے نہیں بخاری سے دکھاؤ، کہتا ہے بیہقی سے دکھاؤں گا، میں نے کہا یہ بھی جھوٹ ہے بیہقی سے بھی نہیں دکھا سکتا، میں نے بیہقی منگوالی یہ رکھی نکالو کہنے لگا بیہقی کی اس کتاب میں نہیں ہے اور ایک کتاب ہے معرفۃ السنن والآثار بیہقی میں ہے اس میں ہے میں نے کہا وہ کہاں ہے کہنے لگا وہ ابھی تک چھپی نہیں، میں نے کہا جس طرح شیعوں کا امام چھپا ہوا ہے اسی طرح تمہاری رفع یدین کی دلیل بھی چھپی ہوئی ہے۔ چھپی ہوئی نہیں، میں نے کہا جب وہ چھپی نہیں تو نے کہاں سے دیکھ لی کہنے لگا میں پیر جھنڈو گیا تھا وہاں قلمی نسخہ ہے میں نے وہاں دیکھا ہے اس میں حدیث ہے میں نے افسروں سے کہا جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا کہ چھپی ہوئی نہیں یہ لو چھپ کر بارہ (۱۲) جلدوں میں آچکی ہے میں نے کہا کہ نکالو بھئی اس سے، فبھت الذی کفر۔

واقعہ: ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک مرتبہ عبداللہ روپڑی تقریر کر رہا تھا اور میں قریب ایک کار خانہ کی مسجد میں بیٹھا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ بیہقی میں ہے کہ حضرت پاک ؐ نے اپنی زندگی کی آخری نماز رفع یدین کے ساتھ پڑھی میں نے بیہقی کے اوپر ایک ہزار روپے کا نوٹ رکھ کر بھیج دی کہ یہ آپکا انعام ہے نکال دو کہنے لگا کہ یہ بیہقی حیدرآباد سے حنفیوں نے چھاپی ہے۔ جو مصر سے چھپی ہے اس میں یہ روایت ہے میں نے مصری نسخہ پر دو ہزار روپے رکھ دیئے کہ آپ اس سے نکال کر دیں، جو پاس بیٹھے تھے ان کو کہنے لگا کہ پولیس کو فون کرو ورنہ یہ لڑ پڑیں گے۔

چار پانچ نوجوان اسٹیج پر چڑھ گئے کہ آگے تقریر نہیں کرنے دیں گے پہلے

حدیث نکالو اب غیر مقلد بھی ہوتے ہیں اور دو ہزار بھی دیتے ہیں جب تھانیدار آیا اس نے پوچھا وہ کہاں ہے کہنے لگے ساتھ والی مسجد میں بیٹھا ہے اس نے کہا آدمی تو وہ سمجھدار لگتا ہے وہ اپنی مسجد میں ہے تمہارے جلسہ میں نہیں اگر یہاں ہوتا تو میں اسے نکال دیتا کہ تیری وجہ سے ان کا جلسہ خراب ہو رہا ہے اب تو میرے پاس کوئی قانون نہیں کہ میں اسے اس کی اپنی مسجد سے نکالوں یہ جلسہ بغیر اجازت کے ہو رہا ہے لہٰذا تو یہاں سے چلا جا تیری وجہ سے جلسہ خراب ہوا، اب اپنے جلسہ کو عجیب عجیب گالیاں نکال رہے ہیں کہ ہم نے کئی من آٹا پکایا دو بکرے بھی پکائے پھر بھی اتنے خرچے کے باوجود ہمارا جلسہ خراب کیا، میں نے کہا کہ کیا بکرے پکائے تھے، ہاں ہاں بکرے پکائے تھے، میں نے کہا کیوں؟ آپ بچو پکاتے اور منی کی قلفیوں کی ریڑھی لگاتے کیونکہ آپ کے ہاں کھانی بھی جائز ہے۔

فقہ محمد یہ ان کی کتاب ہے اس کے ص ۴۸ ج ۲ پر لکھا ہے کہ ہر انسان اور جانور کی منی بالاجماع پاک ہے البتہ اس کے کھانے میں دو قول ہیں ایک قول میں کھانا جائز ہے اور ایک میں ناجائز ہے باقی یہ نمک مرچ ملا کر کھاتے ہیں یا قلفیاں جما کر یا کسٹرڈ بنا کر یہ انکا اپنا ٹیسٹ ہے جیسے چاہیں کھائیں۔

غیر مقلد منی کھا گیا:

تاریخ میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک حنفی اور ایک غیر مقلد کا مناظرہ ہوا دہلی میں حنفی کہتا تھا ناپاک ہے اور غیر مقلد کہتا تھا کہ پاک ہے حنفی نے کہا اگر پاک ہے تو کھا کر دکھاؤ چنانچہ غیر مقلد تیار ہو گیا نکالی گئی ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر کہتا ہے حالانکہ تقریر بھی ساتھ کر رہا ہے اسٹیج پر بیٹھا ہے کہ ان حنفیوں کو تیری کیا قدر اللہ نے تجھ سے نبی پیدا کیے ولی پیدا کیے صحابی پیدا کیے اللہ نے تجھ سے غوث پیدا کیے قطب ابدال پیدا کیے یہ کہہ کر چاٹ گیا۔

غیر مقلد پیشاب ملا پانی پی گیا:

چاندنی چوک دہلی میں پانی کی طہارت اور عدم طہارت پر مناظرہ تھا ہمارے ہاں تھوڑا پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے رنگ، بو، مزہ بدلے یا نہ بدلے ان

کے ہاں جب تک رنگ مزہ، مزہ میں سے کوئی نہ بدلے تو ناپاک نہیں ہوتا سردیوں کا موسم تھا مناظرہ ہو رہا تھا رات تھی مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ جن کو سحبان الہند کہتے تھے وہ ہماری طرف سے مناظر تھے، انہوں نے کہا کہ اگر ایسا پانی جس میں تمہارے سامنے پیشاب کیا جائے اس کا رنگ، بو، مزہ نہ بدلے تو تم وہ پی لو گے اس نے کہا ہاں پی لوں گا اب سردیوں کا موسم تھا سردیوں میں پیشاب ویسے ہی سفید رنگ کا ہوتا ہے سب کے سامنے پانی کا گلاس منگوایا گیا پھر اس میں سے تھوڑا سا پانی گرا دیا ایک آدمی کو دیا کہ اس میں پیشاب کر، اس نے پیشاب کیا تھوڑی دیر رکھ دیا گیا کہ بدبو وغیرہ اڑ جائے اب وہ پانی آدمیوں کو دکھایا کہ کیا اس میں بدبو ہے یا رنگ وغیرہ بدلا ہے انہوں نے کہا نہیں اس کو دیا اور وہ سب کے سامنے کھڑا ہو کر گٹ گٹ کر کے پی گیا، ان سے کہا گیا کہ تمہارے مذہب میں گوہ کھانا جائز ہے، کہنے لگے ہاں، پھر آج کھا کر دکھاؤ، کہنے لگے وہ خشک بہت ہوتی ہے تم دو کلو گھی دے دو ہم کھا لیں گے، ایک آدمی نے دے دیا وہ کھا گئے۔

حدیث مسیئ الصلوٰۃ:

اس میں غیر مقلدین کا ایک مسئلہ بھی ثابت نہیں ہے چار دفعہ آئی ہے ص ۱۰۵ ج ۱ پر ہے اب یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھائی ہے یہ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ سینے پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ نہیں ہے نہ اونچی آمین کہنے کا مسئلہ ہے سرے سے آمین ہے ہی نہیں نہ اس میں فاتحہ کا لفظ ہے نہ اس میں رفع یدین ہے۔

سوال: آخر سوال یہ ہوتا ہے فارق الدنیا اور مسیئ الصلوٰۃ پر کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے۔

جواب: یہ بھی قاعدہ ہے السکوت فی معرض البیان بیان یعنی بیان کے موقع پر سکوت اختیار کرنا یہ بھی بیان ہوتا ہے اب اسی بخاری شریف میں باب الاستسقاء ایک باب ہے چادر الٹنے کا استسقاء کے وقت، ایک نہ الٹنے کا باب باندھا ہے امام بخاریؒ نے جس میں چادر الٹنے کا ذکر ہے اس میں الفاظ ہیں حول رداءہ جو باب چادر نہ الٹنے کا ہے اس میں کوئی

الفاظ نہیں کہ لم یحول رداءہ بخاری خود کہتا ہے کہ عدم ذکر سے عدم پر استدلال ہے۔

حدیث وائل ابن حجرؓ:

امام مسلمؒ نے ایک اور زور لگا دیا ایک اور مسافر تلاش کر لیا حضرت وائل ابن حجرؓ مسلم شریف ص ۱۷۳ ج ۱ پر حدثنا زهير بن حرب قال نا عفان قال نا همام قال نا محمد بن جحادة......الخ اس میں محمد بن جحادہ غالی شیعہ ہے۔ اسی طرح ابوداؤد شریف ص ۱۱۲ ج ۱ پر محمد بن جحادہ سے روایت ہے کیونکہ یہ شیعہ ہے اس لئے اس نے پوری شیعوں والی رفع یدین ذکر کی ہے، اس میں سجدہ کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے واذا رفع راسه من السجود ايضاً رفع يديه حتى فرغ من صلوته آگے قال محمد تو محمد سے مراد محمد بن سیرین ہیں اور آگے حسن سے مراد حسن بصری ہیں، فقال هي صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فعله من فعله وتركه من تركه اگر رفع یدین کرنی ہے تو رکوع وسجدہ دونوں والی کرنی چاہئے چھوڑنی ہے تو دونوں کی چھوڑنی چاہئے امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ہمام نے ابن جحادہ سے سجدہ والی رفع یدین ذکر نہیں کی اور عبدالوارث بن سعید نے جو کہ ابوداؤد والی روایت ہے اس کی سجدہ کی رفع یدین کو ذکر کیا ہے اب بات یہ ہے کہ زیادتی ثقہ قبول ہوتی ہے یا نہیں، تو قاعدہ یہ ہے کہ زیادتی ثقہ قبول ہوتی ہے چنانچہ امام بخاریؒ اپنی بخاری شریف کے ص ۲۰۱ ج ۱ پر رقم طراز ہیں و الزيادة مقبولة والمفسر يقضى على المبهم اذا رواه اهل الثبت تو خود بخاری کے ہاں بھی زیادتی ثقہ مقبول ہے، اگر چہ مسلم کی روایت میں وائل کی حدیث میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر نہیں تو اس کی نفی بھی نہیں ہے۔

مناظرہ:

غیر مقلد مناظر نے بڑے فخر سے کہا کہ حضرت وائل بن حجر ۹ھ میں ایمان لائے دوبارہ ۱۰ھ میں بھی آئے اور آپ نے رفع یدین بیان کی دس ہجری تک میں نے رفع یدین ثابت کر دی ہے اور ۱۱ھ میں حضرت پاک صرف دو مہینے بارہ دن دنیا میں

رہے ہیں ان دو مہینوں اور بارہ دنوں میں آپ اسے منسوخ ثابت کریں۔ عوام کو بدھو بنانے کے لئے کتنی زبردست بات ہے میں نے کہا کہ اس کا جواب قیامت کے دن نہیں اسی مجلس میں دونگا میں نے ابوداؤد کا ص ۱۱۲ ج ا پورا پڑھا ہے تو نے پورا پڑھا نہیں عن وائل بن حجر قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حیال اذنیہ قال ثم اتیتھم فرأیتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلوٰۃ وعلیھم برانس واکسیۃ۔ اگر شروع صفحہ سے پڑھیں پہلے شروع کی رکوع کی اور سجدہ کی رفع یدین ہے درمیان میں شروع کی رکوع کی ہے سجدہ کی نفی نہیں آخر میں صرف افتتاح کی ہے رکوع کی بھی نہیں ہے اگر یہ کہتے ہو کہ یہاں نفی نہیں تو زیادتی ثقہ قبول ہے تو سجدہ کی بھی مان لو پورے شیعہ بنو اگر علامہ نووی کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق یعنی پہلے شروع زمانے کی پھر بعد والے کی پھر اس کے بعد والی روایات ذکر کرتے ہیں محدثین کی ترتیب سے، اگر اس ترتیب سے پڑھو گے تو حنفی بنا پڑے گا اور اگر الٹا پڑھو تو شیعہ بنا پڑے گا یہ جو تم شیعہ بن رہے ہیں غیر مقلد نہ سیدھا پڑھنے سے بن سکتا ہے نہ الٹا پڑھنے سے، یہاں ایک صحابی کا بھی استثناء نہیں ہے اس وائل بن حجر کی حدیث سے پتہ چل گیا کہ جب وہ دوبارہ آئے ہیں تو اس وقت افتتاح صلوٰۃ کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں تھی۔

فقہ اور حدیث میں فرق:

حدیث کی کتابوں میں ہر زمانہ کی حدیثیں ہوتی ہیں اور فقہ والے صرف ایک کو لیتے ہیں جس پر عمل جاری رہا ہو احادیث کی کتب میں آپ کو بیت المقدس والی احادیث بھی ملیں گی اور بیت اللہ والی بھی، لیکن فقہ کی کتب تعلیم الاسلام سے لیکر شامی تک چلے جائیں ایک ہی بات ملے گی کہ نماز بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھنی ہے۔ حدیثیں علم میں اضافہ کے لئے ہیں عمل صرف ایک پر ہوگا۔

حدیثیں نماز میں باتیں کرنے کی بھی ملیں گی نہ کرنے کی بھی ملیں گی اور فقہ

میں ایک ہی بات ملے گی کہ بات نہیں کرنی۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا ہے لیتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون محدثین کے حوالہ نہیں کیا یہ تو غیر مقلدوں نے کیا ہے کہ محدثین سے نماز سیکھو اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں فقہاء کے سپرد کیا ہے کہ ان سے سیکھو اسی طرح احادیث میں حقہ کرنے کے واقعات بھی ملیں گے نہ کرنے کے بھی فقہ میں صرف ایک ہی ملے گا نہ کرنے کا۔

حدیث کی کتابوں کی مثال ڈاکٹری کتابوں کی طرح ہے کہ ایک کتاب میں بخار کے بیس نسخے ہوتے ہیں لیکن تجویز ڈاکٹر ہی کرے گا اگر خود کیا تو اپنا بخار بگاڑ لے گا یہ جو کہا جاتا ہے کہ بخاری احادیث کی سب سے بڑی کتاب ہے یہ بالکل ایسے ہے جیسے کوئی کہے یہ کتاب ڈاکٹری کی کتاب سب کی مانی ہوئی بڑی کتاب ہے ساری دنیا کے ڈاکٹر اسے اونچی کتاب کہتے ہیں لیکن پھر بھی وہ ڈاکٹر کے لئے ہے مریض کے لئے نہیں اور فقہ کی کتاب کی مثال نسخہ کی ہے اسی پر عمل کرنا ہوگا جیسے طبیب کے پاس جائیں وہ بخار دیکھے گا موسم کا حال دیکھے گا پھر نسخہ تجویز کرے گا پھر اسے ہی استعمال کرنا پڑے گا حدیث کی کتب میں تو ہر زمانہ کی حدیثیں ملیں گی اگر پہلے زمانہ کی حدیث کوئی نکال کر دکھا دے تو بیوقوفی ہے۔

واقعہ: حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر فرماتے ہیں کہ میں جتوئی کے علاقہ میں تقریر کر رہا تھا ایک آدمی بھاگا ہوا آیا مسلم شریف لے کر کہنے لگا کہ یہ پڑھ کر ترجمہ کریں، میں نے پڑھا اور کہا کہ اس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کی تھی جس کو تین صحابہؓ نے دیکھا تھا ایک بچے نے دو مسافروں نے، اب وہ باقی رہی یا نہیں رہی ان میں وہ ذکر نہیں۔

حدیث جابر بن سمرة:

میں نے مسلم شریف کا ص ۱۸۱ ج ا کھولا عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مالي اراكم رافعي ايديكم كانها

اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ کہ اکیلے نماز پڑھ رہے تھے (اس سے اگلی حدیث یہ ہے) عن جابر بن سمرۃ قال کنا اذا صلینا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قلنا السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ واشار بیدہ الی الجانبین یعنی جب سلام پھیرا ایک طرف سلام پھیرا، ایک ہاتھ سے اشارہ کیا پھر اسی طرح دوسرا۔

یہ دو حدیثیں ہیں پہلی حدیث رفع یدین پر پیش کرتے ہیں ملا علی قاری مکی نے دونوں حدیثیں پیش کی ہیں رفع یدین پر آپ پہلے دونوں پڑھ دیا کریں تا کہ لوگوں کو وہ دھوکہ نہ دے سکیں کہتے ہیں کہ پہلی مجمل ہے دوسری مفصل ہے پہلی میں رفع یدین ہے دوسری میں وہ کہتے ہیں یہ رفع یدین سلام والی ہے۔

پہلی میں رفع یدین ہے دوسری میں تو اشار بیدہ کا لفظ ہے رفع یدین کا ذکر نہیں ہے ہم دونوں حدیثوں کو مانتے ہیں کہ جس طرح سلام کے وقت اشارہ کرنا انسانوں کی حرکت نہیں جانوروں کی حرکت ہے اسی طرح نماز کے اندر رفع یدین کرنا یہ انسانوں کی حرکت نہیں جانوروں کی حرکت ہے۔ یہ عادت ہے مست اور شریر گھوڑوں کی، پروفیسر عبداللہ کہنے لگا پہلی حدیث میں رفع یدین ہے دوسری اس کی تفسیر ہے، میں نے کہا نہیں پہلے اکیلے نماز پڑھنے والے کی ہے دوسری میں باجماعت نماز پڑھ رہے تھے جیسے جب اکیلے سنتیں پڑھ رہے ہوں تو دوسروں کی نیت نہیں کرتے لیکن جب باجماعت پڑھیں گے پھر ہی دائیں بائیں جانب والوں کی نیت کریں گے جیسے ہی نماز سے باہر آئے ساتھ اشارہ بھی کر دیتے تا کہ پتہ چل جائے کہ سلام کر رہا ہے لیکن حضرت نے اشارہ کرنے سے روک دیا۔

سلام من وجہ نماز میں داخل ہے من وجہ خارج ہے جب اس حالت میں ایک ہاتھ سے اشارہ کرنا اور اس کو حرکت دینا جائز نہیں تو نماز کے اندر دونوں ہاتھوں کو اٹھانا اور رفع یدین کرنا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہونا چاہئے۔

پہلی حدیث تو صراحۃً دلالت کر رہی ہے کہ رفع یدین نہ کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کیوں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلا رہے ہو اسکنوا فی الصلوٰۃ نماز میں سکون سے کھڑے ہوا کرو۔

غیر مقلد کہتے ہیں کہ رکوع کا ذکر نہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم کونسا کہہ رہے ہیں کہ رکوع کی حالت میں سکون سے کھڑے ہوؤ بلکہ ہم کہتے ہیں پوری نماز میں سکون سے کھڑے ہوؤ فی الصلوۃ کسے کہتے ہیں خود پیغمبرؐ نے اشارہ فرمایا تحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم۔

پروفیسر عبداللہ کہنے لگا یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں، میں نے کہا کیوں کہتا ہے یہ تشبیہ ایک ہے میں نے کہا اسے تو بچہ بھی نہیں سمجھتا، میں کہتا ہوں کہ یہ ٹیوب دودھ کی طرح سفید ہے، یہ کاغذ دودھ کی طرح سفید ہے، یہ ٹوپی، وہ بلخ دودھ کی طرح سفید ہے تو کوئی بیوقوف یہ نہیں کہتا کہ کاغذ اور بلخ ایک چیز ہے ٹیوب اور دودھ ایک چیز ہے آخر میں کہتا ہے کہ آپ نے کبھی گھوڑے دیکھے ہیں، میں نے کہا میں تانگہ تو نہیں چلاتا البتہ کبھی کبھی سوار ہو جاتا ہوں کہنے لگا کہ گھوڑے یوں دم ہلاتے ہیں یعنی دائیں اور بائیں، میں نے کہا کہ دو طرح ہلاتے ہیں اگر جسم پر مکھی وغیرہ بیٹھی ہو تو یوں یعنی دائیں اور بائیں دُم ہلاتے ہیں اور اگر شریر ہوں بدمعاشی کریں تو یوں یعنی اُوپر نیچے ہلاتے ہیں، سامنے سے چار آدمی تانگے والے کھڑے ہو گئے کہنے لگے بالکل محمد امین صاحب نے بات صحیح کہی۔

پھر کہنے لگا جو آپ رفع یدین کرتے ہیں وہ گھوڑوں والی نہیں، میں نے کہا وہ نہیں دو وجہ سے (۱) وہ عبادت ہے اس کے ساتھ اللّٰہ اکبر ہے گھوڑے دُم ہلاتے وقت اللّٰہ اکبر نہیں کہتے (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ رفع یدین غیر متعارض ہے اُس کا استثناء ہو سکتا ہے اس کا نہیں ہو سکتا۔

پھر کہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح گھوڑے زیادہ یوں یوں کرتے ہیں اس طرح زیادہ نہیں کرنا چاہئے، میں نے کہا پھر سلام کے وقت بھی یہ

معنی کرلیں کہ زیادہ مرتبہ یوں یوں دائیں بائیں نہیں مارنے چاہئیں ایک دو دفعہ کوئی حرج نہیں جب آپ وہاں یہ معنی نہیں کرتے یہاں بھی نہیں کرسکتے گھوڑے کرتے رہیں ہم گھوڑوں کو نہیں روکتے لیکن انسان اسے چھوڑ دیں۔

خلاصہ یہ نکلا کہ زیادہ سے زیادہ کرنا ثابت ہوا رفع یدین باقی رہنا ثابت نہیں ہوا اگر استصحاب حال ہی لیں پھر بھی وہ قیاس ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ختم ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹ دیا کہ یہ شریر گھوڑوں کا کام ہے اسے چھوڑ دو تو امام محمدؒ کا مطالبہ کہ بدری صحابی انصاری صحابی کی رفع یدین پر حدیث پیش کرو اور راوی کا خود اس پر عمل بھی رہا ہو پورا نہیں کرسکے نہ ہی قیامت تک مطالبہ پورا کرسکیں گے انشاء اللہ۔

غیر مقلدین کا رفع یدین شیعوں والا رفع یدین ہے:

غیر مقلدین کا رفع یدین سب ائمہ کے مذہب کے خلاف ہے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں حالانکہ یہ غلط ہے ان کا مسلک ان کے ساتھ نہیں ملتا نہ حکم میں نہ ہی تعداد میں، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ یہ دونوں حضرات استحباب رفع یدین کے قائل ہیں وجوب کے نہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ یہ دونوں حضرات رفع یدین کو مکروہ کہتے ہیں، غیر مقلدین کے ہاں جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز ہوتی ہی نہیں، اس حکم میں نہ وہ امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں اور نہ ہی امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ بلکہ شیعوں کے ساتھ ہیں، شیعہ کہتے ہیں کہ رفع یدین ضروری ہے باقی رہی بات گنتی والی تو غیر مقلدین دس جگہ پر کرتے ہیں جبکہ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ صرف نو جگہ پر کرتے ہیں نہ ہی حکم میں ان سے ملتے ہیں اور نہ ہی گنتی میں، پس معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک چاروں اماموں کی نماز خلاف سنت ہے اور ان چاروں اماموں کے نزدیک غیر مقلدین کی نماز خلاف سنت ہے، یہ جو دعویٰ کرتے ہیں دو امام یا تین امام ہمارے ساتھ ہیں بالکل جھوٹ ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔

حدیث رفع یدین اذا قام من الرکعتین: (بخاری ص۱۰۲ ج۱)

غیر مقلدین دس جگہ پر رفع یدین ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث پیش کر سکتے ہیں اس میں تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر ہے، اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہے یہ حدیث متواتر تو کجا متفق علیہ بھی نہیں ہے امام مسلمؒ اس کو نہیں لائے، باقی صحاح ستہ والے نہیں لائے سوائے امام ابوداؤد کے اور انہوں نے بھی اس پر کافی حد تک جرح کر دی ہے، باقی رہی یہ بات کہ اس کی سند کا کیا حال ہے تو امام بخاریؒ اس کے پہلے راوی عیاش بن ولید کے بارے میں پریشان ہیں کہ وہ کون تھا، صحیح بخاری میں عیاش بن ولید لکھا ہے اور امام بخاریؒ کا رسالہ جزء رفع یدین اس میں عباس بن ولید لکھا ہے اور یہ مجہول ہے لہٰذا پہلا راوی ہی مشکوک ہے، دوسرا راوی ہے عبدالاعلیٰ جس کو یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ دایاں پاؤں کونسا ہے اور بایاں کونسا ہے چنانچہ میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ اس کا حافظہ ٹھیک نہیں تھا، تیسرا عبیداللہ ہے اس پر خود امام بخاریؒ کو شک ہے کہ یہ کون ہے عبیداللہ بن عمر بن حفص عبداللہ بن عمر یہ دو بھائی ہیں دونوں اپنے آپ کو عُمری کہلاتے ہیں عبیداللہ سُنی ہے عبداللہ شیعہ ہے یہاں تو عبیداللہ ہے لیکن جزء رفع یدین میں عبداللہ لکھا ہے لہٰذا یہ فیصلہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کونسا ہے، امام بخاریؒ کبھی کچھ لکھ دیتے ہیں اور کبھی کچھ، امام بخاریؒ کا دادا استاد ہے عبدالرزاق اس کی کتاب میں یہ حدیث آئی ہے اس میں عبداللہ ہی ہے جو کہ شیعہ ہے (ص ۶۲ ج ۲) خود اس میں اضطراب ہے باقی رہی یہ بات کہ سب سے زیادہ اونچی اور سنہری سند دنیا میں وہ کونسی ہے علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ سب سے اونچی سند ہے۔ مالک عن زہری عن سالم عن ابن عمرؓ لیکن امام بخاری فرماتے ہیں کہ سب سے اونچی سند ہے مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ اس لئے کہ پہلی میں راوی چار ہیں اور اس میں تین ہیں لہٰذا یہ عالی ہوئی یہ جو بخاری میں روایت ہے یہی روایت موطا امام مالک میں سند عالی کے ساتھ آئی ہے ص ۶۱ پر آئی ہے۔ مالک عن نافع ان

عبداللہ بن عمر کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذ رفع راسہ من الرکوع رفعھما دون ذلک (باب افتتاح الصلوٰۃ) یہ وہ سند ہے جو امام بخاری کے ہاں سب سے اونچی سند ہے۔ اس سند سے یہ حدیث موجود تھی لیکن امام بخاری صحیح بخاری میں اس سند کو چھوڑ رہے ہیں کیونکہ اس میں ہے حذو منکبیہ واذ رفع راسہ من الرکوع رفعھما دون ذلک یعنی پہلی تکبیر کے وقت تو کندھوں تک ہاتھ اٹھانا ہے اور رکوع سے اٹھتے وقت اس سے بھی نیچے چونکہ یہ بات امام بخاری کے مسلک کے خلاف تھی اس وجہ سے بخاری میں اسے نہیں لائے بخاری میں نہ حذو منکبیہ ہے اور نہ ہی دون ذلک ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ موطا میں اذا کبر للرکوع نہیں ہے بخاری میں ہوگئی ہے اور اذا قام من الرکعتین بھی موطا میں نہیں ہے موطا امام مالکؒ جو مدینہ میں لکھی گئی جو اعلیٰ ترین سند سے نقل کی اس میں رفع یدین چار رکعات میں پانچ مرتبہ بنتی ہے۔ ایک تحریمہ اور چار رکوع سے اٹھتے ہوئے۔ اور بخاری نے دو سے ضرب دے کر دس کرلی ہیں۔ مدینہ میں پانچ تھیں اور بخارا میں آ کر دس ہوگئیں مدینہ میں موقوف تھیں بخارا میں آ کر مرفوع بن گئیں۔ اب امام بخاری کو اس کا احساس تو ہے اس لئے اس کو سہارا دینے کیلئے آگے دو تعلیقات ذکر کی ہیں۔

تعلیق نمبر۱: رواہ حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ نہ ہی پوری سند ذکر کی ہے نہ ہی متن ذکر کیا ہے کیونکہ وہ متن امام بخاری کی تائید نہیں کرتا اس میں اذا قام من الرکعتین نہیں ہے تو کیسے تائید ہوگی خود امام بخاری نے پوری سند اور متن کے ساتھ جزء رفع یدین میں ذکر کیا ہے لیکن متن میں اذا قام من الرکعتین نہیں ہے، اس لئے امام طحاویؒ نے مشکل الآثار کی آٹھویں جلد میں رفع یدین پر بحث کی ہے چنانچہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جو امام بخاری نے جو دو تعلیقات ذکر کی ہیں یہ اس کی تائید نہیں کرتی لہٰذا یہ مغالطہ سے خالی نہیں (امام طحاوی نے تقریباً بیس سال کا

عرصہ امام بخاری کا پایا ہے)

تعلیق نمبر ۲: ورواه ابن طهمان والی یہ بھی نہ پوری سند ہے نہ متن بیان کیا صرف اشارہ کیا یہ پورا متن اور سند سنن کبریٰ بیہقی ص ۷۷ ج ۲ پر ہے وہاں بھی اذا قام من الرکعتین نہیں ہے اب باب قائم کرنا اذا قام من الرکعتین موقوف کو مرفوع بنانا پھر تعلیقات بیان کرنا ان سب کو ایک لفظ میں چھپادیا مختصراً میں، یہ تمام باتیں امام بخاری کی تائید نہیں کرتیں، نیز امام بخاری نے رسالہ جزء رفع یدین میں بارہ جگہ اسی روایت کو ذکر کیا گیارہ جگہ موقوف بیان کیا کہ یہ ابن عمر کا عمل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں اس حدیث کے مرفوع ہونے میں ہی شک تھا اسی وجہ سے اس پر مدینہ میں عمل نہیں تھا نہ صحابہؓ کے زمانے میں نہ تابعین وتبع تابعین کے زمانے میں، امام مالکؒ نے تو سالم سے اسے مرفوع نقل کیا ہے اور نافع سے موقوف اور امام محمدؒ نے بھی مؤطا امام محمد میں اسی طرح نقل کیا ہے اور آگے لکھ دیا ہے کہ اس پر کسی اور کا عمل تو کجا خود ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی عمل نہیں تھا، نیز جو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے اس میں بھی اذا قام من الرکعتین نہیں ہے جب صحابی ہی اس کو سنت نہیں سمجھتے تھے کسی اور کو کیا ضرورت۔

حدیث اذا قام من الرکعتین کے بارے میں امام ابوداؤد کا نظریہ:

ابوداؤد ص ۱۱۵ ج ۱ پر اسی روایت کو لائے ہیں بخاری میں پہلا راوی عیاش بن ولید تھا اس میں نصر بن علی ہے باقی روایت وہی ہے، آگے امام ابوداؤد فرماتے ہیں الصحیح قول ابن عمر ولیس بمرفوع آگے امام ابوداؤدؒ نے پوری اسانید اکٹھی کردی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں قال ابوداؤد وروی بقیة اوله عن عبیدالله واسنده ورواه الثقفی عن عبیدالله اوقفه علی ابن عمر وقال فیه واذا قام من الرکعتین یرفعهما الی ثدییه وهذا هوالصحیح قال ابوداؤد ورواه اللیث بن سعدومالک وایوب وابن جریج موقوفاً واسنده حماد بن سلمة وحده عن ایوب ولم یذکر ایوب ومالک الرفع اذا قام من السجدتین

وذکرہ اللیث فی حدیثہ قال ابن جریج فیہ قلت لنافع اکان ابن عمر یجعل الاولیٰ ارفعھن قالا لا سواءً قلت اشرلی فاشارالی الثدیین او اسفل من ذلک توامام ابوداؤدؒ نے بخاری شریف کی حدیث کے بارے میں واضح فیصلہ دے دیا کہ وہ موقوف ہے مرفوع نہیں ہے اس کے متن میں بہت زیادہ اضطراب ہے یہ بطور حجت کے پیش نہیں کی جاسکتی نیز گنتی تو اس میں بھی پوری نہیں ہے جوکہ ہمارا مطالبہ تھا پھر اس میں رفع یدیہ ماضی مطلق ہے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مقام بال قائماً سے بھی کم ہے کیونکہ بال قائماً صرف متفق علیہ ہی نہیں بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں موجود ہے اور یہ بخاری میں ہے ابوداؤد نے تردید کے لئے ذکر کی ہے باقی کسی نے بھی ذکر نہیں کی توہم اب پوچھتے ہیں کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں موقوف اور مرفوع ہونے میں یعنی بال قائماً اسے سنت مؤکدہ نہیں کہا جاتا اور جو موقوف ہے اسے سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے آخر بتلائیں کہ سنت مؤکدہ کی تعریف کیا ہے۔

مدینۃ المنورہ میں کوئی بھی رفع یدین نہیں کرتا تھا:

امام مالکؒ کا بیان ہے کہ وہ فرماتے ہیں لا اعرف احداً یرفع یدیہ بعد تکبیرۃ الافتتاح میں کسی کو نہیں جانتا کہ کوئی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتا ہو یہ بہت بڑی شہادت ہے امام مالکؒ تبع تابعین میں سے ہیں مدینۃ المنورہ وہ شہر ہے جہاں دنیا کے ہر ملک کے مسلمان روضۂ پاک کی زیارت کے لئے آتے تھے اب مدینہ میں بیٹھ کر کسی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھنا یہ نہیں کہ مدینہ والے نہیں کرتے تھے معلوم ہوا کہ اسوقت پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتی تھی۔

واقعہ: تونسہ سے آگے جگہ ہے ٹبی قیصرانی وہاں سے دو بزرگ ایک دفعہ ایک نوجوان کے ساتھ تشریف لائے کہنے لگے مولانا صاحب یہ لڑکا اہل حدیث ہوگیا ہمیں بہت تنگ کرتا ہے اسے سمجھائیں، میں نے کہا بیٹھو کہنے لگے ترمذی کھولو جی ترمذی، میں نے دے دی کہ یہ لو، نہیں آپ کھولیں آپ، میں نے کھول دی پڑھا یرفع یدیہ حذو منکبیہ

آگے پڑھو، میں نے کہا آگے ہے اذا رکع واذا رفع رأسه من الرکوع جب رکوع جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے آگے کوئی جزاء مذکور نہیں ہے کہاں رفع یدیه ہے میں نے کہا نہیں ادھر اُدھر دیکھے، کہنے لگا کہ ترمذی غلط چھپ گئی ہے میں نے غیر مقلدوں کی ترجمہ والی نکال کر رکھ دی کہ یہ آپ کی ہے کہنے لگا ہاں یہ ہماری صحیح ہے اس میں بھی رفع یدیه نہیں تھا اس کا مقصد تھا کہ میں آگے چودہ صحابہؓ کا نام پڑھواؤں گا لیکن کام تو تب بنے جب لفظ صراحۃً موجود ہو میں نے کہا پڑھواؤ مجھے ترمذی، کہنے لگا کہ کیا ہو گیا ہے میں نے کہا کچھ بھی نہیں، کیا یہاں کچھ محذوف نکالا جائے گا، میں نے کہا کہ نکالنا تو چاہئے لیکن اگر کہیں لکھا ہوا مل جائے پھر نکالنے کی ضرورت نہیں، میں نے کہا کہ امام بخاری کے دادا استاد ہیں امام عبداللہ بن زبیر الحمیدی انہوں نے مکہ میں بیٹھ کر یہ کتاب لکھی ہے یہی سند ہے ساری، وہاں ہے واذا رکع واذا رفع رأسه فلا یرفع اگر یہ نہ ہوتا پھر شاید ہم نکال لیتے، کہنے لگا یہ کتاب تو میں نے پہلے دیکھی نہیں، میں نے کہا کتابیں تو حنفیوں کو یاد ہوتی ہیں تم کو کیا معلوم کہ کونسی بات کہاں ہے اب خاموش بیٹھ گیا، میں نے کہا کچھ اور کہنا ہے کہنے لگا میری تیاری اتنی تھی، میں نے اس سے پوچھا تو نے ترمذی کا کیوں کہا کہ اسے کھولو، کہنے لگا کہ اس میں چودہ صحابہ ہیں اب آپ دیکھیں کہ کہیں اور بھی ترمذی میں چودہ ہیں یا نہیں باب الصلوۃ فی ثوب واحد نکالا ترمذی سے کہ حضرت نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی کان یصلی فی ثوب واحد وہاں بھی وفی الباب میں چودہ صحابہ ہیں اب جو غیر مقلد چار چار کپڑے پہن کر نماز پڑھتے ہیں ان کو چاہئے کہ ان کے کپڑے نماز میں اتارا کریں ایک رہنے دیا کبھی ٹوپی کبھی جراب رہ جائے تاکہ پتہ چلے کہ ثوب واحد ہے کبھی قمیص رہ جائے کبھی شلوار سر ننگے نماز پر یہی حدیث پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس میں سر ننگے کا لفظ نہیں ہے ثوب واحد ہے اس لئے غیر مقلد مرد ہو یا عورت اسے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنی چاہئے ثوب واحد والا واقعہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا حضرت ام ہانی کے گھر اور حالانکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تین کپڑے پہننے کی

تھی جو عادت ہو اسے عام طور پر بیان نہیں کیا جاتا جو کبھی کبھار پیش آئے اسے ہر کوئی بیان کرتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک مرتبہ چاند دو ٹکڑے ہوا، اسے ۲۵ صحابہ نے بیان کیا، باقی کبھی دو ٹکڑے نہیں ہوا لیکن کسی حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کیونکہ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تین کپڑے عادت تھی اس وجہ سے اسے بیان نہیں کیا گیا۔

اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ فعل کو بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ترک کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے عملی تواتر کافی ہوتا ہے یہی حال رفع یدین کا ہے، اسی طرح جوتے پہن کر نماز پڑھنا سندی تواتر ہے اور جوتے اتار کر نماز پڑھنا یہ عملی تواتر ہے جب ان دونوں میں تعارض ہو جائے تو عملی تواتر کو ترجیح ہوتی ہے۔

ترک رفع یدین کو عملی تواتر حاصل رہا ہے:

مؤطا امام محمدؒ میں حضرت وائل کی روایت موجود ہے ص۹۲ پر قال محمد اخبرنا یعقوب بن ابراھیم (یعقوب بن ابراہیم یہ قاضی ابو یوسفؒ کا نام ہے) اخبرنا حصین بن عبدالرحمٰن قال دخلت انا وعمرو بن مرة علی ابراھیم النخعی حصین کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ ابراہیم نخعی کے پاس گئے، قال عمرو حدثنی علقمة بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول اللہ ﷺ فراٰہ یرفع یدیه اذا کبرو اذا رکع واذا رفع علقمہ نے یہ حدیث ہمیں سنائی اپنے والد سے قال ابراھیم تابعیؒ کو سنا رہے ہیں قال ابراھیم ما ادری لعله لم یر النبی صلی اللہ علیه وسلم یصلی الا ذلک الیوم ایک ہی دن حضور کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہوگا کیونکہ حضرت وائل مسافر صحابہ میں سے ہیں وحفظ ھذا منه اسے انہوں نے یاد کرلیا کہ حضرت نے ایک دن رفع یدین کی تھی، ولم یاخذ ابن مسعود واصحابه ابن مسعودؓ اور اس کے ساتھیوں نے اسے محفوظ نہیں کیا، حالانکہ یہ حاضر باش صحابہ میں سے تھے کیونکہ یہ ایک آدھ مرتبہ کا فعل تھا، آگے ہے ماسمعت من احدمنهم انما کانوا یرفعون ایدیهم فی بدأ الصلوٰة حین یکبرون کانوں سے سنی جاتی ہے ماسمعته من احد منهم یعنی میں نے ابن مسعود اور ان کے ساتھیوں سے

کبھی بھی یہ حدیث سنی ہی نہیں، جو کہتے ہیں کہ رفع یدین کی حدیث متواتر ہے یہ اس کا رد ہو گیا رفع یدین کی حدیث کو متواتر کہنے والا دسویں صدی کا آدمی ہے علامہ سیوطی رفع یدین کی حدیث کو شاذ کہنے والا تابعیؒ ہے ابراہیم نخعی جن کی وفات ۹۶ھ میں ہے، علامہ سیوطی کی وفات ہے ۹۱۱ھ میں پہلی صدی جو کہ خیر القرون کا زمانہ ہے اس میں رفع یدین کی حدیث کا تواتر تو کجا سرے سے اس کا انکار تھا ماسمعته من احد منهم یہ تو کانوں والی بات ہوگئی، باقی آنکھوں سے کیا دیکھا انما کانوا یرفعون ایدیهم فی بدا الصلوٰة حین یکبرون. معلوم ہوا کہ عملی تواتر ترک رفع یدین کا تھا اس سے زیادہ واضح اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ دونوں آگئے ہیں، باقی غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہماری دلیل برفع یدین یہ متواتر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اصول یہ ہے کہ تواتر تو خیر القرون میں ہونا تھا بعد میں نہیں ہو سکتا، ہم اس کے ثبوت کے منکر نہیں ایک آدھ مرتبہ حضرت نے کی ہوگی لیکن جو عملی تواتر رہا ہے وہ ترک رفع یدین کا ہے، موطا امام محمدؒ اور طحاوی میں تو یہ ہے کہ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت وائلؓ نے ایک مرتبہ دیکھا ہے رفع یدین کرتے ہوئے تو ابن مسعودؓ نے پچاسیوں مرتبہ نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، ہم صرف بقاء کا انکار کرتے ہیں ثبوت کا نہیں اور یہ بڑے زور سے تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں انکار ہوا ہے رفع یدین کا۔ ابوداؤد اور موطا امام محمد سے خلاصہ کے طور پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ رفع یدین کا ثبوت تو ہے لیکن باقی نہیں رہا لہٰذا ترک رفع یدین پر عمل کرنا ہی سنت پر عمل کرنا ہوگا۔

جب دو قسم کی حدیثوں میں تعارض ہو جائے تو کس پر عمل کیا جائے گا، تو اس بارے میں امام ابوداؤدؒ ایک ضابطہ بیان فرمارہے ہیں ابوداؤد ص ۱۱۱ ج ۱ پر ہے واذا تنازع الخبران عن النبی ﷺ نظر الی ماعمل به اصحابه من بعده یعنی جب دو خبروں میں تنازع ہو جائے تو بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل کو دیکھا جائے گا کہ صحابہ کا عمل کس پر تھا یہ صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کا عمل ترک رفع یدین پر تھا اس ضابطہ کے مطابق بھی ترک رفع یدین پر عمل کرنا ہی سنت ہوگا جس پر صحابہ کا عمل نہیں وہ حدیث تو ہوگی لیکن سنت نہیں ہوگی جس پر صحابہ کا عمل ہوگا وہی سنت ہوگا۔

مکۃ المکرمہ میں ترک رفع یدین پر عمل تھا:

امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد ص ۱۱۵ ج ۱ پر روایت کی ہے عن میمون المکی انه رای عبدالله بن الزبیر وصلی بھم یشیر بکفیه ....الخ اس روایت کو نقل کرنے والے میمون ہیں جو مکہ میں رہنے والے ہیں یہ مکہ میں پیدا ہوئے یہیں پر بڑے ہوئے، ہوش سنبھالا وہ عبداللہ بن زبیر جو صحابی رسول ہیں ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ رفع یدین کر رہے ہیں، یہ دیکھ کر کہتے ہیں کہ فانطلقت الی ابن عباس کہ میں عبداللہ بن عباس کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا کہ کبھی پہلے کسی کو بھی ایسی نماز پڑھتے دیکھا ہی نہیں، کس شہر میں؟ مکہ میں، کس دور میں؟ صحابہ کے دور میں ابن عباس نے انکار نہیں کیا بلکہ کہا یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طریقہ تھا، یہ بھی نہیں کہا کہ میں بھی کرتا ہوں نہ ہی اس کے سالبہ کلیہ کی تردید کر رہے ہیں، معلوم ہوا کہ مکہ میں عملی تواتر ترک رفع یدین کا تھا، نیز دنیا بھر سے لوگ مکۃ المکرمہ میں آتے رہتے تھے پھر میمون مکی کا ابن زبیر کے علاوہ کسی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھنا یہ دلیل ہے کہ دنیا میں کہیں بھی رفع یدین نہیں ہوتا تھا، باقی رہی یہ بات کہ ابن زبیرؓ نے کیوں کی، ابن عمر نے کیوں کی اور ابن عباس نے ایسا کیوں فرمایا وہ اس لئے کہ یہ تینوں صغار صحابہ میں سے ہیں اور چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ پچھلی باتوں کو بھی کریدتے رہتے ہیں کہ پہلے کیا ہوتا تھا اگر کہیں عمل نظر نہ آئے تو ایک آدھ مرتبہ کر بھی لینا جیسے بخاری شریف میں ہے کہ ابن عمر نے اونٹنی بٹھا کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کیا کیونکہ سنا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کیا تھا حالانکہ ابن عمر کے نزدیک یہ سنت نہیں تھا۔ اسی طرح مسند امام احمد ص ۱۴۵ ج ۲ پر روایت ہے عبداللہ ابن عمر نے ایک دفعہ رفع یدین کی تو سالم جو بیٹا ہے ابن عمر کا پوچھا اباجی یہ کیا کر رہے ہو معلوم ہوا کہ ابن عمر کی عادت نہیں تھی ایک آدھ مرتبہ کی تھی نیز مسند احمد ص ۴۵ پر ہے جب ابن عمر نے رفع یدین کی تو محارب بن دثار قاضی کوفہ اس نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو ابن عمر نے ایک دفعہ رفع یدین کی گلے دو پڑ گئے اب جو صحابہ کے دور کا

قاضی ہے وہ ان پڑھ تو نہیں ہوگا معلوم ہوا اس زمانہ میں رفع یدین نہیں تھا۔

اسی طرح ابوداؤد ص ۲۵ ج ۱ پر ہے طاؤس یمنی نے مسجد خیف میں آ کر رفع یدین کیا مکہ والوں نے اسے اوپرا سمجھا تو گویا کہ مکہ والوں کے لئے رفع یدین والی نماز مکہ والوں کے لئے ہی اوپری نماز تھی معلوم ہوا کہ مکہ والے رفع یدین نہیں کرتے تھے صرف یمن کا عبداللہ بن طاؤس رفع یدین کر رہا ہے باہر سے آنے والوں میں سے کوئی اور نہیں کر رہا ہم ثبوت کا انکار نہیں کرتے ثبوت تو ہے، جھگڑا یہ ہے کہ باقی رہی یا نہیں نہ مکہ میں باقی رہی میمون مکی کہہ رہا ہے نہ مدینہ میں رہی۔ امام مالکؒ کہہ رہے ہیں نہ کوفہ میں رہی، ابراہیم نخعی پورے زور سے رد کر رہے ہیں، البتہ بصرہ میں حسن بصری فرما رہے ہیں فعلہ من فعلہ وترکہ من ترکہٗ کچھ کرنے والے بھی ہیں کچھ چھوڑنے والے بھی ہیں۔ جو کرنے والے ہیں وہ رکوع اور سجدہ دونوں میں کرتے ہیں اور جو چھوڑنے والے ہیں وہ رکوع اور سجدہ دونوں میں چھوڑنے والے ہیں لہٰذا غیر مقلدین والی رفع یدین نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ کوفہ و بصرہ میں یہ ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ کے کھوٹے سکے ہیں، خیر القرون میں ان کو تلاش کرنا ممکن نہیں اس زمانہ میں یہ کھوٹے سکے نہیں ہوتے تھے۔

ثبوت رفع یدین عند القنوت فی الوتر و فی صلوٰۃ العیدین:

ابوداؤد ص ۱۱۱ ج ۱ پر امام ابوداؤد ایک روایت لائے ہیں و یرفعھا فی کل تکبیرۃ یکبرھا قبل الرکوع حتی تنقضی صلوتہ یہ حدیث ہے وتروں میں قنوت کے وقت رفع یدین کرنے پر دلیل کہ رکوع سے پہلے تکبیر کہتے ہیں اسی طرح عیدین میں بھی تکبیرات رکوع سے پہلے کہتے ہیں اور حدیث میں بھی قبل الرکوع کا ذکر ہے اس حدیث سے ہماری ساری رفع یدین ثابت ہو رہی ہیں جو رکوع کے بعد قنوت پڑھے گا وہ اس میں نہیں آئے گا ہم رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے ہیں اور تکبیر رکوع سے پہلے کہتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں جو تکبیر رکوع سے پہلے ثابت ہو جائے اس کے ساتھ رفع یدین ثابت ہو جائے گا جس کی بات غیر مقلد کرتے ہیں وہ تو رکوع والی ہے نہ رکوع سے پہلے کیونکہ اس تکبیر کا نام ہی تکبیر انتقال ہے کھڑے ہوئے شروع کر کے جھکتے ہوئے کہتے چلے جاتا ہے

ہماری تمام رفع یدین صحاح ستہ سے ثابت ہو گئیں تحریمہ والی، وتر والی، اور عیدین والی۔ غیر مقلدوں کے پاس تو کچھ بھی نہیں لیکن دھوکہ دینے میں مرزا قادیانی کے بھی استاد ہیں، ہم نے شافعیوں اور حنبلیوں کی کتابوں سے اپنا مسلک ثابت کیا یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے غیر مقلد حنفیوں کی کتابوں سے اپنا کوئی مسئلہ ثابت کر کے دکھائیں؟

رفع یدین کرنے والے کو ڈانٹنا سنت نبویؐ ہے:

قولی حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ رفع یدین نہ کرو

ص ۱۵۰ ج ۱، ابوداؤد عن جابر بن سمرۃ قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس رافعوا ایدیھم قال زھیر اراہ قال فی الصلوۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کچھ لوگ فرضوں سے پہلے سنتیں وغیرہ پڑھ رہے ہوتے اور وہ فی الصلوۃ رفع یدین کر رہے تھے تو اس رفع یدین کے بارے میں فرمایا کہ یہ مست گھوڑوں کی دموں کی طرح حرکت کر رہے ہیں یہ قول بھی ہے تقریر بھی ہے آپ یہ رفع یدین دیکھ نہیں سکے اور ان کو انسانوں سے بھی خارج کر دیا شدید گھوڑوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ڈانٹ بھی کی ہے ڈانٹ بھی شدید، چنانچہ فرمایا مالی اراکم رافعی ایدیکم مالی کا لفظ ڈانٹنے کے لئے آتا ہے جیسے مالی لا اری الھدھد تو سلیمان علیہ السلام راضی ہیں یا ناراض؟ صاف ظاہر ہے کہ ناراض، سلیمان علیہ السلام ناراض ہیں ہدہد پر اور حضورؐ ناراض ہیں رفع یدین کرنے والے پر ان کو ڈانٹ رہے ہیں اس سے معلوم ہوا رفع یدین کرنے والے کو ڈانٹنا نبی کی سنت ہے معلوم ہوا رفع یدین فی الصلوۃ جو گھوڑوں کی دموں والی ہو خلاف سنت ہے کیونکہ گھوڑے اللہ اکبر کہہ کر دُمیں نہیں مارتے ہماری رفع یدین تکبیر کے بغیر کوئی نہیں، باقی تحریمہ والی اس میں داخل ہے کیونکہ وہ شرط ہے تحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بخاری مقلد اور غیر مقلد کی نظر میں

خطاب بمقام: جامعہ خیر المدارس ملتان

الحمد لله و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. امابعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

اس سے قبل میں نے بخاری کی رفع کی پہلی حدیث کے دو جملوں کے بارے میں عرض کر دیا تھا، اس کے آخر میں ہے **وکان لایفعل ذلک فی السجود**، تکبیر تحریمہ والی رفع الیدین غیر متعارض ہے لیکن رکوع والی متعارض ہیں کیونکہ کرنے والی بھی ہیں اور نہ کرنے والی بھی۔

سجدوں کی رفع یدین کا ثبوت:

اس طرح یہ جملہ بھی متعارض ہے کیونکہ دس صحابہ کرامؓ سے رسول اکرم ﷺ کا سجدوں میں رفع الیدین کرنا ثابت ہے خود البانی نے اپنی کتاب **صفۃ صلوۃ النبی** میں ان دس صحابہؓ کا نام بھی لیا ہے اور یہ بھی کہ حضور ﷺ سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

سجدوں کی رفع کی ممانعت:

لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدوں میں رفع الیدین نہ کرنا صرف حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے، اور کسی سے نہیں اور ابن عمرؓ کی بھی صرف روایتوں میں جن کی سند میں زہری ہے دوسری سندوں میں نہیں۔ اگرچہ پوری امت کا عمل اس کے ترک پر ہے، صحیح

بخاری کے بارے میں ایک بات عرض کیا کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہاں انہوں نے جزء رفع الیدین ترجمے والے رسالے تقسیم کئے نوجوانوں کو خراب کرنے کے لئے، جب مجھے پتہ چلا تو میں نے دو تین لڑکوں سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان رسالوں میں اگر بخاری کے خلاف کوئی بات لکھی ہوئی ہو تو پھر بخاری کو ماننا چاہیے یا ان رسالوں کو، اس طرح اگر بخاری کی متفق علیہ روایات کے جو خلاف ہو ان کو ماننا چاہئے یا اس رسالہ کو، وہ کہنے لگے بخاری کی متفق علیہ روایت کے خلاف کرنا تو بے دینی ہے، میں نے کہا ان سے یہی بات لکھوا کر لاؤ، وہ دن کے بعد آئے کہ وہ لکھ کر تو نہیں دیتے لیکن زبان سے کہتے ہیں کہ یہ بے دینی ہے، اور ساتھ شور مچاتے ہیں کہ بتاؤ وہ کون ہے جو بخاری مسلم کی متفق حدیث کے خلاف کرتا ہے۔

مخالف اول امام بخاریؒ:

میں نے کہا وہ خود امام بخاریؒ ہے بخاری مسلم کی متفق علیہ روایت میں ہے و کان لایفعل ذلک فی السجود۔ اور جزء رفع الیدین میں بخاری خود عبدالرحمٰن بن مہدی سے نقل کرتے ہیں کہ سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرنا سنت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بخاری و مسلم وہ روایات جمع کرتے ہیں جن میں خلاف سنت نماز کا ذکر ہو۔ اور جو نماز موافق سنت ہے اس کی روایات بخاری و مسلم میں نہیں ہیں۔

جب انہوں نے جا کر بتلایا پھر منتیں کرتے پھرتے تھے کہ یہ رسالہ واپس کر دو یہ غلط چھپ گیا ہے۔

علامہ کشمیری کی بات کی وضاحت:

یہاں ایک بات سمجھیں جس کو یہ بہت اچھالا کرتے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کی روایات سنداً بھی متواتر ہیں اور عملاً بھی متواتر ہیں اور ترک رفع الیدین کی روایات صرف عملاً متواتر ہیں۔ اس کے بعد جو بات انہوں نے فرمائی وہ یہ ہے کہ سندی تواتر عملی تواتر کے مقابلہ میں کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ قرآن پاک کی آیات سنداً متواتر نہیں ہیں بلکہ تلاوۃً متواتر ہیں۔ اس لیے کبھی کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ

آیات کا سندی تواتر نہیں ہے اس سے ان کا درجہ بخاری ومسلم کی روایات سے کم ہے۔ دوسرا انہوں نے یہ فرمایا روایت اکثر فعل کی ہوتی ہے ترک کی روایت بہت کم ہوتی ہے، اگر کوئی کام کرے تو اس کی روایت ہوگی کہ فلاں نے فلاں کام کیا اور اگر کوئی کسی کام کو ترک کر دے تو اس کی روایت نہیں چلتی۔

مثال نمبر ا:

صدر نے اگر آج ملتان آنا ہو تو سب اخباروں میں ہوگا کہ صدر پاکستان آج ملتان آرہے ہیں لیکن اگر آج صدر نے ملتان نہ آنا ہو تو کسی اخبار میں یہ نہیں ہوگا کہ صدر آج ملتان نہیں آرہے۔

مثال نمبر ۲:

کیونکہ رفع الیدین کرنا ایک فعل ہے اس لئے اس کی روایات زیادہ ہوں گی اور ترک فعل نہیں ہے اس لئے اس کی کم ہوں گی۔

مثال نمبر ۳:

جس طرح ساری امت جانتی ہے کہ سجدوں کی رفع الیدین حضرت کا ایک آدھ دفعہ کا معمول ہے لیکن ان کا کرنا چونکہ فعل ہے اس لئے وہ دس صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور ترک صرف ایک صحابی سے مروی ہے۔

غیر مقلدین کا دھوکہ:

غیر مقلدین دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ رفع الیدین کرنے کی روایات زیادہ ہیں اور نہ کرنے کی کم ہیں، کیونکہ وہ فعل رفع الیدین کے قائل ہیں اس لئے اس کی سندیں زیادہ ہونی چاہئیں، اور جو زیادہ ہوں گی وہ متواتر کہلائیں گی۔ (لیکن اب الحمدللہ وہ یہ دھوکہ نہیں دے سکتے اس لئے کہ جو روایات انہوں نے جمع کی ہیں جن میں اقوال صحابہ واقوال تابعین بھی ہیں وہ تقریباً چار صد پچاس ہیں اس کے بالمقابل برادر مکرم بھائی عبدالغفار صاحب

نے ترک رفع الیدین کی روایات تقریباً ایک ہزار جمع کر لی ہیں جو عنقریب طبع ہو کر منظر عام پر آ جائیں گی) اول تو یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ امام زہری کے دو شاگرد تھے امام سفیانؒ مکہ والے اور امام مالکؒ مدینہ والے اب سفیانؒ کے ۳۳ شاگرد ہیں، اور امام مالکؒ کے ۲۲ شاگرد ہیں۔ (اس کو مشہور تو کہا جا سکتا ہے کہ طبقہ ثانیہ میں آ گئی ہے، متواتر نہیں کہہ سکتے) بہرحال وہ کچھ بھی کہیں عملی تواتر کے مقابلہ میں سندی تواتر کی کوئی حیثیت نہیں، سجدوں میں یہ دعویٰ کیوں نہیں کرتے کہ یہاں بھی رفع الیدین کرنی چاہئے کیونکہ اس کے راوی زیادہ ہیں اور نہ کرنے کے کم ہیں، بخاری شریف کی اس حدیث پر میں نے الگ الگ بات عرض کر دی ہے۔

امام محمدؒ کا چیلنج:

امام محمدؒ جو امام بخاریؒ کے دادا استاذ ہیں انہوں نے رفع الیدین کے قائلین سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے قریب نماز میں الوالنہی اولوالاحلام کھڑے ہوں، امام طحاویؒ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ مہاجرین اور انصار قریب کھڑے ہوں۔ ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد یہی کہا ہے کہ مہاجرین اور انصار کھڑے ہوں، امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں اہل بدر کا مقام بلند ہے، اسلئے کوئی ہمیں اہل بدر مہاجرین سے یہ حدیث دکھائے رفع الیدین کی پھر اس پر عمل بھی جاری رہا ہو یعنی وہ راوی خود بھی رفع الیدین کرتا رہا ہو، فرماتے ہیں قیامت تک پیش نہیں کر سکتے، چنانچہ امام محمدؒ کا چیلنج آج تک ان لوگوں پر قرض ہے۔

بخاری میں رفع الیدین کی صرف دو روایتیں ہیں:

اب چونکہ سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری سمجھی جاتی ہے، ں میں صرف دو حدیثیں لائے پہلی ایک بچہ، ایک مسافر کی ان دونوں میں ایک بھی بدری نہیں ہے اور مہاجر بھی نہیں ہے، حضرت ابن عمرؓ خود فرماتے ہیں انا اصغر القوم، سب سے چھوٹا میں تھا، خود

بخاری میں تصریح ہے کہ دس صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کونسا درخت ہے جو انسان کے مشابہ ہے، فرماتے ہیں میرے دل میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے خاموش رہا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ بھی فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کی حدیثوں کے راوی یا تو مسافر ہیں یا اصاغر صحابہ ہیں، مسافر کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو دیکھ کر چلے گئے بعد میں کیا ہوا ان کو کچھ پتہ نہیں، چھوٹوں کا ہمیشہ یہ شوق ہوتا ہے کہ وہ بڑے لوگوں سے پہلے زمانہ کی باتیں بھی پوچھتے ہیں کہ پہلے کیا ہوتا تھا پھر کیا ہوتا رہا، ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ، ابن عباسؓ اکثر پرانے زمانہ کی روایات انہی سے مروی ہیں، کیونکہ یہ کریدتے رہتے تھے اور ان کا اپنا عمل بھی یہی تھا کہ اگر کوئی پہلے زمانہ کی روایت مل جاتی تو ایک آدھ دفعہ اس پر بھی عمل کر لیا کرتے تھے، اگرچہ یہ اس زمانہ میں نہیں تھے لیکن اس پر عمل کر لیتے تھے۔

مثال: مثلاً حضرت ابن عمرؓ نے یہ روایت سنی کہ حضور پاک ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب فرمایا تھا، انہوں نے بھی ایک دفعہ اونٹنی قبلہ کی رخ پر بٹھائی پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کیا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس فعل کو سنت سمجھتے تھے، رفع الیدین کے بارے میں بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جب یہ حدیث سنی تو ایک آدھ دفعہ رفع الیدین کیا۔ مسند احمد ج ۲ ص ۱۴۳ پر ہے جب ابن عمرؓ نے رفع الیدین کیا تو محارب بن دثار نے ان پر اعتراض کیا ماھذا؟ یہ کیا ہے؟ یہی روایت ابن ابی شیبہ جلد اول میں اور جزء رفع الیدین بخاری میں بھی ہے، بعض الفاظ کا بگاڑ ہے وہاں، دوسرے یہ ہے کہ سالمؒ جو ابن عمرؓ کے بیٹے ہیں انہوں نے بھی یہ اعتراض کیا ماھذا؟ یہ کیا چیز ہے؟۔

دیکھیں آپ وضو میں کلی کریں کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرے گا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ ناک میں پانی ڈالیں کوئی نہیں کہے گا کہ آپ کیا کر رہے ہیں ہاں اگر آپ کوئی ایسا کام کریں جو لوگ پہلے سے وہاں نہیں کر رہے پھر اعتراض ہوگا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

محارب کا سوال:

محارب بن دثار صحابہ کے زمانہ میں قاضی تھے اور عالم تھے ان کو اس کا پتہ بھی نہیں تھا کہ کہیں رفع الیدین بھی کی جاتی ہے یا نہیں، ورنہ وہ اعتراض نہ کرتے۔

سالم کا سوال:

اس سے بھی زیادہ سخت سوال سالم کا ہے جو ابن عمرؓ کے بیٹے ہیں، معلوم ہوا کہ سالمؒ نے بھی اس سے قبل اپنے والد صاحب کو کبھی رفع الیدین کرتے نہ دیکھا تھا اس لیے آج پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حدیث سنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ کل کی نشست میں عرض کیا تھا کہ اس سند کے راوی زہری، سالم، ابن عمر، یہ تینوں مدنی روای ہیں۔ لیکن مدینہ میں نہ دور صحابہؓ میں کوئی رفع الیدین سے واقف تھا اور نہ کوئی دور تابعین میں۔ اور نہ کوئی دور تبع تابعین میں۔

اس لئے کہ امام مالکؒ تبع تابعی ہیں اور زہری اور سالم تابعی ہیں انہوں نے صحابہ کرام کو دیکھا، مدینہ میں عملی تواتر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک رفع الیدین کا ہی رہا۔

امام بخاریؒ جواب نہ دے سکے:

امام بخاریؒ کے سامنے امام محمدؒ کا چیلنج موجود ہے اس کو وہ اپنے رسالہ جزء رفع الیدین میں نقل بھی کررہے ہیں لیکن اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

بخاری کی دوسری روایت:

دوسری روایت جو بخاری میں ہے وہ مالک بن حویرثؓ کی ہے، جو مسافر تھے خود بخاری ص ۸۷ پر ہے کہ وہ حضور ﷺ کے پاس صرف بیس دن رہے۔ نہ اس سے پہلے کبھی آئے اور نہ اس کے بعد کبھی تشریف لائے، اس کا مطلب یہ نکلا کہ جو لوگ ساری عمر حضرت کے پاس رہے وہ نماز نہ سیکھ سکے اور جو صرف بیس دن رہا اس نے نماز سیکھ لی، پھر نسائی شریف میں اسی مالک بن حویرثؓ کی روایت ہے کہ حضرت سجدہ کو جاتے ہوئے اور سجدہ سے

اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرتے تھے، اگر مالک بن حویرثؓ کی روایت کو مانا جائے تو غیر مقلدین ہر رکعت میں چار سنتوں کے تارک ہیں، کیونکہ ہر رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں تو چار رفع الیدین کے یہ تارک ہو گئے، پھر مالک بن حویرثؓ سے کسی کتاب میں کسی سند کے ساتھ دو رکعت کے بعد کھڑے ہو کر رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایک سنت بھی ترک ہو جائے تو نماز خلاف سنت ہو جایا کرتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے ہاں بھی مالک بن حویرثؓ کی روایت بھی خلاف سنت نماز کی ہے سنت کے مطابق نماز کی نہیں ہے۔

حضرت مالک بن حویرثؓ کے دو شاگرد ہیں ایک ابوقلابہ جو بخاری مسلم میں ہیں دوسرے ابونصر بن عاصم یہ دونوں خارجی ہیں، ابوقلابہ کے بارے میں ہے فیہ نصب، اس میں ناصبیت پائی جاتی ہے کہ یہ حضرت علیؓ کے ایمان میں شک کرتا تھا، اور نصر بن عاصم کے بارے میں ہے کہ یہ خارجی ہے۔

عجیب بات:

حضرت مالک بن حویرثؓ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور بصرہ سنیوں سے بھرا ہوا ہے لیکن یہ عجیب رفع الیدین سنت ہے کہ پورے بصرہ میں سے کوئی سنی اس کو نقل نہیں کرتا بلکہ صرف دو خارجی اس کو نقل کرتے ہیں۔

دھوکہ:

اس روایت میں ایک بڑا دھوکہ دیا جاتا ہے چنانچہ سرائے سدھو کے مناظرہ میں پروفیسر عبداللہ نے جب یہ روایت پیش کی اور کہنے لگا یہ قولی روایت ہے کیونکہ جب اس نے حضرت کو رفع الیدین کرتے دیکھا تو حضرت نے ساتھ یہ بھی فرمایا صلوا کمار أیتمونی اصلی۔ ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھا، اور حکم بھی دیا کہ گھر جا کر لوگوں کو ایسی ہی نماز سکھانا جیسے مجھے پڑھتے دیکھا۔

ابوقلابہ کے دو شاگرد ہیں ایک ایوب سختیانی دوسرے خالد الحذاء ہے۔ خالد الحذاء

کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ بصرہ آیا تو اس کا دماغ ٹھیک نہیں تھا، حافظہ ختم ہو چکا تھا، باقی ایوب سختیانی ثقہ راوی ہے اس کی روایت میں رفع الیدین کا نام ونشان تک نہیں ہے، خالد الحذاء کا کیونکہ حافظہ ٹھیک نہیں تھا اس لیے کئی قسم کی باتیں کہتا ہے، کبھی کہتا ہے کہ ابوقلابہ نے رفع الیدین کی تھی، کبھی کہتا ہے مالک بن حویرثؓ نے کی تھی، کبھی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی لیکن کبھی وہ بھی رفع الیدین کا ذکر نہیں کرتا چنانچہ بخاری ج۱ ص ۱۱۳ پر ہشیم جو خالد کا شاگرد ہے وہ اس کو بیان نہیں کرتا، ابن علیہ کہتا ہے کہ یہ ابوقلابہ کا فعل تھا، اور خالد معمر کہتا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تھا، اس لیے خود اس کی روایت میں اضطراب ہے، یہ جملہ صلوا کما رایتمونی اصلی ایوب کی روایت میں ہے جس میں رفع الیدین کا ذکر ہی نہیں، لیکن غیر مقلدین اس جملہ کو وہاں سے اٹھاتے ہیں اور خالد کی روایت کے ساتھ جوڑ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، جب پروفیسر عبداللہ نے مناظرہ میں مجھے یہ کہا اور میں نے یہ وضاحت کی اور کہا تم بہت بڑے دھوکہ باز ہو یہ جملہ خالد کی روایت میں جس میں رفع الیدین کا ذکر ہے تم دنیا کی کسی کتاب میں دکھا دو۔

پھر میں نے کہا حضرت نے فرمایا تھا کہ گھر جا کر نماز سکھانا اور جو نماز انہوں نے گھر جا کر سکھائی بخاری ص ۱۱۴ پر موجود ہے اس میں رفع الیدین کا نام ونشان تک نہیں اگر ہے تو دنیا کی کسی کتاب میں مجھے دکھاؤ، اس سے پتہ چلا رفع الیدین کی روایت انہوں نے سنی ہے عمل نہیں کیا، کیونکہ آگے پہنچ کر جب انہوں نے نماز سکھائی تو انہوں نے رفع الیدین نہیں بتلائی۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے صرف دو صحابہ سے روایت نقل کی ہے ایک مسافر سے، ایک بچے سے، امام محمدؒ کا مطالبہ اس طرح باقی ہے جو ان کے سر پر ابھی تک قرض ہے، جو ابھی تک یہ پورا نہیں کر سکے، اس کے بعد امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے اذا قام من الرکعتین دو رکعت سے کھڑے ہو کر رفع الیدین کا بیان، یہ وہ رفع الدین ہے جو چاروں ائمہ کے ہاں متروک ہے نہ امام شافعیؒ اس کے قائل ہیں، نہ امام مالکؒ نہ امام ابوحنیفہؒ

اور نہ امام احمد بن حنبلؒ، میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی حدیث کو صحیح کہا ہے اور نہ ضعیف، لیکن اگر کوئی حدیث ایسی مل جائے جس پر چاروں ائمہ کرام کا عمل ہو تو وہ بالا جماع قابل عمل ہوگی، اور جو روایت چاروں کے ہاں متروک ہو وہ بالا جماع نا قابل عمل ہوگی، بخاری کی یہ روایت بالا جماع متروک العمل ہے کسی نے اس پر عمل نہیں کیا آج کل شافعیوں نے اس رفع الیدین کو شروع کیا ہے لیکن امام شافعیؒ کے متون میں قطعاً اس کا کہیں ذکر نہیں، بلکہ صراحت فرمائی ہے کہ اذا قام من الرکعتین کی رفع الیدین درست نہیں۔

سوچنے کی بات:

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ سنہری سند عن مالکؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ ہے اب یہ روایت اسی سند کے ساتھ مؤطا میں موجود ہے نافعؒ عن ابن عمرؓ، پہلی بات یہ ہے کہ وہاں وہ ابن عمر کا فعل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے دوسرے اس میں صرف پانچ جگہ رفع الیدین کا ذکر ہے ایک تحریمہ میں اور چار جگہ رکوع سے اٹھتے وقت، تیسری بات وہاں یہ ہے کہ پہلی رفع الیدین میں انہوں نے ہاتھ کندھوں تک اٹھائے اور باقی چار رفع الیدین میں دون ذلک کندھوں سے بھی نیچے رکھے، اب غور کریں مدینہ منورہ کی کتاب مؤطا امام مالک میں رفع الیدین پانچ جگہ ہے اور بخارا (جو روس کے علاقہ میں ہے) کی کتاب میں رفع الیدین دس جگہ ہوگئی، اس کو ضرب دے دی گئی ہے۔ ۵ × ۲ = ۱۰ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ روایت بالمعنی ہے پانچ کا معنی دس کر دیا گیا ہے، مدینہ کی کتاب میں یہ فعل صحابیؓ ہے اور بخارا میں آ کر یہ حدیث رسولؐ بن گئی ہے، مدینہ کی کتاب میں ہاتھ کے رفع میں دون ذلک کا ذکر تھا چونکہ یہ الفاظ امام بخاریؒ کے خلاف تھے وہ کندھوں سے نیچے تک ہاتھ اٹھانے کے قائل نہیں ہیں اس لیے سرے سے اس کا ذکر ہی بخاری میں نہیں کیا بلکہ بالکل ترک کر دیا۔

پھر صحاح ستہ میں سے امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے

فرماتے ہیں لیس بمعوطوع یہ مرفوع ہے ہی نہیں، فرماتے ہیں اتنے راویوں نے اس کو مرفوع نقل کیا اور اتنوں نے موقوف نقل کیا، اور اتنے قام من الرکعتین نقل کرتے ہیں اور اتنے نہیں کرتے، اتنوں نے ہاتھ کندھوں تک بیان کئے ہیں اور اتنوں نے کندھوں سے نیچے تک بیان کئے، اس لئے فرمایا کہ یہ مرفوع ہے ہی نہیں امام بخاریؒ نے پھر یہاں لاٹھیاں کھڑی کی ہیں تا کہ ان احادیث کو کوئی سہارا مل جائے، لیکن دونوں لاٹھیاں بالکل بے کار ثابت ہوئیں۔

ایک تعلیق تو حماد بن سلمہ والی ہے اور دوسری ابن طہمان والی ہے، ان دونوں میں سرے سے اذا قام من الرکعتین کا ذکر ہی نہیں، خود امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین میں اس کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ آٹھ راوی اس کو ابن عمرؓ سے موقوف نقل کرتے ہیں اور ایک دو راوی اس کو مرفوع نقل کرتے ہیں اور وہ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع الیدین کرتے تھے، اس لیے غیر مقلدین کی رفع الیدین نہ نفیاً پوری بنتی ہے اور نہ اثباتاً پوری بنتی ہے وہ صرف شور مچاتے ہیں۔

امام بخاریؒ کے بارہ میں امام طحاویؒ نے مشکل الآثار میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے جو دو تعلیقات نقل کی ہیں ان سے اذا قام من الرکعتین والی روایت کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان دونوں میں اس کا کہیں ذکر ہی نہیں، بلکہ اس سے زیادہ نا کام کوشش یہ کی کہ رواہ مختصراً کہہ کر اس بات کو بھی چھپایا تا کہ لوگوں کو پتہ نہ چل جائے کہ یہ روایات تائید میں پیش کرنے کے قابل نہیں تھیں، کیونکہ اس تعلیق کو وہ اذا قام من الرکعتین کے بعد لائے ہیں جس سے مقصود اسی کی تقویت تھی، فرمایا یہ امام بخاریؒ کی شان کے لائق نہیں تھا۔

دوسری بات:

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم ان سب کو صحیح بھی مان لیں تو زیادہ سے زیادہ آپ ﷺ کا ایک آدھ دفعہ رفع الیدین کرنا ثابت ہوگا، کیونکہ یہ قضیہ مہملہ ہے، اب اس کے بعد

آپ ﷺ رفع الیدین کرتے رہے یا چھوڑ دی اس سے یہ احادیث بالکل خاموش ہیں۔

ایک مناظرہ:

ایک مناظرہ میں جب انہوں نے یہ روایات پیش کیں تو میں نے کہا اس سے اثبات مقصود ہے تو ہم بالکل مانتے ہیں لیکن اگر بقاء اور دوام کی بات ہے تو اس کا کہیں تذکرہ نہیں، جیسے ہم موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کرتے، ہم بقاء اور دوام کے منکر ہیں وہ یہاں ہے نہیں اگر ہے تو دکھاؤ، کہنے لگا اس میں یہ بھی تو نہیں ہے کہ باقی نہیں رہا، میں نے کہا یہ تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا کہ یہ ترک سے خاموش ہے۔

زیادہ سے زیادہ قیاس کی سب سے گھٹیا قسم استصحاب حال۔ کہ جب حضور ﷺ نے کی تو کرتے رہے ہوں گے، اس سے کوئی دلیل قائم کر لے تو اس کی ہمت، یہ قیاس ہے اور اس کی بھی گھٹیا قسم یہ نص کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اگر کہیں کوئی ترک کی حدیث مل جائے تو وہ قیاس سے ٹکرائے گی نہ کہ اس حدیث سے۔

حضرت شیخ کی مثال:

اس کی مثال حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھی ہے زید نے بکر سے چار ہزار قرضہ لیا اور چار ہزار گواہوں کے سامنے لیا دو سال بعد عدالت میں کیس آیا کہ اس نے کہا کہ اس نے مجھ سے قرض لیا تھا مجھے واپس دلایا جائے، اس نے چار ہزار گواہ پیش کر دیئے سب کہتے ہیں کہ اس نے قرض لیا تھا۔ زید نے صرف دو گواہ پیش کر دیئے انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارے سامنے قرض واپس کر دیا تھا، اب جج چار ہزار کی بات نہیں مانے گا بلکہ دو کی بات پر فیصلہ ہوگا کیونکہ چار ہزار صرف ثبوت قرض کے گواہ ہیں بقاء کے نہیں، اور یہ دو گواہ ثبوت کے منکر نہیں بلکہ بقاء کے منکر ہیں۔

صحاح ستہ والوں سے ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ترک کی احادیث نقل کی ہیں امام نسائی نے بخاری والی روایات نقل کر کے آگے باب باندھا ہے۔ باب ترک ذلک

کہ ان حدیثوں پر عمل ترک ہو گیا تھا، دیکھو انہوں نے قیاس کی گھٹیا ترین قسم سے دلیل لی ہے اور ہم نے حدیث پر عمل کیا ہے، غیر مقلدین نے حدیث کو ترک کر دیا اور قیاس پر عمل کیا، پھر بھی اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں، اور جنہوں نے قیاس کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کیا ان کو اہل الرائے کہتے ہیں۔

دھوکہ ہی دھوکہ:

میں نے بعض دوستوں کو یہ روایات دکھائیں وہ کہنے لگے وہ کہتے ہیں کہ ترک والی روایات ضعیف ہیں میں نے کہا بتاؤ پھر یہ تین محدث کبھی بخشے جائیں گے۔ جھوٹی حدیث کا لکھنا بھی جرم ہے اور پھر اس انداز سے لکھنا کہ سچی کو چھوڑ کر جھوٹی کو مانو یہ تو اور بھی بڑا ظلم ہے، اس کی ایک مثال کوئی کہے کہ مرزے کو نبی مان لو یہ خود ایک کفر ہے، لیکن کوئی یہ کہے کہ مرزے کے بعد حضور علیہ کی نبوت ختم ہو چکی یہ ہی صرف نبی ہے یہ اس سے بھی بڑا کفر ہے، اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے، پھر کہتے ہیں کہ جی یہ روایت بخاری کے خلاف ہے یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ بخاری کی روایت میں اگر دوام ہوتا پھر تو یہ بات درست تھی لیکن وہاں تو دوام کا نام ونشان بھی نہیں کیونکہ اگر دوام ثابت ہوتا تو موجبہ کلیہ، اس کی نقیض سالبہ جزئیہ بنتی لیکن وہاں تو قضیہ مہملہ ہے، مہملات میں نقیض ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہ الگ الگ زمانے کی باتیں ہوتی ہیں، ہمارے نزدیک ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے یہ لوگ جھوٹا ترجمہ کر کے خود تعارض پیدا کرتے ہیں۔ **مثال:** حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں، حضور علیہ آخری نبی ہیں۔ ان باتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے لیکن اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں اب عیسیٰ علیہ السلام اور حضور پاک علیہ کو جھوٹا کہنا پڑے گا، کیونکہ آخری نبی کے بعد اور نبی نہیں آسکتا اگر ان کو آخری نبی نہ کہیں تو ان کو ماننے سے ان کی نبوت کا انکار لازم نہیں آتا کیونکہ ہر ایک کی نبوت کا زمانہ الگ الگ ہے۔

غیر مقلدین اور یہودی ایک پلیٹ فارم پر:

جس طرح یہودیوں نے آخری نبی کہہ کر بعد والے انبیاء کو جھٹلا دیا اس طرح غیر مقلدین کرتے ہیں اور حدیث کا غلط ترجمہ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آخر عمر تک رفع الیدین کی، اب چونکہ انہوں نے اس کو موجبہ کلیہ بنالیا، اس کے خلاف جو حدیث بھی ہوگی وہ سالبہ جزئیہ ہوکر اس کی نقیض بن جائے گی اور ٹکراؤ پیدا ہوگا۔

ہم نے ان سے کہا تم جھوٹ بولنا ترک کردو کہ حضرت نے آخر عمر تک رفع الیدین کی تھی تو تم کو ان احادیث میں تعارض نظر آنا بند ہو جائے گا، کیونکہ یہ الگ الگ زمانے کی احادیث ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں چھوڑیں گے بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث چھوڑ دیں گے۔

بخاری کی ایک روایت:

ہمارے پاس جو قرآن ہے اس میں **وانذر عشیرتک الاقربین** کا جملہ تو ہے لیکن **ورھطک منھم المخلصین** کا جملہ نہیں، اب اگر کوئی یوں کہے کہ وہ حضرت ابن عباس کی قرأت ہے جو صحابی ہیں اور یہ قاری عاصم کوفی کی قرأت ہے جو تابعی ہیں، صحابی کی قرأت لینی چاہیے یا تابعی کی؟ اس تقابل میں تو لوگ یقیناً پریشان ہوں گے، کیونکہ صحابہ کرام کا مقام تابعین سے اونچا ہے۔

لیکن کوئی غیر مقلد بھی ایسا قرآن شائع نہیں کر رہا کہ یہ آیت شامل کردے۔ **ورھطک منھم المخلصین**۔

دھوکہ:

اگر کوئی اس طرح دھوکہ دے کہ یہ آیت بخاری مسلم میں نہایت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے اور وہ آیت قرآن پاک میں بغیر سند کے مروی ہے لہٰذا سند والی آیت کو ماننا چاہیے اور بغیر سند والی آیت کو نہیں ماننا چاہئے، یہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے کیونکہ قرآن پاک

علاوہ متواتر ہے اس کے مقابلہ میں بخاری مسلم کی متفق سند والی روایت بھی آجائے تو وہ حجت نہیں بن سکتی، کوئی مسلمان قرآن کو نہیں بگاڑتا، لیکن غیر مقلدین عملی تواتر کا بالکل خیال نہیں رکھتے حالانکہ امت میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے تواتر کا خیال رکھنا ضروری ہے، اس لیے صحیح مسلم ج اول پر جو حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون دجالون میری امت میں بڑے جھوٹے اور بڑے فراڈیے لوگ بھی ہوں گے دجال کا معنی فراڈ کرنا یعنی دھوکہ دینا، مثلاً دودھ میں پانی ڈال کر اس پانی کو دودھ کے بھاؤ بیچنے والے کو دجال کہا جاتا ہے۔ جو آئندہ جھوٹے نبی آئیں گے ان کو اس لیے جھوٹا کہا گیا ہے کہ وہ کھل کر نہیں کہیں گے کہ پہلی شریعتیں منسوخ ہیں ہم نئی شریعت لے کر آئے ہیں، بلکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ملا جلا کر اور حضور ﷺ کی نبوت میں اپنی نبوت کو ملا جلا کر لوگوں کے سامنے پیش کریں گے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ حضرت پاک کا حامی بن کر آیا ہے اور انہی کی شریعت اور دین کو پھیلانے کے لئے آیا ہے، اسی کو دجال کہتے ہیں اب وہ دجل کس طرح پھیلائیں گے؟ حدیث میں یاتونکم من الاحادیث اس عبارت میں من تبعیضیہ ہے کہ کچھ حدیثیں لائیں گے ساری نہیں لائیں گے۔ ایسے موقع پر حدیث کو رد اور قبول کرنے کا معیار کیا ہوگا۔

حدیث کے رد اور قبول کا معیار کیا ہوگا:

بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم. ایسی حدیثیں لائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے بھی کبھی نہیں سنی تھیں۔

کیونکہ عوام کو وہی حدیثیں سنائی جاتی ہیں جن پر عمل کروانا مقصود ہوتا ہے اور جو حدیثیں قابل عمل نہیں وہ کتابوں میں درج رہتی ہیں لیکن عوام کو نہیں سنائی جاتیں۔

لیکن یہ لوگ ان احادیث کو تلاش کر کر کے عوام کے سامنے پیش کریں گے جو ان کے عمل تواتر کے خلاف ہوں اور عوام نے کبھی ان پر عمل نہ کیا ہو۔

فرمایا فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ان سے بچ کر رہنا، ان کو

اپنے قریب بھی سنا آنے دینا ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ (غیر مقلد) تمہیں گمراہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں ڈال دیں، معلوم ہوا کہ لوگوں کو عملی تواتر کے خلاف جو احادیث ہیں ان پر لگانا گمراہ کرنا ہے اور فتنہ میں ڈالنا ہے۔

غیر مقلد اس حدیث کے مصداق ہیں:

چنانچہ غیر مقلدین نے اس حدیث کے مطابق عمل شروع کردیا ہے، عوام کو وہ حدیث سنائیں گے جو عملی تواتر کے خلاف ہو اور جس حدیث پر عملی تواتر چل رہا ہے اس کا بالکل انکار کردیں گے کہ یہ حدیث ہے ہی نہیں کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ عملی تواتر کو جھٹلانا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے لفظ کذابون استعمال فرمایا، اور لفظ دجال بھی استعمال فرمایا کیونکہ یہ فریب دیتے ہیں کہ دیکھو جی ایک طرف نبی اور اس کا فرمان ہے اور ایک طرف امتی ہے (یعنی امام ابوحنیفہ) اور ان کی فقہ ہے اس لیے ہمیں محمدی بننا چاہیے حنفی نہیں بننا چاہیے، پھر پوچھیں گے کہ آپ کا دل کیا کہتا ہے آپ محمدی ہیں یا حنفی ہیں؟

لفظ (یا) کا غلط استعمال:

دیکھو انہوں نے کس دجل اور فریب سے لفظ (یا) استعمال کیا حالانکہ لفظ یا ایک جنس یا ایک نوع میں استعمال ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی اس طرح سوال کرے کہ آج منگل ہے یا بدھ یہ سوال درست ہے کیونکہ دونوں طرف دن ہیں۔ اس طرح یوں پوچھنا کہ آج رجب ہے یا شعبان، تو یہ سوال درست ہے کیونکہ دونوں طرف مہینوں کے نام ہیں، لیکن اس طرح سوال کرنا کہ آج منگل ہے یا رجب، آج بدھ ہے یا شعبان؟ یہ غیر مقلدین والا دھوکہ ہے، کیا رجب کے مہینے میں منگل نہیں آیا کرتے، اسی طرح یہ سوال کرنا کہ اس وقت آپ پاکستان میں ہیں یا بھارت میں یہاں لفظ (یا) کا صحیح استعمال ہوا ہے کیونکہ دونوں طرف ملکوں کا نام ہے، اسی طرح یہ سوال ہے کہ آپ پنجاب میں رہتے ہیں یا سرحد میں، اس سوال

میں بھی لفظ (یا) کو صحیح استعمال کیا گیا ہے، اس لئے کہ دونوں طرف صوبہ کا ذکر ہے، لیکن اس طرح سوال کرنا کہ آپ ملتان میں رہتے ہیں یا پنجاب میں، یا یوں کہ آپ ملتان میں رہتے ہیں یا پاکستان میں، تو یہ وہ جہالت ہے، جس پر غیر مقلدین کے مذہب کی بنیاد ہے کہ ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ملتان پاکستان میں ہے یا نہیں۔ ملتان پنجاب میں ہے یا نہیں، جو فرقہ (یا) کا صحیح استعمال نہیں جانتا ان کے بارے میں یہ کیسے یقین کرلیں کہ وہ خدا کا کلام اور حضور پاک ﷺ کی حدیث کے صحیح مفہوم سمجھتا ہوگا۔ ان جاہلوں سے آپ بھی اس طرح کا سوال کریں کہ جو حدیث آپ نے پڑھی ہے وہ حضور ﷺ کی ہے یا بخاری کی ہے اس جگہ یہ سوال تو صحیح ہے کہ یہ حدیث بخاری کی ہے یا ترمذی کی ہے، کیونکہ دونوں طرف کتابوں کا نام ہے، وہاں بھی یہ سوال صحیح تھا کہ آپ محمدی ہیں یا موسوی ہیں کیونکہ دونوں طرف نبی ہیں، آپ محمدی ہیں یا عیسوی ہیں؟ کیونکہ دونوں طرف نبوت کا ذکر ہے یہ سوال بھی صحیح تھا کہ آپ حنفی ہیں یا شافعی کیونکہ دونوں طرف مجتہدین کا نام ہے، آپ مالکی ہیں یا حنبلی دونوں طرف مجتہدین کا نام ہے، لیکن اسی طرح سوال کرنا کہ آپ حنفی ہیں یا محمدی یہ ایسا ہی دھوکہ ہے جیسا کوئی پوچھے کہ یہ حدیث نبی پاک ﷺ کی ہے یا بخاری کی۔ یہ فراڈ ہے جیسا کہ کوئی پوچھے کہ آپ ملتانی ہیں یا پاکستانی، یہ دھوکہ ہے فراڈ ہے فریب ہے، اس لئے اس فرقہ کے بارے میں یہی کہا گیا کہ یہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور ان کو فتنوں میں ڈالیں گے، کیونکہ لوگ تو عملی تواتر کے ساتھ چل رہے ہوں گے اور یہ ان کو کوئی نئی بات بتلائیں گے اکثر لوگ تو پھر بھی عملی تواتر کے ساتھ ہی رہیں گے چند لوگ ان کی نئی بات کو قبول کرلیں گے پھر ان کو غلط کہیں گے جو تواتر عملی پر عمل کر رہے تھے تو ہر ہر مسجد میں فساد ہوگا، ہر ہر گھر میں لڑائی ہوگی تو فتنہ پیدا ہو جائے گا۔

تاریخی دلیل:

تاریخ بھی یہی بتلاتی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں جب یہ فرقہ بنا، کیونکہ اس

سے پہلے یہاں کے سب لوگ مذہب حنفی کے پابند تھے،نواب صدیق خان ترجمان وہابیہ میں لکھتا ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے لوگ حنفی مذہب ہی کے پابند ہیں کیونکہ جو لوگ یہاں فاتح بن کر آئے وہ حنفی تھے اور لوگ عام طور پر اپنے بادشاہوں کی تابعداری کیا کرتے ہیں، حنفی تھے اور حنفی کہلائے یہاں پانچ صد علماء نے ملکر فتاویٰ عالمگیری مرتب کیا وہ قانون اسلامی کی ایک بہت بڑی کتاب ہے، ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں جب سلور جوبلی منائی گئی (یعنی پچاس سالہ جشن حکومت) (اس کو چاندی سے تولا گیا تھا کیونکہ انگلش میں چاندی کو سلور کہتے ہیں) اس جوبلی کے موقع پر ہندوستان کے غیر مقلدوں نے اس کو سپاس نامہ پیش کیا۔خوب اس کی تعریف کی، وہ جانتی تھی کہ یہ لوگ مذہب کے پابند نہیں رہے کیونکہ جو مذہب کا پابند ہو وہ تو بندھا ہوا ہے اور جو پابند نہ ہو اس کو جس طرف چاہو لے جاؤ۔

پنجابی مثال:

چلیوں گئی تے چوڑیاں جوگی، جب تک لڑکی گھر میں ہے تو اس کے سارے رشتے قائم ہیں۔باپ بھی ہے، ماں بھی ہے، بھائی بھی ہے، خالو بھی ہے، خالہ بھی ہے، چچا بھی ہے، لیکن جب لڑکی گھر سے نکل گئی (یعنی آشنا کے ساتھ فرار ہوگئی) تو اب باپ اس کو بیٹی کہنے کو تیار نہیں، بھائی بہن کہنے کو تیار نہیں، اب اس کا خاندان سے کوئی تعلق نہیں رہا اب چاہے اس کو چوڑھا لے جائے، چاہے چمار لے جائے۔ جو لے جائے کیونکہ اس نے تو اب وقت گزارنا ہے، اس طرح جب تک انسان تقلید میں ہے اس کا نبی پاک ﷺ سے بھی تعلق ہے، صحابہ کے ساتھ بھی رشتہ قائم ہے، ائمہ مجتہدین کے ساتھ بھی رشتہ قائم ہے، محدثین کے ساتھ بھی رشتہ قائم ہے، اولیاء اللہ کے ساتھ بھی رشتہ قائم ہے، علماء امت کے ساتھ بھی رشتہ قائم ہے، سارے رشتے قائم ہیں، جب وہ تقلید سے نکل گیا تو اب وہ کسی کا بھی نہیں رہا، نبی پاک ﷺ کی بات سناؤ گے تو کہے گا یہ ضعیف ہے۔

لطیفہ:

قاری محمد حنیف نے سنایا کہ میں ایک دفعہ تقریر کرنے کے لئے گیا (غیر مقلدین

کی عادت ہوتی ہے کہ مشہور واعظین مشہور علماء سے عوام کے سامنے اختلافی سوال کرتے ہیں کیونکہ وہ اس فن سے واقف نہیں ہوتے پھر اس کو پھیلاتے ہیں دیکھو جی اتنا بڑا عالم ایک دکان دار کے سامنے لاجواب ہوگیا، کیونکہ قاری صاحب بھی مشہور خطیب تھے اس لیے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا) وہ کہنے لگے آج غیر مقلدین سے مناظرہ ہے، میں نے کہا کون مناظرہ کرے گا؟ کہنے لگے ہماری طرف سے آپ مناظر ہوں گے، میں نے کہا میں نے نہ کبھی مناظرہ کیا اور نہ سنا، مجھے کیا معلوم مناظرہ کیا ہوتا ہے، کہنے لگے ہم نے لکھ کر دے دیا بات طے ہوگئی ہے کہ قاری محمد حنیف ؒ خطیب پاکستان مناظرہ کریں گے میں نے کہا میں اس فن سے واقف نہیں ہوں لیکن انہوں نے ایک نہ سنی مجھے اٹھا اٹھا کر لے گئے، جب مجھے یقین ہوگیا کہ اب مجھے نہیں چھوڑیں گے تو میں نے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا تاکہ کوئی حدیث یاد آجائے، خیر مجھے ایک حدیث یاد آئی، یہاں جب بات شروع ہوئی میں نے فوراً وہ حدیث پڑھ دی۔

غیر مقلدین کی قسمت خراب تھی اس نے فوراً کہا یہ حدیث غریب ہے، میں نے کہا کتے کا بچہ بکواس کرتا ہے نبی ﷺ کی حدیث تیرے گھر آٹا مانگنے آئی تھی کہتا ہے غریب ہے تو بڑا امیر ہے، بس پھر کیا تھا لوگوں نے جوتے اٹھا لئے اور اس کی مرمت شروع ہوگئی اور نعرے لگے قاری محمد حنیف زندہ باد۔

ملکہ وکٹوریہ نے سلور جوبلی میں باقاعدہ اعلان کیا کہ میرے دور حکومت میں سب کو مذہبی آزادی ہوگی۔

کیونکہ چاروں فقہوں میں یہ بات ہے کہ جو شخص محض خواہش نفس کے لئے مذہب تبدیل کرتا ہے اس پر تعزیر واجب ہے۔ شامی میں یہ تفصیل ہے کہ تبدیلی مذہب کا مطلب دین کو کھلونا بنانا ہے، شامی نے اس جزئیہ کے نیچے ایک واقعہ بھی درج کیا ہے۔

ایک واقعہ:

علامہ جوزجانی ؒ جو امام محمد ؒ کے شاگرد ہیں ان کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک

محدث نے ایک حنفی سے کہا کہ اگر تم رفع الیدین شروع کردو اور فاتحہ خلف الامام بھی پڑھنا شروع کردو تو میں اپنی لڑکی کا رشتہ تمہیں دے دوں گا، (عجیب اس سے معلوم ہوا کہ پہلے زمانہ سے بھی لوگ رفع الیدین، رفع ساقین (یعنی پنڈلیاں اٹھانا) کے ساتھ کرتے رہے ہیں، اس شخص نے اس کو قبول کرلیا اس کا نکاح ہوگیا۔

یہاں مسئلہ یہ پیش آیا کہ نکاح ہوا یا نہیں کیونکہ مرد حنفی تھا صرف بیوی کے لئے غیر مقلد بنا ہے، یعنی محدث کی بات مان لی ہے، علامہ جوز جانیؒ نے سر جھکایا پھر فرمایا نکاح تو ہوگیا لیکن خطرہ ہے کہ موت کے وقت اس کا ایمان سلب نہ ہو جائے، کیونکہ اس نے دین کی ناقدری کی مردار دنیا کے لئے اس نے دین کو ترک کیا ہے، جب خواہش نفس کی خاطر ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرنے پر تعزیر ہے تو چاروں مذاہب کو چھوڑ کر لا مذہب بننا اس پر تو زیادہ تعزیز ہے، اس لئے علماء کا یہاں یہ فتویٰ تھا کہ یہ لوگ قابل تعزیر ہیں۔ ان پر مقدمات بھی ہوتے تھے۔ ان کو اس سے بچانے کے لئے ملکہ وکٹوریہ نے اعلان کردیا کہ میری حکومت میں ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے یعنی کوئی مذہب کا پابند نہیں جس طرح چاہے کرلے۔

ہوا یہ ہے کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حکومت اس کی حفاظت کرتی تھی، کوئی خدائی کا دعویٰ کرے تو حکومت اس کی حفاظت کررہی ہے کوئی فقہ کا انکار کرے حکومت اس کی حفاظت کرے گی، کوئی حدیث کا انکار کرے حکومت اس کی حفاظت کرے گی، غرض مذہب سے آزاد ہو کر کوئی جتنا بھی آوارہ ہو جائے اگرچہ مسلمانوں کے ہاں اس کی سزا ہے لیکن حکومت برطانیہ کے ہاں اس کی کوئی سزا نہیں بلکہ حکومت ہر آوارہ کی اور فسادی کی سرپرستی کرے گی۔

فتوحات اہل حدیث کی حقیقت:

ایک واقعہ فتوحات اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے خود لکھا ہے کہ بنارس میں جو پہلا غیر مقلد بنا اس کا نام محمد رمضان تھا، وہ گھوڑوں کے لئے گھاس فروخت کیا

کرتا تھا، انہوں نے اس کو تیس روپے ماہانہ دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ اونچی آمین کہے اور رفع یدین کرے، (اس زمانہ میں تیس روپے بہت تنخواہ تھی جبکہ عام ملازمین کو پانچ روپے ملتے تھے) اس نے رفع الیدین شروع کر دی کیونکہ وہاں مساجد تو صرف حنفیوں کی تھیں اس لئے انہوں نے اس کی پٹائی کی اور مسجد میں آنے سے روک دیا، اس نے عدالت میں درخواست دے دی کہ یہ مجھے عبادت نہیں کرنے دیتے، عدالت سے یہ اپیل ہائیکورٹ الہ آباد میں پہنچ گئی وہاں اس وقت دو جج ہوتے تھے، ایک انگریز دوسرا ہندوستانی، انگریز چونکہ اردو اچھی طرح نہیں سمجھتا تھا، گواہ وغیرہ اردو بولتے تھے ہندوستانی جج اردو بیان سن کر ان کا انگلش میں ترجمہ کرتا پھر دونوں جج ملکر فیصلہ کرتے، انگریز کا نام کلاٹیک تھا ہندوستانی کا نام محمود الحسن تھا، ہندوستانی جج نے یہ فیصلہ دیا کہ محمد رمضان نے اگر مذہب بدل لیا ہے تو بہتر ہے کہ وہ اپنی مسجد علیحدہ بنائے کیونکہ وہ مسجد میں جا کر دوسروں کو بے نماز کہتا ہے اس سے جھگڑا ہوتا ہے، مسجد میں جھگڑا کرنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے، لیکن انگریز کا تو مقصد ہی جھگڑا تھا، اس نے اس فیصلہ کی مخالفت کی اور یہ فیصلہ دیا کہ محمد رمضان اسی مسجد میں نماز پڑھے گا اگر کوئی حنفی اس کو مسجد سے روکے گا اس پر مقدمہ چلایا جائیگا، یہ فیصلہ چونکہ متفق نہ رہا اس لیے اس کی اپیل لندن میں پریوی کونسل میں کی گئی، غور کرنے کی بات ہے کہ گھاس بیچنے والے کے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی کہ وہ ہائیکورٹ تک پہنچا وہاں سے پریوی کونسل لندن تک پہنچا۔ مقدمہ سے اللہ محفوظ رکھے جو لوگ ہائیکورٹ جاتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ مہینوں بعد تاریخ نکلا کرتی ہے، لیکن یہاں یہ مقدمہ ۲۵ جنوری کو دائر ہوا ۲۷ فروری کو ایک ماہ دو دن بعد اس کا فیصلہ سنا دیا گیا، ملکہ وکٹوریہ نے خود اس میں دلچسپی لی اور فیصلہ یہ دیا کہ ہم نے فقہ حنفی کی کتابوں کا بڑا غور سے مطالعہ کیا کسی کتاب میں ہمیں یہ جزیہ نہیں ملا کہ اگر کوئی حنفی کے پاس کھڑے ہو کر رفع الیدین سے نماز پڑھے تو حنفی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے، جب حنفیوں کی نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا تو حنفیوں کو اس کو روکنے کا کوئی حق نہیں، یہ محمد رمضان اسی حنفی مسجد میں نماز پڑھے گا، جب پریوی کونسل کا فیصلہ یہاں آیا تو یہاں کا قانون

یہ تھا کہ ہائیکورٹ اس کی تصدیق کرے گی تو وہ فیصلہ یہاں نافذ ہوگا ورنہ نہیں، اصول یہی تھا، کہ جب یہ فیصلہ الٰہ آباد ہائیکورٹ سے گیا تھا تو واپس بھی یہیں آتا تاکہ وہ اس کی تصدیق کرتا، اور وہ اس ملک کے لئے قانون بن جاتا، لیکن انہیں پتہ تھا کہ اس ہائیکورٹ میں محمود الحسن جج موجود ہے جو اس کی تصدیق سے انکار کردے گا تو اس لیے انہوں نے یہ فیصلہ غازی آباد ہائیکورٹ میں بھیجا یہاں ایک ہندو جج تھا اس سے تصدیق کروائی گئی، اس طرح یہ مقدمہ انہوں نے جیت لیا۔

اصل بات کیا تھی انگریز کو پتہ تھا کہ ان مساجد میں درس جہاد ہوتا ہے وہ اس سے پریشان تھا کہ ایک فرقہ کھڑا کردیا جائے کہ یہ آپس میں لڑتے رہیں ان کو کافروں سے لڑنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

نذیر حسین کی سوانح عمری الحیات بعد الوفات میں صاف لکھا ہے کہ تقلید اور ترک تقلید میں اس قدر طول ہوا کہ کئی مساجد کو تالے لگے اور مقدمے عدالت تک گئے اور عدالت میں اہل حدیث کامیاب رہے، کیونکہ عدالتوں میں انگریز بیٹھتے تھے اور یہ فرقہ انگریز کا بنایا ہوا تھا اس لئے انہوں نے ہی کامیاب ہونا تھا، کیونکہ جن کی عدالتیں ہوں جن کے جج ہوں وہی کامیاب ہونگے، دوسروں نے وہاں کیا کامیاب ہونا ہے، مخالفین کو تو کالا پانی بھیجا جاتا تھا یا ان کے لئے جیل کی اندھیر کوٹھریاں تھیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ فتنہ بنے گا عملی تواتر کے خلاف حدیثیں پیش کر کے ہمارے اس ملک میں یہ فرقہ فتنہ ثابت ہوگیا جس طرح قادیانیوں کا کوئی اصول نہیں یعنی اصول فقہ کی کوئی کتاب نہیں۔ منکرین حدیث کی کوئی اصول فقہ نہیں، اس طرح یہ ایک بے اصول فرقہ ہے ان کے اصول کی کوئی کتاب نہیں، بلکہ ہمارے اصولوں کو غلط استعمال کر کے ہمیں ہی الزام دینا شروع کردیتا ہے، حضور ﷺ نے اختلافی احادیث پر عمل کے جو اصول بتائے ان میں ایک اصول یہ بھی تھا کہ ایک دن حضرت محمد ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد درس دیا من یعش منکم من بعدی فیسری اختلافا کثیرا جو میرے بعد ہوں گے وہ

بہت اختلاف دیکھیں گے، اختلاف کثیرہ کا حل کیا ہوگا؟ فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ۔ تم میری سنت کے ساتھ خلفاء راشدین کی سنت ملا کر دیکھنا (جو اس کے موافق ہے اس کو لے لینا) احادیث میں جو اختلاف ہوا اس کی اصل وجہ آنے جانے والے اور چھوٹے صحابہ کرامؓ ہیں، مثلاً ایک صحابی ایک وقت میں آئے اور واپس جا کر وہ لوگوں کو وہی بتلاتے رہے جو وہ دیکھ کر گئے تھے، اگرچہ بعد میں وہ حکم بدل چکا ہو، نہ تو اس زمانہ میں اخبار تھا کہ اس میں دوسرا حکم شائع کر دیا جاتا نہ ریڈیو تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار بجے کی خبروں میں بتلا دیتے کہ پہلے فلاں مسئلہ میں یہ حکم تھا اب حکم بدل گیا ہے تا کہ لوگ سن لیں، حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ کوئی کہے گا میں نے حضور ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا، کوئی کہے گا میں نے حضور ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا، بہت زیادہ اختلاف ہوگا کیونکہ وہ ایک طریقہ دیکھ کر چلے گئے دوسرا طریقہ ان کے سامنے آیا ہی نہیں، اس سے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا حل بھی اس طرح نکالا کیونکہ خلفاء راشدین آ کر پھر گئے نہیں ہمیشہ رہے۔ ان کے سامنے دین کا نقشہ مکمل کیا گیا ہے، ان کے سامنے پوری تفصیل تھی کہ وہ عبوری احکام ہیں اور یہ دائمی احکام ہیں، کون سا ناسخ ہے کون سا منسوخ، اس لیے جب احادیث میں اختلاف ہو تو اس وقت یہ دیکھو کہ خلفاء راشدین کا عمل ان احادیث میں سے کس حدیث میں رہا۔ وہ یقیناً آخری اور دائمی حدیث ہوگی، یہ قاعدہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرما دیا۔

ایک واقعہ:

میں کراچی بنوری ٹاؤن میں تھا دو تین لڑکے کالج کے میرے پاس آئے کہنے لگے کہ بارہ نوجوان تبلیغی جماعت کے تھے اب وہ غیر مقلد ہو گئے ہیں، ان کو ہم آپ کے پاس لائیں گے انہوں نے اس شرط پر آنے کا وعدہ کیا ہے کہ ہم آپ کو یہ نہ بتلائیں کہ یہ غیر مقلدین ہیں۔ اس لیے ہم آپ کو پہلے بتلانے آئے ہیں اس وقت نہ بتلائیں گے۔

جب وہ آئے تو میں نے ان سے کہا ایک اصول یہ ہوتا ہے جو امتی بنائے، ایک اصول یہ ہے جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنائیں یہ قانون خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہے کہ اختلاف کے وقت خلفاء راشدین کے عمل کو دیکھا جائے میں نے یہ اصول لکھ کر دستخط کر دیئے ہیں آپ جس مولوی صاحب سے میری بات کروانا چاہتے ہیں اس سے بھی اس پر دستخط کروا دیں، اب یہ نہیں ہوگا کہ آپ بھی حدیث پیش کریں اور میں بھی حدیث پیش کروں، نہیں بلکہ جو میں حدیث پیش کروں گا پھر ثابت کروں گا کہ خلفاء راشدین کا عمل اس پر جاری رہا، مثلاً حضرت علیؓ نے فرمایا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے یہ خلیفہ راشد ہیں، اس طرح آپ کا مولوی صرف حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھے گا، (کیونکہ اب احادیث میں اختلاف ہو گیا ہے) بلکہ یہ بھی ثابت کرے گا کہ خلفاء راشدین کا عمل بھی اس پر بعد میں رہا، مسائل کا فیصلہ اسی طرح ہوگا، اس کے لئے ہم بالکل تیار ہیں، اس وقت وہ بات سمجھ رہے تھے میں نے کہا اب آپ کا مولوی اگر کوئی اصول بنائے یا دوسرا کوئی امتی اصول بنائے وہ قابل قبول نہیں ہوگا، کیونکہ میں نے جو اصول پیش کیا یہ میرے امام کا بنایا ہوا نہیں بلکہ میرے نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہے، اس اصول پر بات ہوگی، کہنے لگے ٹھیک ہے، وہ چلے گئے پھر ان میں سے دو آئے اور کہا انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں ابوبکری نہیں ہیں ہم محمدی ہیں عمری نہیں ہیں، ہم نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں خلفاء راشدین کا کلمہ نہیں پڑھتے، میں نے کہا جو حدیث میں نے پڑھی ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین یہ نبی کی حدیث ہے خلفاء راشدین کی تو حدیث نہیں۔

پھر میں نے ان کو بٹھا کر سمجھایا کہ یہ ایک دھوکہ ہے، دیکھیں ہم اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اگر اللہ اور رسول ﷺ ہی کے حکم میں ہے کہ باپ کا احترام کرو تو کیا اب باپ کا احترام کرنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہوگی یا اطاعت بھی ہوگی اور باپ کا احترام بھی باقی رہے گا، دوسری بات یہ ہے کہ غیر نبی کی بات

میں صرف یہ شرط ہے کہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو، یہ نہیں کہ اس سے ہر بات پر حدیث مانگو، مثلاً باپ کہے بیٹا دکان سے دودھ لے آؤ، بیٹا کہے کہ حدیث دکھاؤ کہ باپ بیٹے سے دودھ منگوا سکتا ہے، باپ کہے بیٹا میری چارپائی بچھا دو وہ کہے حدیث لاؤ کہ باپ بیٹے سے چارپائی بچھوا سکتا ہے، اس کے خلاف اگر باپ کہے بیٹا شراب پی لو یا کہے یہ رقم سود کی ہے اس کو استعمال کرلو یہاں چونکہ یہ باتیں شریعت کے خلاف ہیں یہ تو نہیں مانی جائیں گی، والدین کی اطاعت اسلام اور دیگر مذاہب میں بھی مذکور ہے بات ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ جو والدین کہیں پہلے اس سے حدیث طلب کرو، پھر بات مانو، بلکہ صرف اس کا یہی مطلب ہے کہ جو بات ان کی شریعت کے خلاف نہ ہو اس کو مان لیتا ہے، یہی طریقہ ائمہ مجتہدین کے بارے میں ہے کہ ان کی اتباع کا حکم موجود ہے اب اگر کوئی مسئلہ وہ اجتہاد سے بتلائیں ہم کہیں کہ پہلے آیت سناؤ یا کم از کم حدیث سناؤ، ہاں اگر ان کا کوئی قول قرآن وحدیث و اجماع کے خلاف ہو (یہ بالفرض والمحال کہہ رہا ہوں کیونکہ قرآن وحدیث واجماع کے ہوتے ہوئے کوئی مجتہد اجتہاد کرتا ہی نہیں) تو اس کو ترک کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ کیا کہ ہر ہر بات پر دلیل دو جس طرح ماں باپ سے کہنا جائز نہیں اس طرح مجتہدین اور بزرگوں سے کہنا بھی جائز نہیں، کیونکہ جس طرح والدین کی اطاعت کا حکم ہے اس طرح ائمہ مجتہدین کی اطاعت کا بھی حکم ہے، آخر وہ یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہمارے مولوی صاحبان ان شرائط پر گفتگو کے لئے تیار نہیں ہیں، اندازہ لگائیں کہ ان واضح قاعدوں سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں، اگر ان کو سامنے رکھیں تو مسائل آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیک.

غیر مقلدین اور قربانی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد!

بزرگو دوستو! عید الاضحیٰ چونکہ قریب ہے، اس لئے اسی مناسبت سے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک انڈہ کی قربانی جائز ہے:

غیر مقلدین کے فتاویٰ ستاریہ ص۱۴۰، ج۴ میں لکھا ہے کہ انڈے کی قربانی جائز ہے، نیز ان کے ہاں قربانی واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اگر لشکر طیبہ والے قربانی کے لئے چندہ کریں تو ان کو چندہ نہ دیا جائے، کیونکہ یہ سنت سمجھ کر کریں گے جبکہ حنفیوں کے نزدیک سنت نہیں بلکہ قربانی واجب ہے ان کو قربانی کی کھال بھی نہیں دینی چاہیے ہاں انڈے کی کھال اتار کر دے دی جائے کیونکہ ان کے نزدیک انڈے کی قربانی جائز ہے۔

لطیفہ: ایک مرد کی شادی ہوئی، دس بارہ سال کے بعد بچہ پیدا ہوا دونوں میاں بیوی خوش تھے، اب اس کے ختنہ کروانے میں اختلاف ہوگیا، ایک کہتا ہے کہ ڈاکٹر سے کروائیں گے دوسرے نے کہا نہیں بلکہ نائی سے کروائیں گے، پاس سے ایک مودودی گزرا اس نے کہا یہ تو تمہارے گھر کا معاملہ ہے ایک بات میری بھی یاد رکھنا کہ جو ختنہ کرنے سے کھال اُترے وہ دفتر جماعت اسلامی میں جمع کروانا۔

قربانی کے متعلق چند اہم معلومات:

سوال: قربانی کے کتنے دن ہیں اور کونسا دن افضل ہے۔

جواب: جمعیت اہل حدیث کے نزدیک چار دن ہیں۔۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، اور ان میں افضل

چوتھا دن ہے کہ اس سے مردہ سنت زندہ ہوتی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک صرف تین دن ہیں۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲، اور ان میں سے افضل پہلا دن ہے اور یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنت ہے۔

سوال: کیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ قربانی کے لئے صرف تین دن ہیں؟

جواب: امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بے شمار صحابہ کرامؓ کا مذہب یہی ہے (مرعات شرح مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۳۶۴ مؤلف عبیداللہ مبارک پوری غیر مقلد)

ثبوت ملاحظہ ہو (۱) مالک عن نافع ان عبداللہ بن عمر یقول الاضحی یومان بعد یوم الاضحی عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ یوم قربانی کے بعد دو دن ہیں کل تین دن ہوئے (مؤطا امام مالک ص ۱۸۸)

(۲) عن علی بن ابی طالب قال الایام المعدودات یوم النحر ویومان بعده اذبح فی ایها شئت و افضلها اولها حضرت علیؓ نے فرمایا ایام معدودات قربانی کا دن اور دو دن اس کے بعد ہیں ان میں سے جس میں چاہو ذبح کرو اور افضل پہلا دن ہے (در منثور ص ۲۳۴ فتح القدیر شوکانی غیر مقلد ص ۲۰۶ ج، المحلی ابن حزم ص ۳۲۰ ج ۷)

(۳) عن ابن عمر قال الایام المعدودات یوم النحر ویومان بعده وافضلها اولها (محلی ابن حزم ص ۳۲۰ ج ۷)

(۴) ابو مریم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا قربانی تین دن ہے (محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷)

(۵) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ الاضحی یوم النحر ویومان بعده (محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷)

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انما النحر فی هذه الثلثة الایام صرف اور صرف قربانی ان تین دنوں میں ہے (محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷)

(۷) عن ابراهیم النخعی قال الاضحی ثلثة ایام یوم النحر ویومان بعده ۔ ابراہیم نخعی نے کہا کہ قربانی تین دن ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ اور دو دن اس کے بعد (کتاب الآثار ص ۲۳۵، محمد)

(۸) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ماذبحت یوم النحر والثانی والثالث فهی الضحایا ۔ جو جانور ۱۰، ۱۱، ۱۲ کو ذبح کیا گیا بس وہی قربانی ہے (محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷)

(۹) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا النحر ثلثة ایام ۔ قربانی تین دن ہے (محلی ابن حزم ص ۳۷۷ ج ۷)

(۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تاکلوا الا ثلثة ایام لیست بعزیمة ولکن اراد ان یطعم منه ۔ نہ کھاؤ (قربانی کا گوشت) مگر صرف تین دن۔ آگے حضرت عائشہؓ نے وضاحت کی کہ آپ کا یہ حکم لازمی نہ تھا بلکہ ترغیب تھی دوسروں کو گوشت کھلانے کی (بخاری شریف ص ۸۳۵ ج ۲)

جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی رکھنا بھی منع تھی تو پھر چوتھے دن پورے گھوڑے کی قربانی کرنا کیسے جائز ہوگی پس معلوم ہوا کہ

غیر مقلد پر حرام خور کام چور:

والا مقولہ بالکل مکمل صادق آتا ہے، جب تراویح پڑھنے اور عبادت کرنے کی باری آئے تو آٹھ رکعات پڑھتے ہیں، جب کھانے کی باری آئے تو گھوڑا کھاتے ہیں پھر وہ بھی چوتھے دن بکری اور دنبہ سے انکا پیٹ نہیں بھرتا گھوڑے کو ہاتھ مارتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ چوری کے مجنوں ہیں جان دینے والے نہیں لہٰذا یہ حرام خور اور کام چور ہوئے۔

غیر مقلدین سے چند سوالات:

(نوٹ) جواب مثبت ہو یا منفی حدیث سے ثبوت پیش کریں۔

سوال نمبر ۱: قربانی فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل صریح حکم قرآن وحدیث سے تحریر کریں، (۲) اگر نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت، نہ نفل۔ تو یہ تحریر فرمائیں کہ جن ائمہ محدثینؒ اور ائمہ فقہاءؒ نے اسے واجب یا سنت وغیرہ کہا ہے تو وہ قرآن وحدیث کے مطابق فاسق

اور بدعتی ہیں یا نہیں۔

(۳) قربانی کرنے والے شخص میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے صریح آیت یا حدیث پیش فرمائی جائے۔

(۴) قربانی کے ضروری ہونے کے لئے کتنا نصاب ہونا ضروری ہے نصاب کا نامی ہونا بھی شرط ہے یا نہیں۔

(۵) زمین، مکان، دکان، بس، ٹرک وغیرہ کی قیمت سے نصاب کا حساب ہوگا یا آمدنی سے۔

(۶) کونسا ضرورت کا سامان ہے۔ جو نصاب میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

(۷) جو بکری، گائے وغیرہ چار، چھ، آٹھ دانت والی ہو اس کی قربانی کس حدیث کے مطابق جائز ہے صریح حدیث ہو قیاس نہ ہو۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھینس کا گوشت، دودھ، گھی، مکھن، دہی، لسی نہ ہی استعمال فرمائی نہ حکم دیا اور نہ آپ نے بھینس کی قربانی کی پھر کیا وجہ ہے کہ اہل حدیث بھینس کا گوشت، دودھ، گھی، مکھن، دہی، لسی کھاتے پیتے ہیں لیکن قربانی نہیں کرتے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت وغیرہ استعمال کرو اور قربانی نہ کرو۔

(۹) بجو، گوہ، مگرمچھ، مینڈک، مرغ، مچھلی کی قربانی جائز ہے یا نہیں صریح حدیث سے جواب دیں۔

(۱۰) ایک شخص نے نماز عید نہیں پڑھی لوگوں کے ساتھ قربانی کرلی تو یہ قربانی درست ہے یا نہیں اور باقی حصہ داروں کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

(۱۱) ذبح میں کتنی رگیں کاٹنا شرط ہیں نام وتعداد صریح صحیح حدیث سے بیان فرمائیں۔

(۱۲) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چوتھے دن قربانی کی ہے۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نماز عید پڑھتے تھے وہیں قربانی کرتے غیر مقلدین اس مردہ سنت کو زندہ کیوں نہیں کرتے؟

دیوبندی بریلوی اختلاف

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء. ان اللّٰہ عزیز غفور. وقال اللّٰہ تعالٰی فی مقامٍ آخر. قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الی انما الٰھکم اِلٰہ واحد. وقال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی مقامٍ آخر. یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظًا مما ذکروا بہ. صدق اللّٰہ العظیم. وصدق رسول النبی الکریم. ونحن علٰی ذٰلک من الشاھدین والشاکرین والحمد للّٰہ رب العٰلمین.

ماقبل میں حقانیت اسلام اور حقانیت اہلسنت والجماعت کو بیان کیا گیا اور ان کی چار چار دلیلیں بھی بیان کی گئی تھیں آج کے سبق میں بریلوی دیوبندی اختلاف کے بارے میں بات ہوگی یہاں پر دو چیزیں ہیں: (۱) اختلاف (۲) مخالفت۔

اختلاف اور مخالفت میں فرق:

اختلاف میں دونوں فریقوں کی نظر دلیل پر ہوتی ہے اور مخالفت میں دونوں فریقوں کی نظر دوسرے کو بدنام کرنے پر ہوتی ہے؟ دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقۃً اختلاف نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے ایک ہوتا ہے الزام اور ایک ہوتا ہے التزام۔

الزام کی تعریف:

الزام تو یہ ہے کہ فریق مخالف کوئی بات مانتا نہیں اور فریق اس کے ذمہ بات لگاتا جاتا ہے کہ آپ یوں کہتے ہیں یوں کہتے ہیں یوں کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

التزام کی تعریف:

التزام یہ ہے کہ آپ خود یہ کہیں کہ میرا عقیدہ یہ ہے باقی جتنے اختلافات ہیں مثلاً یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ رافضیوں سے ہمارا یہ اختلاف ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں مانتے یا مؤمن نہیں مانتے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہم خلیفہ نہیں مانتے تو گویا ہم نے ان پر الزام نہیں لگایا بلکہ وہ خود بھی اس بات کا التزام کرتے ہیں کہ واقعی ہم ان کو خلیفہ نہیں مانتے، ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلد یہ ائمہ کی تقلید نہیں کرتے تو یہ الزام نہیں ہے بلکہ وہ خود التزام کرتے ہیں کہ ہاں ہم تقلید کو حرام اور شرک سمجھتے ہیں لیکن دیوبندی بریلوی اختلاف آج سے سوسال (۱۰۰) پہلے بھی الزام ہی تھا اور آج بھی الزام ہی ہے کسی دیوبندی عالم نے تو کجا کسی ان پڑھ دیوبندی نے بھی اس کا التزام نہیں کیا کہ بریلوی جو باتیں ہمارے بارے میں کہتے ہیں واقعی وہ ہمارا عقیدہ بھی ہے کہ ہاں ہم مانتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا جھوٹ بولتا ہے یا ہم مانتے ہیں کہ ہم گستاخ رسول ہیں (معاذ اللہ) تو اس لئے باقی اختلافات اور یہ اختلاف اپنی نوعیت میں الگ قسم کے اختلافات ہیں وہاں اختلاف ہے اور یہاں مخالفت، مخالفت میں صرف دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ جن دنوں میں بھٹو اور مفتی صاحب کا آپس میں مقابلہ تھا الیکشن میں تو بہتر (۷۲) گھنٹے پہلے کمپیئر بند کردی جاتی ہے صبح الیکشن ہونا تھا شام کو ایک اخبار تقسیم ہو گیا کہ مفتی صاحب کا بیان ہے کہ اگر میری حکومت آ گئی تو جو عورت گھر سے سر باہر نکالے گی اسے گولی ماردی جائے گی جتنے مزارات بزرگوں کے بنے ہوئے ہیں گرادیئے جائیں گے اب یہ دونوں باتیں اشتعال انگیز تھیں جناب سب عورتیں بھی پریشان کہ اگر مولویوں کی حکومت آ گئی تو ہماری خیر نہیں ہمیں تو گولی ماردیں گے اس لئے کوشش کرو کہ ان کی حکومت نہ آئے اور اُدھر بریلویوں کو بھی موقع مل گیا کہ دیکھو جی اور کوئی کام نہیں کریں گے بزرگوں کے مزارات کو گرائیں گے، تو یہاں پر مقصود صرف بدنام کرنا تھا کیونکہ مفتی صاحب نے کچھ بھی نہیں کہا، تو لہٰذا پہلے یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ الزام اور التزام میں فرق ہے

جو الزامات احمد رضا خان بریلوی نے لگائے تھے علماء دیوبند پر وہ اس وقت بھی الزام تھے آج بھی الزام ہیں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم اس کا التزام بھی کرتے ہیں کہ واقعۃً ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے۔

اب وہ کہتے کیا ہیں کہ آپ کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے نا؟ ہم کہتے ہیں کہ جو کتابوں میں لکھا ہے اگر کوئی اس کا غلط مطلب نکالے تو ہمارے پاس تو اس کا کوئی علاج نہیں دیکھو یہ قرآن پاک ہے اللہ کی کتاب وکلام ہے اگر کوئی اس کی عبارت کا غلط مطلب نکالے تو اس کا علاج تو کچھ بھی نہیں ہے

حکایت: ایک عورت ایک مفتی صاحب کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا مجھے کچھ نہیں دیتا بس بیوی کی بات ہی مانتا ہے مفتی صاحب نے اس کے بیٹے کو بلایا تو ماں کا حق ادا نہیں کرتا کبھی قرآن پڑھا ہے قرآن میں صاف لکھا ہے وما کسب کہ سب کچھ ماں کا ہوتا ہے اب دیکھئے یہ قرآن کی اس آیت کا کوئی معنی نہیں لیکن قرآن پاک کے ذمہ ایسا معنی لگا دیا؟

ایک یزیدی کہتا تھا کہ قرآن میں آتا ہے ویزیدھم من فضلہ کہ یزید تو اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ ایک نعیم نامی آدمی تھا اس نے دعویٰ نبوت کر دیا اور کہتا تھا کہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کہ قیامت میں سب سے پہلے تم سے ضرور بالضرور پوچھا جائے گا کہ نعیم پر ایمان لائے تھے یا نہیں۔

واقعہ: حضرت مولانا محمد امین صاحب فرماتے ہیں کہ میں شداد کوٹ کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ جماعت المفسدین والے آگئے کہ ہمارا نام تو قرآن میں آیا ہے میں نے پوچھا کہاں کہنے لگے ھو سمّٰکم المسلمین۔

میں نے کہا کہ میرا نام بھی قرآن میں آیا ہے انی لکم رسول امین کہنے لگے کہ اس امین سے تو مراد ہے، میں نے کہا کہ اس مسلمین سے تم مراد ہو۔

لطیفہ: ایک پنڈت کے دو بڑے امیر آدمی مخالف ہو گئے کہ اس کو یہاں سے نکالنا ہے، اب نکالنے کا بہانا کیا ہو کہ پنڈت صاحب کو کچھ آتا تو ہے نہیں مناظرہ کر لو، چنانچہ مناظرہ

طے ہو گیا ایک بالکل اُجڈ اَن پڑھ کو لے آئے مناظرہ کے لئے اب کچھ اِدھر بیٹھ گئے کچھ اُدھر بیٹھ گئے پنڈت صاحب بھی حیران کہ نہ تو موضوع کا کوئی پتہ کہ کس بات پر مناظرہ ہوگا، بہر حال بیٹھ گئے تو پنڈت صاحب نے اس سے کہا اُبجر دو اس کا معنی ہے کہ بات شروع کرو وہ کہتا ہے اُبجر و مُجر و گُجر و۔ پنڈت حیران کہ یہ کیا بات ہوئی میں نے کہا کہ اُبجر دیہ کہتا ہے اُبجر و مُجر و گُجر و، تو پنڈت نے کہا اُکِھن اس نے کہا اُکِھن مِکِھن کِکِھن بس جناب نعرہ شروع ہو گئے ایک ایک بات کے تین تین جواب دیے ہیں اس کو تو کچھ آتا نہیں۔

لطیفہ: امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلفاء میں سے ہیں اور بہت بڑے بزرگ تھے اور شاعر بھی تھے اس کے ساتھ ساتھ مزاحیہ بھی تھے ایک دفعہ کہیں دوپہر کو جا رہے تھے اس زمانہ میں گاؤں کے درمیان میں کنواں ہوتا تھا مرد تو سارے کھیتوں میں ہوتے تھے دن کو بچیاں کنویں سے پانی لاتی تھیں انہیں پیاس لگی یہ پانی پینے کے لئے کنویں کی طرف گئے بچیاں پانی بھر رہی تھیں ایک بچی کہیں پہچانتی ہوگی ان کو، اس بچی نے دوسریوں سے کہا یہ بہت بڑے بزرگ ہیں اور یہ پانی پینے آ رہے ہیں ان کو پانی نہیں پلانا پہلے کوئی شرط رکھنی ہے کہ ہمیں پہلے کوئی شعر سنائیں یہ وہاں پہنچے اور کہا بیٹی پانی پینا ہے پانی پلاؤ، انہوں نے کہا کہ پانی تو ہم آپ کو پلاتی ہیں لیکن ہمارے چار لفظ ہیں پہلے ان کا شعر بنا دو کہا کون کون سے لفظ ہیں، اب انہوں نے کونسے پہلے سوچ رکھے تھے جو منہ میں آئے کہہ دیے ایک نے کہا کتا، دوسری نے کہا کھیر، تیسری نے کہا چرخہ، چوتھی کہنے لگی ڈھول۔ حضرت نے فرمایا

کھیر پکائی جتن سے اور چرخہ دیا جلا
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا

لا پانی لا، اب انہوں نے پانی پلا دیا پھر انہوں نے کہا حضرت یہ شعر تو ہم یاد رکھیں گی کوئی اور شعر بھی بنا دیں آپ نے فرمایا کونسے لفظ ہیں ایک کہنے لگی کسان، دوسری کہنے لگی آسمان، تیسری کہنے لگی گیہوں، چوتھی کہنے لگی سیڑھی، آپ نے فرمایا:

کسان نے جب گیہوں کھایا سیڑھی لے آسمان کو ڈھایا

یعنی جب انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو اپنے خالق کی نافرمانی شروع کر دیتا ہے۔

واقعہ: آپ کے واقعات میں لکھا ہے ایک گاؤں کے لوگ بڑے بخیل تھے کوئی مسافر جب ان کے گاؤں میں آئے تو مسجد میں رہنے کی اجازت نہیں تھی تماشا یہ بنا ہوا تھا کہ ہمارے گاؤں کے امام مسجد صاحب اس سے سوال کریں گے اگر اسے اس کا جواب آ گیا تو معلوم ہوگا کہ یہ پڑھا لکھا ہے اسے کھانا بھی دیا جائے گا اور مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت بھی ہوگی اور اگر سوال کا جواب نہ دے سکا تو معلوم ہوگا کہ یہ ان پڑھ ہے نہ اس کے لئے کھانا ہے نہ ہی مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت کیونکہ مسجد پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ہے ان پڑھوں کے لئے نہیں، اب اگر کوئی آتا پوچھتا کہ کیا سوال ہے تو سوال یہ تھا کہ "چھاب چھڑپ چھڑیا بڑچھوں" اس کا کیا مطلب ہے سارے حیران کہ اس کا مطلب کیا ہے امیر خسرؒ کو کسی نے بتلایا کہ ایک امام صاحب ایسے سوال کرتا ہے آپ وہاں پر پہنچ گئے لوگوں نے کہا کہ یہاں پر ان پڑھ نہیں رہ سکتا پڑھا لکھا رہ سکتا ہے ہمارے امام صاحب پہلے سوال کریں گے پھر رہنے کی اجازت ہوگی، آپ نے فرمایا بلاؤ امام صاحب کو امام صاحب آ گئے بھئی کیا سوال ہے کہنے لگا سوال یہ ہے کہ "چھاب چھڑپ چھڑیا بڑچھوں" اس کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کتنے سال سے یہاں امام ہے کہنے لگے بیس سال سے فرمایا تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی یہ تو ان پڑھ ہے اسے تو سوال ہی نہیں کرنا آتا اس سے پہلے کیا ہے سُناؤ اب پہلے کیا سنائے اس نے ایک بہانہ بنا رکھا تھا فرمایا جلدی سُناؤ بیس سال سے لوگوں کی نمازیں خراب کی ہیں سارے دانے واپس کرنے پڑیں گے اب ہر جگہ پر کچھ چار پانچ آدمی تو مولوی صاحب کے خلاف ہوتے ہی ہیں کہنے لگے کہ پھر اس سے پہلے کیا ہے آپ نے فرمایا جب یہ کہے گا کہ مجھے نہیں آتا پھر بتلاؤں گا وہ لاجواب ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا پورا یوں ہے:

دھان دھکا دھک ڈھوں

پھر چھاج پھوڑا چھڑ بڑچھوں

پھر ہانڈی ڈوئی کھڑ بڑکھوں

اس کے بعد جب اس میں میٹھا ڈال کر کھاتے ہیں اس وقت جو آواز آتی ہے کہتے ہیں:

چھاب چھڑپ بڑچھڑ بڑچھوں

اب انہوں نے امام صاحب کو کہا کہ نکل جا یہاں سے ہماری بیس سال کی نمازیں خراب کی ہیں۔

اسی طرح بریلوی حضرات کا حال ہے کہ یہ جو علماء دیوبند پر الزامات لگاتے ہیں ان کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ انہوں نے ہمارے بارے میں کیا کہہ دینا ہے کسی کی عبارت کا مطلب بگاڑ دینا یہ کوئی کمال نہیں ہوتا اس کی بھی میں دو مثالیں دیا کرتا ہوں بصورت واقعہ۔

واقعہ نمبر ۱: لکھنؤ انڈیا میں بہت بڑا شہر ہے جس طرح دہلی ہے اس طرح لکھنؤ یہ دونوں شہر اردو زبان کے گھر ہیں اردو کے بڑے ماہرین یا دہلی میں ہوئے ہیں یا لکھنؤ میں تو وہاں لکھنؤ میں مشاعرہ رکھا گیا اب شاعر اپنی اپنی نظمیں اور اشعار لکھ کر لے آئے موضوع تھا مقام حسین رضی اللہ عنہ، اب ہر شہر میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر بلائے آجاتے ہیں کہ ایک آدھی نعت پڑھ دیں گے کچھ روپے اکٹھے ہو جائیں، کھانا مل جائے گزارا ہو جائے گا، اب جو ایسے تھے وہ سارے اکٹھے ہوئے کہ اگر لکھنؤ میں مشاعرے ہونے لگے اور بڑے بڑے شاعر آنے لگے پھر ہمیں کون جلسوں میں بلائے گا اس لئے ہمارے تو پیٹ کا مسئلہ بن رہا ہے جس کی فکر کرنی چاہئے اب کیا کرنا چاہئے، ایک نے کہا کہ آپ مجھے اپنا اعلیٰ حضرت مان لیں جہاں میں شور مچاؤں آپ کو سمجھ آئے یا نہ آئے آپ نے شور مچا دینا ہے انہوں نے کہا ٹھیک ہے سازش مکمل ہوگئی اب سارے مجمع میں کوئی اِدھر کوئی اُدھر پھیل کر بیٹھ گئے اور اعلیٰ حضرت اسٹیج کے قریب بیٹھ گئے۔

پہلا شاعر کھڑا ہوا پہلی نظم کا پہلا مصرعہ یہ تھا" کان نبی کا گوہر یکتا حسینؓ ہے" دو تین دفعہ اس نے مصرعہ کو دہرایا اعلیٰ حضرت کھڑے ہو گئے کہ کافر بے ایمان ہمارے نبی کو کانا کہتا ہے اب جو اِدھر اُدھر بیٹھے تھے سارے کھڑے ہو گئے کہ کافر کافر کافر کافر اللہ کے نبی پاک کو کانا کہا ہے کافر کافر کا شور مچ گیا شاعر بڑا پریشان یا اللہ یہ دیہات تو ہے نہیں یہ تو شہر ہے لکھنؤ ان کو" کان" کا مطلب نہیں آتا جس سے ہیرے موتی جواہرات نکلتے ہیں میرا تو مطلب یہ ہے کہ نبی کی کان کا ایک موتی حسین ہے انہوں نے کیا مطلب نکال لیا، اب وہ گھبرا گیا اور سوچا کہ موتی سیپ سمندر سے بھی نکلتے ہیں اب اس نے مصرعہ تبدیل کر دیا،" بحرِ نبی کا گوہر یکتا حسینؓ ہے" ہے اتنے میں اعلیٰ حضرت اور اس کی پارٹی اسٹیج پر پہنچ گئی کہ یہ بڑا کافر ہے پہلے ہمارے نبی کو کانا کہا پھر بہرا کہا بس جناب اس کی پٹائی شروع کر دی اب سارے شاعر سمجھائیں کہ اس کا مطلب تو اور ہے کہنے لگے نہیں تمہیں کوئی گالی دے تو پتہ چلے اللہ کے نبی کو گالی دی ہے تمہارے باپ تمہارے استاد کو گالی دے تو پتہ چلے اب تم تاویلیں کرتے ہو وہ نبی کو گالیاں دیتا ہے تم تاویلیں کرتے ہو، اب اندازہ لگائیں کہ وہ سب پریشان اور اعلیٰ حضرت اور اس کی پارٹی آج تک کہہ رہی ہے کہ وہ کافر کافر کافر۔

واقعہ نمبر۲: جب خیر المدارس کا پہلا جلسہ ہوا پاکستان بننے کے بعد اشتہار چھپا اور اس میں لکھا تھا کہ مستورات (عورتوں) کے لئے پردے کا انتظام ہوگا اب جلسہ کے دنوں میں تانگہ پر اعلانات ہو رہے ہیں کہ آج فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا جس طرح کہ اعلانات کئے جاتے ہیں اب آگے آگے خیر المدارس والوں کا تانگہ ہے اور پیچھے پیچھے بریلویوں کا تانگہ اعلان کر رہا ہے کہ اعلان سن رہے ہو اشتہار پڑھا ہے اس میں لکھا ہے مستو...... رات کے لئے خاص انتظام ہوگا اور دیوبندیوں کو چندہ دو یہ لکھا ہے کہ مست اور شرابیوں کے لئے خاص انتظام ہوگا رات کے وقت اب دیکھو کتنا غلط مطلب نکالا، اشتہار لکھنے والوں کے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔

بریلوی دیوبندی اختلاف کی اصل وجہ:

جب انگریز اس میں آیا اس نے حکومت حنفیوں سے چھینی ہے حنفی یہاں ہزار سال سے زیادہ حکومت کرتے رہے ہیں نظام اسلامی کی سب سے بڑی کتاب فتاویٰ عالمگیری یہیں مرتب ہوئی ہے، دھوکہ بازوں اور غداروں کی وجہ سے وہ کامیاب تو ہوگیا لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء نے جوان کو زخم لگائے آج تک وہ انہیں بھولے نہیں اب علماء اور مجاہدین نے سوچا کہ وہ غداروں کی وجہ سے کامیاب تو ہوگیا اب جو تھوڑے سے مجاہدین بچے ہیں اگر میدان میں جائیں گے تو ختم ہو جائیں گے، اب ضرورت ہے آدمی تیار کرنے کی لہٰذا کوئی مدرسہ بنایا جائے، چنانچہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھ دی گئی جس طرح انسان عناصر اربعہ سے مرکب ہے آگ، پانی، مٹی، ہوا اسی طرح دیوبندیت بھی چار عناصر سے مرکب ہے: (۱) حدیث پڑھنے کا طریقہ شاہ ولی اللہؒ والا کہ حدیث اور فقہ میں تطبیق بیان کرنی ہے (۲) تصوف حضرت مجدد الف ثانیؒ والا جو بدعات سے پاک ہو (۳) فقہ امام ابوحنیفہؒ کی (۴) جذبہ جہاد شاہ اسمٰعیل شہیدؒ والا ان چار چیزوں کا نام دیوبندیت ہے تاکہ ان چاروں چیزوں کے لئے جیالے تیار کیے جائیں۔

لیکن انگریز بے خبر تو نہیں تھا تو انگریز نے جہاد کے خلاف مستقل ایک نبی پیدا کیا مرزا غلام احمد قادیانی تاکہ جہاد کے خلاف کام کرے ایک جماعت ہوتی ہے جن کو مستشرقین کہتے ہیں پڑھتے وہ اسلامیات ہیں لیکن ہوتے یہودی ہیں سارے مستشرقین سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی زمانہ ایسا آئے گا اسلام میں جب جہاد ختم ہو جائے گا تو انہوں نے کہا ہاں بخاری شریف میں ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے وہ جہاد کریں گے وہ جزیہ نہیں لیں گے یا اسلام یا قتل سارے کافر مارے جائیں گے تو جہاد کا سبب ہی ختم ہو جائے گا، اس کو لیکر انہوں نے کہا کہ اب کسی کو مسیح بنانا چاہئے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی سے انہوں نے کہا کہ تو مسیح ہونے کا دعویٰ کر، چنانچہ وہ کہتا ہے۔

چھوڑ دو جہاد کا دوستو خیال
دین میں اب حرام ہے جنگ اور قتال
لوگوں کو بتاؤ یہ وقت مسیح ہے
جنگ اور جہاد اب حرام اور قبیح ہے

اس نے جہاد کے خلاف جتنی کتابیں لکھی ہیں وہ خود کہتا ہے کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں لیکن علماء دیوبند نے عین موقع پر اس کے خلاف فتویٰ کفر دے دیا، سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے کفر کا فتویٰ دیا پھر دیوبند سے کفر کا فتویٰ آیا۔

مرزا قادیانی بڑا پریشان ہو گیا وہ لدھیانہ سے بھاگا اور لاہور پہنچا حکیم نور دین کے پاس جو بعد میں اس کا خلیفہ بنا اس سے آ کر مشورہ کیا کہ حنفیوں نے مجھے زندہ درگور کر دیا ہے، کیونکہ میرے کفر پر فتویٰ دے دیا ہے اب لوگ کافر کافر کہہ کر میرے پیچھے پڑ گئے ہیں جتنی میں نے جہاد کے خلاف کتابیں لکھی ہیں ان کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا کہ یہ کافروں کی کتابیں ہیں سارا کام بگڑ گیا حکیم نورالدین نے کہا کہ اس کا علاج تو ہمارے پاس نہیں ہے اس کا حل یہ ہے کہ آپ آئندہ کبھی حنفیوں سے مناظرہ نہ کریں آپ مناظرہ اہلحدیثوں سے کریں جو آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں کیونکہ مقصد تو شہرت حاصل کرنا ہے، چنانچہ لدھیانہ میں مناظرہ ہونا تھا حیات و وفات مسیح پر۔ مولانا محمد صاحب لدھیانوی، مولانا عبدالقادر لدھیانوی انہوں نے فتویٰ دے دیا کہ مرزا کافر ہے مناظرہ ہو گا لیکن مرزا کے کفر و اسلام پر مناظرہ ہو گا یہ وہاں سے بھاگ آیا، چنانچہ پھر تین ماہ بعد غیر مقلدوں نے لدھیانہ میں مناظرہ کیا حیات و وفات مسیح پر وہ چھپا ہوا ہے مباحثہ لدھیانہ کے نام سے اس کے چار ماہ بعد دہلی میں اسی مسئلہ پر مناظرہ کیا ''مباحثہ دہلی'' وہ بھی چھپا ہوا ہے مرزا کا مقصد پورا ہو گیا اس کا مقصد تھا شہرت حاصل کرنا لیکن جو طریقہ حنفیوں نے اختیار کیا تھا وہی رہتا تو مرزا خود اپنی موت مر جاتا اس لئے علماء دیوبند نے اس پر کفر کا فتویٰ دے دیا، انگریز کو اس پر بڑا دکھ تھا کہ کفر کا فتویٰ تو بڑی پریشان کن چیز ہے اب اس کی طرف کوئی

دیکھتا نہیں لہٰذا اب ان پر یعنی علماءِ دیوبند پر بھی کفر کا فتویٰ لگوایا جائے جو مرزائیوں کو کافر کہہ رہے ہیں چنانچہ اس کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمات حاصل کی گئیں، چنانچہ ۱۳۲۰ھ میں دیوبند سے فتویٰ شائع کروایا احمد رضا نے اس کا نام تھا "متفقہ فتویٰ" کہ مرزا کافر ہے، پھر ۱۹۲۲ء میں مولوی احمد رضا خان نے ایک فتویٰ لکھا جس کا نام رکھا "المعتمد والمستند" اس میں علماء دیوبند کو کافر قرار دیا اس کی بنیاد یہ چار باتیں بنائیں کہ پہلی بات یہ کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ یہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور ختم نبوت کا منکر کافر ہے دوسری بات یہ کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اللہ تعالیٰ کے کذب بالفعل کے قائل ہیں کہ خدا بالفعل جھوٹ بولتا ہے بالمعنیٰ نہیں اور یہ کفر ہے اور تیسرا یہ کہ مولانا خلیل احمد صاحب یہ لکھتے ہیں کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے اور چوتھی بات لکھی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی کہ معاذ اللہ جتنا علم غیب حضورؐ کو ہے اس سے زیادہ بچے اور مجنون کو بھی ہے اب یہ فتویٰ تو دے دیا لیکن اس کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا کیونکہ ہر کوئی حقیقت جانتا تھا دو سال یہ شور مچاتے رہے انگریز کی حکومت تھی وہ بھی شور مچاتی رہی پھر مولانا ظفر علی صاحب نے یہ لکھا۔

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ
یہ بکتے ہیں اب کوڑی کے تین تین
خدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی
وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ

اب اس کے فتویٰ کا یہاں پر کوئی اثر نہ ہوا چنانچہ پھر ۱۳۲۴ھ میں مولوی احمد رضا انگریز کے خرچے پر حج پر گیا کہ وہاں کے لوگوں سے اگر اس فتویٰ پر دستخط حاصل کر لئے جائیں پھر ان کو بدنام کیا جا سکتا ہے علماء دیوبند نے مرزا کے خلاف فتویٰ ۱۳۲۰ھ میں دیا ان چار سالوں میں جو بھی علماء دیوبند حج کے لئے جاتے رہے وہ وہاں کے علماء سے دستخط کرواتے رہے فتویٰ پر کہ ہمارے ملک میں ایک مدعی نبوت ہے مرزا غلام احمد قادیانی اس

پر فتویٰ کفر دیا ہے اب ان چار سالوں میں حرمین شریفین میں مرزا کا کفر واضح ہو گیا کہ وہ مدعی نبوت ہے اور کافر ہے اب جب دیوبندیوں کے خلاف فتویٰ لینا تھا تو احمد رضا نے طرز یہ رکھا کہ پہلے مرزا کا ذکر کیا کہ ہمارے ہاں ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور اس نے دعویٰ نبوت کیا ہے وہ لوگوں کو مرتد اور کافر بنا رہا ہے، علماء حرمین شریفین اسلام کے شیر ہیں ہمیں ضرورت ہے کہ یہ فتویٰ دیں تا کہ ارتداد کا راستہ بند کیا جا سکے، اب ظاہر ہے کہ اس سے تو وہ چار سال سے واقف ہو چکے تھے، جو بھی مرزا کے خلاف فتویٰ پوچھتا اس کا جواب دیتے تھے، اس نے طرز یہ رکھا کہ مرزا مدعی نبوت ہے اس کا ذکر پہلے کیا آگے لکھا **ومنهم قاسم نانوتوی** کہ ان مرزائیوں میں سے ایک قاسم نانوتوی بھی ہے اب عقیدہ ان کے ذمہ وہی لگایا جو مرزا کا تھا کہ یہ ختم نبوت کا انکار کرتا ہے **ومنهم رشید احمد گنگوهی** انہیں قادنیوں میں سے ایک رشید احمد گنگوہی بھی ہے وہ کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے، **ومنهم خلیل احمد ومنهم اشرف علی تھانوی**، اب دیکھو انداز یہ تھا کہ پہلے مرزا کا ذکر پھر **منهم** سے ان حضرات کا ذکر کیا اب وہ اردو تو جانتے نہیں تھے عربی میں ترجمہ کیا ہوا تھا انہوں نے یہ سمجھا شاید یہ بھی مرزا کے ساتھی ہیں چنانچہ بعض حضرات نے فتویٰ پر دستخط کر دیے، سعید بابصیل جو اس وقت بڑے مفتی تھے آخر ان کے پاس پہنچا کہ اتنے حضرات نے دستخط کر دیے ہیں آپ دستخط فرما دیں، فرمایا رکھ دو میں دیکھوں گا، یہ فتویٰ رکھ آئے رات حضرت سعید بابصیل نے خواب دیکھا کہ کوئی کاغذ ہے اس پر کوئی سوال و جواب لکھا ہوا ہے اور مکۃ المکرمۃ کے مفتی اس کاغذ پر پاخانہ کر رہے ہیں یہ گھبرائے کہ معلوم ہوتا ہے کہ دارالافتاء میں کوئی غلطی ہو رہی ہے صبح کو دارالافتاء کے انچارج سے کہا کہ جو فتویٰ آیا ہے وہ دینا نہیں ہے اس کے بارے میں تحقیق کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس لئے فتویٰ لیا جا رہا ہے اب یہ فتویٰ لینے آیا انچارج نے کہا کہ مفتی صاحب نے منع کر دیا ہے کہ پہلے تحقیق ہوگی پھر ملے گا اب یہ پریشان ہو گیا کہ دس بارہ دستخط کروائے ہوئے ہیں کام خراب ہو رہا ہے اب یہ اس تلاش میں پھرا کہ اس کا کوئی

دوست ہو چنانچہ دوست تلاش کیا اور رشوت وغیرہ دی کہ آپ جائیں کہ مفتی صاحب فتوٰی مانگ رہے ہیں کہ میں نے پڑھنا ہے اب اس کے ذریعہ اس نے فتوٰی اٹھوایا اور بھاگ کر مدینہ منورہ چلا گیا، مدینہ منورہ میں ایک دو مفتیوں سے دستخط کروائے، وہاں یہ بات پھیلی کہ ہندوستان سے ایک آدمی آیا ہے اور فتوٰی حاصل کر رہا ہے مولانا خلیل احمد صاحبؒ وہاں پہنچے ہوئے تھے کسی نے مولانا سے کہا کہ آپ کا نام بھی اس میں ہے مولانا نے کہا دیکھتے ہیں کیا ہے اس میں بہرحال اس کے خلاف درخواست چلی گئی عدالت میں جنہوں نے درخواست دی انہوں نے یہ بھی لکھا کہ جنکا نام فتوٰی میں ہے ان میں سے ایک آدمی یہاں موجود ہے عدالت براہ راست اس سے پوچھ سکتی ہے جب اسے پتہ چلا کہ عدالت میں طلبی ہونیوالی ہے یہ وہ فتوٰی لے کر بھوگ آیا وہاں سے پھر اس فتوٰی کا نام رکھا اس نے حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ میں اس نے فتوٰی لیا، چنانچہ پھر علماء حرمین شریفین نے مولانا خلیل احمد صاحب کو کچھ سوالات لکھ کر دیئے کہ آپ اپنے عقائد اس بارے میں واضح کریں انہوں نے پھر "المھند علی المفند" لکھی اس پر علماء دیوبند کے دستخط کروا کر ان کے سامنے پیش کی، دو سال میں یہ کارروائی مکمل ہوئی پھر ۱۳۲۶ھ میں علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کے ساتھ یہ کتاب شائع ہوئی اس کا نام حضرت نے تو رکھا تھا "المھند علی المفند" جب اس پر تصدیقات ہوگئیں پھر اس کا نام رکھا گیا "التصدیقات لدفع التلبیسات" ایک اور کتاب لکھی مولانا حسین احمد مدنیؒ نے "الشھاب الثاقب" اور ایک کتاب مدینۃ المنورہ کے مفتی نے لکھی جس کا نام ہے "غایۃ المامول" جس میں انہوں نے احمد رضا کی علمی شرارتیں بھی بیان کیں اور مسئلہ علم غیب بھی تفصیل سے لکھا کہ علم غیب کے بارے میں جو احمد رضا نے یہاں جو عقیدہ ظاہر کیا وہ قطعاً اہلسنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے یہ بے دین آدمی معلوم ہوتا ہے، یہ ساری کارروائی انگریز اس لئے کروا رہا تھا کہ قادیانیوں پر جو کفر کا فتوٰی لگا ہے اس کا بوجھ ہلکا ہو، چنانچہ پھر یہی پروپیگنڈہ ہوتا کہ جو مفتی کفر کا فتوٰی دیتے ہیں یہ حقیقۃً فتوٰی نہیں بلکہ جس طرح بچے لڑنے پر ماں بہن کی ایک دوسرے

کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح جب مفتی آپس میں لڑ پڑیں تو کافر کافر کہنا شروع کر دیتے ہیں یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہوتا یہ ایک قسم کی گالی ہوتی ہے اَن پڑھوں کی گالیاں اور قسم کی ہوتی ہیں اور مفتیوں کی گالیاں اور قسم کی ہوتی ہیں، چنانچہ اس کے بعد مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری نے اس پر کئی رسالے لکھے اور اس کو مناظرہ کے چیلنج دیے، چنانچہ بلند شہر میں مناظرہ طے ہو گیا لیکن اس نے شرط یہ لگائی کہ مجھ سے مناظرہ مرتضیٰ حسن چاند پوری نہیں کرے گا بلکہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کریں گے کیونکہ حضرت تو کبھی اس میدان میں نہیں اترے تھے چنانچہ مولانا منظور احمد نعمانی اور مرتضیٰ حسن چاند پوری حضرت کے پاس تشریف لائے کہ حضرت آپ تشریف لے چلیں اور اعلان کر دینا کہ میری طرف سے مناظرہ مرتضیٰ حسن چاند پوری کریں گے، چنانچہ اشتہار شائع ہو گئے کہ حضرت بلند شہر تشریف لے جا رہے ہیں، پہلے تو یہ تھا کہ حضرت نہیں پہنچیں گے حضرت تین چار دن پہلے پہنچ گئے پھر یہ سامنے نہیں آیا اس پر رسالہ لکھا "قاصمۃ الظہر فی مناظرہ بلند شہر" کمر توڑنے والا رسالہ، پھر یہ کبھی سامنے نہیں آیا۔

واقعہ بصورت مناظرہ:

ایک دفعہ بورے والا کے علاقہ میں مناظرہ تھا مولانا حق نواز جھنگوی تشریف لے گئے مجھے بھی بلا لیا بریلویوں کی طرف سے کاغذ آیا کہ آپ اس پر شرطیں لکھ دیں مولانا جھنگوی فرمانے لگے کہ مجھے شرطوں وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں نہ میں نے کبھی لکھی ہیں اور نہ پڑھی ہیں البتہ مناظرہ میں کر لوں گا تو اس کا کیا جواب ہوگا، میں نے کہا اس کا جواب ایسا لکھا جا سکتا ہے کہ یہ بغیر مناظرہ کے بھاگ جائیں اور ایک یہ کہ مناظرہ کر کے بھاگیں اگر آپ اتنا لکھ دیں کہ مولوی احمد رضا نے علماء دیوبند پر جھوٹ بولے ہیں اور وہ دنیا میں بے مثال جھوٹا تھا، جھوٹ تو مرزا نے بھی بولے مگر قادیان میں بیٹھ کر، سونیا گاندھی نے بھی بولے مگر دہلی میں بیٹھ کر لیکن مکہ و مدینہ میں جا کر کوئی اعلیٰ حضرت ہی جھوٹ بول سکتا ہے ادنیٰ حضرت کی ہمت نہیں ہے جہاں ساری دنیا توبہ کرنے کے لئے جاتی ہے یہ وہاں بھی

جھوٹ بولنے کے لئے گیا اگر چہ اس کو بریلوی بُرا منائیں اسی ترتیب سے مناظرہ ہوگا جو اعلیٰ حضرت نے رکھی ہے لیکن بریلوی مر سکتا ہے لیکن اس ترتیب پر مناظرہ نہیں کر سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم عام فہم انداز رکھتے ہیں کہ دیکھو ان کی زبان عربی ہے جو حوالہ پیش کئے گئے وہ اردو کے تھے ہم پہلے مناظرہ میں دس آدمی بٹھالیں گے سمجھدار ایک طرف۔ حسام الحرمین کا صفحہ فوٹوسٹیٹ کرائیں گے کہ مولانا نانوتویؒ کی یہ عبارت اس نے پیش کی ہے عربی بھی، اردو بھی پھر ان کو دے دیں گے کہ یہ تحذیرالناس رکھی ہے اس سے وہ صفحہ فوٹوسٹیٹ کرادیں جس میں اسی ترتیب سے عبارت ہو اب وہ بریلوی کر نہیں سکتے کیوں وہاں تو تین صفحوں سے صفحہ نمبر ۱۵ سے، ۲۸ سے اور ۳۰ سے آدھا آدھا فقرہ لے کر جوڑا گیا ہے پھر بات بنائی گئی ہے اسے مولانا نانوتویؒ کی عبارت اور بات کوئی نہیں کہہ سکتا مولانا نانوتویؒ آخر انسان ہیں یہ ظلم خدا کے قرآن پر بھی اگر کیا جائے وہاں بھی لوگ غلط مطلب نکال سکتے ہیں جیسے یوں کہا جائے ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیدخلون جھنم داخرین کوئی کہے میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس کا ایک ایک لفظ قرآن میں ہے تو کہہ سکتا ہے، اب یہاں پر صرف دو جگہ سے عبارت جوڑی ہے تین جگہ سے بھی نہیں اب دنیا میں کوئی ماں کا لال اس کو قرآن کی عبارت اور قرآن کا متن نہیں کہہ سکتا اگر یہ ظلم خدا کی کتاب پر شروع کر دیا جائے تو الٹا مطلب نکل سکتا ہے، اب مولوی احمد رضا خان نے جو تین جگہ سے عبارت جوڑی ہے اس لئے ہم ان کو کہتے ہیں کہ کسی جگہ سے بعینہٖ عبارت دکھاویں ہم ان کو منہ مانگا انعام دیں گے لیکن وہ نہیں دکھا سکتے۔

دوسرا مولانا گنگوہیؒ پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹ بولتے ہیں ایک ہے بول سکنا، ایک ہے بولتے ہیں جبکہ فتاویٰ رشیدیہ میں آپ سے سوال ہوا تو آپ نے لکھا جو یہ کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے وہ کافر ہے ومن اصدق من اللہ قیلا آگے پوری تفصیل سے اس کے کفر کو واضح کیا ہے اب جس بات کو مولانا گنگوہی کفر کہتے ہیں احمد رضا خان الزام حضرت پر حرم پاک میں بیٹھ کر لگا رہا ہے

مدینہ پاک میں بیٹھ کر لگا رہا ہے۔ اگر اس طرح کوئی پادری یہودی قرآن کے ساتھ کر لے کہ دیکھو قرآن میں کتنا صاف لکھا ہوا ہے ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اس میں ذرا شک نہیں کہ مریم کا بیٹا مسیح خدا ہے حالانکہ پوری بات یوں ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اگر یہاں پر لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کے اس کو کوئی خدائی حکم کہے گا؟ ایسا بڑا ظلم احمد رضا نے فتاویٰ رشیدیہ پر کیا جس بات کو مولانا گنگوہیؒ کفر کہہ رہے ہیں وہ مولانا کا عقیدہ بتلا رہا ہے تو اس ترتیب پر آج تک مولوی بریلوی مناظرہ کرنے پر تیار نہیں اس لئے جو ان کے ادنیٰ حضرت تھے مفتی احمد یار گجراتی اس نے کتاب لکھی "جاء الحق" اس میں اس نے نئی ترتیب دی علماء دیوبند کی عبارتوں کی جو اعلیٰ حضرت والی نہیں وہ نئی ترتیب ہے آج کل بریلوی اس ترتیب پر مناظرہ کرتے ہیں اس لئے میں لکھ دیا کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت کی ترتیب کے مقابلے میں کسی ادنی حضرت کی ترتیب ہرگز قبول نہیں کی جائے گی اور حرمین شریفین کی ترتیب کے مقابلے میں گجرات کی ترتیب قبول نہیں کی جائیگی۔

مناظرہ: میں ایک دفعہ بہاولنگر کے علاقہ میں گیا فدائی شاہ قصبہ میں مناظرہ کے لئے گیا، ان کے آپس میں جو مسئلے اختلافی تھے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، تیجہ، چالیسواں، نور بشر، علم غیب وغیرہ یہ سارے لکھ کر دیے مناظر اور صاحب تھے وہ موجود نہیں تھے مجھے کہا کہ آپ ان کے معین ہیں آپ دستخط کر دیں میں نے کہا ٹھیک سب مسئلوں پر مناظرہ ہو جائے گا جب بریلوی مولوی کے پاس پہنچی تو اس نے ساری کاٹ دی اور اس کے دوسرے صفحہ پر لکھا کہ اشرف علی تھانوی گستاخ رسول تھا اس کی گستاخی پر اطلاع پانے کے بعد اس کو اگر کوئی مسلمان سمجھے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے وہ لے کر میرے پاس آ گئے ہمارے مناظر باہر کہیں پھرنے گئے ہوئے تھے ابھی تک آئے نہیں تھے میں وہ کاغذ لے کر وہاں چلا گیا تین چار سو آدمی بیٹھے تھے ان کے مناظر بھی بیٹھے تھے میں نے کہا کہ اس مجمع (گاؤں) میں نہ کوئی مولانا تھانوی کا مرید ہے اور نہ میرا۔ ان کا جھگڑا تو صلوٰۃ وسلام

پر ہوتا ہے کہنے لگا نہیں جی پہلے ایمان کی بات ہوگی پہلے ایمان کی...... یہ مسئلے بعد کی بات ہے میں نے کہا ٹھیک ہے یہ موضوع آپ نے لکھا ہے ایمان ہی کا موضوع میں بھی لکھتا ہوں کہنے لگا لکھیں آپ، میں نے لکھا مولوی احمد رضا بریلوی اپنے اسی فتوئی کے مطابق حسام الحرمین جو حرمین شریفین سے لایا تھا اپنی تحریروں کے آئینہ میں ایسا کافر مرتد ہے جس کو پرلے درجہ کا لچا، لفنگا، بدمعاش مسلمان بھی سمجھے وہ کافر مرتد بے ایمان دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح کسی حیوان انسان سے جائز نہیں صحبت خالص گناہ اور ساری اولاد ولد الحرام ہوگی یہ میں نے لکھ کر دے دیا اور کہا کہ یہ میرا موضوع ہے اور وہ آپ کا موضوع ہے اب تو اس کا پسینہ بہنے لگا کہنے لگا کہ کیا علماء دیوبند نے احمد رضا خان کو کافر کہا ہے کہاں کہا ہے، میں نے کہا کہ میں نے کہاں لکھا ہے کہ علماء دیوبند نے احمد رضا خان کو کافر کہا ہے بلکہ وہ خود اپنے فتوئی سے کافر ہوگیا ہے علماء دیوبند کو کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ اب جو وہ فتوئی لایا تھا اس سے ثابت کرنا کہ وہ اس سے کافر ہوگیا ہے یہ میرا کام ہے کہنے لگا اس فتوئی سے ثابت نہیں ہو سکے گا، میں نے کہا کیسے ثابت نہیں ہو سکے گا بلکہ اسی سے ثابت ہے اور سامنے جو بریلوی بیٹھے ہوئے تھے وہ سارے دیہاتی بدھو تھے میں نے ان سے کہا یہ بتاؤ یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ خدا لونڈے باز ہے اور لونڈے بازی کرواتا بھی ہے، ایسا آدمی مسلمان ہے یا کافر؟ سارے کہنے لگے کہ کافر ہے، میں نے کہا جو یہ کہے کہ اس کو کافر نہ کہو کیونکہ اس کے فقرے میں اسلامی پہلو بھی موجود ہے اگرچہ مغلوب ہے کہنے لگے وہ بھی کافر ہے، میں نے کہا وہی احمد رضا خان ہے، میں نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ اللہ کے ساتھ مردوں والی علامت بھی ہے اور عورتوں والی علامت بھی ہے (معاذ اللہ) وہ فاعل بھی ہے مفعول بھی، وہ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے، ناچتا بھی ہے ایسا آدمی مسلمان ہے یا کافر سارے کہنے لگے کہ کافر ہے، میں نے کہا جو یہ کہے کہ اس کو کافر نہ کہو اور وجہ یہ بتلائے کہ اس کے اس فقرے میں اسلامی نقطہ موجود ہے میں نے کہا کہ وہ سب کہنے لگے کہ وہ بھی کافر ہے، میں نے کہا وہی احمد رضا خان ہے اب انکا

مناظرتو سمجھ گیا کہنے لگا نہیں جی...... اب اس پر مناظرہ نہیں ہوگا، میں نے کہا نہیں نہیں پہلے ایمان پر مناظرہ ہوگا ہم پر آپ نے الزام لگایا سو سال ہو گئے ہم سو سال سے صفائی دیتے چلے آ رہے ہیں اپنی طرف سے اور کوئی بھی طریقہ ایسا نہیں رہ گیا کہ ہم نے اس طریقہ سے اپنی صفائی پیش نہ کی ہو لیکن یہ ایسا بدقسمت اور کم بخت ہے کہ یہ سو سال سے کفر کے فتوے کے نیچے دبا ہوا ہے اور کوئی بریلوی بھی اسے وہاں سے نکالنے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ چیخ و پکار کر رہا ہے اور رو رہا ہے بیچارہ تو اس لئے یہ جو کچھ سنی انٹرنیشنل کانفرس ملتان پر ہوا ہے یہ سب کچھ اسی کی بازگشت تھی البتہ انہوں نے احمد رضا خاں والی ترتیب کو بدل دیا ہے۔

اعتراض: یہ ہے کہ دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

جواب: دیکھئے انہوں نے عنوان کو بگاڑا ہوا ہے مسئلہ کچھ بھی نہیں ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم پر ہیں (۱) صفات ذاتیہ (۲) صفات فعلیہ۔ صفات ذاتیہ وہ ہیں کہ ان کی ضد سے خدا کو موصوف نہ کیا جا سکے جیسے اللہ تعالیٰ الحی ہیں المیت نہیں القادر ہیں العاجز نہیں، العلیم ہیں جاھل نہیں یہ جو صفات ہیں ان کو صفات ذاتیہ کہا جاتا ہے کہ جس کی ضد سے خدا کو موصوف نہ کیا جا سکے۔ صفات فعلیہ وہ ہوتی ہے کہ دونوں ضدیں خدا میں پائی جا رہی ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ المعز بھی ہیں اور المذل بھی ہیں اللہ تعالیٰ المحی بھی ہیں اور الممیت بھی ہیں زندگی دینے والے بھی ہیں اور موت دینے والے بھی تو خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ بھی ہیں اور صفات فعلیہ بھی ہیں ان صفات فعلیہ کے بارے میں کسی زمانے میں اہلسنت والجماعت اور معتزلہ کے درمیان اختلاف ہوا تھا۔

اہلسنت والجماعت اور معتزلہ کے مابین اختلاف:

اہلسنت والجماعت اور معتزلہ کے مابین اس بات پر اختلاف ہوا کہ وہ چیز جو کہ خلاف واقع ہے اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے یا نہیں اس کا تعلق اللہ کے اختیار سے ہے یا اضطرار سے ہے مثلاً سورج روشنی دینے میں مختار نہیں مجبور ہے آگ جلانے میں مختار نہیں مجبور ہے کہ آگ کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس کی قمیص جلائے اور فلاں کی قمیص نہ جلائے تو کیا اللہ تعالیٰ

کی صفات فعلیہ مثلاً اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو عزت دی تو عین اسی وقت اس کی ذلت بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھی یا نہیں تو اہلسنت والجماعت کے نزدیک اس مسئلہ کا نام ہے "اختیار باری تعالیٰ" اختیار کہتے ہی تب ہیں کہ جب دونوں میں سے ایک کو اپنے اختیار سے قبول کرلے مثلاً اگر کوئی آدمی ایک راستہ پر جارہا ہے تو کوئی بھی نہیں کہے گا کہ اس نے راستہ اختیار کیا کیونکہ وہ تو ہے ہی ایک۔ اب اگر دوراستے آجائیں ایک اِدھر جارہا ہے اور ایک اُدھر جارہا ہے تو اب یہ اپنے اختیار کو استعمال کرے گا اور ان میں سے ایک راستہ کو اختیار کرے گا اسی طرح جس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں حیات فرمائی ہے اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کی صفت الحی کا مظہر ہیں اور اسی وقت ہماری موت خدا کے اختیار میں ہے یا نہیں اور ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی اسی وقت اس کی ذلت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے یا نہیں تو اہلسنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار سے دی ہیں لہٰذا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں ایک ہی وقت میں۔

اب معتزلہ نے اس کا معنی بگاڑا کہ اس وقت ہماری زندگی واقع ہے اور موت خلاف واقع ہے اور خلاف واقع کو عربی میں کذب کہتے ہیں تو اب انہوں نے ہمارے اختیار باری تعالیٰ والے عنوان کو بدل کر اس کا نام اور عنوان رکھ دیا "امکان الکذب" کہ خلاف واقع جو بات ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو اب مسئلہ تو کوئی ایسا نہیں تھا لیکن اس کا عنوان بگاڑ دیا گیا ہمارے ہاں یہ عنوان ہے ہی نہیں ہمارے ہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفات فعلیہ میں سے جس پہلو کو راجح قرار دیتے ہیں تو وہ اپنے اختیار سے کرتے ہیں کسی کے لئے حیات کے پہلو کو راجح قرار دیا اور کسی کی موت کے پہلو کو راجح کیا تو صفت ممیت کا ظہور ہوگیا لیکن معتزلہ اس بات کے قائل نہیں ہیں تو اس لئے اب ہمارا ان پر یہ الزام تھا کہ یہ خدا کی قدرت کا انکار کرتے ہیں اب انہوں نے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے یہ کہہ دیا اور عنوان بدل دیا کہ یہ دیوبندی کہتے ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے یعنی یہ امکان کذب کے قائل ہیں خلاصہ یہ ہوا کوئی مسئلہ ایسا نہیں تھا صرف معتزلہ نے عنوان بگاڑا تھا اور اس کو احمد رضا خان لے رہا

ہے۔اب پھر اس امکان کو احمد رضا خان آگے بڑھاتا ہے کہ اگر امکان ہے خلاف واقع کا تو پھر خدا پر بھی ہو سکتا ہے یعنی صفات ذاتیہ کی طرف لے جاتا ہے یہ کر سکتا ہے وہ کر سکتا ہے پھر کہتا ہے کہ امکان کو وقوع لازم ہے تو ایک مناظرہ میں ان کے مناظر کے منہ سے یہ نکلا کہ امکان کو وقوع لازم ہے تو پھر میں نے کہا کہ آپ لکھیں احمد رضا خان زانی تھا کیونکہ اس کا امکان ہے اس لئے کہ وہ ہیجڑا تو نہیں تھا وہ چور تھا میں نے پھر جتنے صیغے مجھے یاد تھے سب بیان کر دیے اب بے چارہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگا، میں نے کہا دیکھو احمد رضا خان میں ان چیزوں کا یقینی امکان ہے لیکن یہ اس کو زانی لکھنے کے لئے تیار نہیں اس کو چور لکھنے کے لئے تیار نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے خلاف دیکھو کس طرح زبان درازی کر رہا ہے میں نے کہا اصل میں یہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا چاہتا ہے لیکن بندوق دیوبندیوں کے کندھوں پر رکھ کر چلاتا ہے کہ انہوں نے گالی دی ہے حالانکہ انہوں نے گالی نہیں دی یہ سب گالیاں اسی نے دی ہیں۔

(نوٹ) آگے وہی باتیں ہیں جو رسالہ جھوٹ کا پول کھل گیا میں ہے وہاں ملاحظہ ہو چند ایسی باتیں جو رسالہ میں نہیں وہ لکھی جاتی ہیں۔

حضورؐ کا حاضر ناضر ہونا بطریق قیاس:

حضورؐ کے حاضر ناضر ہونے پر عبد السمیع نے یہ قیاس کیا تھا کہ شیطان تو ہر جگہ پہنچتا ہے تو پھر حضورؐ ہر جگہ کیوں حاضر ناظر نہیں تو مولانا خلیل احمد صاحب نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ عقائد کے مسئلے قیاس سے ثابت نہیں ہو سکتے ہر نوع کو اللہ تعالیٰ نے ایک خصوصیت بخشی ہے کہ وہ خصوصیت دوسروں کے ساتھ متصف نہیں کی جا سکتی اس پر انہوں نے کچھ مثالیں بھی دی ہیں، لیکن میں ذرا عام فہم مثالیں دیا کرتا ہوں مثلاً یہ بتائیں کہ چیونٹی افضل ہے؟ یا احمد رضا خان تو ظاہر ہے کہ چیونٹی افضل ہے۔ بریلوی کہتے ہیں کہ احمد رضا خاں۔ بہر حال چیونٹی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت شامہ دی ہے کہ کہیں میٹھا چھپا کر رکھیں وہ وہاں پہنچ جاتی ہے اب کوئی یہ کہے کہ جب چیونٹی سونگھ کر پہنچ جاتی ہے تو احمد رضا خاں تو اس سے افضل ہے لہٰذا اس کی

قوت شامہ بھی زیادہ ہونی چاہئے تو اب اگر احمد رضا خاں سونگھ کر نہ بتلا سکے تو چیونٹی سے تو بدتر ہوگا اور یہ جو گدھ ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے ایک نوعی خصوصیت یہ دی ہے کہ اس کی نظر اتنی تیز رکھی ہے کہ تین دن میں جہاں تک پہنچا جا سکتا ہے وہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے جب یہ تین دن کی مسافت سے مردار کو دیکھ سکتی ہے تو احمد رضا خاں تو ایک مہینہ کی مسافت سے دیکھ سکتا ہوگا دیکھئے پاخانہ کا جو کیڑا ہے اس کو پاخانہ کی لذت کا احساس ہے کہ اس کی لذت کیسے ہوتی ہے احمد رضا خاں تو اس سے افضل ہے پھر اس کو تو بہت زیادہ پتہ ہوگا کہ اس کی لذت کیسی ہے تو احمد رضا خاں یقیناً افضل ہے جب ایک نجاست خور گدھ اڑ سکتا ہے تو احمد رضا خاں کو بھی یقیناً اڑنا چاہئے اب اڑنا یہ ایک نوعی خصوصیت ہے تو یہ کتنی بڑی جہالت تھی عبدالسمیع رامپوری کی کہ اس نے نوعی خصوصیات پر پیغمبر کو قیاس کرنا شروع کر دیا اب اس کے جواب میں وہ بالکل لاجواب تھا لیکن احمد رضا نے اس کے جواب کو مولانا کی طرف منسوب کر دیا کہ وہ گستاخ رسول ہے یہ شیطان کا علم حضورؐ کے علم سے زیادہ مانتا ہے حالانکہ بنیاد بھی اسی نے رکھی تھی اور نوعی خصوصیات پر قیاس بھی اسی نے کیا تھا۔

احمد رضا خاں کا مولانا رشید احمد گنگوہی پر عظیم بہتان:

احمد رضا خاں نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ پر یہ بہتان باندھا ہے کہ اس نے حضورؐ کے میلاد کو کھیا کے میلاد سے تشبیہ دی ہے کھیا کرشن کو کہتے ہیں، ہندوؤں کے دو بزرگ گزرے ہیں ایک کا نام "رام چند" اور دوسرے کا نام ہے "کرشن جی ماہراج" تو یہ کرشن کو کھیا بھی کہتے تھے یہ اس کا لقب تھا اور ان کے تہوار ہوتے ہیں ان کے ناموں پر جیسا کہ ہمارے تہوار ہوتے ہیں ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا ہے میں اس وقت ساتویں جماعت پڑھتا تھا ہمارے ہیڈ ماسٹر داؤت رام تھے اس وقت ہندو سکھ استاد ہوتے تھے تو اس وقت ۱۹۳۶ء پہلی دفعہ اوکاڑہ میں عید میلاد النبی کا اشتہار لگا پہلے کوئی جانتا بھی نہیں تھا تو ہمارے ہیڈ ماسٹر پردیال سنگھ وہ لالہ داؤت رام کو بتا رہے تھے کہ پہلے مسلمانوں کی دو عیدیں تھیں اب تین ہو گئی ہیں ایک

ہوتی ہے گوشت والی اور ایک ہوتی ہے سویاں والی اب ایک عید دال والی آ گئی ہے...... الخ

سوال: تہذیب الناس میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

جواب: یہ دیوبندی کی کسی کتاب میں بھی نہیں ہے یہ تو اعتراض بریلوی صراط مستقیم نامی کتاب پر کرتے ہیں اور یہ حضرت سید احمد شہید بریلوی کے ملفوظات ہیں اور یہ چار بابوں میں ہے، پہلا اور چوتھا باب مولانا اسمٰعیل شہید نے لکھا ہے دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحئی نے لکھا ہے اور یہ اشکال والی بات تیسرے باب میں ہے اس کے تو لکھنے میں بھی شاہ اسمٰعیل شہید کا دخل نہیں ہے لیکن سارا الزام بریلوی شاہ اسمٰعیل شہید پر لگاتے ہیں۔

وہاں جو مسئلہ لکھا ہوا ہے یعنی صراط مستقیم میں یہ ہے کہ نماز کے اندر وساوس کے بارے میں خیال نہیں کرنا چاہئے لکھا ہے کہ ہر قسم کے آدمی کو وساوس الگ الگ قسم کے آتے ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ اگر طلباء امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو وہ صیغہ اور ترکیب سوچنا شروع کر دیتے ہیں اسی طرح زمینداروں کو زمین کے متعلق وساوس آتے ہیں تو وسوسے دو قسم کے ہوئے ایک وہ جن کو آدمی پسند نہیں کرتا ایسے وساوس کو انسان خود دفع کرتا ہے اور ایک وسوسہ ایسا آتا ہے جو اس کے محبوب سے تعلق رکھتا ہے اور انسان کا دل اسے چھوڑنے کو نہیں چاہتا ان دو قسم کے وسوسوں کے خوف میں سید احمد شہید فرق بیان کر رہے تھے اس کی ایک مثال حدیث سے یہ ہے کہ کتا اور عورت سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ایک میں کہ نہیں ٹوٹتی تو علماء یہی تشریح بیان کرتے ہیں کہ نماز کا خشوع ختم ہو جاتا ہے حضرت نے مثال میں دو چیزوں کا نام لیا ہے گدھے کا عورت کا، عورت کا خیال آ جائے تو دل کو چمٹ جائے گا، اور اگر گدھے کا خیال آ جائے تو نفرت پیدا ہوگی اب نفرت آ جائے تو بھی اصل نماز میں خیال نہیں رہے گا، اگر کسی کی محبت آ جائے تو بھی اصل نماز کی طرف خیال نہیں رہے گا، وہ سمجھا رہے ہیں کہ طلباء یہ سمجھیں کہ اگر ہم نماز میں قرآن کی آیات کے صیغوں کے متعلق سوچتے رہے تو یہ وصف نماز میں مخل نہیں ہے کیونکہ وہ تو اس کو باعث ثواب سمجھیں گے کیونکہ وہ تو سبق یاد کر رہے ہیں تو اس لئے ایسی وصف سے جنکی طرف دل جم جاتا ہے یہ زیادہ نقصان

وہ ہے نسبت دوسروں کے کیونکہ انسان اس کو دل سے نکالنا نہیں چاہتا۔

اس کی دو مثالیں کافی ہے، ایک تو شامی شریف میں ہے باب کا عنوان ہے اطالۃ الرکوع بالجائی یعنی آنیوالے کے لئے رکوع لمبا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جماعت کھڑی ہے امام صاحب رکوع میں چلے گئے ہیں اب اس نے آواز سنی کہ لوگ بھاگے آرہے ہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا امام دو تین تسبیح زیادہ کرسکتا ہے کہ آنے والے رکوع میں مل جائیں اور رکعت پالیں یا زیادہ نہیں کرسکتا؟ اس پر امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ آنے والے کون ہیں تو پھر وہ ایک دو تسبیح لمبی کرلے اور اگر معلوم ہے کہ میرے استاد یا شیخ آرہے ہیں تو پھر لمبا نہیں کرسکتا کیونکہ خطرہ ہے کہ کہیں شرک لازم نہ آجائے، کیونکہ عوام کا خیال تعظیم سے دل میں نہیں آئے گا اور نماز خاص اللہ کی تعظیم کا نام ہے اور جب اپنے استاد اور پیر صاحب کا خیال دل میں آئے گا تو اس وقت ان کی تعظیم بھی دل میں آگئی تو یہ تعظیم نماز کے کمال میں مخل ہو جائے گی یہ تو امام صاحب نے فرمایا ہے اور یہ عبارت شامی کی خود امام احمد رضا خاں نے بھی احکام شرک کی پہلی جلد میں نقل کی ہے اب اصل میں بظاہر تقابل محبت و نفرت کا ہے، اور یہ کہتے ہیں کہ تقابل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اور گدھے و گھوڑے کے خیال کے آجانے کا۔ ایک اور مثال سمجھیں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور سامنے سُترہ رکھیں تو آپ نے یہ مائیک آگے کھڑا کرلیا نماز پڑھ لی کوئی اعتراض کی بات نہیں، اب مولوی صاحب کا دل چاہا کہ میں بھی نماز پڑھ لوں لیکن سُترہ نہیں ملا، وہ شیخ صاحب کو کہتا ہے کہ آپ میرے آگے بیٹھ جائیں تاکہ میں آپ کو سُترہ بنالوں اب اگر شیخ صاحب آگے بیٹھے ہونگے تو ان کی محبت و عظمت ضرور دل میں آئے گی اب اس سے روکا جارہا ہے کہ آپ ایسا نہ کریں؟ لیکن بریلوی کہتے ہیں کہ دیکھو شیخ الحدیث صاحب کی اتنی قدر بھی نہیں ہے، لکڑی کا سُترہ تو رکھنا جائز ہے لیکن شیخ الحدیث صاحب کو سُترہ بنانا جائز نہیں؟ تو یہاں لکڑی کا اور شیخ الحدیث کا مقابلہ نہیں مقابلہ یہ ہے کہ لکڑی کی عظمت دل میں نہیں ہے اور شیخ الحدیث کی عظمت و محبت دل میں ہے اور نماز خالص اللہ کی عبادت کا نام ہے یہ تو ہے ہمارے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے، لیکن احمد رضا خاں کے لئے دلیل یہی ہے کہ فتاویٰ رضویہ

میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ اگر نمازی قرآن دیکھ کر پڑھ لے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی، اب بریلویوں کو تو یہی مسئلہ بتانا چاہئے کہ تمہارے احمد رضا خاں نے تو یہ لکھا ہے کہ ایک طرف قرآن ہے اور ایک طرف عورت کی شرمگاہ ہے یہاں اصل میں یہ تقابل نہیں بلکہ تقابل عمل قلیل و عمل کثیر کا ہے کہ قرآن کا کھولنا اور پڑھنا یہ عمل کثیر ہے اور نظر کا پڑ جانا یہ عمل قلیل ہے عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عمل قلیل سے نماز نہیں ٹوٹتی مکروہ ہوتی ہے، تو اس قسم کے تقابل بعض اوقات ہوتے ہیں۔

فقہی جزئی:

فقہ میں ایک جزئی لکھی ہے کہ دو عورتیں جمرہ عقبہ پر گئیں اور شیطان کو کنکریاں مار رہی ہیں لیکن کنکریاں ملتی نہیں تو ایک نے اپنا ہار گلے سے اتار کر مار دیا اور ایک نے جوتا مار دیا تو لکھا ہے کہ جس نے جوتا مارا اس کا واجب ادا ہو گیا اور جس نے ہار مارا اس کا واجب ادا نہیں ہوا کیونکہ مقصود اس کی توہین کرنا ہے اور سونے کے ہار مارنے میں اس کی توہین نہیں اور جوتا مارنے میں اس کی توہین ہے تو اسی طرح وہاں پر بھی بات نہ خیال لانے کی ہے نہ خیال آنے کی بلکہ وہاں صرف ہمت ہے خیال ہٹانے کی، ایک ہے حضورؐ کا خیال آنا اس کے بارے میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، ایک ہے حضورؐ کا خیال لانا اس کے بارے میں خود فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے کہ جب السلام علیک ایھا النبی پڑھو تو حضرت کا خیال لا کر پڑھو کہ میں حضورؐ پر سلام بھیج رہا ہوں تو خیال لانے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ حکم ہے کہ جب السلام علیک ایھا النبی پڑھو تو حضورؐ کا خیال لاؤ، یہ فتاویٰ دیوبند میں بھی ہے اور فتح الملہم شرح مسلم میں بھی ہے ایک ہے خیال ہٹانا کہ آگے پیر صاحب کو بٹھا لیا تصور شیخ جوان کے زمانہ میں تھا اب خدا کی طرف دھیان نہیں بلکہ خدا سے دھیان ہٹا کر صرف اس کی طرف توجہ کی جا رہی ہے اب جب پوری توجہ اس کی طرف ہو گئی خدا سے ہٹ گئی تو اب ایاک نعبد وایاک نستعین میں جو خطاب ہوگا اس کو ہوگا یا اللہ تعالیٰ کو ہوگا؟ ظاہر ہے کہ اللہ سے ہٹ کر اسی کو ہوگا اس کو صرف ہمت کہتے ہیں کہ خدا سے توجہ ہٹا کر اپنے پیر کی طرف توجہ کر لینا کہ کسی اور کا خیال بھی نہ آئے، یا حضور کی طرف جمالینا اس

کا وہاں پر ذکر ہے کہ یہ کمال نماز کے منافی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ یہ عبارت سید احمد شہید کی ہے اور ان کو احمد رضا کافر نہیں کہتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ اس کو کافر نہ کہو میں بھی کافر نہیں کہتا کیونکہ اس کی عبارتوں میں اسلام کا پہلو موجود ہے اب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری باتیں چونکہ اس کی کتاب میں موجود ہیں اس لئے ہم اس کو کافر لکھتے ہیں اب تم بھی اسے کافر لکھو کیونکہ اس نے حضورؐ کی توہین کی ہے۔

واقعہ: بہاولپور میں ایک مولوی محمد احمد صاحب گزرے ہیں ٹانگوں سے معذور تھے اب وہ فوت ہو چکے ہیں میں ان کے پاس بیٹھا تھا ایک آدمی ان کے پاس آیا اس نے کہا کہ لکھا ہے کہ حضورؐ کا خیال آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے کا خیال آ جائے تو نہیں ٹوٹتی تو کیا آپ کے نزدیک حضور گدھے سے بھی بدتر ہیں (نعوذ باللہ) میں نے کہا تو بتا کہ دونوں برابر ہیں؟ میں نے کہا کہ ایک غصے کی بات ہے میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ تیری بیوی، بیٹیاں، بہنیں سب بیٹھی ہوں اور ایک گدھا خاص حالت میں سامنے آ جائے اب وہ سامنے پھر رہا ہے اس کے بعد اسی خاص حالت میں تیرا پیر ننگا سامنے آ جائے ان کے، تو تجھے گدھے پر زیادہ غصہ آئے گا یا پیر پر زیادہ غصہ آئے گا، اب اگر تو پیر صاحب کو ڈانٹ ڈپٹ کرے اور پیر صاحب کہے کہ کیا میں گدھے سے بھی گیا گزرا اور بدتر ہوں کم بخت وہ گدھا آگے سامنے پھر رہا ہے اور اس کا تو مجھ سے بھی زیادہ لمبا ہے اس پر تو غصے نہیں ہو رہا اور مجھ پر غصہ ہو رہا ہے، میں نے اس سے کہا کہ تو بتا تجھے زیادہ غصہ گدھے پر آئے گا یا پیر صاحب پر؟ خلاصہ یہ نکلا یہ سب اشتعال انگیز باتیں ہوتی ہیں مسئلہ کی کوئی بات نہیں ہوتی اس لئے میں جب بھی مناظرہ کرتا ہوں یہی مسئلہ سامنے رکھتا ہوں کہ اس کو پہلے حل کرو، وہ یہی کہیں گے کہ یہ عمل کثیر و عمل قلیل کا تقابل ہے نہ کہ جیسے حقیقت، اب یہ باتیں عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں یہ صرف لوگوں کو اشتعال انگیزی کرنے کے لئے یہ باتیں کرتے اور پمفلٹ چھاپتے ہیں، اور بریلویوں سے عبارات پر مناظرہ کرنا ہو تو اس کے لئے دو چھوٹی چھوٹی کتابیں کافی ہیں:

(۱) تمہید ایمان (۲) الکوکبۃ الشہابیہ فی کفرات ابی الوھابیہ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

حضرت اوکاڑوی رحؒ کے الہامی ملفوظات

(۱) حضرتؒ نے فرمایا حدیث کو ماننے کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہے (۱) یہ یقین یا ظن غالب کہ یہ قول، فعل یا تقریر رسول ﷺ ہے (۲) یہ کہ مراد رسول بھی یقیناً یا ظناً یہی ہے جو ہم نے سمجھی (۳) یہ کہ ہم اس کے مخاطب بھی ہیں، صحابہ کرام کو یہ تینوں باتیں پورے یقین سے حاصل تھیں خود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا یا کام کرتے دیکھا، اس سے بڑا یقینی ذریعہ اور کیا ہوسکتا ہے! مراد رسول بھی براہ راست نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لی، اور ایک وقت میں ایک ہی قول یا فعل سامنے آیا، اس کا معارض سامنے آیا ہی نہیں۔ ائمہ کرام کے سامنے خیر القرون کا متواتر عمل تھا جس سے اُن کو ثبوت فعل اور مراد رسول اور رفع تعارض کا یقین نہیں تو ظن غالب یعنی یقین کا درجہ دوم ضرور نصیب تھا، ہمارے مشاہدہ میں نہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ ہمارے مشاہدہ میں خیر القرون کا تعامل ہے نہ یقین، نہ ظن غالب، محض وہم ہے وہ بھی یقین وظن کے خلاف اور غیر مقلدین کے پاس اس خلاف یقین اور خلاف ظن ووہم پر تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) تعامل خیر القرون میں اختلاف بھی تھا جیسے ایک ہی دن سعودیہ میں عید ہوتی ہے پاکستان میں روزہ ہوتا ہے، مذاہب اپنے علاقہ کے تواتر پر مبنی ہوتے ہیں اور غیر مقلدیت فتنہ پر مبنی۔

(۳) کسی بھی دعویٰ کے ثبوت کے لئے ثبوت دلیل کافی نہیں، دیکھو جن آیات سے قادیانی وفات مسیح اور اجرائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں ان آیات کے صحت اور ثبوت میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں مگر جو مراد انہوں نے بیان کی اس کے باطل ہونے میں بھی ذرہ بھر شک نہیں۔ صحت ثبوت کے ساتھ صحت مراد اور رفع تعارض بھی ضروری ہے، جب تک تینوں

امور کی تحقیق نہ ہو تقریب تام نہیں ہوتی۔

امام صاحبؒ نے مکمل تحقیق فرمائی، فرماتے تھے ولا یستحل ان یاخذ الا ماصح من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید المعرفۃ بناسخ الحدیث ومنسوخہ وکان یطلب احادیث الثقات والآخر من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومااد رک علیہ علماء اہل الکوفۃ فی اتباع الحق اخذبہ وجعلہ دینہ (الخیرات الحسان صفحہ ۳۰، صیمری صفحہ ۶۷) وقال اذا صح الحدیث فھو مذھبی (شامی) گویا آپ پوری تحقیق فرماتے۔

(۱) ثبوت وصحت میں ثقہ راویوں کی روایت قبول کرتے اس میں آپ کے اساتذہ صحابہ یا جلیل القدر تابعین تھے اور یہ بھی خیال رکھتے کہ اس کی صحت پر تمام علماء کوفہ کا اتفاق ہو۔

(۲) فہم مراد میں بھی صرف اپنی ذاتی رائے نہیں بلکہ تمام علماء وفقہاء کوفہ جو فقہاء صحابہ یا جلیل القدر فقہاء تابعین تھے ان سب کے اتفاق کو مدنظر رکھتے۔

(۳) رفع تعارض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کی تلاش وجستجو کرتے اس میں بھی محض شخصی تحقیق پر مدار رکھنے کی بجائے صحابہ وتابعین علماء اہل کوفہ کی متفقہ تحقیق پر مدار رکھتے اس کے برعکس محدثین صحاح ستہ صرف پہلے امر کی تحقیق کرتے وہ بھی محض اپنی شخصی رائے سے وہ احادیث بھی ہر قسم کے راویوں سے لیتے جبکہ امام صاحب تام الضبط، کثیر الملازمت اور افقہ الناس سے لیتے۔ دوسرے امر میں بہت کم محدثین نے دخل دیا اور اس میں بھی محض اپنی شخصی رائے یا اپنے امام کی تقلید کا پاس کیا۔ تیسرے امر میں تو النادر کالمعدوم بہت ہی کم محدثین نے دخل دیا اس میں بھی ان رجحان اپنے امام کی تقلید کی طرف ہی رہا نہ کہ اجتہاد وتحقیق کی طرف اس سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ صحاح ستہ کی صحیح ترین احادیث میں بھی تین باتوں میں سے صرف پہلی بات ثابت ہوئی کہ حدیث صحیح ہے اس میں بھی یا تو ان کی صرف شخصی تحقیق ہے یا اس میں بھی ان کے امام کی تقلید کا اثر ہے باقی دو امور کی تحقیق وہاں نہیں جبکہ فقہا کی تحقیق کامل ہوتی ہے۔

(۴) **انما شفاء العی السئوال:** آپ کا یہ کلام جوامع الکلم میں سے ہے، جس طرح بیمار کو حصول شفاء کے لئے علاج کی ضرورت ہے اب دنیا میں طب کی کتابیں بھی ہیں۔ پنساری بھی ہیں، ماہر طب بھی ہیں۔ مریض نہ تو براہ راست علاج کے لئے کتابوں کی طرف رجوع کرتا ہے نہ پنساریوں سے علاج کرواتا ہے بلکہ ماہر طبیب سے نسخہ لیتا ہے خواہ وہ طب کی کتاب میں مریض کو ملے یا نہ ملے اس نسخہ کے لئے وہ کسی پنساری کے تصدیق یا تردید کی بالکل ضرورت محسوس نہیں کرتا بلکہ یہ تردید بھی کردیں یا کتاب میں کسی جز کی کمی بیشی بھی ہو تو یہ اسے نہیں دیکھتا طبیب ہی کی تقلید کرتا ہے۔ یہی صحیح طریقہ علاج ہے، اسی طرح دینی بیماریوں کے طبیب فقہاء ہیں، پنساری محدثین ہیں، حدیث کی کتابیں مثل کتب طب ہیں، اور کتب فقہ مثل نسخہ کے ہیں، اس لئے ہمیں فقہاء کی طرف رجوع کا حکم ہے، **فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون.** پس کیوں نہیں کوچ کرتی (برائے جہاد) ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت (یعنی سارے کوچ نہ کریں) تا کہ وہ (یعنی وہ صحابہ جو خدمت نبوی میں پیچھے رہ گئے) دینی فقہ حاصل کریں اور تا کہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف لوٹ کر آئیں (یعنی میدان جہاد سے) تا کہ وہ بچیں خلاف شرع سے، رجوع بھی اپنی قوم و علاقہ کے طبیب کی طرف ہی کیا جاتا ہے، اس کی مہارت بھی مسلمہ اور علاج بھی سہل الحصول۔

(۵) فرمایا ہم کافروں کے مقابلے میں مسلمین ہیں، **ھو سماکم المسلمین** (اللہ نے ہی تمہارا نام مسلمین رکھا ہے) **ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین** (قیامت کے روز کافر لوگ بعض اوقات آرزو کریں گے کاش وہ مسلمین ہوتے) ہم اہل بدعت کے مقابلے میں اہلسنت والجماعت ہیں، حدیث پاک میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے بنے میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے بنیں گے وہ سارے دوزخ میں جائیں گے مگر ایک، صحابہ کرامؓ نے پوچھا وہ کون ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ما انا علیہ واصحابی** ۔ جو میرے اور میرے اصحاب کے

طریقہ پر چلیں گے ......**اہل سنت** یعنی طریقہ نبوت پر چلنے والے اور **والجماعت** یعنی جماعت صحابہ کے طریقہ پر چلنے والے۔ نیز آپ نے فرمایا میرے اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو دین میں نئے پیدا کردہ امور سے بچاؤ، اور اجتہادی مسائل میں شافعی کے مقابلے میں حنفی ہیں، عیسوی کے مقابلے میں محمدی ہیں، اہل سنت سے بغاوت کر کے کسی نے اپنا نام اہل قرآن رکھ لیا، کسی نے اہل حدیث کوئی احمدی بنا کوئی محمدی۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ دو چیزیں چھوڑ گئے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسری آپ ﷺ کی جماعت ...... ''قرآن'' ۲۳ سال میں نازل ہوا جس پر آپ نے عمل کر کے عملی نمونہ پیش فرمایا، خدا نے سمجھایا اور خدا کی نگرانی میں اس پر عمل کیا...... ''سنت'' ۲۳ سال میں آپ نے اپنی جماعت تیار فرمائی خدا کی نگرانی کا نتیجہ رضی اللہ عنہم، نبی کی نگرانی کا ثمرہ **اصحابی کالنجوم**۔ دین اور قرآن پر عمل کرنے کے لئے یہ دو چیزیں مدار قرار پائیں، سنت اور جماعت یہی ہے **ما انا علیہ و اصحابی**۔

(۷)

اہل سنت	والجماعت	حنفی	دیوبندی
تکمیل دین (**الیوم اکملت**)	تمکین دین (**ولیمکنن لھم**)	تدوین دین	تطہیر دین
	۱۰ھ	۱۲۰ھ	۲۲۰ھ
دین لانے والے۔	دین پھیلانے والے۔	دین لکھوانے والے۔	دین بچانے والے

(۸) اہل سنت والجماعت حنفی نام میں بڑی جامعیت ہے، ادلہ اربعہ ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع، قیاس، سنت میں علم قرآن کا، نمونہ عمل نبیؐ ذی شان کا، والجماعت میں اجماع، حنفی میں قیاس، پس اس نام پاک میں ادلہ اربعہ پر ایمان وعمل کا اظہار ہے۔

(۹) مسائل کی تین قسمیں ہوتی ہیں، خلاف دلیل، بے دلیل، بادلیل...... خلاف دلیل مسئلہ کو ماننا الحاد ہے۔ بے دلیل مسئلہ کو ماننا بدعت ہے اور بادلیل مسئلہ کو بلا مطالبۂ دلیل مان لینا تقلید ہے۔

(۱۰) بغیر مطالبہ دلیل کے غیر کی بات کو مان لینا تقلید ہے۔ اگر اچھی بات میں تقلید ہو تو

اچھی ہے اگر بری بات میں ہو تو بری ہے۔

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ہدایت، سراجا منیرا۔ صحابہ کرامؓ نجوم ہدایت، اصحابی کالنجوم.... امام اعظم ابوحنیفہؒ چراغ ہدایت، ستاروں تک پہنچنے والا، لو کان الدین عندالثریا لذھب بہ رجل من فارس۔ مسلم ۳۱۲/۲۔ بخاری کتاب التفسیر، ترمذی میں تین جگہ، ابونعیم کی کتاب میں سولہ صحابہ سے منقول ہے اور اس کا مصداق حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں کیونکہ فارس میں علم شریعت میں آپ سے زیادہ کوئی اور ماہر نہیں۔

(۱۲) ہماری حنفیوں کی سند بھی متصل اور مشاہدہ بھی کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ تابعی ہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور صحابہ کرامؓ کا دور ۱۱۰ھ تک ہے تو آپ نے بحالت شعور پچیس سال صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا ہے اس میں یقیناً دین پر ان کے عمل کا مشاہدہ کیا۔ پس ہماری سند متصل بھی ہے اور مشاہدہ بھی ساتھ ہے۔ محض سند کی مثال گھڑی کی ہے ایک آدمی کے پاس گھڑی ہے اور وہ کمرہ کے اندر بند ہے تو اس کے سامنے گھڑی ہے سورج کی رؤیۃ و مشاہدہ نہیں تو وہ غلطی کھا سکتا ہے کہ گھڑی غلط ہو اور وہ گھڑی کے مطابق وقت کا اور دن رات کا فیصلہ کر رہا ہے، عین ممکن ہے سورج غروب ہو چکا ہو اور یہ ابھی عصر کا وقت بتا رہی ہے، لیکن جو آدمی سورج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے وہ غلطی نہیں کھا سکتا، ہمارے امام کے سامنے دونوں چیزیں ہیں سند اور تعامل صحابہ، امام صاحب کی سند بہت عالی سند ہے کیونکہ امام صاحب کے اساتذہ یا صحابہ ہیں یا اکابر تابعین ہیں، اور عمل صحابہ کا آپ نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اس لحاظ سے احناف بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کے دو پر ہیں تعامل اور سند عالی جن سے یہ اڑ رہے ہیں اور ان کے پاس دو آنکھیں ہیں جن کے ساتھ یہ دیکھ کر کتاب و سنت پر عمل کر رہے ہیں، لیکن غیر مقلدین میں تعامل کی بات بھی نہیں اور سند بھی کمزور ہے اس کے پیچھے اس کو لگنا چاہئے جو اپنی دونوں آنکھیں نکال ڈالے۔

(۱۳) قرآن (معجزہ) معصوم عن الخطاء۔ سنت بھی معجزہ، نبی معصوم، تدوین دین بھی امام ابوحنیفہؒ کی کرامت لیکن نبی پاک کا معجزہ، آپ کے بعد کوئی فرد معصوم نہیں ہاں امت کا

اجماع معصوم عن الخطاء ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالۃ بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کریگا، اور مجتہدین الگ الگ عادل ہیں، پس دین کا جو حصہ ہمیں اجماعاً ملا وہ معصوم نبی کا دین معصوم واسطہ سے ملا، جو اختلافاً ملا وہ معصوم نبی کا طریقہ عادل کے واسطہ سے ملا، اور جو غیر مقلدین کو دین ملا وہ اپنے نفس امارہ وظالم نفس کے واسطہ سے ملا۔

(۱۴) (۱) نبی، احمد، صحابہ حمادون (۲) نبی، رؤف رحیم، صحابہ، رحماء بینھم (۳) نبی، المجتبیٰ، صحابہ، ھو اجتباکم (۴) نبی، مطصفیٰ، صحابہ، اصطفینا من عبادنا (۵) نبی، محبوب رب العالمین، صحابہ یحبھم ویحبونہ (۶) نبی، یتلوا علیھم آیاتہ، صحابہ، یتلونہ حق تلاوتہ (۷) نبی، ان انت الا نذیر، صحابہ، لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم. (۸) نبی، ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ، صحابہ، رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (۹) نبی، ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی، صحابہ، ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ (۱۰) نبی، ویکون الرسول علیکم شھیدا، صحابہ، لتکونوا شھداء علی الناس، صحابہ، اولئک ھم الراشدون، صحابہ، والزمھم کلمۃ التقوی۔ اللہ نے ان کے ساتھ تقوی کو اس طرح لازم کر دیا جیسے سورج کو روشنی اور آگ کو گرمی لازم ہے، جیسے سورج کا روشنی کے بغیر آگ کا گرمی کے بغیر تصور نہیں ہو سکتا ایسے ہی صحابہ کا تقوی کے بغیر تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرمایا حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔ پس جیسے معدہ مکھی کو ہضم نہیں کر سکتا ایسے ہی قلوب صحابہ کفر وفسق کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔

(۱۵) چونکہ غیر مقلدین ائمہ اربعہ کو ارباباً من دون اللہ میں شامل سمجھ کر ان کو مصداق ان احبار ورہبان کا قرار دیتے ہیں، جن کے بارے میں قرآن پاک نے اکالون للسحت (حرام خور) سمّاعون للکذب (جھوٹے) فرمایا ہے، اور ان کی فقہ کو مصداق یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ کا بتاتے ہیں اور

ان کے مقلدین کو مثل ابوجہل کے مشرک اور مثل یہود ونصاریٰ کے گمراہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جو آیات ان کی تقلید کے رد میں نازل ہوئی ہیں وہ ان پر چسپاں کرتے ہیں اس لئے وہ ائمہ اربعہ یا ان کے مقلدین کی کتابوں سے استدلال کے مجاز نہیں، بلکہ ایسی کتاب سے وہ حدیث پیش کریں، جس کے مؤلف نے اس کتاب میں صراحۃً اپنا یہ عقیدہ بیان کیا ہو کہ میں ائمہ اربعہ کو مثل آباء مشرکین اور مثل احبار یہود ونصاریٰ اور ان کے مقلدین کو مثل ابوجہل و یہود ونصاریٰ سمجھتا ہوں۔

(۱۶) حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان نے کہا مولانا! غیر مقلدین کی کتنی تعداد ہے جن کی وجہ سے آپ اتنے فکرمند ہیں اور ان کے خلاف اپنی ساری صلاحیتیں خرچ کر رہے ہیں؟ حضرت نے جواباً فرمایا قاری صاحب! سارے شہر کو پریشان کرنے کے لئے دو چار چور کافی ہیں۔ اس جواب پر قاری صاحب مسکرائے اور خاموش ہو گئے۔

(۱۷) فرمایا دیوبندیت کے چار عناصر ہیں۔ فقہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی۔ فقہ و حدیث میں تطبیق بطرز شاہ ولی اللہؒ۔ تصوف بدعات سے پاک مجدد الف ثانیؒ کے طرز پر۔ اور جذبہ جہاد شاہ اسماعیل شہیدؒ کا۔

(۱۸) اختلاف اور مخالفت میں فرق ہے اختلاف میں نظر دلیل پر ہوتی ہے کہ کس کی دلیل قوی ہے اور کس کی دلیل کمزور ہے۔ اور مخالفت میں نظر دلیل پر نہیں ہوتی بلکہ مخالف کو محض بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنا پیش نظر ہوتا ہے حق یا باطل میں امتیاز مقصود نہیں ہوتا۔ غیر مقلد وہابی ہوں یا غیر مقلد بریلوی ان کو علماء دیوبند سے اختلاف نہیں بلکہ مخالفت ہے۔

(۱۹) خرق عادات:

خرق عادات یعنی معجزات و کرامات برحق ہیں لیکن وہ جزئیات ہیں بریلوی ان کو کلی بنا کر دھوکہ دیتے ہیں۔

عادت: مرد عورت دونوں ہوں تو اولاد ہو۔ **خرق عادت:** بی بی مریم کو اللہ نے بغیر خاوند کے بیٹا عطا فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کو خاوند ہونے کے باوجود بیٹی بھی نہیں دی۔ خرق عادت کا انکار کرنا غیر مقلدیت ہے مثلاً یہ کہنا کہ یہ غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے، چنانچہ عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے عیون زم زم نامی کتاب لکھی ہے کہ عیسیٰ کا باپ تھا اور خرق عادت کو عادت اور کلیہ قاعدہ ماننا کہ جہاں بھی کنواری لڑکی بچہ جن دے وہ کرامت ہی ہے اس کا نام رضائیت ہے، اور عادت کو عادت اور خرق عادت کو خدا کی قدرت خاصہ ماننا اہل سنت کا مسلک ہے۔

(۲۰) عطائی اور ذاتی کا چکر:

اللہ تعالیٰ نے حصول علم کے لئے ہمیں حواس خمسہ عطاء فرمائے ہیں ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں کان سے سنتے ہیں وغیرہ یہ حواس عطاء خداوندی ہیں لیکن ان کے استعمال میں ہمیں اختیار دیا ہے کہ چاہیں دیکھیں چاہیں آنکھ بند کرلیں اس لئے ان کو ذاتی بھی کہتے ہیں کہ میں نے ذاتی طور پر تمہیں وہاں دیکھا تھا ان حواس کے بعد محسوسات کے لئے نہ کسی انسانی اطلاع کی ضرورت رہتی ہے نہ کشف، الہام، اور وحی کی کہ یہ کتاب ہے کیا اسی طرح کا کوئی چھٹا حاسہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو عطا فرمادیا گیا ہے کہ وہ جب چاہیں خود بخود بغیر کسی اطلاع، کشف، اور وحی کے غیب کی باتیں دریافت کرلیں اس کو علم غیب عطائی کہتے ہیں ایسا ہرگز ثابت نہیں ہاں حواس خمسہ کے علاوہ بعض معلومات ہمیں بذریعہ خواب مل جاتی ہیں اس میں ان حواس خمسہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور نہ ہمارے اختیار و قدرت کا دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں ایک رات میں دس خواب دکھا سکتے ہیں نہ چاہیں دس دن میں ایک بھی نہ آئے کسی کو خواب زیادہ آتے ہیں کسی کو کم اس میں خواب دیکھنے والے کا کوئی اختیار نہیں۔ یہی حال وحی، کشف، الہام کا ہے اس میں خدا کا اختیار ہوتا ہے وہ چاہیں چھ دفعہ دن میں وحی آجائے وہ نہ چاہیں چھ ماہ وحی ہی نہ آئے کسی بزرگ کو زیادہ کشف ہوتے ہیں کسی کو کم مگر اختیار خدا تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے اس سے نہ کوئی عالم الغیب بن جاتا ہے اور نہ ہی مختار کل۔

(۲۱) **معجزات**: مسیح علیہ السلام کے معجزات کا یہود نے انکار کیا عیسائیوں نے ان کو مسیح کی اپنی قدرت سے مانا اور مسلمانوں نے باذن اللہ قدرت باری تعالیٰ کا ظہور مانا اب اگر عیسائیوں نے مسیح کے معجزات کو قدرت مسیح کہہ کر مسیح کو خدا کا شریک بنالیا تو اس میں جرم نہ خدا تعالیٰ کا ہے نہ مسیح کا بلکہ اس عیسائی ذہن کا گناہ ہے اسی طرح بزرگوں کی ثابت شدہ کرامات سے اگر کوئی ان بزرگوں کو خدا کا شریک بناتا ہے خرق عادات کو عادت مان لیتا ہے تو قصور اس غلط ذہن کا ہے نہ کہ ان بزرگوں کا بریلوی ان کرامات کا مطالعہ غلط ذہنی سے کرتے ہیں تو یہ ان کی غلطی ہے اب تو غیر مقلدین نے بھی ان کرامات کا مطالعہ عیسائی ذہن سے شروع کر دیا ہے اس لئے ان سے شرک ثابت کرتے ہیں تو اس میں ان بزرگوں کا کوئی قصور نہیں غیر مقلدین کا ذہن عیسائی ہو گیا ہے اس ذہن کا قصور ہے۔ ہم ان کرامات کا مطالعہ اسلامی ذہن سے کرتے ہیں اس لئے ہمیں دلائل توحید نظر آتے ہیں غیر مقلد عیسائی ذہن سے کرتے ہیں اس لئے ان کو یہ دلائل شرک نظر آتے ہیں۔

(۲۲) تشریع وتکوین:

ہماری ہر ارادی حرکت دائرہ تشریع میں آتی ہے۔ نظر یا قدم اٹھایا ثواب ہوگا یا گناہ یا مباح۔ غیر کے چہرے پر نظر ڈالی حرام عالم قرآن یا خانہ کعبہ پر نظر ڈالی ثواب، دیوار پر نظر ڈالی مباح لیکن کھانے کا ہضم ہونا جسم میں دوران خون نبض کا چلنا یا رکنا یہ امور ہمارے اختیار میں نہیں ہوتے ان کو تکوینیات کہتے ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام امور تشریعیہ کے لئے مبعوث ہوتے ہیں بکری حلال ہے خنزیر حرام ہے یہ مسئلہ تشریعی ہے اس کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ اس وقت دنیا میں کل بکریاں کتنی ہیں اس سال کتنی مری ہیں قیامت تک کتنی پیدا ہوں گی انہوں نے کتنا چارہ کھایا کتنی مینگنیاں کیں کتنا پیشاب کیا ان کے کل بال کتنے ہیں وہ کہاں کہاں دفن جائیں گی یہ تکوینیات ہیں۔ ان کا علوم نبوت سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے ہاں بطور خرق عادت اللہ تعالیٰ بہت سے جزئی امور پر اطلاع دیتے ہیں جو نبی کی دلیل نبوت اور معجزہ اور ولی کے لئے کرامت کہلاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

علوم شرعی میں علوم کلی عطا فرمائے گئے جن کی تفصیل وتشریح مجتہدین امت نے کی امور تکوینیہ میں ہم سلب کلی کے قائل نہیں رفع ایجاب کلی کے قائل ہیں رضائی ایجاب کلی کے قائل ہیں اور موجبہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے آپ کو علم کہانت نہیں دیا گیا علم شعر نہیں دیا گیا علم سحر نہیں دیا گیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے سامنے کسی کی غیبت نہ کرو میں چاہتا ہوں کہ سب کی طرف سے سلیم الصدر ہوں آپ دعا فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من علم لاینفع ایک ساحر اور ایک شیخ الحدیث کا مرتبہ کسی کے نزدیک برابر نہیں ایک فقہ کے مدرسہ کو چندہ دینا اور ایک کہانت کے سکول کو چندہ دینا کسی کے نزدیک برابر نہیں۔

(۲۳) جس طرح ہمارا کلمہ نفی اثبات کا مجموعہ ہے نہ صرف نفی کلمہ ہے اور نہ ہی صرف اثبات اسی طرح بعض عقائد میں بھی دونوں پہلو ہوتے ہیں ہمارے لوگ عموماً نفی کا پہلو لیتے ہیں حالانکہ دونوں پہلو لینے چاہیے، بریلوی علم کا اثبات کرتے ہیں اور ہم نفی۔ ایسا کرنا درست نہیں، پہلے یہ بتاؤ کہ جو علوم لازمہ نبوت تھے ان کا کلی علم آپ کو عطاء فرما کر دین کو کامل فرما دیا گیا تبیاناً لکل شیء۔ تفصیلا لکل شیء وغیرہ آیات، جب خدا چاہے بتلا دے ھذا مصرع فلان غداً جب نہ چاہے اُسارای ہلم۔ جب چاہے بتلائے کہ کل جھنڈا اس کے ہاتھ میں دونگا جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا نہ چاہے زہر آلود بکری کی بوٹیاں تناول فرمالیں۔

اسی طریقہ سے مختار کل کے مسئلہ میں دونوں پہلو بیان کرے کہ اصل مختار کل صرف خدا کی ذات ہے وہ چاہے تو نبی پاک ایک انگلی سے اشارہ فرمائیں اور چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دے اور اگر نہ چاہے تو ایک انگلی نہیں دس انگلیاں دعا کے لئے اٹھ رہی ہیں ایک مرتبہ نہیں ستر مرتبہ اٹھ رہی ہیں مگر وحی آ جاتی ہے کہ بخشش نہیں ہوگی یعنی رئیس المنافقین کی جب وہ چاہے تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے ایسے چشمے جاری فرمائے کہ چودہ سو صحابہ سیراب ہوں وضو کریں برتن بھر لیں اور وہ نہ چاہے تو صرف آپ کے لئے وضو کا پانی نہ دے اور آپ کو تیمم کرنا پڑے وہ چاہے تو پردے اٹھا کر آپ کو بیت المقدس دکھا

دے بلکہ حوض کوثر اور جنت و دوزخ تک کا مشاہدہ کرا دے اور نہ چاہے تو حضرت عثمانؓ کا مکہ میں چلتا پھرنا اور زندہ ہونا نہ دکھائے۔ الغرض یہ سب اس قادر مطلق کی قدرت اور ارادہ سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنے نبی اور ولی کی جتنی چاہے عزت افزائی کرے کوئی روکنے والا نہیں اور جتنی بڑی بیماری ایوب علیہ السلام کو لگا دے سلیمان علیہ السلام کو آزمائش میں ڈال دے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

(۲۴) بدعت:

جو دین میں ثابت نہ ہو اس کو دین سمجھ لینا بدعت ہے دین اور شرعی احکام ان مسائل کو کہتے ہیں جن کا ثواب یا عذاب موت کے بعد ملتا ہو اور دنیوی امور وہ کہلاتے ہیں جن کا فائدہ یا نقصان موت سے پہلے کی زندگی سے متعلق ہو بدعت کا تعلق مقاصد دینیہ سے ہوتا ہے نہ کہ وسائل و ذرائع سے قرآن میں ایک نقطہ بڑھا دینا احداث فی القرآن ہے اسی پر اعراب واوقاف لگا دینے سے اس میں نہ کوئی حکم زیادہ ہوا نہ کم یہ سب احداث للقرآن ہیں اس لئے بدعت نہیں احداث فی النسخہ اور احداث للنسخہ میں فرق ہے احداث فی النسخہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کے نسخہ میں مریض اپنی طرف سے کمی بیشی کرے کوئی دوائی زیادہ کر دے یا کم کر دے۔ احداث للنسخہ یہ ہے کہ نسخہ وہی رہے لیکن اس کی تیاری کے لئے آلات اور اس کی حفاظت کے لئے ڈبوں وغیرہ کا حصول، یہی فرق ہے احداث فی الدین اور احداث للدین میں احداث فی الدین بدعت ہے اور احداث للدین بدعت نہیں بلکہ ثواب کا کام ہے۔

(۲۵) اہلسنت والجماعت کا مناظر حنفی کتابوں کے علاوہ غیر حنفی کتابوں سے اپنی تائید دکھانے کا حق رکھتا ہے کیونکہ مخالف کی تائید کو ہر قانون میں غیر جانبدار اور وقیع سمجھا جاتا ہے لیکن غیر حنفی کتابوں (مثلاً شافعی، مالکی، حنبلی یا غیر مقلدین کی کتب سے) احناف کے خلاف کوئی بات پیش نہ کی جا سکے گی کیونکہ مخالف کے بے دلیل الزامات کو سب لوگ حسد اور تعصب کا ثمرہ سمجھتے ہیں دیکھئے روافض کی کتابوں سے صحابہ کرامؓ کی تائید کے اقوال تو لئے جاتے ہیں لیکن ان کتابوں میں صحابہ کرامؓ کے خلاف جو کچھ ہے اس کو تعصب اور ضد پر مبنی

سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(۲۶) ہر غیر مقلد اپنی بات کو عین اللہ و رسول کی بات سمجھتا ہے، اس لئے جو اس کی بات نہ مانے وہ اس کو خدا اور رسول کا منکر کہتا ہے۔ اس لئے ہر ہر غیر مقلد کی ہر ہر بات اس کے مقابلہ میں پیش کی جا سکے گی۔ مگر اہلسنت والجماعت صرف قرآن پاک کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ اور باقی ہر کتاب جو انسان نے لکھی ہے اس میں غلطی کا احتمال مانتے ہیں لیکن ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ایک سے غلطی ہوئی تو دوسروں نے اس کو چلنے نہ دیا۔ جو غلطی چل نہ سکی وہ مذہب کی غلطی شمار نہ ہوگی، ہاں جو چل جائے گی اس کو غلطی کہا جائے گا۔ جیسے نماز میں امام قرأۃ میں غلطی کرتا تو ہے مگر لقمہ دینے والا اس غلطی کو چلنے نہیں دیتا۔ اس لئے اس نماز کو غلط نہیں کہا جاتا۔ تو اگر کسی سے غلطی ہوئی مگر دوسروں نے اس کی تردید کردی تو اس کو غلطی نہ سمجھا جائے گا۔

(۲۷) ہم احادیث میں متواتر، مشہور، اور خبر احاد کی درجہ بندی کے تو قائل ہیں کہ یہ اجماع سے ثابت ہے، کتابوں میں کسی درجہ بندی کے قائل نہیں کیونکہ وہ دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔

(۲۸) حضرت والا نے ایک صاحب کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا آپ نے اپنی کم علمی کی بناء پر یہ لکھا ہے کہ ہمارے پاس ہدایہ اور شامی ہیں جبکہ غیر مقلد عامی بھی کوئی نہ کوئی حدیث پڑھ دیتا ہے، ہدایہ اور شامی کی کتابیں ہیں، اللہ اور رسول نے ہمیں فقہاء ہی کے سپرد کیا ہے، اور منکر سے بچ کر معروف کی اشاعت و عمل کا حکم دیا ہے، تو یہاں صرف فقہ حنفی ہی درساً و عملاً معروف اور متواتر ہے۔ ہمیں اس کے مفتی بہا اور معمول بہا مسائل پر عمل کرنے پر فخر ہے، کہ اس عمل میں ہم اللہ و رسول کے حکم کو پورا کر رہے ہیں، اور عامی غیر مقلد جو حدیث سناتا ہے، وہ ایک حدیث سناتا ہے اور دوسری چھوڑتا ہے تو محض اپنے نفس کی تقلید سے۔ وہ جس کو صحیح کہتا ہے وہ بھی اپنے نفس امارہ کی تقلید سے۔ جس کو ضعیف کہتا ہے وہ بھی اپنے نفس امارہ کی تقلید سے۔ اللہ و رسول نے جس طرح فقہاء کی تقلید پر ہمیں لگایا ہے اسی طرح نفس امارہ کی تقلید سے منع بھی فرمایا ہے۔ عجیب بات ہے کہ آپ خدا اور رسول کے

نافرمان بننے والوں کو خدا اور رسول کے فرمانبرداروں سے اچھا سمجھتے ہیں تلک اذا قسمة ضیزی۔

(۲۹) ہم اہل سنت والجماعت تکبیر تحریمہ، تکبیر قنوت اور تکبیر عیدین میں رفع یدین کرتے ہیں، یہاں رفع یدین کرنے کے دلائل تو ہیں خواہ صراحتاً مرفوع ہوں یا حکماً مگر ان کے ترک اور منع پر نہ کوئی حدیث ہے نہ کوئی تعامل۔ پھر ان سب جگہوں میں رفع یدین کے ساتھ تکبیر بھی موجود ہے اس لئے یہ رفع یدین **اقم الصلوٰة لذکری** کے تحت بدنی اور زبانی عبادت کا مجموعہ ہے اور جس رفع یدین پر غیر مقلدین سے جھگڑا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ شریعت نے کوئی تکبیر مقرر نہیں کی نہ اور کوئی ذکر۔ اس لئے اس کو عبادت نہیں کہا جائے گا کیونکہ وہ آیت **واقم الصلوٰة لذکری** کے تحت داخل نہیں ہوگی۔ پھر وہاں یہ پوزیشن بھی نہیں کہ صرف رفع یدین کرنے کی حدیث ہو اور ترک پر نہ حدیث ہو اور نہ تعامل یعنی جہاں ہم رفع یدین کرتے ہیں وہ غیر متعارض ہے اور یہاں روایات رفع یدین کے ساتھ تعارض نصوص اور تعارض تعامل بھی سرسری نظر سے معلوم ہوتا ہے۔

(۳۰) اہل سنت والجماعت کے ہاں احادیث رفع یدین اور احادیث ترک رفع یدین میں حقیقی تعارض نہیں کیونکہ احادیث سے نفس ثبوت رفع یدین ہوتا ہے، وہ رفع یدین کے بقاء اور دوام اور نسخ سے خاموش ہیں ہاں قیاس کی گھٹیا ترین قسم استصحاب حال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے رفع یدین کی تو کرتے رہے ہوں گے، چونکہ دوام رفع یدین پر اس قیاس کے بغیر کوئی دلیل نہیں تو اب ترک رفع یدین کی احادیث اس قیاس کے خلاف ہوئیں نہ کہ احادیث ثبوت رفع یدین کے خلاف۔ اور اہل سنت والجماعت کا اصول ہے کہ جہاں قیاس اور سنت میں ٹکراؤ ہو جائے تو وہ قیاس کو چھوڑ کر سنت پر عمل کرتے ہیں چنانچہ ہم نے اس قیاس کو چھوڑ کر ترک رفع یدین کی احادیث پر عمل کر کیا تو غیر مقلدین اس مسئلہ میں متبع قیاس رہے اور ہم متبع حدیث وسنت...... ببیں تفاوت راہ کجاست تا بکجا۔

قیاس پر عمل کرنے اور احادیث ترک رفع یدین کے انکار کے باوجود غیر مقلدین نے جھوٹے پروپیگنڈا سے اپنے آپ کو اہل حدیث مشہور کر دیا۔ اور قیاس کو چھوڑ کر احادیث

پر عمل کرنے والوں کو اہل قیاس مشہور کر دیا۔ اور کچھ سادہ لوح، کم فہم لوگ ان کی چکنی چپڑی زخرف القول غرورا کے دھوکہ میں آ گئے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے یہ احادیث متواتر سے ثابت ہے (طحاوی) مگر امت کا تعامل جوتے اتار کر نماز پڑھنے پر ہے جبکہ جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی احادیث ہرگز سنداً متواتر نہیں مگر جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث کو اور جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی احادیث اور تعامل امت کو اہل سنت حقیقتاً متعارض نہیں مانتے اس لئے نہ تو کوئی یہ بحث اٹھاتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث زیادہ ہیں اور سنداً متواتر ہیں اس لئے جوتے اتار کر نماز پڑھنا احادیث متواتر کے خلاف ہے نہ کوئی یہ بحث اٹھاتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث بخاری و مسلم میں ہیں جبکہ جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی احادیث بخاری و مسلم میں نہیں ہیں۔ اہل سنت والجماعت یہی کہتے ہیں کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث میں نفس ثبوت ہے ان پر مواظبت اور دوام ثابت نہیں اور جوتے اتار کر نماز پڑھنے والی احادیث میں ثبوت کی نفی نہیں بلکہ دوام وبقاء کی نفی ہے۔ لیکن غیر مقلدین نے ان احادیث کا جھوٹا ترجمہ کر کے احادیث میں حقیقی تعارض بنایا جیسے کوئی جوتوں میں نماز پڑھنے والی حدیث کا ترجمہ یوں کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے زندگی بھر میں ایک نماز بھی جوتے اتار کر نہیں پڑھی، جو جوتے اتار کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز بخاری و مسلم کی متفق علیہ اور متواتر احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہرگز ہرگز نبی والی نماز نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ یہ اللہ کے نبی پر بالکل جھوٹ ہے اب جوتا اتار کر نماز پڑھنے والی احادیث اور اس جھوٹ میں حقیقی تعارض بن جائے گا۔ جس طرح یہ بات کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کہاں تک ہاتھ اٹھاتے تھے؟ اگر ان احادیث کا خلاصہ یہی لکھا جائے کہ حضرت کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے کبھی کانوں تک تو یہ دو الگ الگ زمانوں کا عمل ہوا جس میں حقیقی تعارض نہیں ہے لیکن اگر کوئی کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ کا ترجمہ یہ کرے کہ حضرت ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے تو ایک

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے دوسرے یہ جھوٹ کان یرفع یدیہ حذو اذنیہ کے خلاف بھی ہے اسی طرح رفع یدین کی ان احادیث کا خلاصہ اگر اتنا ہی بیان کیا جائے کہ حضرت کبھی رفع یدین کرتے تھے پھر چھوڑ دیا تو احادیث میں کوئی ٹکراؤ نہیں، ہاں جب یہ جھوٹ بولا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے حتیٰ کہ آخری نماز بھی رفع یدین کے ساتھ پڑھی تو ہماری پیش کردہ ترک رفع یدین کی احادیث، ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں رفع یدین کا نفس ثبوت ہے کہ یہ دو زمانوں کے دو الگ الگ عمل ہیں بلکہ یہ اس جھوٹ کے خلاف ہیں پس وہ متبع جھوٹ ہیں اور ہم متبع حدیث وسنت: اب جب انہوں نے یہ جھوٹ بولا، تو ہم نے کہا کہ اگر تم یہ جھوٹ چھوڑ دو تو تمہیں احادیث میں حقیقی تعارض نظر نہیں آئے گا مگر وہ نہ صرف یہ کہ اس جھوٹ پر جم گئے بلکہ آگے قدم بڑھا کر ان تمام احادیث کو جھوٹا کہنے پر تل گئے جو ان کے اس جھوٹ سے ٹکرا رہی تھیں۔

حدیث ابن مسعودؓ بھی نفس ثبوت رفع یدین کے خلاف نہیں ہاں غیر مقلدین کے دوام رفع یدین والے جھوٹ کی جڑ کاٹ رہی ہے جیسے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نبوت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے خلاف نہیں ہاں عیسائیوں کے اس جھوٹ کے خلاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

(۳۱) تقلید کا مادہ قلادہ ہے یہ قلادہ جب انسان کے گلے میں ہو تو ہار کہلاتا ہے اور حیوان کے گلے میں ہو تو پٹہ کہلاتا ہے، حدیث میں ہے استعارت من اسماء قلادۃ (بخاری ج۱/۴۸، مسلم ج۱/۱۶۰) حضرت عائشہؓ نے حضرت اسماءؓ سے ہار عاریۃً لیا۔ نیز فرمایا انسلت قلادۃ لی من عنقی فوقعت (مسند احمد ج۶/۲۷۲) میرا ہار میری گردن سے کھسکا گیا سو وہ گر گیا۔ امام بخاریؒ نے باب القلائد اور استعارۃ القلائد کے دو باب ہارون کے لئے قائم کئے ہیں (صفحہ ۸۷۳و۸۷۴)

(۳۲) تقلید مطلق واجب بالذات ہے جس کے دو فرد ہیں، شخصی، غیر شخصی، البتہ اختلاف احوال اور فساد زمان کی وجہ سے تقلید غیر شخصی اب حرام بالغیر ہے اور انتظام و سہولت

کی وجہ سے تقلید شخصی واجب بالغیر ہے، جس طرح مطلق تلاوت قرآن فرض ہے خواہ لغات سبعہ میں سے کسی لغت میں ہو مگر حالات بدلنے کی وجہ سے صحابہؓ نے بوجہ انتظام سہولت صرف لغت قریش پر تلاوت کو باقی رکھا اور باقی لغات کو ممنوع قرار دیدیا (ملخص فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۳) اس تقلید کا تعلق صرف مسائل اجتہادیہ سے ہے اس لئے یہ وجوب غیر مجتہد کے لئے ہے کہ وہ ایسے مجتہد کی تقلید کرے جس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی (اجماع) سے ثابت ہو اور اس کا مذہب اصولاً وفروعاً مدوّن ہو اور متواتر ہو اور مقلد کو بسہولت عمل میسر ہو سکے (التحریر وغیرہ کتب اصول) مسائل اجتہادیہ مسائل غیر منصوصہ یا متعارضہ یا محتملہ ہیں۔ یہ تقلید محمود ہے اور جو تقلید بلا دلیل یا خلاف دلیل ہو وہ تقلید مذموم ہے جو اس بحث سے خارج ہے۔

(۳۳) جو اس وقت کے بعض علماء نے کہا ہے کہ عوام کا علماء سے کتاب وسنت کا حکم پوچھ کر اس پر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع ہے یہ ایک نزاع لفظی ہے، جس کو وہ اتباع کہتے ہیں اس کا دوسرے علماء تقلید نام رکھتے ہیں، کیونکہ تقلید بے مطالبہ دلیل بات مان لینے کا نام ہے اور عامیوں کے عمل واتباع میں یہی امر وقوع میں آتا ہے عامی کو جو حکم کتاب وسنت کا علماء وقت سے معلوم ہوتا ہے اس کو وہ یوں ہی بے دلیل مان لیتا ہے جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے، کسی عامی کو اگر کوئی عالم یہ بھی کہہ دے یہ مسئلہ حدیث یا قرآن میں یوں آیا ہے تب بھی وہ اس کو بے دلیل تسلیم کر لیتا ہے، کیونکہ اس مسئلہ کی دلیل آیت یا حدیث کا علم اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی عالم اس کو آیت قرآن یا حدیث پڑھ کر سنا بھی دے یا طوطے کی طرح یاد کرا دے تب بھی وہ آیت وحدیث کے معنیٰ اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے میں اس عالم کا مقلد ہوگا، کیونکہ وہ کسی دلیل سے یہ نہیں جانتا کہ آیت یا حدیث کے وہ معنیٰ جو اس عالم نے اس کو بتائے ہیں کیوں کر صحیح ہیں؟ اور اس حدیث کی صحت کیونکر ثابت ہے؟ لہٰذا اس کی یہ تسلیم بلا دلیل ہے جو تقلید کہلاتی ہے۔ تقلید مجتہدین سے کوئی اس وقت دست کشی نہیں کر سکتا، عامی تو بواسطہ علماءِ وقت مجتہدین کی تقلید کر رہے ہیں علماء وقت کی طرف ان کا رجوع کرنا بعینہ ان مجتہدین کی طرف رجوع کرنا ہے جن کے مقلد وہ علماء ہیں فرق واسطہ اور بلا واسطہ کا

ہے۔ اب رہے علماء وقت اسو بہت سے مسائل فرعیہ وقواعد اصولیہ میں جن کے دلائل وہ نہیں جانتے مجتہدین فقہاء کے مقلد ہیں اور حدیث کی صحت وضعف مان لیتے ہیں تو ان کا مقلد ہونا ظاہر ہی ہے (اشاعۃ السنہ ج۱۱/۳۴۰) اجماع اور تقلید میں یہ فرق ابوعبداللہ خوارز منداد البصری المالکی سے ابن القیم نے نقل کیا ہے (اعلام الموقعین ج۲/۱۷۸) یہ شخص عقائد میں متکلمین اہل سنت کا سخت دشمن تھا۔ یہ ان سب کو ایسا بدعتی کہتا تھا کہ ان کا نکاح نہ شہادت نہ امامت بلکہ ان سے نفرت ضروری ہے (الدیباج المذھب/۲۶۸) اور مسائل فرعیہ میں وہ خود مالکی کہلاتا تھا (اعلام الموقعین) پھر اس فرق پر خود اس نے کوئی دلیل شرعی بیان نہیں کی۔ اصولیین اجماع اور تقلید کو ایک ہی کہتے ہیں۔ امام طحاوی، مغلطائی، ابن حجر عسقلانی، امام نووی، امام قرطبی، ابن تیمیہ، ابن القیم جیسے ائمہ اکابر نے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلایا ہے۔ (اشاعۃ السنہ ج۱۱/۳۴۰)

(۳۴) یہ ایک حقیقت ہے کہ کتب حدیث، کتب اسماء الرجال، کتب اصول فقہ، بعض مجتہدین نے اور اکثر مقلدین نے جمع فرمائیں پھر کتب فقہ میں قرآن، حدیث اصول وغیرہ سے استدلال بھی کیا، دیکھو ہدایہ، فتح القدیر، شرح نقایہ، اعلاء السنن وغیرہ، غیر مقلدین کی نہ اپنی حدیث کی کتاب نہ اسماء الرجال کی نہ اصول حدیث کی نہ اصول فقہ کی نہ مسائل کی کوئی جامع اور مسلم کتاب ان کی موجود ہے۔

(۳۵) لا مذہب غیر مقلدین کی مثال اس مریض کی ہے، جو ڈاکٹری پڑھے بغیر اپنے آپ کو ڈاکٹر سمجھے، اپنے مرض کی تشخیص بھی خود کرتے مثلاً مرض تبخیر ہو اور وہ آنکھ کی جلن تشخیص کرے، دوا خود تجویز کرے کسی قسم کی پرہیز نہ کرے اور اپنی بیماری کو مزید بگاڑے جب زیادہ پریشان ہو پھر اگر کسی ڈاکٹر کی طرف رجوع بھی کرلے تو اس کی تشخیص کو نہ مانے اس کی تجویز کو نہ مانے اسی ضد پر رہے کہ صرف آنکھ کی دوا دو، دوا بھی وہ جو میں کہوں اور کوئی پرہیز بھی میں نہیں کروں گا، جو ڈاکٹر کی تشخیص، تجویز، اور پرہیز کو مانے اس کو مشرک کہے کہ یہ ڈاکٹر کو شافی سمجھتا ہے میرا بھروسہ نہ ڈاکٹر کی تشخیص پر ہے نہ تجویز پر نہ پرہیز پر، محض اللہ پر

بھروسہ ہے اور بس۔ ڈاکٹر اگر اس کی بات نہ مانے تو اس کو خدا کا منکر اور خدا کا شریک کہے۔ بالکل اسی طرح اپنی اصل بیماری خودرائی، اعجاب کل ذی رای برایہ کا علاج نہیں کرواتے کبھی کوئی فرعی مسئلہ لیں گے اس پر فرمائشی دلیل مانگیں گے، جیسے کافر فرمائشی معجزات مانگتے تھے اگر نہ دکھایا جاتا تو یہ نہیں کہتے تھے کہ ہمارا فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا گیا بلکہ کہتے تھے کہ سرے سے کوئی معجزہ دکھایا ہی نہیں گیا۔ اسی طرح عقل کے اندھے غیر مقلد فرمائشی دلیل نہ دکھانے پر شور مچاتے ہیں کہ کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔

(۳۶) دین اسلام برحق ہے شرع لکم من الدین.......... بغیا بینھم ۴۲ الشوریٰ ۱۳۔۱۴۔ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھا جا، پارہ ۵/۴۸ المائدہ۔ ضروریات دین میں قطعیت ہے کوئی اختلاف نہیں، ان میں اختلاف کرنا مذموم بلکہ کفر جیسے شہر میں قبلہ کی سمت کا معلوم ہونا قطعی ہے سینکڑوں مساجد ہزاروں نمازی، لاکھوں بتانے والے یہاں کوئی شخص مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے یہ اختلاف بینہ کے بعد ہے جو قطعاً مردود ہے۔ آیات تفریق ۲:۲۱۳ x ۳:۱۹ x ۳:۱۰۳ x ۳:۱۰۵ x ۶:۱۵۴ x ۶:۱۶۰ x ۸:۴ x میں اصول دین میں تفریق مراد ہے۔ ان آیات کو اختلاف قراءۃ، اختلاف احادیث، اختلاف صحابہ، اختلاف ائمہ وغیرہ پر چسپاں کرنا یحرفون الکلم عن مواضعہ کا بدترین مظاہرہ ہے۔ ان اجتہادی اختلافات کی مثال تحری فی القبلہ کی ہے چار آدمیوں نے چاروں طرف نماز پڑھی تو چاروں کی نماز قبول یہ رحمت واسطہ ہے۔

(۳۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان دین میں واسطہ صرف امت کا ہے، نبی معصوم کا جو دین باجماع امت ہم تک پہنچا وہ معصوم واسطہ سے ہم تک پہنچا یہ ہمارے لئے حجت قاطعہ ہے اس میں تفرق واختلاف کی کوئی گنجائش نہیں، اس کی پہچان یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہو، اور جو اختلاف قراءۃ کی طرح ائمہ فقہاء سے اختلافی طور پر ہمیں پہنچا اس میں کسی نئے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے جہاں جو مسلک متواتر ہوگا اور وہاں معروف ہوگا اس پر عمل ہوگا۔ اجماع تو جی۔ ٹی روڈ ہے۔ مسالک لوکل روڈ ہیں۔ جو جی۔ ٹی روڈ سے

ل کر آخر حزل کمری تک جاتے اور پہنچاتے ہیں۔

منصوبلہ ومنکر: [illegible]

وھم لہ منکرون ۱۲:۵۸ قوم منکرون ۵۱:۲۵، ۲۶، ۲۲: جس طرح قرآن پاک میں اختلاف قراءۃ ہے مگر ہمارے علاقہ میں صرف قاری عاصم کوفی کی قراءۃ ہی تلاوۃً متواتر ہے سب اسی پر عامل ہیں باقی قرائتیں یہاں تلاوۃً معروف نہیں، اسی طرح ائمہ اربعہ میں سے یہاں صرف مذہب حنفی ہی عملاً معروف اور متواتر ہے اسی پر عمل لازم ہے اسی طرح اختلافی احادیث میں بھی خیر القرون سے لے کر آج تک یہی طریقہ ہے کہ جس حدیث پر اس علاقہ میں عمل متواتر ہو اسی پر عمل کیا جائے گا اس معروف عمل کے خلاف فتنہ انتشار شذوذ میں داخل ہے۔

(۲۸) <u>دین کے عقائد ومسائل تین قسم پر ہیں:</u>

قسم اول: دین کے عقائد ومسائل جو بلاشبہ سورج جیسے یقین کے ساتھ ہم تک پہنچے ان کو متواتر کہتے ہیں، اس تواتر کی چار قسمیں ہیں (۱) تواتر طبقہ اس میں عوام وخواص سب شامل ہوتے ہیں، جیسے تواتر قرآن۔ (۲) تواتر فقہاء یا تواتر تعامل یا توارث یا عملی تواتر جیسے نماز، رکعات نماز، السلام علیکم یا اہل القبور، توسل، دوا، علاج، تعویذات، میت کا غسل، کفن، دفن، تقلید وغیرہ۔ (۳) تواتر اسنادی یا تواتر محدثین جیسے من کذب علیّ الحدیث وغیرہ۔ (۴) تواتر قدر مشترک جیسے پہلی تکبیر کی رفع یدین، حیات مسیح، معراج، معجزات، کرامات، اعادۂ روح فی القبر، سوال وجواب قبر، سلام علی المیت، زیارت قبور اور حیات انبیاء وغیرہ۔

قسم دوم: جس میں صورۃً شبہ ہو یعنی قرن اول میں مشہور نہ ہو قرن ثانی وثالث میں شہرت ہوگئی ہو مثل چودہویں رات کے چاند کے ہیں کہ اگرچہ اول رات اختلاف ہو مگر چودہویں رات کے چاند کے لئے کسی گواہی کی ضرورت نہیں ہے، متواتر اور مشہورات کے لئے کسی اسنادی بحث کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ان میں اسنادی ابحاث چھیڑنا ان کو ظنی بنانا ہے۔

قسم سوم: وہ مسائل جن کے مسائل میں صورۃً ومعنیً شبہ ہے، جن کو اخبار

آحاد کہتے ہیں ان کی مثال پہلی رات کے چاند کی ہے ان میں سے جن احادیث کو پوری امت کی تلقی بالقبول نصیب ہو جائے ان پر عمل لازم اور سند کی تلاش و تفتیش کی کوئی ضرورت نہیں جیسے پوری دنیا میں ایک دن عید ہو جائے جیسے بیس تراویح وغیرہ اور اگر ساری امت کی تلقی بالقبول نہ ہو تو جس حدیث کو جس مجتہد نے قبول کر لیا وہ اس کے اور اس کے مقلدین کے نزدیک صحیح ہے وہ اس پر عمل کریں گے۔ دوسرے مجتہد کے نزدیک دوسری حدیث صحیح ہے تو اس پر اور اس کے مقلدین پر اسی پر عمل کرنا لازم ہے جیسے سعودیہ میں عید ہوتی ہے اور پاکستان میں روزہ حالانکہ رمضان میں عید حرام ہے اور عید کے دن روزہ یا تحری فی القبلہ میں جو خاص کعبہ کی سمت نماز پڑھ رہا ہے اس کی نماز بھی مقبول ہے جو کعبہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھ رہا ہے اس کی بھی مقبول ہے ایسے مسائل میں مجتہد اور اس کے مقلد کو کسی قسم کی پریشانی نہیں یہ عمل یقیناً مقبول ہے اور ایک اجر بھی یقینی ہے اور دوسرے اجر کی خدا کی رحمت سے امید ہے یہی طریقہ خیر القرون میں جاری تھا اور مذاہب اربعہ عموماً اور مذہب حنفی کی خصوصاً تدوین اسی طریقہ پر ہوئی یہی طریقہ اسلم اور فتنوں سے محفوظ ہے، ہمارے اجماعی مسائل متواتر من کل الوجوہ اور اختلافی مسائل علاقائی تواتر سے متواتر اور معروف ہیں ان پر عمل اور ان کی اشاعت، معروف کی اشاعت ہے، اور ان کو مٹانا معروف کو مٹا کر منکر کو رواج دینا ہے جو محض فتنہ ہے۔

ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت:

ثبوت کے اعتبار سے کچھ عقائد و اعمال ضروریات دین کے درجہ میں ثابت ہیں اس سے وہ عقائد مراد ہیں جو قرن اول یعنی عہد نبوت میں عوام وخواص میں مشہور ہو گئے ان میں سے کسی کے انکار یا باطل تاویل سے انسان دین سے ہی نکل جاتا ہے، اور کچھ عقائد و اعمال ضروریات اہل سنت والجماعت کے درجہ میں ہیں اس سے وہ عقائد و اعمال مراد ہیں جو قرن ثانی وثالث میں عوام وخواص میں مشہور ہو گئے جن کی آسان پہچان یہ ہے کہ ان پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہو جیسے پہلی تکبیر کی رفع یدین، حیات عیسیٰ، اکثر معجزات، کرامات، معراج،

اعادہ روح فی القبر، سوال و جواب، قبر، زیارت قبور، حیات انبیاء علیہم السلام فی القبور وغیرہ ان مسائل کو ضروریات اہل سنت کہتے ہیں ان مسائل کو اسی مفہوم کے مطابق ماننا جس طرح مانتے ہیں ان میں سے کسی کے انکار یا باطل تاویل کرنے سے انسان اہل سنت سے نکل کر اہل بدعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

(۳۹) علم اصول سارے کا سارا قیاس اور استنباط پر مبنی ہے ان میں جن اصولوں پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے وہ ہمارے نزدیک اس لئے حجت ہیں کہ ہم اجماع کو حجت ملزمہ مانتے ہیں اور جن میں اختلاف ہے ان اصولوں میں ہم حنفی اصولوں کے پابند ہیں جو ہمارے نزدیک حجت مطمئنہ ہیں غیر مقلدین نہ اجماع کو مانتے ہیں نہ قیاس کو ان کا فرض ہے ہر اصول قرآن یا حدیث سے دکھائیں۔

(۴۰) محدثین حدیث سند کو کہتے ہیں وہ حدیث صحیح اور حدیث ضعیف کہتے ہیں تو مراد سند ہوتی ہے سند کی صحت متن کی صحت کو مستلزم نہیں ،نہ ہی سند کا ضعف متن کے ضعف کو مستلزم ہے۔

(۴۱) عقائد کے لئے متواترات، احکام میں صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ، فضائل، ترغیب ترہیب اور تاریخ میں ضعاف بھی مقبول ہیں، کتاب، سنت، اجماع حجت ملزمہ ہیں، قیاس حجت کاشفہ مطمئنہ ہے مبشرات (خواب وکشوف وغیرہ) مویدات ہیں، جہاں کسی پر الزام حق ہو وہاں خبر واحد میں عدد اور عدالت دونوں ضروری ہیں جہاں من وجہ الزام ہو وہاں عدد یا عدالت میں سے ایک چیز کا ہونا ضروری ہے جہاں الزام نہ ہو وہاں نہ عدد ضروری ہے نہ عدالت۔

(۴۲) یہ بات نہ صرف ممکن بلکہ واقعہ ہے کہ ایک حدیث ایک علاقہ کے محدثین کے ہاں صحیح ہو دوسرے علاقہ کے محدثین اس کو ضعیف قرار دیں مثلاً تدلیس، ارسال، انقطاع، غلط حفظ، خیر القرون کی جہالت وغیرہ شوافع کے نزدیک بھی یہ جرحیں متابعات اور شواہد سے ختم ہو جاتی ہیں، اب ایک علاقہ میں اس روایت پر متواتر عمل ہے وہاں کے محدث نے اس سند میں بعض فنی باتیں بیان کر دیں اس علمی تواتر والے علاقہ میں صحتِ حدیث پر کوئی اثر

نہیں پڑے گا جیسا کہ سعودیہ کی عید کا پاکستان پر کوئی اثر نہیں۔

(۴۳) دین اسلام کا نام صراط مستقیم ہے اس میں جو مسائل اجماعی ہیں وہ چاروں اماموں نے لے لئے اور من کل الوجوہ متواتر رہے (جی۔ٹی روڈ) اور جس میں اختلاف تھا، ان میں سے جو پہلو جس امام کے ہاں متواتر تھا، اس نے اسی کو لے لیا اور یہ علاقی تواتر ہے (لوکل روٹ) مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے اور راستہ خود مقصود نہیں ہوتا، بلکہ کسی مقصد تک پہنچنے کے لئے بنایا جاتا ہے ہمارا مذہب حنفی اور منزل محمدی، صراط اور مذہب وہ راستہ ہے جو رات دن چلے، اس لئے جس طرح ہمارا قرآن تلاوۃً متواتر ہے ہمارا دین اعتقاداً متواتر ہے ہمارا مذہب عملاً متواتر ہے، جس طرح قرآن وہی ہے جو تلاوۃً متواتر ہے شاذ و منکر قرأتیں جو صرف کتابوں میں ہیں تلاوت میں نہیں وہ ہرگز قرآن نہیں سنت وہی ہے جو عملاً متواتر ہیں شاذ و متروک احادیث سنت ہرگز نہیں، اسی طرح مذہب حنفی وہی مسائل ہیں جو اعتقاداً اور عملاً متواتر ہیں شاذ و متروک مسائل ہرگز ہرگز مذہب حنفی نہیں ہیں **فافهم ولا تكن من الجاهلين**.

جس طرح عیسائی اور ہندو شاذ منکر قراءتوں کو بنیاد بنا کر قرآن کے خلاف وسوسے پھیلاتے ہیں، نام نہاد اہل قرآن شاذ و متروک احادیث کی بنا پر سنت متواترہ کے خلاف وسوسے پھیلاتے ہیں، اسی طرح نام نہاد اہل حدیث شاذ و متروک مسائل کی آڑ لے کر متواتر مذہب حنفی کے خلاف وسوسے پھیلاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر خناس سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذہب متواتر راستہ ہے مذاہب اربعہ سنت کے راستے ہیں جس طرح ملک کے راستوں کو توڑنے والا ملک کا دشمن ہے، اسی طرح مذاہب اربعہ سنت کے راستوں کو توڑنے والا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے، مذہب حنفی عمل متواتر مسائل کا نام، مذہب حنفی منزل محمدی، جو راستہ سے ہٹے پولیس اس کو آوارہ گرد کہتی ہیں ہم غیر مقلد کہتے ہیں۔

(۴۴) آج کے اہل قرآن کہتے ہیں صحابہؓ اہل قرآن تھے، ان کے زمانے میں صحاح ستہ کا نام و نشان نہ تھا، آج کل کے اہل حدیث کہتے ہیں صحابہؓ اہل حدیث تھے۔ اس زمانے میں ہدایہ وقدوری نہ تھی، نہ حنفی تھے نہ شافعی، یہ سب دھوکے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن جس کی چھ ہزار چھ سو اور کچھ آیات ہیں، یہ صحابہؓ ہی کی کوشش سے امت کو ملا، اس قرآن

میں آیات احکام ۵۰۰ ہیں قرآن ان سے ہی ملا مگر وہ اہل قرآن بمعنی منکرین حدیث ہرگز نہ تھے کہ ہزار ہا حدیثیں جن میں چار ہزار احکام کی احادیث ہیں انہوں نے ہی روایت فرمائیں، اس لئے ان کو منکرین حدیث نہیں کہا جاسکتا، اسی طرح ان کو اہل حدیث بمعنی منکرین فقہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ کتب حدیث مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الآثار، تہذیب الآثار وغیرہ میں صحابہ کرامؓ کے تقریباً ۱۸ ہزار فقہی فتاویٰ مذکور ہیں جن کے ساتھ نہ مفتی نے کوئی دلیل آیات یا حدیث بتلائی نہ مستفتی نے پوچھی انہوں نے بلا ذکر دلیل مسئلہ دے کر دعوت تقلید دی اور عوام نے بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کر کے تقلید کی اب چھ ہزار آیات قرآنی کی روایت کی وجہ سے ان کو قرآن کا ماننے والا کہا جائے، اور چار ہزار متون حدیث کی روایت کی وجہ سے ان کو حدیث کا ماننے والا کہا جائے اور اس سے تقریباً پانچ گنا فقہی فتاویٰ کی وجہ سے ان کو فقہ کو ماننے والا کیوں نہ کہا جائے، ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے قرآن یہی پہنچایا، مگر اس کا نام قاری عاصم کی قرأت بعد میں رکھا گیا، اسی طرح وہ احادیث بیان کر کے رواہ البخاری نہیں کہتے تھے اسی طرح وہ فقہی فتویٰ دیتے مگر اس کا نام فقہ حنفی بعد میں رکھا گیا، جس طرح قاری عاصم کی قرأت یقیناً صحابہؓ والا قرآن ہے بخاری والی حدیث یقیناً صحابہؓ والی حدیث ہے اسی طرح فقہ حنفی یقیناً صحابہؓ والی فقہ ہے، جس طرح ایک صحابیؓ بھی اہل قرآن بمعنی منکر سنت نہ تھا اسی طرح ایک صحابیؓ بھی اہل حدیث بمعنی منکر فقہ نہ تھا۔

(۴۵) اہل قرآن بمعنی حفاظ اور اہل حدیث بمعنی محدث یہ علمی طبقات کا نام تھا نہ کہ کسی مذہبی فرقے کا، جس طرح شیخ الحدیث علمی طبقہ کا نام ہے اس کی بیوی یا بیٹا اگر علم کے اس معیار پر نہیں تو وہ ہرگز شیخ الحدیث نہیں کہلاتے لیکن مذہبی فرقہ کا نام بلا امتیاز ہر عالم اور جاہل پر بولا جاتا ہے، عالم بھی سنی ہے جاہل بھی سنی ہے، جب ان دونوں بدعتی فرقوں کو کہا جاتا ہے کہ تم دور برطانیہ کی یادگار ہو تو ایک گروہ کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن وتر پڑھو اس لئے ہم اسی زمانہ کے ہیں دوسرا گروہ کہتا ہے امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں اول من صیرنی محدثاً فھو ابو حنیفة، کہ سب سے پہلے مجھے ابوحنیفہ

نے اہل حدیث بنایا ہے اس لئے ہم پرانے لوگ ہیں، ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرو کہ اہل قرآن کا معنی منکر حدیث ہے، اور امام صاحبؒ سے ثابت کرو کہ محدث کا معنی منکر فقہ ہے، یہ تو علمی طبقات تھے ان کے وجود کا انکار ہم نہیں کرتے۔

ہمارا مطالبہ:

انگریز کے دور سے پہلے ایک اَن پڑھ کو اہل قرآن یا اہل حدیث کہا گیا ہو، اس کا حوالہ درکار ہے فی حوالہ دو نہاریاں (مسلک اہل حدیث کے مطابق) انعام دی جائیں گی، جس طرح ربوہ کا لفظ یقیناً قرآن میں دو جگہ ہے اس سے قادیانیوں کا ربوہ مراد نہیں، اسی طرح اہل حدیث بمعنی محدث کا لفظ تو کتابوں میں ہے مگر اس لفظ سے یہ فرقہ ہرگز مراد نہیں۔

(۴۶) غیر مقلدوں کی حساب دانی:

اگر چاروں مذاہب حق ہیں تو ایک مذہب پر عمل کرنے میں چوتھائی دین پر عمل ہوگا اور تین چوتھائی دین ضائع ہوگا، قرآن پاک کی سات متواتر قرائتیں ہیں، تو ایک قرأت پر تلاوت کرنے سے پورے قرآن کا ثواب ملے گا یا ساتواں حصہ؟ یقیناً پورے قرآن کا ثواب ملے گا، اسی طرح ایک مذہب پر عمل کرنے سے پوری سنت پر عمل ہوگا۔

(۴۷) غیر مقلدوں کی اُردو دانی:

لامذہب پوچھا کرتے ہیں کہ تم حنفی ہو یا محمدی، ان جاہلوں کو اردو کے ایک لفظ ''یا'' کا بھی صحیح استعمال نہیں آیا اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کو سمجھ سکتے ہیں، یہ لفظ ایک جنس کے درمیان استعمال ہوتا ہے جیسے کوئی پوچھے تم پاکستانی ہو یا سعودی؟ دونوں ملکوں کا نام ہے یہ سوال صحیح ہے، تم پنجابی ہو یا سرحدی لیکن یہ سوال کہ تم سرحدی ہو یا پاکستانی جاہلانہ اور غیر مقلدانہ سوال ہے، آج منگل ہے یا بدھ، آج جنوری ہے یا فروری، یہ سوال صحیح ہے لیکن آج بدھ ہے یا فروری؟ یہ غلط ہے، تم محمدی ہو یا موسوی، تم حنفی ہو یا شافعی، یہ حدیث ترمذی کی ہے یا بخاری کی، یہ سوال صحیح ہے لیکن یوں کہنا کہ یہ حدیث بخاری کی ہے یا نبی کی. یہ غلط ہے، یہ قراءت عاصم کی ہے یا حمزہ کی، یہ صحیح ہے، یہ قرأت عاصم کی ہے یا نبی کی

،یہ غلط ہے،الغرض یا دونوں طرف نبی ہوں یا مجتہد یا قاری یا محدث یا ملک یا صوبے، پاکستانی، پنجابی، ملوکاڑوی تین نسبتیں ہیں لیکن ملوکاڑوی میں پنجابی بھی آ گیا اور پاکستانی بھی، اسی طرح ہندو مسلم، سنی بدعتی، حنفی شافعی، نسبتیں ہیں حنفی میں سنی بھی آ گیا اور مسلم بھی آ گیا، ہم ہندو کے مقابلے میں مسلم، بدعتی کے مقابلے میں سنی اور شافعی کے مقابلے میں حنفی ہیں۔

(۴۸) فرمایا: گمراہی کی پہلی سیڑھی علماء سے وحشت ہے جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کو علماء سے وحشت ہونے لگتی ہے اور علماء سے دور ہونا شروع ہو جاتا ہے اور علماء سے دور ہونا یہ پہلی منزل ہے اللہ والوں سے دوری کی اور اللہ والوں سے دور ہونا یہ پہلی منزل ہے گمراہی کی۔

(۴۹) علماء سے دور ہوتے ہوتے عقیدت بالکل ختم ہو جاتی ہے نفرت کرنا شروع کر دیتا ہے یہ خطرناک درجہ ہے پھر نفرت بڑھتے بڑھتے عداوت کی صورت اختیار کر لیتی ہے یہ انتہائی خطرناک ہے پھر اللہ والوں کے قریب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حتی کہ اس کو صحابہ کرامؓ، اور فقہاء صوفیاء سے عداوت ہو جاتی ہے، اس عداوت کے بعد اس کو صحابہؓ فقہاء، اور صوفیاء میں خامیاں نظر آتی ہیں خوبیاں نظر نہیں آتیں اس لئے یہ عداوت بڑھتی جاتی ہے پھر اللہ والوں کی یہ عداوت دین کی صورت اختیار کر لیتی ہے اسی کے بارے میں اللہ نے فرمایا کلا بل ران علی قلوبھم، ختم اللہ علی قلوبھم، یہ گمراہی کی آخری حد ہے۔

(۵۰) گمراہی سے واپسی میں پہلا قدم توبہ یعنی اللہ والوں کی طرف لوٹنا ان سے رجوع کرنا ہے دوسرا درجہ عقیدت یعنی بزرگوں کی عقیدت دل میں پیدا کرنا پھر جتنی عقیدت پختہ ہوتی جائے گی ہدایت پختہ ہوتی جائے گی۔

(۵۱) فرمایا نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ لوگوں کو فقہ پر لگایا جائے کیونکہ فقہ قرآن وحدیث کی تشریح ہے۔

(۵۲) فرمایا: اجماع تشریح قطعیہ ہے اور قیاس تشریح مظنونہ۔

(۵۳) فرمایا مجتہدین کا اختلاف رحمت واسعہ ہے کہ اگر اجتہاد درست ہوا تو دو اجر ملیں گے اگر غلط ہوا تو ایک اجر، بہر حال مجتہد اور اس کے مقلدین کے لئے ایک اجر یقینی ہے دوسرے کی امید ہے۔

(۵۴) حدیث جبرائیلؑ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا حدیث جبرائیل میں تین چیزیں ہیں، ایمان، اسلام، احسان۔ (۱) ایمان نام ہے عقائد کا کہ عقائد درست ہوں۔ (۲) اسلام نام ہے اعمال کا کہ عقائد درست ہونے کے ساتھ اعمال بھی درست ہوں، (۳) احسان سے مراد تصوف ہے یعنی ہر عمل میں اخلاص ہو فرمایا، احسان کا اعلیٰ درجہ مشاہدہ ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ، ادنیٰ درجہ مراقبہ فانہ یراک یعنی توجہ الی اللہ۔

(۵۵) فرمایا عام مومنین کو نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے جبکہ محسنین کو ۷۰۰ اور زیادہ کی امید ہے۔

(۵۶) فرمایا، دین نام ہے تعمیر الظاہر والباطن کا، کہ انسان کے ظاہری اعمال بھی درست ہوں اور باطن رذائل سے پاک ہو تعمیر ظاہر فقہ سے ہوتی ہے اور تعمیر باطن تصوف سے، فرمایا، اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنے سے پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ توجہ اسباب سے ہٹ کر مسبب الاسباب کی طرف ہو جاتی ہے، دوسرا فائدہ دنیا کی محبت ختم ہو کر ساری رغبت آخرت کی طرف ہو جاتی ہے۔

(۵۷) ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر، تو ہر شخص خود قرآن کو سمجھے اس میں تقلید کی کیا ضرورت، فرمایا قرآن پاک کی آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم الخ، کسی کی تقلید کے بغیر بتاؤ کیا صرف یہی چیزیں حرام ہیں باقی سب حلال ہیں، کتا گدھا وغیرہ، نیز فرمایا وعلی اللذین یطیقونہ کیا طاقتور آدمی بھی روزے کا فدیہ دے سکتا ہے اسی طرح اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ کیا ہر زمین پر چلنے والا نماز قصر کرے، نیز فرمایا حکم نماز قرآن میں ہے ذرا تفصیل نماز قرآن سے دکھاؤ بغیر کسی کی تقلید کے، حکم زکوٰۃ قرآن میں ہے ذرا تفصیل زکوٰۃ سمجھاؤ، فرمایا رسول بھی عربی قرآن عربی تو پھر ثم ان علینا بیانہ کی کیا ضرورت پڑی اس طرح وما یعقلھا الا العٰلمون۔

(۵۸) فرمایا جو کہتا ہے فالھمھا فجورھا وتقوٰھا کی وجہ سے ہر شخص کو الہام ہوتا ہے اور اس الہام کی وجہ سے ہر شخص نبی ہے تو اس کو نہ تقریر کا حق ہے نہ تحریر کا حق، کیونکہ وہ تقریر

تحریر کے ذریعے دوسروں کا حق چھین رہا ہے فرمایا، اسی طرح غیر مقلد جو تقلید شخصی کو شرک کہتا ہے، اس کو بھی نہ تقریر کا حق ہے نہ تحریر کا حق، کیونکہ اس کی تقریر و تحریر اس کی تحقیق شخصی ہے جو اس کے نزدیک شرک ہے۔

(۵۹) فرمایا، متکبرین کو قرآن سمجھ میں نہیں آتا، قرآن پاک درج ذیل آیات مشیر ہیں۔ ۷:۱۴۶/۱۴۷۔ ۶:۲۵/۲۶۔ ۲:۲۶/۲۷۔ ۴۰/۴۱۔

(۶۰) فرمایا نبی گنہگار کہنا اللہ کے علم پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے کہ معاذ اللہ خدا کو علم نہیں اس نے ایسے کو نبی بنا دیا۔

(۶۱) فرمایا مسائل کی تین قسمیں ہیں (۱) منصوص، ان میں ہم اہل سنت ہیں (۲) اجماع، ان میں ہم والجماعت ہیں (۳) اجتہادی، ان میں ہم حنفی ہیں۔

(۶۲) فرمایا، الحادوین کے ثابت شدہ مسائل کا انکار کرنا، جیسے حیاۃ النبی، عذاب قبر تقلید وغیرہ۔ بدعت: جو دین نہ ہو اس کو دین بنالینا۔

(۶۳) فرمایا ملحدین کے پاس شبہات ہیں بدعتیوں کے پاس شہوات ہیں۔

(۶۴) فرمایا آج ایک گمراہی کا سبب یہ ہے کہ لوگوں نے عقائد اور احوال میں فرق نہیں کیا، عقائد ہمارے اختیار میں ہیں احوال ہمارے اختیار میں نہیں البتہ اسباب احوال ہمارے اختیار میں ہیں، ہم عقائد کے مکلف ہیں احوال کے مکلف نہیں، احوال کو عقائد کا درجہ دیکر صاحب حال بزرگ کو مشرک کہنا غیر مقلدیت ہے، اور احوال کو اختیاری سمجھ کر صاحب حال بزرگ میں خدائی صفات کا عقیدہ رکھنا بریلویت ہے، اور عقائد و احوال میں فرق کرنا اور احوال کو محض عطاء الہی سمجھنا دیوبندیت ہے۔

(۶۵) فرمایا آج تصوف کا ذوق ختم ہو جانے کی وجہ سے بہت سارے عقائد اور بہت سارے مسائل کا سمجھنا مشکل ہو گیا ہے۔

(۶۶) فرمایا عجیب بات ہے، حافظ ابن حجر تو پوری بلوغ المرام لکھ کر مقلد رہا مگر آج ایک بے سمجھ بلوغ المرام کا ایک صفحہ پڑھ کر غیر مقلد بن جاتا ہے، ابن حجر تو پوری بخاری کی کئی جلدوں میں شرح لکھ کر مقلد ہی رہا، مگر آج ایک شخص بخاری کے چند صفحے پڑھ کر غیر

مقلد بن جاتا ہے، مشکوۃ والا خود پوری مشکوۃ لکھ کر مقلد ہی رہا لیکن آج ایک شخص مشکوۃ کی دو چار حدیثیں پڑھ کر غیر مقلد ہو جاتا ہے، علامہ عینی پوری بخاری کے حافظ تھے انہوں نے بخاری کی بڑی مبسوط شرح لکھی عمدۃ القاری مگر وہ اسی طرح حنفی رہے، ملا علی قاری جنہوں نے مشکوۃ شریف کی عربی میں گیارہ جلدوں میں شرح لکھی مگر وہ حنفی رہے اور آج ایک شخص مشکوۃ کی چند حدیثیں پڑھ کر غیر مقلد بن جاتا ہے، یہ حدیثوں کے حافظ اور شارحین یا وہ غلط تھے یا یہ غلط ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو یہ غلط ہوا اگر یہ صحیح ہیں تو وہ غلط ہم ان کو غلط نہیں کہتے وہ صحیح تھے یہ غلط ہیں۔

(۶۷) ایک دفعہ حضرت نے فرمایا حضرت لاہوریؒ نے فرمایا اہل حدیث بھی اہل توحید ہیں میں نے عرض کیا حضرت یہ لوگ تو کرامات کے منکر ہیں، حضرت لاہوریؒ نے فرمایا اگر یہ کرامت کے منکر ہیں پھر توحید کے بھی منکر ہیں، حضرت مولانا اوکاڑویؒ نے اس کی وضاحت کرتے ہیں فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اسباب کے پردہ میں ظاہر ہوتی ہے بعض دفعہ اس کے سمجھنے میں اسباب حجاب اور مانع بن جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی جو قدرت کرامات میں ظاہر ہوتی ہے اس میں نہ اسباب کا دخل ہوتا ہے نہ اس میں اسباب حجاب و مانع بن سکتے ہیں وہ قدرت براہ راست، بغیر اسباب کے بغیر واسطہ کے محض اور محض اللہ کی طرف سے کرامت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے پس جو کرامات کا انکار کرتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرتا ہے، وہ کرامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں مانتا بلکہ بزرگ کا اپنا تصرف اور اپنا فعل مانتا ہے جو عیسائی ذہن ہے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماننے کی بجائے ان کو عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا فعل سمجھا۔ ان کا ذہن بھی عیسائی بنا ہوا ہے یہ بھی کرامات کو بزرگ کا اپنا فعل سمجھتا ہے اور اگر وہ اپنے ذہن کو مسلمان بنا لے اور کرامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر سمجھ لے تو وہ کبھی انکار نہ کرے تو جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرتا ہے وہ کیسے موحد ہو سکتا ہے۔

علم الامثال میں مہارت:

غیر محسوس اور معقول چیز کو حسی مثالوں کے ذریعے محسوس و مشاہد بنا دینا اور

غیر واضح چیز کو امثلہ کے ذریعے واضح کر دینا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے، قرآن وحدیث میں اس کا وافر ذخیرہ موجود ہے اس فن میں مولانا رومیؒ، شیخ سعدیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد عمر پالنپوریؒ بہت شہرت رکھتے ہیں، مشکلات اور پیچیدہ مضامین کو آسان اور عام فہم تعبیر کے ذریعے حل کرنے میں اور امثلہ کے ذریعے غیر مانوس کو مانوس اور غیر محسوس کو محسوس بنانے میں مولانا اوکاڑوی مرحوم بے مثال تھے۔

ذیل میں حضرتؒ کے علم الامثال کا کچھ نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

با ادب اور بے ادب میں فرق:

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد پرندے کو بلایا وہ دیر سے آیا۔

سلیمانؑ:...... آنے میں دیر کیوں کی؟

ہدہد:......... دو پرندوں کے درمیان مناظرہ تھا اور میں ثالث تھا اس وجہ سے دیر ہو گئی!

سلیمانؑ...... پرندوں کے درمیان بھی مناظرے ہوتے ہیں؟

ہدہد......... جی ہاں وہ آپس میں مناظرے کرتے ہیں!

سلیمانؑ...... مناظرے کا موضوع کیا تھا!

ہدہد......... مناظرے کا موضوع یہ تھا کہ منہ افضل ہے یا دبر افضل ہے؟

سلیمانؑ...... بڑا عجیب موضوع ہے! اچھا دلائل کیا تھے۔

ہدہد......... پہلے پرندے نے کہا منہ افضل ہے کیونکہ اوپر ہے اور دبر نیچے ہے۔۔۔۔ دوسرے پرندے نے جواب دیا کہ منہ تکبر کرتا ہے دبر میں تواضع ہے اس لئے دبر افضل ہے۔۔۔ پہلے پرندے نے کہا! منہ تلاوت کرتا ہے، تسبیح کرتا ہے، اللہ کی حمد کرتا ہے اور دبر سے ہمیشہ نجاست نکلتی ہے اس لئے منہ افضل ہے۔۔۔ دوسرے پرندے نے کہا! دبر سے جو نجاست نکلتی ہے وہ تو ایک لوٹا پانی سے صاف ہو جاتی ہے لیکن کفر اور گستاخی کی نجاست جو منہ سے نکلتی ہے اس کو سات سمندر بھی پاک نہیں کر سکتے!

سلیمانؑ..... دلائل تو دونوں کے بڑے وزنی ہیں آپ نے کیا فیصلہ دیا؟

ہدہد......... میں نے فیصلہ یہ دیا ہے کہ جس کے منہ سے کفر اور گستاخی والی نجاست نکلتی ہے

اس کی دبر افضل ہے اور جس کے منہ سے یہ نجاست نہیں نکلتی اس کا منہ افضل ہے۔ غیر مقلد کے منہ سے فقہاء کی گستاخی والی نجاست نکلتی ہے اس لئے ان کی دبر افضل ہے اور حنفی کے منہ سے یہ نجاست نہیں نکلتی اس لئے ان کا منہ افضل ہے۔

مشاہدہ اور خبر میں فرق:

عربی میں محاورہ ہے لیس الخبر کالمعاینہ، خبر اور مشاہدہ برابر نہیں، صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پورے دین پر اور کتاب وسنت پر عمل کا مشاہدہ کیا ہے بعد والوں نے صرف سنا ہے لہٰذا بعد والوں کا علم صحابہؓ کے برابر نہیں ہوسکتا ہے، چار اماموں میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ تابعی ہیں باقی تینوں تبع تابعی ہیں، امام اعظم نے صحابہ کرامؓ کے عمل کا مشاہدہ کیا ہے، ان کی نمازوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے دوسرے ائمہ نے محض سنا ہے لہٰذا بعد والے ائمہ کا علم امام اعظم ابوحنیفہؒ کے برابر نہیں ہوسکتا، خبر اور مشاہدہ اس لئے برابر نہیں ہوسکتے کہ سنی ہوئی بات میں مفہوم ومعنی کے لحاظ سے مختلف احتمال نکل سکتے ہیں پھر اپنی رائے اور سمجھ کے مطابق ایک معنی کو ترجیح دیتا ہے جبکہ مشاہدہ میں مختلف احتمالات کی گنجائش نہیں ہوتی، مشاہدہ میں حسی طور پر ایک صورت متعین ہوتی، ایک معنی کو ترجیح دینے میں اجتہادی غلطی کا امکان ہے مگر مشاہدہ میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا، ہمارے امام نے صحابہ کرام کی نماز کا مشاہدہ کیا ہے باقی تینوں ائمہ نے سنا ہے۔ ہمارے امام اعظم کی تحقیق کی بنیاد مشاہدہ ہے باقی تینوں ائمہ کی تحقیق کی بنیاد محض سماع اور خبر ہے:.......

حضرتؒ نے اس بات کو مثال سے واضح کرتے ہوئے فرمایا چار آدمی سفر کررہے تھے، ان میں سے ایک مولوی صاحب تھے، دوسرا سبزی فروش، تیسرا قصائی چوتھا پہلوان، تیتر کے بولنے کی آواز آئی تو مولوی صاحب کہنے لگے یہ کہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت، سبحان تیری قدرت........ سبزی فروش نے کہا مولوی صاحب آپ کے دل ودماغ میں اللہ، اللہ اور سبحان اللہ رچا ہوا ہے اس لئے آپ کو سبحان تیری قدرت سمجھ آرہا ہے۔ آپ ذرا غور کریں وہ صاف کہہ رہا ہے آلو، میتھی، ادرک۔ آلو، میتھی، ادرک۔...... قصائی نے کہا آپ چونکہ ہروقت سبزی کے خیال میں رہتے ہیں اس لئے آپ کو آلو میتھی، ادرک سمجھ آرہا ہے۔ آپ

ذرا توجہ کریں وہ صاف کہہ رہا ہے بیری، کمر لوڑے کج رکھ، بیری، کمر لوڑے کج رکھ...... پہلوان نے کہا آپ بھی چونکہ سارا دن گوشت بیچتے ہیں اس لئے آپ کو بیری، کمر لوڑے کج رکھ سمجھ آ رہا ہے ورنہ وہ صاف کہہ رہا ہے کھا گھی کر کثرت، کھا گھی کر کثرت ......اب دیکھئے ان چاروں آدمیوں نے تیتر کی آواز سنی تو ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کا معنی بتایا ہے۔بس یہی فرق ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور دوسرے ائمہ کے درمیان کہ دوسرے ائمہ محض سن کر اپنے اپنے فہم کے مطابق حدیث کا مفہوم سمجھ کر مسئلہ بتاتے ہیں، ہمارے امام اعظم صحابہ کرامؓ کو دیکھ کر اپنے مشاہدہ کے مطابق مسئلہ بتاتے ہیں۔

بات ایک ہے، انداز تین:

خبر اور مشاہدہ کے درمیان فرق سمجھاتے ہوئے ایک مرتبہ بڑا عجیب انداز اختیار کیا: حضرت نے بات کرتے کرتے اچانک مجمع کی پچھلی جانب دیکھ کر غصہ کے لہجہ میں فرمایا۔ کیا بات ہے؟ سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پھر آپ نے دوسری طرف منہ کر کے استفسار کے انداز میں ذرا نرم لہجہ میں فرمایا۔ کیا بات ہے؟ پھر اور بھی لہجہ نرم کر کے داد و تحسین اور تعریف کے انداز میں فرمایا۔ کیا بات ہے؟۔ دیکھئے میں نے ایک جملہ تین دفعہ بولا ہے جملہ ایک ہے لیکن تینوں جگہ اس کا مفہوم جدا ہے میں نے غصہ کے لہجہ میں کہا تو آپ سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ شاید پیچھے کسی نے شرارت کی ہے اس کو تنبیہ کرنا مقصود ہے، وہی جملہ میں نے ذرا نرم لہجہ میں کہا اور بات پوچھنے کے انداز میں تو آپ نے یہ سمجھا کہ کسی سے کوئی بات پوچھ رہا ہے، پھر میں نے وہی جملہ ذرا اور بھی نرم لہجہ میں بولا اور تعجب کے انداز میں تو اس سے مقصود تعریف اور تحسین ہے: ان تینوں صورتوں میں جملہ نہیں بدلا، انداز بدلا ہے اور انداز کے بدلنے سے مفہوم بدل گیا ہے۔ اب اس جملے کا صحیح مفہوم وہی سمجھ سکتا ہے جس نے انداز دیکھا ہے ہمارے امام اعظم نے صحابہ کرام کی نماز کا انداز دیکھا ہے دوسرے ائمہ نے صرف سنا ہے۔

غیر مقلدین کا اپنا کوئی مذہب نہیں:

حضرت نے فرمایا انگریز کے دور سے پہلے کی کوئی کتاب دیکھ لیں یا وہ مجتہد کی لکھی

ہوئی ہوگی یا مقلد کی۔ کسی غیر مقلد کا لکھا ہوا بھی جماعت کا ایک قاعدہ بھی نہیں ملتا۔ انہوں نے ادھر ادھر سے دوسروں کے مسائل ودلائل چرا کر اپنا الگ مذہب بنالیا ہے۔ کچھ باتیں انہوں نے شافعیوں سے لیں، کچھ حنفیوں سے لیں، کچھ مالکیوں سے، اور کچھ حنبلیوں سے اور اس کا نام رکھ دیا مذہب اہل حدیث۔ اور وہ بھی ملکہ وکٹوریہ کے دور میں بنا اس سے پہلے انکے الگ مذہب کا کہیں نشان نہیں ملتا۔ اس کی مثال دیتے ہوئے فرمایا، ایک جگہ شادی ہو رہی تھی، بارات پہنچی ہوئی ہے، بینڈ باجے بج رہے ہیں ایک میراثی کا دل چاہا کہ میں بھی شادی میں شرکت کروں، اور بارات میں شامل ہو جاؤں لیکن اس نے سوچا کہ بارات میں کوئی جاتا ہے ماموں بن کر، کوئی چچا بن کر، کوئی بھائی بن کر، کوئی دوست بن کر میری ان کے ساتھ نہ رشتہ داری ہے نہ دوستی ہیں کیسے ان میں شامل ہو سکتا ہوں؟ آخر اس کو ترکیب سمجھ آئی۔ ایک ڈھڈا لیا اور جہاں باجے والے تھے ان میں جا گھسا اور ڈھڈا منہ کے ساتھ لگا کر خوب رگیں پھلا کر زور لگا رہا ہے، ایک آدمی نے اس کو پہچان لیا اور اس کی چال کو بھی جان لیا، جب کھانے کا وقت آیا تو اس نے ہر ساز والے کو کہا کہ پہلے اپنا ساز بجا پھر اندر جا، باقی سب ساز بجاتے گئے اور اندر گذرتے گئے جب اس میراثی کی باری آئی تو وہ چپ کھڑا ہے اس آدمی نے کہا بھائی تو بھی اپنی بانسری بجا اور اندر جا وہ کہنے لگا میری بانسری ایسی ہے جو سب کے درمیان بجتی ہے اکیلے نہیں بجتی، غیر مقلدین کا مذہب بھی باقی مذاہب کے درمیان چلتا ہے الگ نہیں چلتا۔ کوئی ان کا الگ مذہب ہو تو الگ چلتا نظر آئے۔

غیر مقلدیت تمام باطل فرقوں کی ماں ہے:

حضرت نے فرمایا تمام باطل فرقوں کی ماں غیر مقلدیت ہے۔ ہر باطل پرست پہلے تقلید چھوڑتا ہے پھر گمراہ ہوتا ہے اگر تقلید نہ چھوڑے تو کبھی گمراہ نہ ہو، پس جیسے شراب ام الخبائث ہے غیر مقلدیت ام الفتن ہے: اس کی مثال یوں بیان فرمائی ایک آدمی کی ماں بدکارہ تھی اس کے دروازے پر یاروں کی قطار لگی رہتی، بیٹے کو غیرت آئی اس نے بہت پیچ و تاب کھائے، بہت سوچ و بچار کیا آخر اس کو ایک ہی حل سمجھ آیا کہ ماں کو قتل کر دے، چنانچہ اس نے ماں کو قتل کر دیا، کسی نے کہا اللہ کے بندے تو نے ماں کو کیوں قتل کیا؟ اس نے کہا

پہلے میرا پروگرام یہی تھا پھر میں نے سوچا کہ اس کے ایک یار کو قتل کروں گا یہ کسی اور کو یار بنالے گی، میں اس کو قتل کروں گا وہ کسی اور کو بنالے گی میں کب تک اس کے یاروں کو قتل کرونگا اس لئے میں نے ماں کو ہی قتل کر دیا نہ یہ رہیگی نہ یار بنائیگی۔ اس طرح غیر مقلدیت تمام فرقوں کی ماں ہے اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو باطل فرقے پیدا ہونا بند ہو جائیں گے، باطل فرقوں کی پیدائش اور افزائش رک جائے گی۔

خود ساختہ اہل حدیث اور تقلیدی شرک:

گزشتہ سال جامعہ حفصہ بنت عمر بن الخطاب خیاباں سرور کالونی ڈیرہ غازیخان میں حضرت والا کے ساتھ میرا بھی پروگرام تھا، ملتان سے ڈیرہ تک آمد و رفت حضرت کے ہمراہ ہوئی، جلسہ میں پہلے میری تقریر ہوئی عنوان تھا" خود ساختہ اہل حدیث اپنے فتویٰ کی روشنی میں مشرک ہیں" انکا فتویٰ ہے کہ تقلید شرک ہے، مقلد مشرک ہیں، میں نے یہ فتویٰ با حوالہ سنا کر دلائل دیئے کہ خود ساختہ اہل حدیث سب سے زیادہ تقلید کرتے ہیں اس لئے وہ مشرک اعظم ہیں، تاریخ قرآن کے حوالہ سے میرے دلائل جاری تھے کہ حضرت والا سٹیج پر تشریف لے آئے۔ میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر کر رہا تھا لیکن حضرت کی آمد کے بعد کرسی پر بیٹھنے کی ہمت نہ ہوئی، کھڑے ہو کر حضرت کے حکم پر چند جملے مزید کہے پھر تقریر ختم کر دی۔ حضرت مرحوم نے میری حوصلہ افزائی کی خاطر اسی موضوع کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا، قرآن میں غیر مقلدین جو زبر، زیر، پیش، شد، مد، پڑھتے ہیں ان کو اس کی دلیل معلوم نہیں ہوتی پس یہ سارا قرآن دلائل معلوم کئے بغیر پڑھتے ہیں، اور تقلید بھی یہی ہے کہ بغیر مطالبہ دلیل کے غیر کی بات کو تسلیم کر لینا اس لئے غیر مقلد جب قرآن پڑھتا ہے تو ہر زبر پر، ہر زیر پر، ہر پیش پر، ہر شد پر، ہر مد پر، ہر وقف پر، ایک ایک شرک کرتا ہے اور جب وہ قرآن ختم کرتا ہے تو قرآن میں جتنے زبر، زیر، پیش، شد، مد، وقف ہیں اس نے اتنے شرک کئے اور قرآن ختم کر کے وہ شرک کے اندھے کنویں میں اتنا ڈوب چکا ہوتا ہے کہ پتہ نہیں فرشتوں کو ملتا بھی ہے یا نہیں، پھر مثال دی، پوتی کا بیٹا کنویں میں گر گیا اس نے باپ کو آواز دی ابا جی، ابا جی میں کنویں میں گر گیا ہوں، پوتی نے جواب دیا بیٹا جہاں بھی ہو اللہ خیر سے رکھے۔

فرشتے بھی غیر مقلدین کو بھی کہہ دیں گے کہ اب اسی شرک کے کنویں میں پڑے رہو۔

اہل حدیث یا منکر حدیث:

حضرت نے فرمایا در حقیقت غیر مقلدین اہل حدیث نہیں منکر حدیث ہیں کیونکہ مسند امام اعظم، کتاب الحجہ، کتاب الآثار امام محمد، کتاب الآثار امام ابو یوسف، موطا امام محمد، طحاوی شریف، عقود الجواہر المنیفہ، زجاجۃ المصابیح جو حدیث پاک کی نہایت معتبر کتب ہیں ان کے سامنے پیش کرو فوراً انکار کر دیں گے صرف اس لئے کہ ان کتب کے مولفین حنفی ہیں، اسی طرح احناف کی تائید میں صحیح حدیث ہو تو اس کو ضعیف کہہ کر انکار کر دیں گے اور احناف کے خلاف ضعیف حدیث ہو تو اس کو قبول کر لیں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے، اگر ان کے دل میں حدیث کی محبت ہوتی تو وہ ان کتب حدیث کو بھی مانتے جو احناف کی لکھی ہوئی ہیں اور صحاح ستہ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں، وہ ان حدیثوں کو بھی مانتے جو احناف کے دلائل ہیں۔ ان کا باوا آدم ہی نرالا ہے ان کا حدیث کو قبول کرنے یا رد کرنے کا معیار حدیث کا صحیح وضعیف ہونا نہیں بلکہ ان کا معیار فقہ حنفی کا بغض وعداوت فقہ حنفی کے خلاف ضعیف بلکہ موضوع حدیث بھی ان کے ہاں مقبول ہے اور فقہ حنفی کی تائید میں صحیح حدیث بھی مردود ہے:

ایک پیر کے دو مرید اس کو دبا رہے تھے، ایک مرید ایک ٹانگ کو دبا رہا ہے دوسرا مرید دوسری ٹانگ کو۔ دباتے دباتے پہلے مرید کا ہاتھ دوسرے مرید کی ٹانگ کو لگ گیا، دوسرے مرید کو غصہ لگا اس نے پہلے کی ٹانگ پر مکہ مار دیا۔ اس نے ڈنڈا اٹھایا دوسرے کی ٹانگ پر زور سے مارا۔ وہ اٹھا اور کلہاڑی اٹھا کر لے آیا کہ میں تیری ٹانگ کاٹتا ہوں، پیر صاحب نے شور مچا دیا کہ یہ میری ٹانگ ہے، اس نے کہا نہیں جی یہ شریک کی ٹانگ ہے میں کاٹوں گا اور ضرور کاٹوں گا، یہی حالت غیر مقلدین کی ہے، کتاب حدیث کی ہو لیکن لکھنے والا حنفی ہو تو وہ انکار کر دیں گے، حدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو مگر دلیل بن رہی ہو حنفیوں کی تو اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیں گے، کیونکہ وہ شریک کی کتاب ہے اور شریک کی حدیث ہے۔

فقہ دشمنی:

غیر مقلدین کبھی کسی یہودی، عیسائی، مرزائی کو اسلام کی دعوت نہیں دیں گے لیکن

اگر کوئی کافر مسلمان ہو اور حنفی بن جائے تو اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اس کو پریشان کر دیں گے گویا ان کو یہودیت، عیسائیت، قادیانیت برداشت ہے حنفیت برداشت نہیں حتی کہ اگر وہ نو مسلم ان کے پریشان کرنے کی وجہ سے دوبارہ مرتد ہو جائے تو یہ بھی برداشت ہے مگر اس کا حنفی رہنا برداشت نہیں۔

کبھی کسی بے نمازی کو نماز کی دعوت نہیں دیں گے لیکن اگر تبلیغی جماعت کی محنت سے کوئی بے نمازی، نمازی بن جائے تو اس کے پیچھے پڑ جائیں گے، تیری نماز نہیں ہوتی غیر مقلد علماء کسی حنفی سے فقہ حنفی چھڑانے کے لئے اور اپنے غیر مقلدین کو فقہ حنفی سے دور رکھنے کے لئے ساری ::: بیتیں خرچ کرتے ہیں حتی کہ اس مقصد کے لئے جھوٹ بولنا پڑے تو پرواہ نہیں، صحیح حدیث کا انکار کرنا پڑے تو کوئی خوف نہیں، نبی پاک کے نام پر جھوٹی حدیث بنانی پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں۔ غیر مقلد مولوی جھوٹ بولتے ہیں اور باقی غیر مقلدین خوش ہوتے ہیں، اس پر حضرت نے ایک واقعہ سنایا۔ ایک چوہدریوں کا گاؤں تھا، اس میں کئی چوہدری رہتے تھے۔ کسی کا نام چوہدری موسیٰ، کسی کا نام چوہدری عیسیٰ، کسی کا نام چوہدری ابراہیم تھا، ایک کا نام چوہدری لٹھیا۔ ان کے مولوی صاحب نماز پڑھاتے تو کبھی موسیٰ کا نام آ جاتا، کبھی عیسیٰ کا، کبھی ابراہیم کا، کبھی سب کا نام اکٹھا آ جاتا اور وہ بڑے خوش۔ لیکن چوہدری لٹھیا کا نام کبھی نہیں آیا تھا اس لئے وہ ناراض۔ آخر اس نے ناراض ہو کر گندم، کپاس، گڑ، شکر، عیدیں بند کر دیں، کچھ دن تو مولوی صاحب نے نقصان برداشت کیا، ایک دن سوچنے لگا کہ آخر میں کب تک یہ نقصان برداشت کروں گا، وہ چوہدری لٹھیا کے پاس گیا، معافی مانگی اور کہا چوہدری صاحب آج آپ کا نام قرآن میں آئے گا چوہدری صاحب بھی خوشی خوشی اگلی صف میں کھڑا ہو گیا، اور جب مولوی صاحب نے پڑھا صحف ابراہیم وموسیٰ ولٹھیا۔ تو چوہدری صاحب خوش ہو گیا۔ نماز توڑ کر اچھلتا ہوا مولوی صاحب کے پاس پہنچا اس کو تھپکی دی اور کہا میں آئندہ آپ کو دو بوری گندم دوں گا، کپاس بھی دو گنی دوں گا اور پچھلی کپاس جو بنتی ہے وہ بھی دوں گا۔

غیر مقلد مولویوں اور پروفیسروں کا مقصد ہے فقہ دشمنی، وہ اس کی خاطر فقہ حنفی پر

جھوٹ بولتے ہیں، نبی پاک کے نام پر جھوٹی حدیثیں بناتے ہیں اور صحیح حدیثوں کو ضعیف کہنے کا جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ اور غیر مقلدین عوام چوہدری نمبا کی طرح جھوٹ سن کر خوش ہوتے ہیں اور اس کو شاباش دیتے ہیں۔

غیر مقلدین کی ضد! الامان:

غیر مقلد انتہائی ضدی ہوتے ہیں وہ کبھی اپنی غلطی نہیں مانتے: وہ ساری دنیا کو اور دنیا بھر کے داناؤں کو یعنی فقہاء کو غلط کہیں گے مگر اپنی غلطی ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ اس پر حضرتؒ نے تین عورتوں کا قصہ سنایا۔ تین عورتوں کو ان کے مردوں نے گھر سے نکال دیا۔ وہ تینوں ایک جگہ اکٹھی ہو گئیں اور ایک دوسرے کا حال سننے سنانے لگیں، ان میں سے ایک عورت نے کہا میرا خاوند بڑا ظالم ہے، میں بالکل بے قصور ہوں اس نے مجھے ویسے ہی گھر سے نکال دیا، حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ وہ آٹھ آنے کی ہنڈیا بازار سے لایا، ہمارے کتے نے اس میں اپنا سر پھنسالیا، میں نے ہنڈیا بچانے کے لئے کتے کو ڈنڈے سے مارا وہ مر گیا۔ اس ظالم نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ اس نے اپنے مرے ہوئے کتے کو دیکھا لیکن یہ نہ دیکھا کہ میں نے اس کی آٹھ آنے کی ہنڈیا بھی بچائی ہے:۔۔۔۔ دوسری کہنے لگی تیرا تو پھر بھی کچھ نہ کچھ قصور ہے کہ تو نے اس بے چارے کا کتا مار دیا ہے میں تو بالکل ہی بے قصور ہوں پھر بھی اس ظالم نے مجھے گھر سے نکال دیا، اس نے کہا آخر اس کی کوئی وجہ تو ہوگی، بات صرف اتنی سی ہے کہ ایک دن ہمارے گھر مہمان آئے میرے خاوند نے مجھے کہا سویاں پکاوے میں نے پکانی شروع کیں اور بچے نے رونا شروع کر دیا، میں نے جلدی کی تو اس جلدی میں بجائے سویاں کے میں نے کڑاہی میں رسیاں ڈال دیں اور کہا کہ پلیٹ میں ڈال کر مہمان کے آگے رکھیں تو وہ رسیاں تھیں، اس نے اس میں اپنی بے عزتی سمجھی اور مجھے گھر سے نکال دیا، حالانکہ میں نے تو اس کے بچے کی وجہ سے جلدی کی تھی،۔۔۔۔ تیسری کہنے لگی دیکھنا! تیرا تو پھر بھی قصور بنتا ہے کہ تو نے مہمانوں کے سامنے اس کی بے عزتی کی ہے، میرا تو کوئی بھی قصور نہیں تھا پھر بھی اس ظالم نے مجھے گھر سے نکال دیا، اس نے پوچھا آخر بات کیا ہوئی اس نے کہا کچھ نہیں بات صرف اتنی تھی کہ ہماری بیٹی کی بارات آئی ہوئی تھی

میرے خاوند نے مجھے اپنے کپڑے اتار کر دیے کہ یہ دھوئے میں نہر پر دھونے گئی گرمی کا موسم تھا میں کپڑے اتار کر نہر میں نہانے لگ گئی ہمارا اونٹ بھی وہیں نہر میں بیٹھا ہوا تھا، نہاتے نہاتے میرے دل میں خیال آیا کہ آج اونٹ پر سوار ہو کر دیکھوں، میں اس پر بیٹھ گئی وہ کھڑا ہو گیا، اور جہاں بارات تھی وہاں آ کر بیٹھ گیا، اس کو اس نے اپنی بے عزتی سمجھی اور مجھے گھر سے نکال دیا حالانکہ میرے آگے اونٹ کی کوہان تھی اور پیچھے میں نے ہاتھ رکھا ہوا تھا، ان عورتوں کی طرح غیر مقلد فقہ پر اعتراض کریں گے، امام ابوحنیفہ" کو غلط کہیں گے فقہاء کا قصور بنائیں گے، اپنی غلطی کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔

غیر مقلدین کی کج فہمی:

لوگ عید کا چاند دیکھ رہے تھے ادھر ایک عورت اپنے بچے کو پاخانہ کرا رہی تھی جب چاند نظر آیا تو لوگوں نے شور مچایا کہ چاند نظر آ گیا یہ بھی جلدی میں اٹھی اور چاند کو دیکھا وہ بہت باریک تھا اس نے تعجب کیا اور عورتوں کی عادت کے موافق انگلی بھی ناک پر رکھی انگلی پر لگا ہوا تھا پاخانہ تو کہنے لگی عید کا چاند تو نظر آ گیا ہے لیکن ہے بدبودار، حالانکہ چاند بدبودار نہیں اس کی اپنی انگلی پر پاخانہ لگا ہوا تھا، غیر مقلدین کی حالت بھی ایسے ہی ہے قصور اپنے فہم کا اعتراض کرتے ہیں فقہ و فقہاء پر۔

فقہ اور قرآن کے اوقاف ضروری ہیں:

میں کراچی گیا ہوا تھا وہاں ایک مسجد میں قرآن دیکھا جس میں وقف کے نشان نہ تھے، غیر مقلدین نے یہ قرآن چھاپا تھا، اور اس کے شروع میں لکھا تھا، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن میں وقف لگے ہوئے نہ تھے اس لئے ہم نے سنت نبویہ کے مطابق یہ قرآن بغیر اوقاف کے شائع کیا ہے، حالانکہ قرآن میں اوقاف کی پہچان بہت ضروری چیز ہے اس کے بدلنے سے معنی بدل جاتا ہے اس کو ایک مثال سے سمجھیں اگر یوں کہا جائے روکو۔۔۔۔ مت جانے دو، یہ کھو روکو پر وقف کیا تو مطلب یہ بن گیا، کہ اس کو روک

لوآ گے نہ جانے دو اور اگر یوں کہا جائے کہ رو کومت۔۔۔ جانے دو، یعنی وقف کیا جائے رو کومت پر تو اب مطلب اس کے الٹ ہو گیا کہ اس کو جانے دو رو کو نہیں، وقف کے بدلنے سے کتنا معنی بدل گیا، اس لئے وقف کی پہچان بہت ضروری اور اہم ہے اگر چہ وقف رسول اللہ کے زمانے میں نہیں لگائے گئے تھے لیکن وہ بھی اوقاف کا لحاظ رکھ کر تلاوت کرتے تھے، صرف عام مسلمانوں کی آسانی کے لئے بعد میں قرآن پر اوقاف لگا دیے گئے، سب ان اوقاف کے مطابق قرآن پڑھتے ہیں، جس کی دلیل خود غیر مقلدین کو بھی معلوم نہیں ہوتی، اس میں وہ تقلید کرتے ہیں اگر تقلید شرک ہے تو یہ قرآن کی تلاوت میں جتنے وقف کرتے ہیں اتنے شرک کرتے ہیں، یہ بھی پتہ چلا کہ جیسے اوقاف قرآن اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھے لیکن تلاوت کے وقف بھی کرتے تھے اور صحیح وقف کرتے تھے، بعد میں عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے قرآن پر اوقاف لگا دیے گئے تا کہ غلط وقف کرنے کی وجہ سے معنی بدل نہ جائے، اب ان کئے ہوئے اوقاف کے بغیر تلاوت ممکن نہیں، اسی طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فقہ لکھی نہیں گئی تھی لیکن نماز، روزہ فقہ کے مطابق ادا کیا جاتا تھا، بعد میں مجتہد لوگوں کی سہولت کی خاطر فقہ مدوّن کر دی گئی، پس جیسے اب اوقاف کے بغیر تلاوت قرآن ممکن نہیں اسی طرح فقہ کے بغیر کتاب وسنت پر عمل اور اللہ ورسول کی اطاعت ممکن نہیں۔

تین نوٹ: اصلی...... نقلی...... منسوخ:

اہل سنت کی مثال اصلی نوٹ کی ہے۔۔۔ اہل بدعت کی مثال عید والے نقلی نوٹ کی ہے۔ غیر مقلدین کی مثال منسوخ نوٹ کی ہے۔